13-A

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

جمعۃ المبارک' 29۔ جنوری 1999ء

(یوم الجمع' 10۔ شوال المکرم 1419ھ)

جلد 13 شمارہ 6

(بشمول شمارہ جات 1 تا 11)

مندرجات

صفحہ

تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (محکمہ تعلیم) 540

ـــ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) 541

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات 577

تحاریک التوائے کار

وفاقی قانونی لاہور کی مین روڈ کی مرمت 597

ـــ خوشاب میں پیر صابر سلطان اور ان کے تین مریدوں کا قتل 602

ـــ سرکاری دفاتر سے افسران اور ملازمین کی غیر حاضری 603

ـــ سروسز ہسپتال لاہور کے اکیس ملازمین کی چلڈرن ہسپتال میں تبدیلی 604

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع 605

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 11 کے رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع 606

مسودات قانون

مسودہ قانون (دوسری ترمیم) ترقیاتی ادارہ' لاہور مصدرہ' 1998ء 606

ـــ مسودہ قانون (ترمیم) ماہی پروری' پنجاب مصدرہ 1998ء 607

..... 610

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیرھواں اجلاس)

جمعۃ المبارک' 29۔ جنوری 1999ء

(یوم الجمعۃ 10۔ شوال المکرم' 1419ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 9 بج کر 38 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری پرویز الٰہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ۭ قَالُوْٓا
اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاۗءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ
بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۭ قَالَ اِنِّيْٓ اَعْلَمُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۳۰ وَعَلَّمَ
اٰدَمَ الْاَسْمَاۗءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَي الْمَلٰٓئِكَةِ ۙ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ
بِاَسْمَاۗءِ هٰٓؤُلَاۗءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۳۱ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ
اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝۳۲

سورۃ البقرہ آیات 30 تا 32

اور (وہ وقت یاد کرنے کے قابل ہے) جب تمہارے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں (اپنا) نائب بنانے والا ہوں۔ انہوں نے کہا کیا تو اس میں ایسے شخص کو نائب بنانا چاہتا ہے جو خرابیاں کرے اور کشت و خون کرتا پھرے اور ہم تیری تعریف کے ساتھ تسبیح و تقدیس کرتے رہتے ہیں۔ (اللہ نے) فرمایا میں وہ باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔ اور اس نے آدم کو سب (چیزوں کے) نام سکھائے پھر ان کو فرشتوں کے سامنے کیا اور فرمایا کہ اگر تم سچے ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ۔ انہوں نے کہا تو پاک ہے جتنا علم تو نے ہمیں بخشا ہے اس کے سوا ہمیں کچھ معلوم نہیں بے شک تو دانا (اور) حکمت والا ہے۔ وما علینا الا البلاغ ۝

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ تعلیم)

جناب سپیکر، آج محکمہ تعلیم کے سوالات ہیں۔ پہلا سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔

راجہ محمد خالد خان، On his behalf 1266.

حلقہ پی۔پی129 میں گرلز کالج کا قیام

*1266۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پی۔پی129 میں کوئی بھی گرلز کالج نہ ہے۔ جس سے اس حلقہ کی طالبات کو حصول تعلیم کے لیے دور دراز علاقوں میں جانا پڑتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وزیر اعلیٰ نے حلقہ پی۔پی129 کے دورہ کے دوران گرلز کالج کے قیام کا اعلان کیا تھا۔ اس مقصد کے لیے گلشن راوی میں اب بھی گیارہ کنال کا پلاٹ پڑا ہوا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت گلشن راوی میں گرلز کالج کے قیام کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔ اعلان ہوا۔ اس سلسلے میں کوئی ہدایت نامہ دفتر کو موصول نہیں ہوا۔ گلشن راوی میں گیارہ کنال کا پلاٹ لاہور میٹروپولیٹن کارپوریشن کی ملکیت ہے۔ اس پر کالج تعمیر کیا جا سکتا ہے۔ یہ پلاٹ اب تک خالی ہے۔

(ج) جز ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے مگر مجوزہ پلاٹ محکمہ تعلیم کی ملکیت نہ ہے۔ جب تک پلاٹ محکمہ تعلیم کے نام الاٹ نہیں ہو گا وہاں پر کالج کی عمارت تعمیر کرنا ممکن نہیں۔

راجہ محمد خالد خان، جناب والا! جز "ج" میں محکمہ کی طرف سے جواب آیا ہے کہ جز ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے مگر مجوزہ پلاٹ محکمہ تعلیم کی ملکیت نہ ہے۔ جب تک پلاٹ محکمہ تعلیم کے نام الاٹ نہیں ہو گا وہاں پر کالج کی تعمیر کرنا ناممکن ہے۔

میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انھوں نے کبھی یہ بھی سوچا ہے یا سعی کی ہے

کہ محکمہ تعلیم میٹروپولیٹن کارپوریشن کو چٹھی لکھ دے کے یہ پلاٹ محکمہ تعلیم کے نام منتقل کیا جائے؟

وزیر تعلیم، اس میں میرے موصوف بھائی اوپر یہ دیکھیں کہ محکمے کو کوئی ڈائریکٹو آیا ہی نہیں کہ یہاں پر کالج بنایا جائے۔ ہم نے اوپر اس کا بھی ذکر کیا ہے کہ ہمیں کوئی ڈائریکٹو ہی نہیں ملا' انھوں نے جو حوالہ دیا ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے اعلان کیا تھا۔ اس کے تناظر میں ہماری کارروائی تو اس وقت آگے بڑھے گی جب ہمیں کوئی ڈائریکٹو ملے گا یا ہم خود محسوس کریں یا ہمارے موصوف ممبر جو حلقے کے ہیں وہ اس کیس کو take up کریں کہ یہاں پر کالج کی ضرورت ہے۔ ہم اس کی feasibility دیکھ کر یہ فیصلہ کریں کہ آیا یہ کالج feasible ہے یا نہیں۔ مگر میں ان کی اطلاع کے لیے یہ بھی بتاتا چلوں کہ اس وقت دو ڈگری کالجز لڑکیوں کے ان کے گردونواح میں موجود ہیں۔ ایک بلال گنج کا اور دوسرا سمن آباد کا ہے' جن کے فاصلے کوئی دو تین کلو میٹر کے لگ بھگ ہیں اور آج بلال گنج میں تو خاص طور پر طالبات کے داخلے بہت ہی کم ہیں۔ اس کے حوالے سے دو کلو میٹر کے فاصلے سے ایک اور کالج کھولنے کے معاملے میں شاید محکمے نے خود پیش رفت نہیں کی ہے۔

راجہ محمد خالد خان، وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ہمیں کوئی ہدایت نامہ موصول نہیں ہوا۔ جز (ب) سوال ہے کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ وزیر اعلیٰ نے حلقہ پی پی 129 کے دورہ کے دوران گرلز کالج کے قیام کا اعلان کیا تھا۔ اس مقصد کے لیے گلشن راوی میں اب بھی 11 کنال کا پلاٹ پڑا ہوا ہے۔

جز (ب) کے جواب میں انھوں نے فرمایا کہ درست ہے کہ اعلان ہوا۔ یہ انھیں کیسے پتا چل گیا کہ اعلان ہوا ہے جب کہ انھیں کوئی ہدایت نامہ موصول نہیں ہوا۔ اگر وہاں پر گرلز کالج کی ضرورت ہے اور بچیوں کی اتنی تعداد ہے تو اس میں کیا قباحت ہے کہ وہاں پر کالج کا قیام ناممکن ہے؟

وزیر تعلیم، سر! صرف یہ confirm کر دینا کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے کہا ہے اس میں تو کوئی حرج نہیں اور جب ممبر موصوف خود اس بات کا حوالہ دے رہے ہیں کہ انھوں نے اعلان کیا ہے۔ مگر It was not Hall Road جو ایک ڈائریکٹو کا طریق کار ہوتا ہے' نہ ادھر محکمے کے پاس کوئی پراپرٹی ہے۔ اس کے بعد شاید انھوں نے کوئی investigation کی ہوگی جس سے پتا چلا کہ یہ LMC کی پراپرٹی ہے۔ اس لیے میں اب بھی یہ کہوں گا کہ اگر ایسا ہو بھی تو جیسا کہ محکمہ میں نے پہلے گزارشات کی ہیں کہ دو کالجز گردونواح میں موجود ہیں اور خاص طور پر بلال گنج کے کالج میں بچیوں کی تعداد بہت ہی کم ہے۔ اس صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے شاید محکمہ اب بھی یہ محسوس کرے گا کہ یہاں پر کالج feasible نہیں۔ اس کی روشنی میں میں نے یہ بات کی ہے۔

جناب سپیکر، جی۔ خواجہ ریاض محمود صاحب۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! وزیر تعلیم صاحب کا یہ بیان میں سمجھتا ہوں کہ حقائق پر مبنی نہیں کہ بلال گنج اور گلشن راوی کا علاقہ دو کلومیٹر کے فاصلے پر ہے' بلکہ یہ چار پانچ کلو میٹر کے فاصلے پر ہے اور گلشن راوی جس کا پی پی 129 سے تعلق ہے' یہ کئی بلاکوں پر مشتمل ہے۔ یہ ایک علاقہ نہیں' یہ دس بارہ بلاک ہیں اور میرا خیال ہے کہ ان میں پانچ لاکھ سے بھی زیادہ آبادی وہاں پر رہتی ہے اور سمن آباد کا علاقہ بھی اس سے تین چار میل ہٹ کر ہے اور اس کالج کا اس لیے مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ یہ بچیوں کا کالج ہے اور اس زمانے میں اس دور میں جب کہ صورت حال اتنی خراب ہے ملک میں بعض اوقات حالات خراب ہو جاتے ہیں تو گلشن راوی کے علاقے میں میں سمجھتا ہوں کہ مقامی سطح پر جو وزیر اعلیٰ صاحب نے بالکل حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کے ساتھ commit کیا تھا کہ یہاں پر کالج بنایا جائے گا۔ جس کا جواب بھی میں سمجھتا ہوں کہ ریکارڈ کے مطابق درست دیا گیا ہے۔ اس لیے ہماری درخواست ہے کہ یہاں بچیوں کے لیے کالج بڑے پیمانے پر نہیں بلکہ چھوٹے پیمانے پر ہی چھوٹی عمارت بنا دیں تاکہ وہاں کی بچیاں اسی علاقے میں تعلیم حاصل کر کے سکون کے ساتھ اپنے گھروں کو جا سکیں۔

وزیر تعلیم، میں نے پہلے ہی اپنے جواب میں کافی cover کر دیا ہے۔ وہ الگ بات ہے جب محکمے کو ہدایت آئے گی تو ہم اپنی ضروری کارروائی کریں گے۔ اور اپنی سفارشات بھی feasibility کی بنیاد پر وزیر اعلیٰ صاحب کے سامنے پیش کریں گے۔ اس لیے یہ فیصلہ کرنا ان کا prerogative ہے۔ اگر وہ حکم دیں گے تو ضرور ان شاء اللہ ہوگا۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ موجودہ حالات میں یہاں پر ابھی کالج feasible نہیں ہے۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' راجہ صاحب! آپ کوئی بات کرنا چاہتے ہیں۔

راجہ محمد خالد خان، جناب سپیکر! سعید اکبر خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر مجھ سے پہلے کھڑے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! آج جمعہ کا دن ہے۔ پہلے بھی اگر کوئی ہم غلطی کرتے ہیں تو اس کا تو ہمیں احساس ہوتا ہے اور ہمیں احساس ہونا چاہیے۔ لیکن جمعہ کے دن نہ کوئی قانون کی خلاف ورزی ہونی چاہیے اور نہ ہی ہمیں کوئی غیر قانونی کام کرنا چاہیے۔ جناب سپیکر! ہاؤس میں کورم ہی نہیں اور بغیر کورم کے ہاؤس چل رہا ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج جمعہ کا دن ہے۔ ہمیں قانون کی کوئی خلاف ورزی نہیں کرنی چاہیے۔ 9 بجے اجلاس شروع ہونا تھا۔ پونے دس بجے موصوف ہاؤس کے اندر داخل ہوئے ہیں اور آتے ہی کورم پوائنٹ آؤٹ کر دیا ہے۔

جناب سپیکر، ویسے ٹھیک ہے گنتی ہو جاتی ہے۔ لیکن سعید اکبر خان صاحب! خاص طور پر وقفۂ سوالات میں بہت محنت ہوتی ہے اور اتنی محنت کے بعد یہ سوال آتے ہیں۔۔۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! جس وقت کورم پورا ہو گا اس وقت سے وقفہ سوالات شروع ہو گا۔

جناب سپیکر، نہیں' نہیں۔ میری بات سن لیں۔ اب بیٹھ جائیں۔ آپ نے پوائنٹ آؤٹ کر دیا ہے۔ بس اب بیٹھ جائیں۔ یہ وقفہ سوالات اتنا اہم ہے۔ اس کے اوپر اتنی محنت ہوئی ہے اور آپ نے سنا نہیں کہ کیا سوالات چل رہے ہیں؛ ایجوکیشن کے بارے میں آج سوالات کے جو جوابات آئے ہیں۔ ممبران جنھوں نے سوالات کیے ہیں وہ یہاں کافی موجود ہیں اور آپ نے آتے ہی ایک ایسا کام کیا ہے جس کا کہ اخلاقی طور پر کوئی جواز نہیں بنتا تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین) بہرحال' گنتی کی جائے۔۔۔۔ گنتی کی گئی۔ ۔۔۔۔ کورم نہیں ہے۔ 5 منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں۔۔۔۔۔۔ 5 منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں۔۔۔۔۔۔دوبارہ گنتی کی جائے۔۔۔۔ گنتی کی گئی کورم نہیں ہے۔ آدھے گھنٹے کے لیے اجلاس ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلے پر معزز ایوان کی کارروائی آدھے گھنٹے کے لیے ملتوی کی گئی)

(جناب سپیکر 10 بجکر 30 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر، کورم پورا ہے۔حاجی مقصود احمد بٹ صاحب۔

گورنمنٹ کالج برائے خواتین سمن آباد میں داخلہ کی تفصیلات

*1267۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج برائے خواتین سمن آباد میں تعلیمی سال 98-1997ء بی۔ اے' بی۔ایس۔سی کے داخلے کرتے وقت میرٹ کی بجائے پرنسپل کی ذاتی پسند اور ناپسند کی بنیاد پر داخلے کیے گئے ہیں۔

(ب) تعلیمی سال 98-1997ء میں بی۔اے' بی۔ایس۔سی میں داخل کی جانے والی طالبات کے ایف۔ اے' ایف۔ایس۔سی میں حاصل کردہ نمبر اور ان کے رول نمبرز مع نام ولدیت بتائی جائے

نیز کالج کی میرٹ پالیسی برائے اولڈ کالج سٹوڈنٹس اور باہر سے آ کر داخل ہونے والی طالبات کے لیے کیا ہے نیز اس وقت کل طالبات کی تعداد کیا ہے۔

(ج) جز(الف) میں مذکور کالج کا اس سال بی۔اے' بی۔ایس۔اسی اور ایف۔اے' ایف۔ایس۔سی کا نتیجہ کتنے فیصد رہا ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت کالج کی پرنسپل کے خلاف میرٹ پالیسی کی خلاف ورزی کرنے پر کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) درست نہ ہے۔

(ب) مطلوبہ فہرست مع مکمل کوائف ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ کالج کی میرٹ پالیسی کالج پراسپکٹس کے صفحہ نمبر 21 پر درج ہے جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ کالج کی تمام پاس شدہ طالبات کو داخل کرنے کے بعد اگر کچھ نشستیں بچ جائیں تو ان پر اوپن میرٹ کے ذریعے داخلہ ہوتا ہے۔ اس وقت سال سوم میں 1094 طالبات داخل ہیں۔ باہر سے آنے والی کسی بھی طالبہ کو سیٹ نہ ہونے کی بناء پر داخل نہ کیا جا سکا۔

(ج)

بی۔اے کا نتیجہ	35.35 فیصد
بی۔ایس۔سی کا نتیجہ	%65.47
ایف۔اے کا نتیجہ	%84.10
ایف۔ایس۔سی کا نتیجہ	%85.50

(د) جز ہائے بالا کا جواب ہاں میں نہیں ہے۔ تاہم پرنسپل مذکور کو وہاں سے ہٹا لیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔ (تشریف نہیں رکھتے)۔ اگلا سوال بھی چودھری عامر سلطان چیمہ کا ہے (تشریف نہیں رکھتے) اگلا سوال حاجی محمد اشرف کلیار صاحب کا ہے۔ (تشریف نہیں رکھتے)۔ چودھری سلطان محمود گوندل۔

ضلع منڈی بہاؤالدین میں سکولوں کا سٹاف

*1441۔چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 97-1996ء میں ضلع منڈی بہاؤالدین میں پرائمری' مڈل اور ہائی سکولز کی کتنی عمارتیں

تعمیر کی گئیں اور کتنی نا مکمل پڑی ہیں۔

(ب) کیا مڈل سکول سوہاوہ جلالی کی عمارت مکمل ہو چکی ہے نیز جو عمارتیں مکمل ہو چکی ہیں آیا ان میں سٹاف مہیا کر دیا گیا ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے۔

(ج) ضلع منڈی بہاؤالدین کے سکولوں میں سٹاف کی کمی دور کرنے کے لیے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں سال 97-1996ء میں سکولوں کی کل 86 عمارات تعمیر کی گئیں جن میں سے 81 مکمل ہو چکی ہیں اور 5 نامکمل پڑی ہیں۔ تعمیر شدہ اور نامکمل عمارات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

	پرائمری	مڈل	ہائی	کل تعداد
تعمیر شدہ	53	24	4	81
نامکمل	3	2	-	5
			کل تعداد	86

(ب) گورنمنٹ مڈل سکول سوہاوہ جیلانی کی عمارت مکمل ہو چکی ہے اور سٹاف کی فراہمی کا کیس محکمہ خزانہ کو ارسال کر دیا ہے۔ منظوری ہوتے ہی سٹاف مہیا کر دیا جائے گا۔

(ج) حکومت مرحلہ وار پروگرام کے تحت تمام اضلاع کے سکولوں میں سٹاف فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ فی الوقت بھرتی پر پابندی ہے۔ جونہی پابندی ختم ہو گی تو مذکورہ سکولوں میں مرحلہ وار پروگرام کے تحت مطلوبہ سٹاف فراہم کرنے کے لیے اقدامات کیے جائیں گے۔

جناب سپیکر، اس پر بھی کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال بھی چودھری سلطان محمود گوندل صاحب کا ہے۔

سکولوں کی عمارات

*1442۔ چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حلقہ پی۔پی100 منڈی بہاؤالدین میں کتنے ایسے گرلز اور بوائز پرائمری، مڈل اور ہائی سکول ہیں، جن کی چار دیواری نہ ہے۔ ان گرلز اور بوائز سکولز کی علیحدہ علیحدہ تفصیل جائی جائے۔

(ب) کیا حکومت ان سکولوں کی چار دیواری بنانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں

تو اس کی وجہ کیا ہے؟

زیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

الف) حلقہ پی۔ پی 100 منڈی بہاؤالدین میں کل 86 پرائمری، مڈل اور ہائی سکولز ہیں۔ جن کی چار دیواری نہ ہے۔ ان سکولوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

	پرائمری	مڈل	ہائی	کل تعداد
مردانہ	62	06	05	73
زنانہ	13	-	-	13
				86

(ب) سالانہ ترقیاتی پروگرام (1997-98) میں ضلع منڈی بہاؤالدین کے مندرجہ ذیل سکولوں کی چار دیواری کا منصوبہ شامل تھا۔

نمبر شمار	سکول کا نام	
1۔	گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول	مہل
2۔	ایضاً۔	چک نمبر 31
3۔	ایضاً۔	سید
4۔	ایضاً۔	چک نمبر 47
5۔	ایضاً۔	ہریہ
6۔	ایضاً۔	چک نمبر 43
7۔	ایضاً۔	چک نمبر 13

موجودہ مالی سال میں درج ذیل سکولوں کی چار دیواری کا منصوبہ شامل ہے۔ جبکہ باقی ماندہ سکولوں میں چار دیواری کی تعمیر کے لیے آئندہ مالی سالوں میں فنڈز فراہم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

نمبر شمار	سکول کا نام	
1۔	گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول	چک نمبر 30
2۔	ایضاً۔	آکی
3۔	ایضاً۔	جھموں

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

چودھری سلطان محمود گوندل، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سوال کے جواب کے جز (ب) میں جو تفصیل چکوک اور دیہات کی دی گئی ہے کیا یہ سارے حلقہ پی پی 100 کے ہیں یا اس کے علاوہ بھی ہیں؟

وزیر تعلیم، جناب والا! یہ وہی اطلاع ہے جو ہمیں ہمارے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر نے مہیا کی ہے اور اس نے بھی ڈپٹی ایجوکیشن آفیسرز سے دی ہے۔ میں فی الحال یہی بات کہہ سکتا ہوں کہ انھوں نے جو اطلاع ہمارے جواب میں دی ہوگی یقیناً انھوں نے یہ سارے گاؤں ہمارے حلقے کے ہی شامل کیے ہوں گے۔ اگر ممبر موصوف یہ محسوس کرتے ہیں کہ کوئی گاؤں باہر سے شامل کیا گیا ہے تو ہم اس کی re-checking کے لیے تیار ہیں۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب ٹھیک ہے۔

چودھری سلطان محمود گوندل، جناب والا! چودھری صاحب نے جو فرمایا ہے ٹھیک ہے۔ میں ان سے مل لوں گا اور re-checking کروا لوں گا۔

جناب سپیکر، اگلا سوال چودھری خالد جاوید وڑائچ صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب۔

ہاسٹل کی عمارت کو قابل استعمال بنانے کے اقدامات

*1450۔ راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول کونتریہ ضلع راولپنڈی کو ہائر سیکنڈری کا درجہ دے دیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سے قبل ہائی سکول کونتریہ کے طلباء کی رہائش وغیرہ کے لیے ایک عالی شان عمارت موجود تھی جو کہ اس وقت انتہائی بوسیدہ اور خطرناک ہو چکی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہائر سیکنڈری کلاسز کے اجراء کے بعد دور دراز علاقہ کے طلباء کو ہاسٹل کی ضرورت ہو گی تو کیا حکومت اس تاریخی عمارت کو دوبارہ قابل استعمال بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اور کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) اس ادارہ کے نزدیک ہائی سکول اور کالج کھل چکے ہیں اس لیے ہاسٹل کی ضرورت نہ ہو گی۔ یہ عمارت 1886ء میں بنی تھی اب بوسیدہ اور ناقابل مرمت ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

راجہ محمد جاوید اخلاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جیسا کہ میرے سوال سے بھی ظاہر ہے کہ آج سے کوئی تیس سال قبل بھی اس سکول کے ہاسٹل میں رہ کر تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں اور اس وقت یہ صورت حال ہے' جیسا کہ جواب دیا گیا ہے کہ اس ادارہ کے نزدیک ہائی سکول اور کالج کھل چکے ہیں۔ جناب والا! یہ میرا علاقہ ہے اور مجھے علاقے سے مکمل طور پر واقفیت ہے۔ جناب والا! 20 کلو میٹر کے اندر وہاں پر کوئی کالج موجود نہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ہاسٹل کی ایک عمارت اس وقت بھی محکمہ تعلیم کے پاس موجود ہے وہ اس کی مرمت کروانے کے لیے تیار ہیں تاکہ وہ بچوں کی رہائش کے قابل ہو سکے؟

وزیر تعلیم، جناب والا! جہاں تک ہاسٹل کا تعلق ہے کسی وقت یہ ہمارے تعلیمی اداروں کا جز ہوا کرتے تھے۔ لیکن اس وقت سکول کالجز کافی دور دراز علاقوں میں یا شہروں میں ہوا کرتے تھے۔ اس وقت ٹرانسپورٹ کی سہولیات بھی میسر نہیں تھیں۔ اب تقریباً تمام پنجاب میں سوائے چند ایک سکولوں کے جو کہ شہروں میں بلکہ مشہور شہروں میں ہیں اور کسی جگہ پر گورنمنٹ کی یہ پالیسی نہیں ہے کہ ہائی سکولوں یا ہائر سیکنڈری سکولوں کے ساتھ ہاسٹل تعمیر کیے جائیں۔ پھر جس density کے ساتھ یہ کھلے ہیں اور علاقوں میں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ اب ٹرانسپورٹ کی سہولتیں بھی بہتر ہو گئی ہیں۔ ان ہاسٹلوں میں بچوں کا رہنے میں رجحان بھی نہیں ہے۔ جناب والا! جس بلڈنگ کا معزز رکن ذکر کر رہے ہیں وہ کوئی 112 سال پرانی بلڈنگ ہے اور جیسا کہ میرے بھائی کہہ رہے ہیں کہ 30 سال پہلے' اگرچہ کبھی یہ بلڈنگ ہاسٹل کی تھی مگر اب اس کے اوپر فنڈ خرچ کرنا بھی جیسے میرے بھائی کہہ رہے ہیں کہ تیس سال پہلے کی بات ہے۔ اگرچہ یہ کبھی ہوسٹل کی بلڈنگ تھی۔ اب اس کے اوپر فنڈ خرچ کرنا بھی uneconomical ہے۔ اور ان کے اپنے علاقے میں جہاں کہیں یہ محسوس کرتے ہیں کہ ہوسٹل کی سہولت ان کو نہایت ضروری ہے اور کوئی ایسی ڈیمانڈ ہے تو ہم وہ consider کرنے کے

لیے تیار ہیں۔

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب والا! میں یہ وضاحت کر دوں کہ گزشتہ بیس تیس سالوں میں اس علاقے میں کوئی نیا کالج نہیں کھلا۔ یہ پہلا ہائر سیکنڈری سکول جو ہائر سیکنڈری کا درجہ پا کر بن رہا ہے۔ یہ انتہائی پسماندہ علاقے کا کالج ہے۔ اور ہوسٹل کی عمارت موجود ہے۔ وہاں پر اس بات کی شدید ضرورت ہے۔ چونکہ عمارت بھی موجود ہے اور وہاں پر سارے انتظامات پہلے چلتے رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ بجائے اس کے کہ ہم کسی نئے سکول یا کالج میں یہ recommend کریں جو ایک سہولت موجود تھی۔ آج بھی وہ جگہ وہ سکول اور وہ عمارت موجود ہے۔ اس کو قابل استعمال بنایا جائے۔ اس کو اگر اس سال نہیں تو اگلے سال کے فنڈز میں شامل کرنے کی یقین دہانی کروا دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ مناسب ہو گا۔

جناب سپیکر، جی منسٹر صاحب۔

وزیر تعلیم، چونکہ ہماری اطلاع کے مطابق یہ بلڈنگ repair کرنا economical نہیں ہوگا۔ اگر راجہ صاحب شدت کے ساتھ محسوس کرتے ہیں اور ادھر ہوسٹل کی ڈیمانڈ ہے تو ہم اس کی feasibility بنوا لیتے ہیں۔ پھر ان کو بتا دیں گے۔ اور اگر ممکن ہے ' feasibility ہے اور ڈیمانڈ ہے تو ان شاء اللہ اگلے بجٹ میں شامل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال جناب سعید اکبر خان صاحب کا۔

جناب سعید اکبر خان، 1452

ضلع بھکر میں تبادلہ جات کی تفصیل

*1452۔جناب سعید اکبر خان۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

ضلع بھکر میں مارچ 1997ء سے لے کر اب تک سیکنڈری اور ہائر سیکنڈری (مردانہ اور زنانہ) سکولوں میں کتنے اساتذہ اور درجہ چہارم کے ملازمین کے تبادلے ہوئے نیز ان کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

ضلع بھکر میں مارچ 1997ء سے لیکر اب تک سیکنڈری اور ہائر سیکنڈری (مردانہ/ زنانہ) سکولوں میں ہونے والے اساتذہ اور درجہ چہارم کے ملازمین کے تبادلہ جات کی تفصیل درج

ذیل ہے:-

ایس-ایس ٹی	ای-ایس ٹی	پی-ای ٹی	ڈی-ایم	ایس-وی اے-ٹی	درجہ چہارم
70	21	10	7	22	48
				2	

جناب سپیکر، 1452- یہ پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ کوئی ضمنی سوال؟

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! ایک تو میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اسی question paper میں ایک میرا سوال 1452 ہے اور دوسرا 1586 ہے تو یہ same question ہیں۔ اس کے جواب میں بڑی تفریق ہے۔

جناب سپیکر، کوئی نہیں وہ آگے آنے دیں پھر دیکھ لیتے ہیں۔ ابھی فی الحال اس کو لے لیں۔

جناب سعید اکبر خان: ٹھیک ہے سر۔ یہاں پر میں نے ٹرانسفرز کے بارے میں پوچھا تھا اور محکمہ نے یہ اطلاع دی ہے کہ درجہ چہارم کے 48 لوگوں کو ہم نے ٹرانسفر کیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ چونکہ درجہ چہارم کے ملازمین جو لوکل لوگ ہوتے ہیں آیا ان کے خلاف کوئی complaints بھی تھیں جس کی وجہ سے یہ ٹرانسفر ہوئے؟ کیونکہ یہ عموماً درجہ چہارم کے ملازمین ٹرانسفر نہیں ہوتے۔

جناب سپیکر، جی وزیر تعلیم کیا وجوہات تھیں؟

وزیر تعلیم: جناب والا! کلاس فور کا ایک آدمی ایڈمنسٹریٹو گراؤنڈ پر ٹرانسفر کیا گیا تھا۔ اور 27 آدمی ذاتی درخواست پر ٹرانسفر کیے گئے ہیں۔ اور 17 آدمیوں کی میوچل ٹرانسفر ہوئی ہے۔ جنھوں نے خود میوچل ٹرانسفر مانگی ہے۔ اور تین آدمی خالی اسامی کی بنیاد پر ٹرانسفر ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر، اگلا سوال راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب کا۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، 1462

تحصیل گوجر خان کے سکولوں میں درجہ چہارم کے ملازمین

*1462- راجہ محمد جاوید اخلاص- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بوائز مڈل سکول داتا بھٹ اور بوائز مڈل سکول ثانویں تحصیل گوجر خان میں درجہ چہارم کی ایک بھی اسامی نہ ہے۔ جس کی وجہ سے سکول کی مناسب دیکھ بھال اور بچوں کو پانی کی فراہمی، صفائی وغیرہ نہیں ہو سکتی۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے دیگر سکولوں میں ایسی اسامیاں موجود ہیں اگر ایسا ہے تو کیا حکومت

ان سکولوں میں بھی دیگر سکولوں میں جاری پالیسی کے تحت درجہ چہارم کے ملازم دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کی ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) درست ہے۔ بوائز مڈل سکول داتا بھٹ اور مڈل سکول ٹانویں میں درجہ چہارم کی اسامی نہ ہے۔ یہ سکول بالترتیب 16۔ اپریل 1953 اور 20 دسمبر 1962ء سے چل رہے ہیں۔ 1967ء سے قبل جزوقتی ملازم ہوتا تھا۔ جس کو بعد میں ختم کر دیا گیا۔ 1967ء تا 1972ء نئے اپ گریڈ ہونے والے مڈل مدارس میں دو اسامیاں منظور ہوتی رہیں۔ 1972ء کے بعد اپ گریڈ ہونے والے مڈل سکولوں میں تین اسامیاں منظور ہوتی رہیں۔

(ب) درست ہے کہ 1972ء سے پہلے جزوقتی اور بعد ازاں کل وقتی درجہ چہارم کے ملازمین دیگر سکولوں میں موجود ہیں۔ متذکرہ سکولوں میں درجہ چہارم کے ملازمین کی اسامیوں کے لیے SNE آئندہ سال کے لیے حکومت کو بھجوا دی جائے گی۔

جناب سپیکر، 1462۔ یہ بھی پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ اس میں راجہ صاحب کوئی ضمنی سوال؟

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب والا! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس طرح جواب سے ظاہر ہے کہ جو پرانے بچوں اور بچیوں کے سکول ہیں ان میں درجہ چہارم کا ایک بھی ملازم نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے وہاں سکول کے انتظامات اور بچوں کی سہولت کے لیے پانی وغیرہ یا صفائی کا انتظام نہ ہونے کے برابر ہے۔ کیا یہ درست ہے کہ ان سکولوں میں جہاں ایک بھی اسامی نہیں ہے وہاں شدید مشکلات کا سامنا ہے۔

جناب سپیکر، جی منسٹر ایجوکیشن۔

وزیر تعلیم، جناب والا! اس میں بڑی تفصیل سے بتایا گیا ہے۔ 1967ء سے پہلے ان سکولوں میں درجہ چہارم کی کوئی ایسی formal vacancies نہیں ہوتی تھیں۔ اور یہ سکول پارٹ ٹائم employment کر لیا کرتے تھے۔ مگر اس کے بعد 1972ء میں یہ تقریباً پوسٹیں sanction ہوئیں کہ مڈل یا ہائی سکولوں میں درجہ چہارم کی اسامیاں بھی ہونی چاہییں۔ اس وقت سے جو سکول باقاعدگی سے کھل رہے ہیں ان سب میں یہ ہو رہی ہیں۔ مگر اس سے پہلے کے جو کھلے ہوئے ہیں۔ اس میں جن لوگوں نے یہ اپنی ڈیمانڈ originate کی ہے ان کی پوسٹیں sanction ہوگئی ہیں۔ اور اس میں بھی اب جو انھوں نے deficiency point out کی ہے۔ اگر سکول اپنی ڈیمانڈ originate کرے گا تو گورنمنٹ کی

sanction ہے ہم اس کی پوسٹ کی sanction فنانس ڈیپارٹمنٹ سے لے کر بندے لگوا دیں گے۔

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب والا! اس میں تو شاید وقت لگے گا۔ جیسا کہ محکمہ تعلیم ایک منصوبہ بندی کے تحت ٹیچرز کی ٹرانسفر پوسٹنگ کر رہا ہے کہ جن سکولوں میں بچیوں کی تعداد کم ہے وہاں پر اگر اساتیں زیادہ ہیں تو وہاں سے ٹیچرز کو ٹرانسفر کرکے دوسرے سکولوں میں بھجوا رہے ہیں۔ اس وقت حلقوں میں صورت حال یہ ہے کہ جو سکول 1972ء کے بعد سے مڈل ہوئے ہیں اور اس کے بعد ہائی ہوئے ہیں۔ ان میں اس وقت آٹھ آٹھ درجہ چہارم کے ملازم موجود ہیں۔ اور بعض سکول ایسے ہیں جن میں ایک بھی پوسٹ نہیں ہے۔ تو کیا اس طرح کی منصوبہ بندی کے تحت وہ پوسٹیں ادھر ادھر کرنے کے لیے تیار ہیں؟

جناب سپیکر، وزیر تعلیم۔

وزیر تعلیم، سر اگر کوئی ایسی صورت حال ہے ٹیچرز کے متعلق تو ہم exercise کر رہے ہیں۔ اب چونکہ ہم بڑی یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اب ہمارے پاس ایک ڈیٹا موجود ہے۔ جس طرح سے ہم نے آرمی کے ڈیٹا سے یہ سارے سکولوں کے اندر ٹیچرز کی تعداد کو calculate کر لیا ہے۔ تو اس بنیاد پر ہم یہ بھی کر سکتے ہیں۔ مگر اس طرح سے جدھر بھی کلاس فور کے سرپلس ملازمین ہیں۔ ہمیں ان کو کہیں شفٹ کرنے میں کوئی دقت نظر نہیں آتی۔

جناب سپیکر، پھر آپ ان کے حلقے کا مسئلہ دیکھ لیں اگر کوئی ایسی situation ہے تو۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب والا! میرا آخری ضمنی سوال۔ جیسا کہ ابھی منسٹر صاحب نے فرمایا کہ جو سکول اپنی ڈیمانڈ بھیج رہے ہیں ان کو یہ consider کر رہے ہیں۔ چونکہ ان دو سکولوں کی ڈیمانڈ میری وساطت سے یہاں آچکی ہے کیا اس کے لیے وہ نئی پوسٹوں کے اجراء کے لیے کوشش کریں گے؟

وزیر تعلیم، ان شاء اللہ ہم اس کی ڈیمانڈ وزارت خزانہ کو بھجوا دیتے ہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ میاں منظم جہاں زیب احمد خان وٹو۔ موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال پیر شجاعت حسنین قریشی صاحب۔ موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال بھی انہی کا ہے موجود نہیں ہیں۔ حاجی احمد خان ہرل صاحب موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال وٹو صاحب کا ہے وہ بھی موجود نہیں ہیں۔ چودھری لیاقت علی بھدر۔

چودھری لیاقت علی بھدر، 1522

گورنمنٹ گرلز کالج للہ موسیٰ میں اساتذہ کی تعیناتی

*1522۔چودھری لیاقت علی بھدر، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گورنمنٹ گرلز جنجوعہ کالج للہ موسیٰ میں اساتذہ کی منظور شدہ تعداد کیا ہے اور اس گرلز کالج کلاسوں میں طالبات کی تعداد مضامین وائز اور کلاس وائز کیا ہے۔

(ب) اس گرلز کالج میں کس کس مضامین کے اساتذہ کی پوسٹیں خالی ہیں اور کب سے خالی ہیں۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اس گرلز کالج میں پولٹکل سائنس کی پروفیسر کا تبادلہ بمع سیٹ کر دیا گیا ہے اور طالبات کی تعلیم کا حرج ہو رہا ہے۔

(د) اگر جزو(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو اس تبادلہ کی وجہ کیا ہے اور حکومت کب تک اس کالج میں پولٹکل سائنس کی پروفیسر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجہ؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) منظور شدہ تعداد اساتذہ

پرنسپل	1
اسسٹنٹ پروفیسرز	6
لیکچرار	23
لائبریرین	1
ڈی۔پی۔آئی	1
میزان	32

تعداد طالبات مضمون وائز اور کلاس وائز

مضمون	سال اول	سال دوئم	سال سوئم	سال چہارم	کل تعداد
بیالوجی	45	14	-	-	59
کیمسٹری	58	17	-	-	75
سوکس	45	36	50	29	160
اکنامکس	43	28	25	08	104
ایجوکیشن	85	-	-	-	85
انگریزی	449	394	216	72	1131

تاریخ 311	269	93	70	743
اسلامیات اختیاری 327	300	160	49	836
ریاضی 15	05	-	-	20
مطالعہ پاکستان 449	394	216	72	1131
فارسی 13	211	76	23	323
فلاسفی 29	19	21	-	69
فزکس 58	14	-	-	72
اردو 449	394	-	-	843
فزیکل ایجوکیشن 175	95	-	-	270
اسلامیات لازمی 449	394	216	72	1131
کلاس وائز تعداد 449	394	216	72	1131

(ب)

نام اسامی	مضمون	خالی اسامیاں	تاریخ	وجہ تبدیلی
لیکچرار	فائن آرٹ	1	7-10-97	"
۔ایضاً۔	ہوم اکنامکس	1	26-9-97	"
۔ایضاً۔	میتھ	1	18-11-97	"
۔ایضاً۔	تاریخ	1	11-11-97	"
۔ایضاً۔	بیالوجی	1	19-2-98	"
۔ایضاً۔	ڈی۔پی۔ای	1	24-10-97	"
۔ایضاً۔	انگریزی	1	13-9-97	رخصت

(ج) یہ درست ہے۔ مگر تعلیمی حرج کو روکنے کے لیے ڈائریکٹر تعلیم گوجرانوالہ نے ناہید کوثر نامی لیکچرار کا تقرر کر دیا ہے۔

(د) (ج) جز کے جواب کی روشنی میں "د" "ج" جز کے جواب کی ضرورت نہ ہے۔

MR SPEKAER: Any supplementary?

چودھری لیاقت علی بھدر، جناب والا! انھوں نے کہا ہے کہ گرلز کالج کے اساتذہ کی جو پوسٹیں ہیں جز (ب) میں ہے کہ یہ خالی پڑی ہوئی ہیں۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر تعلیم سے یہ

[illegible] یہ جو [illegible] خالی پڑی ہوئی ہیں کیا اس صدی میں کوئی ٹیچرز وہاں چلی جائیں گی؟
جناب سپیکر، جی منسٹر ایجوکیشن۔

وزیر تعلیم، ویسے بھدر کافی ایڈوانس ایریا میں شمار ہوتا ہے۔ کیوں کہ مجھے خود کھاریاں چھاؤنی جس کے بالکل باہر ان کا گاؤں ہے۔ تقریباً چار سال گزارنے کا موقع ملا ہے۔ ان کو بھی پتا ہے کہ ان کو وہاں پر کتنی اچھی سہولتیں میسر ہیں۔

جناب سپیکر، اس لیے ان کو ضرورت ہی نہیں۔

وزیر تعلیم، ہم یہ نہیں کہتے مگر اس صدی کا جو بھدر صاحب نے کہا ہے۔ They are drawing all those facilities from the cantonment. ان کو ایسی کوئی دقت نہیں ہے۔ پبلک سروس کمشن ہمیں recommend کرکے بھیج رہا ہے۔ پبلک سروس کمشن کا چونکہ پراسس ذرا لمبا ہوتا ہے۔ اب انھوں نے recommend کرکے ہمیں بھیجنے شروع کر دیے ہیں۔ تو میں ان شاء اللہ جلدی تعینات کر دیں گے۔

چودھری لیاقت علی بھدر، جناب والا! جز (ج) میں ہے کہ للہ موسیٰ میں جنجوعہ انٹر کالج میں ایک پولٹکل سائنس کی اسامی تھی، وہاں سے ٹیچر کو مع اسامی ٹرانسفر کر دیا تھا اور اب انھوں نے کہا ہے کہ ہم نے ایک ٹیچر کو وہاں پہ ٹرانسفر کیا ہے۔ میں جناب وزیر تعلیم سے پوچھتا ہوں کہ اسامی کے ٹرانسفر کیا ہے یا عارضی طور پر صرف یہ سوال آگے نکالنے کے لیے ٹرانسفر کیا ہے؟

وزیر تعلیم، جناب والا! جہاں ایسے ٹیچر تعینات ہوتے ہیں جہاں پڑھنے والے طلبہ نہیں ہیں تو ہم وقتاً فوقتاً ان کی rationalization کرتے رہتے ہیں کہ جدھر ضرورت ہے وہاں پہ بھیج دیں۔ کئی کالجز ایسے ہیں جہاں کئی مضامین نہیں پڑھائے جاتے مگر ان کا سٹاف ادھر تعینات ہے اور کئی دفعہ ایسے ہوتا ہے جدھر سٹاف بہت کم ہو تو اس صورت میں بھی ہم ایک یا دو چار طلبہ کے لیے جز وقت کوئی اور استاد مقرر کر دیتے ہیں اور اس سیٹ کی بہتر طریقے سے utilization کرنے کے لیے جہاں طلبہ زیادہ ہوں وہاں منتقل کر دیتے ہیں۔ یہ محکمے کی ایک عام روٹین ہے اور اسی کے تحت یہ وہاں سے منتقل ہوا ہے۔ اگر میرے بھائی یہ ذرا غور سے پڑھیں تو اس پہ ان کو یہ سارا پتا چلے گا کہ جس مضمون کا انھوں نے ذکر کیا ہے وہاں پہ اس مضمون کو پڑھنے کی کوئی بچی نہیں۔ اس لیے ہم نے اس سیٹ کو اس جگہ ٹرانسفر کیا ہے جہاں اس کی ضرورت ہے اور اس ایک بچی کے لیے بھی ایک اور استاد کو مقرر کیا ہے جو پڑھا سکتی ہے، جس کی qualification ہے۔

چودھری لیاقت علی بھدر، جناب والا! وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ وہاں پہ پولٹکل سائنس کی کوئی سٹوڈنٹ ہی نہیں ہے۔ جناب والا! ان کا ہی یہ جواب ہے جہاں وزیر تعلیم صاحب نے کہا ہے کہ سال اول میں 45 لڑکیاں پڑھتی ہیں، سال دوم میں 36 پڑھتی ہیں، سال سوم میں 50 پڑھتی ہیں اور سال چہارم میں 29 پڑھتی ہیں اور کل تعداد 166 ہے اور اس پورے کالج میں پولٹکل سائنس کی صرف ایک ہی سیٹ ہے اور اس ٹیچر کو بھی وہاں سے بمع سیٹ ٹرانسفر کر دیا گیا ہے۔ وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ چودھری صاحب کا پورا گاؤں بڑا ترقی یافتہ ہے۔ جناب! یہ میرے گاؤں کی بات نہیں، آپ جانتے ہیں یہ للہ موسیٰ بہت بڑا قصبہ ہے اور پورے شہر میں ایک کالج ہے اور ایک سیٹ ہے اور وہاں پہ ایک سیٹ پہ ایک ٹیچر بھی نہیں۔ وزیر تعلیم کی سٹیٹمنٹ کے مطابق وہاں پہ 168 طالبات موجود ہیں۔ تو اگر 168 موجود ہیں۔ تو اس کا مطلب ہے ایک ٹیچر ہونی چاہیے تھی۔ وہ ایک بھی نہیں ہے۔ اس کو بھی وہاں سے ٹرانسفر کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، جی وزیر تعلیم صاحب۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! طالبات کی تعداد الگ بات ہے مگر وہ مضمون پڑھنے والے طلبہ کی تعداد ایک الگ چیز ہے۔ اس میں ہم نے بڑا تفصیل سے دیا ہوا ہے۔ کیا کیا مضامین اور ان میں کتنے کتنے بچے موجود ہیں۔ اگر یہ صفحہ 15 پہ دیکھیں تو پولٹکل سائنس میں کوئی بچی نہیں۔

جناب سپیکر، نہیں، وہ تو کہہ رہے ہیں وہاں 160 بچیاں اس مضمون کو پڑھتی ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ اسی جواب کے اندر ان طالبات کی تعداد ہے۔

وزیر تعلیم، وہ تعداد پولٹکل سائنس کی نہیں۔

چودھری لیاقت علی بھدر، جناب! سوکس، پولٹکل سائنس کا ہی مضمون ہوتا ہے۔

وزیر تعلیم، وہاں جز وقت ٹیچر موجود ہے۔

جناب سپیکر، وزیر تعلیم صاحب! وہاں اس کی ٹیچر ہے۔

وزیر تعلیم، وہاں سوکس کی ٹیچر ہے اور ویسے بھی اسی مضمون کو پڑھانے کے لیے وہاں پہ مس ناہید کوثر کو تعینات بھی کیا گیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر، نہیں، پھر آپ کا جواب کیا ہوا؟

وزیر تعلیم، میرا جواب یہ ہے کہ وہاں پہ کسی بچے کا تعلیمی حرج نہیں ہو رہا۔

جناب سپیکر، وہ تو ٹھیک ہے۔ وہاں پہ ٹیچر ہے یا نہیں؟

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! جب میں نے کہا ہے کہ کسی بچے کا کسی مضمون میں بھی تعلیم کا حرج نہیں ہو رہا تو ہر مضمون پڑھانے کے لیے وہاں پہ موزوں ٹیچر موجود ہے۔

چودھری لیاقت علی بھدر، وزیر تعلیم صاحب نے کہا ہے کہ سوکس کی ٹیچر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ مجھے پولٹکل سائنس اور سوکس میں فرق تو بتا دیں؟

جناب سپیکر، آپ کو ابھی جو انفرمیشن آئی ہے اس کے حوالے سے وہاں پہ ٹیچر ہے؟

چودھری لیاقت علی بھدر، جناب سپیکر! میں ان کی اطلاع کے لیے بتاتا ہوں کہ ایف۔ اے میں اسے سوکس کہتے ہیں اور بی اے میں اسے پولٹکل سائنس کہتے ہیں۔ اب میں وزیر تعلیم سے صرف یہ پوچھتا ہوں یہ پورے ہاؤس میں اس بات کا وعدہ کر دیں کہ یہ اس سیٹ کو وہاں پہ ٹرانسفر کر دیں۔ بس اتنی بات پہ چھوڑ دیتا ہوں۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! ممبر موصوف اپنی سہولت کے مطابق کوئی تاریخ بتا دیں تو ادھر ہمارا ڈائرکٹر کالجز موجود ہوگا۔ بیٹھ کر اس کے ساتھ ساری باتیں کر لیں، جو بھی کمی بیشی ہوگی پوری کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال بھی چودھری لیاقت علی بھدر صاحب کا ہی ہے۔

چودھری لیاقت علی بھدر، 1548۔

سائنس ٹیچر کی خالی اسامیاں پر کرنا

*1548۔ چودھری لیاقت علی بھدر۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ بوائز گرلز ہائی سکول بھدر (کھاریاں) میں سائنس ٹیچرز کی اسامیاں خالی ہیں یہ اسامیاں کب سے خالی ہیں۔

(ب) حکومت کب تک ان خالی اسامیوں کو پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم (بر گیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) گورنمنٹ بوائز گرلز ہائی سکول بھدر (کھاریاں) میں اس وقت سائنس ٹیچر کی کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

(ب) سائنس ٹیچر کی کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

پیر الحاج ذوالفقار علی چشتی، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، چشتی صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

پیر الحاج ذوالفقار علی چشتی، جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہاں جو جواب دیے جاتے ہیں حکومت ان کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ اس پہ تحریک استحقاق بھی آ سکتی ہے۔ ہمارے وزیر تعلیم صاحب نے دو دفعہ جواب یہ دیا ہے کہ مجھے جو کچھ ڈی ای او نے بتلایا وہ میں پیش کر رہا ہوں۔ دوسرے یہ فرمایا کہ مجھے یہ اطلاع دی گئی ہے۔ جناب سپیکر! اس سے یہ ذمہ داریاں قبول نہیں فرما رہے۔ یہ ذمہ داری سے جواب دیں تاکہ اگر کوئی غلط جواب ہو تو اس پہ کوئی تحریک استحقاق بھی آ سکے۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! میں ادھر جو بھی جواب دے رہا ہوں پوری ذمہ داری کے ساتھ دے رہا ہوں اور میں نے اگر آپ کو کوئی غلط اطلاع دی ہے تو میں اس کا ذمہ دار ہوں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ لیاقت صاحب کا سوال بھی پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ لیاقت صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

چودھری لیاقت علی بھدر، جناب سپیکر! وزیر تعلیم صاحب نے اس کا جواب دیا ہے کہ گرلز ہائی سکول موضع بھدر میں سائنس ٹیچر کی کوئی اسامی خالی نہیں اور جز (ب) میں بھی کہا ہے کہ سائنس ٹیچر کی کوئی اسامی خالی نہیں۔ جناب والا! میں اس گاؤں کا رہنے والا ہوں۔ اسی گاؤں کا رہائشی ہوں۔ میں اتنے ہاؤس میں یہ بات کہتا ہوں کہ اگر وہاں پہ کوئی سیٹ خالی نہ ہوئی تو میں استعفیٰ پیش کر دوں گا(نعرہ ہائے تحسین) اور وزیر تعلیم صاحب کو یہ کسی نے غلط انفرمیشن دی ہے اور میں نے رات کو بھی کنفرم کیا ہے آج بھی وہاں پہ سیٹ خالی ہے۔ اگر کل کوئی ٹرانسفر کر دیں تو اس کا مجھے پتا نہیں۔ کل رات تک بھی وہاں پہ سائنس کی سیٹ خالی تھی۔

جناب سپیکر، جی وزیر تعلیم صاحب۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! یہ جو بھی تاریخ دیں ہم اس کے اوپر انکوئری کرنے کے لیے تیار ہیں اور ہمارے ڈی ای او نے غلط اطلاع دی ہے تو وہ ان کے ساتھ موقع پہ جا کر تصدیق کرے گا اور پھر انشاء اللہ محکمہ اس کے خلاف موزوں کارروائی بھی ضرور کرے گا۔

چودھری لیاقت علی بھدر، ٹھیک ہے' جناب۔

جناب سپیکر، اگلا سوال دیوان مشتاق احمد صاحب کا ہے۔

دیوان مشتاق احمد، 1551۔

گورنمنٹ ڈگری کالج منڈی بہاؤالدین میں سائنس لیبارٹری کی فراہمی اور B.Sc کلاسز کا اجراء

*1551۔دیوان مشتاق احمد۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گورنمنٹ ڈگری گرلز کالج منڈی بہاؤالدین میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کیا ہے اور اس وقت کتنی اسامیاں خالی ہیں اور کب سے خالی ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ کالج میں طالبات کو سائنس لیبارٹری کی مکمل سہولت میسر نہیں ہے حکومت مذکورہ سہولت کی فراہمی کے سلسلے میں کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ کالج میں B.Sc کلاسز کا اجراء ابھی تک نہیں ہوا اس کی وجہ کیا ہے اور کب تک اس کالج میں بی۔ایس۔سی کلاسوں کا اجراء کیا جائے گا؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) منظور شدہ اسامیوں کی تعداد = 29

خالی اسامیاں 4

کب سے خالی ہیں۔ 1۔ پرنسپل 85-9-1' انچارج پرنسپل کام کر رہی ہے۔' 2۔ A-P سیاسیات 28-2-98 ' 3۔ لیکچرار فزکس 14-3-89 اس اسامی پر لیکچرار ذوالوجی کام کر رہی ہے'4۔ لیکچرار فائن آرٹس 2-2-98

(ب) کالج میں انٹر لیول تک سائنس لیبارٹری کی مکمل سہولت موجود ہے۔ جس کی بہتری کے لیے حکومت وقتاً فوقتاً فنڈز فراہم کرتی رہتی ہے۔

(ج) درست ہے تاہم حکومت نے 25-1-98 کو تین اسامیاں فزکس، کیمسٹری اور ذوالوجی بی۔ایس۔سی کلاسز کے اجراء کے لیے مہیا کر دی ہیں۔

جناب سپیکر، یہ بھی پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ دیوان صاحب! آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

دیوان مشتاق احمد، جناب سپیکر! میں وزیر تعلیم صاحب سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ بی ایس سی کلاسوں کے اجراء کے لیے انھوں نے وہاں پہ 3 اسامیاں بھجوائی ہیں لیکن یہ نہیں بتایا کہ بی ایس سی کلاسوں کا اجراء ہوا ہے یا نہیں ہوا۔

جناب سپیکر، جی' وزیر تعلیم صاحب۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ بی ایس سی کے لیے سال سوم میں ایک بچی نے داخلہ لیا ہے اور سال چہارم میں سائنس میں ابھی تک کسی نے داخلہ نہیں لیا۔

جناب سپیکر، ایک بچی کے لیے کلاسوں کا اجراء مشکل ہے۔

دیوان مشتاق احمد، میں ڈھلوں صاحب سے یہ پوچھوں گا کہ بی ایس سی کی کلاسوں کا اجراء کب ہوا ہے؟

جناب سپیکر، وہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں پڑھنے کے لیے طالبات ہی نہیں ہیں۔

دیوان مشتاق احمد، جناب سپیکر! آپ خود سوچیں کہ پورے ضلع منڈی بہاؤالدین ایک ہی ڈگری کالج ہے۔ جس طرح میں نے اس کا اجراء کرانے کے لیے کوششیں کی ہیں۔ اس کے بعد بی ایس سی کلاسوں کا اجراء اگر ہوا ہے تو اس میں ایک طالبہ کا تصور بھی ہم نہیں کر سکتے کہ ہمارا ضلع اتنی گنجان آبادی کا ضلع ہے اور شہر اتنا بڑا ہے۔ اور اس میں صرف ایک طالبہ ہو۔ جناب والا! اصل میں بات یہ ہے کہ وہاں پر داخلے کے لیے کوئی اعلان نہیں کیا گیا اس لیے وہاں پر طالبات نہیں آسکیں۔

وزیر تعلیم، میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کا جواب تو اس کے اندر موجود ہے کہ جب میں نے کہا ہے کہ بی ایس سی سال سوم میں ایک بچی نے داخلہ لیا ہے اور بی ایس سی کلاسوں کا اجراء بھی ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر، دیوان صاحب! اس میں آپ یہ چیک کریں گے کہ ایک بچی نے داخلہ لیا ہے۔

دیوان مشتاق احمد، میرا دوسرا ضمنی سوال ہے کہ انھوں نے اپنے جواب میں بتایا ہے کہ انٹر لیول کی لیبارٹری وہاں موجود ہے۔ میں وزیر تعلیم صاحب سے یہ گزارش کرنی چاہوں گا' اس سوال کے ذریعے اور آپ کی وساطت سے کہ کیا آئندہ مالی سال کے اندر ڈگری لیول (بی ایس سی کلاسوں) کے لیے لیبارٹری کا انتظام یا فنڈز مہیا کر دیے جائیں گے کہ اگلے سال وہ بن جائے گی؟

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! آج تک محکمہ نے جہاں بھی کسی کالج کی ضرورت ہے تو اس کو نہیں روکا ہے۔ اگر ان کی بھی ضرورت جب بنے گی تو ان شاء اللہ وہ آلات ان کو مہیا کیے جائیں گے اور ویسے بھی ان کی لیبارٹری کو کافی وافر فنڈز ماضی میں مہیا کیے گئے ہیں اور آئندہ بھی کیے جائیں گے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ جی دیوان صاحب۔

دیوان مشتاق احمد، جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، اگر طالبات ہی نہ ہوں تو اس میں محکمہ تو کچھ نہیں کر سکتا۔

دیوان مشتاق احمد، جناب سپیکر! اگر اجراء ہوا ہے تو شاید ابھی دس، بیس دن کے اندر ہوا ہوگا۔ داخلوں کے تو سارے سلسلے ختم ہو چکے تھے۔ جن بچیوں نے باہر جانا تھا وہ جا چکی ہیں۔ اب اگلے سال سے جب تعلیمی سال شروع ہوگا تو اس میں ان شاء اللہ بھرپور نمائندگی ہوگی۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ جی، شاہانی صاحب۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی، سر! یہ 1985 سے انچارج پرنسپل کام کر رہی ہیں، انھوں نے جواب میں یہ لکھا ہے۔ پرنسپل کب تک تعینات ہوگی؟ اتنے سال ہو گئے ہیں کہ پرنسپل تعینات نہیں ہوئی۔ دوسرا انھوں نے لکھا کہ لیکچرار فزکس 1989ء سے نہیں ہیں تو یہ سیٹ کب تک پر کریں گے؟

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! پرنسپل کا مسئلہ ضرور کھڑا ہوتا ہے کہ ایسی جگہوں پر لوگ جانا پسند نہیں کرتے اور میں نے بھی یہ دیکھا ہے کہ کئی دفعہ ہم نے کسی کو تعینات کیا ہے تو لوگ لکھ کر دے دیتے ہیں کہ مجھے نہ promotion اور نہ appointment چاہیے۔ میں جدھر ہوں ادھر ہی رہنا چاہتا ہوں۔ مجھے یہ کیس بھی اسی طرح کا لگتا ہے۔ اگر یہ کسی کو suggest کر دیں تو ہم اس کو تعینات کرنے کے لیے تیار ہیں۔

جناب سپیکر، اگلا سوال بھی دیوان مشتاق احمد صاحب کا ہے۔

حلقہ پی-پی98 کے سکولوں میں خالی اسامیوں کی تعداد

*1552۔ دیوان مشتاق احمد، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی-پی 98 (منڈی بہاوالدین) میں گرلز/ بوائز ہائی سکولوں کی تعداد کیا ہے۔ گرلز/ بوائز سکول میں اساتذہ کی اسامیوں کی منظور شدہ تعداد کیا ہے اور اس وقت ہر سکول میں کون کون سی اسامی کب سے خالی ہے اور اس کی وجہ کیا ہے۔

(ب) حکومت اُن خالی اسامیوں کو کب تک پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) حلقہ PP-98 منڈی بہاؤالدین میں گرلز/ بوائز ہائی سکولوں کی تعداد 25 ہے۔ ان سکولوں میں اساتذہ کی 515 منظور شدہ اسامیاں ہیں۔ جن میں صرف 31 اسامیاں خالی ہیں۔ (منظور شدہ خالی

اسامیوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ب) ہیڈ ماسٹر / ہیڈ مسٹریس کی خالی اسامیاں پر کرنے کے لیے اساتذہ کی ترقی کے کیسز تیار کیے جا رہے ہیں۔ پروموشن کمیٹی سے منظوری کے بعد یا اسامیاں پُر ہو جائیں گی SST اساتذہ کی کنٹریکٹ پر بھرتی کرنے کے لیے تمام انتظامات مکمل ہو جانے کے بعد عدالت عالیہ لاہور کی جانب سے حکم امتناعی جاری کر دیا گیا۔ جونہی اس کیس کا فیصلہ ہو گا یہ اسامیاں بھی پر کر دی جائیں گی۔ بقایا اسامیاں حکومت کی جانب سے پابندی ختم ہونے پر پُر ہوں گی۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال حاجی احمد خان ہرل صاحب کا ہے' موجود نہیں ہیں۔ اس کے بعد راؤ اقبال احمد خان صاحب کا سوال ہے۔

فور ٹائر فارمولا لاگو کرنے کے اقدامات

*1566۔راؤ اقبال احمد خان: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ (ٹیکنکل ونگ) میں ابھی تک فور ٹائر (Four Tier) فارمولا لاگو کیوں نہیں کیا گیا۔ آیا اس کے لاگو کیے جانے کے احکامات ہیں اور کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

پنجاب میں چار درجاتی فارمولا(فور ٹائر) سروس رولز نہ ہونے کی وجہ سے لاگو نہ ہو سکا۔ اب سروس رولز کمیٹی ایس۔جی۔اے اینڈ آئی ڈیپارٹمنٹ نے سروس رولز کی منظوری دے دی ہے اور عنقریب وزیر اعلیٰ کی منظوری کے بعد نوٹیفکیشن جاری ہو جائے گا۔ دریں اثناء محکمہ تیزی سے ترقی کے کیسز تیار کر رہا ہے اور جونہی سروس رولز کی منظوری ہو گئی چار درجاتی فارمولا کے تحت تمام متعلقہ اساتذہ کی ترقیاں جلد از جلد عمل میں لائی جائیں گی۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال میاں عبدالستار صاحب کا ہے۔

اے۔ٹی ٹیچرز کو گریڈ16 دینے کے اقدامات

*1577۔میاں عبدالستار، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایس۔ایس۔ٹی ٹیچر جن کی بنیادی تعلیمی قابلیت بی۔اے /بی۔ایس۔سی' بی۔ایڈ ہے ان کو گریڈ16دیا جاتا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جن ایس۔ایس۔ٹی ٹیچر کی تعلیم ایم۔اے ہو ان کو سلیکشن گریڈ 7 دیا جاتا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اے۔ٹی ٹیچر جن کی بنیادی تعلیمی قابلیت ہی ایم۔اے ہے ان کو گریڈ 14 دیا جا رہا ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اے۔ٹی۔ ٹیچرز کو گریڈ 16 دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ ایم۔اے کی بنیاد پر گریڈ 17 سلیکشن نہیں دیا جاتا۔ بلکہ سب SST حضرات کو باری پر سلیکشن گریڈ دیا جاتا ہے۔ ایم۔اے کی بنیاد پر دو اضافی ترقیاں دی جاتی ہیں۔

(ج) درست نہ ہے۔

(د) (A.T) عربی ٹیچرز کو گریڈ 9 دیا جاتا ہے۔ وفاق المدارس کے سند یافتہ (جسے ایم۔اے کے برابر درجہ حاصل ہے) کو گریڈ 14 دیا جاتا ہے۔

میاں عبدالستار (پی پی 234)، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وفاق المدارس سے سند یافتہ جو ٹیچرز بھرتی ہوتے ہیں وہ کیا کہلاتے ہیں؟

وزیر تعلیم، آپ تو پہلی والی بات کر رہے ہیں کہ وہ کیا کہلاتے ہیں۔ بہرحال یہ عربی ٹیچرز کہلاتے ہیں۔

جناب سپیکر، ایم اے کے برابر ان کا درجہ ہوتا ہے۔ جی' اگلا سوال میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔

گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول ڈنگہ میں ہیڈ مسٹریس کی تعیناتی

*1583۔میاں طارق محمود، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول ڈنگہ میں طالبات کی کیا تعداد ہے۔

(ب) اساتذہ کی کل کتنی اسامیاں ہیں اور کتنی اسامیاں پُر ہیں۔

(ج) کیا اساتذہ کی تعداد طالبات کے لیے ناکافی ہے اگر ناکافی ہے تو حکومت نے اس سلسلہ میں آج تک کیا اقدام کیے ہیں۔

(د) ہیڈ مسٹریس کی اسامی کتنے عرصہ سے خالی ہے کیا حکومت اس اسامی کو پُر کرنے اور اس کے

ذمہ دار افسران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول ڈنگہ میں طالبات کی جماعت وار / فریق وار تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

نام جماعت	فریق الف	ب	ج	د	کل تعداد
ششم	50	50	50	50	200
ہفتم	70	70	70	70	280
ہشتم	90	90	–	–	180
نہم	70	75	–	–	145
دہم	51	43	–	–	94
					899

(ب) اساتذہ کی عہدہ وار منظور شدہ اسامیاں

		ہیڈ مسٹریس	ایس-ایس ای-ایس ٹی	پی-ای-ٹی	اے-ٹی ٹی	پی-ٹی-سی	جونیئر کلرک	NQ	C-IV	کل تعداد
پُر شدہ اسامیاں	1	9	3	1	1	1	1	1	4	22
خالی اسامیاں	1	7	3	1	1	1	1	1	3	19
		2	-	-	-	-	-	-	1	3

(ج) سکول ہذا میں اساتذہ کی تعداد طالبات کے لیے ناکافی ہے۔ rationalization پالیسی کے تحت مزید سٹاف کے لیے منظوری کا کیس حکومت کو ارسال کیا جا چکا ہے۔

(د) ہیڈ مسٹریس کی اسامی مورخہ 1-9-97 سے خالی تھی۔ جو 3-6-98 کو نسیم اختر ہیڈ مسٹریس گورنمنٹ گرلز ہائی سکول پنڈی سلطان کو تبدیل کر کے پُر کر دیا گیا۔ یہ تبادلہ ہیڈ مسٹریس کی بیماری اور سفر نہ کر سکنے کے پیش نظر مورخہ 31-8-98 کو منسوخ کر دیا گیا۔

اب طزالہ یاسمین سینئر ہیڈ مسٹریس کو مورخہ 14-1-99 سے تعینات / ایڈجسٹ کر دیا گیا ہے۔ جس کی حاضری رپورٹ تاحال موصول نہیں ہوئی۔ حکومت کسی آفیسر کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی۔ کیونکہ کوئی قصوروار نہ ہے۔

جناب سپیکر، میاں صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے۔ اس کا کافی تفصیل کے ساتھ جواب ہے۔

میاں طارق محمود، جناب سپیکر! یہ بچیوں کا ہائی سکول ہے۔ اس میں بچیوں کی تعداد 899 ہے اور

وہاں پر صرف تین ٹیچرز ہیں۔ اس میں جو جواب ہیڈ مسٹریس کے بارے میں ہے' اس میں لکھا ہوا ہے کہ 01-09-97 سے خالی تھی۔ جو 03-06-98 کو نسیم اختر ہیڈ مسٹریس گورنمنٹ گرلز ہائی سکول پنڈی سلطان کو تبدیل کر کے پر کر دیا گیا۔ یہ تبادلہ ہیڈ مسٹریس کی بیماری اور سفر نہ کر سکنے کے پیش نظر مورخہ 31-08-98 کو منسوخ کر دیا گیا۔

جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ اب پھر کہتے ہیں کہ 14-01-99 کو ہم نے پھر آرڈر کیے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ 1-9-97 سے ہیڈ مسٹریس کی اسامی خالی ہے یا دس سال سے خالی ہے؟ جناب سپیکر، یہ کتنے عرصے سے خالی ہے؟

وزیر تعلیم: مجھے تو سر یہی بتایا گیا ہے کہ ہیڈ مسٹریس کی اسامی ستمبر 1997ء سے خالی ہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو ہم اس کی بھی تفتیش کرنے کے لیے تیار ہیں اور اگر یہ اس تاریخ سے خالی نہیں ہے اور کسی پچھلی تاریخ سے خالی ہے تو اس کا بھی ہم disciplinary action لینے کے لیے تیار ہیں۔

میاں طارق محمود، جناب سپیکر! میں تو صرف یہ گزارش کرتا ہوں کہ آپ دیکھ لیں کہ بچیوں کی نو سو تعداد ہے اور ڈنگہ بہت بڑا شہر ہے۔ اس میں صرف تین ٹیچرز ہیں۔ کل سٹاف تین ہے اور دس سال سے' میں پچھلے دور سے بھی اور اس سے پچھلے دور سے بھی سوال کرتا آ رہا ہوں آپ بجٹ تقریر بھی نکال کر دیکھ لیں۔ اس میں بھی میں نے یہ بات کہی ہے کہ ایک ہزار کے لگ بھگ تعداد ہونے کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ محکمہ کے کان پر جوں تک نہیں رینگی اور اتنی بڑی زیادتی ہے۔ اگر یہ ایجوکیشن پنجاب ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس کا بیڑہ غرق ہو چکا ہے۔ اس میں اب کیا نکالنا ہے کہ ایک ہزار تعداد ہو اور وہاں پر دو ٹیچرز ہوں۔ میں تو یہ گزارش کروں گا کہ دس سال سے یہی حالت ہے اور کبھی ایک ہزار سے اوپر تعداد ہوتی ہے اور کبھی کم ہوتی ہے۔ وہاں پر دس سال سے نہ ٹیچرز ہیں اور نہ وہاں پر ہیڈ مسٹریس ہے۔ یہ چیک کر کے ذرا وزیر تعلیم بتا دیں۔

جناب سپیکر، جی' منسٹر ایجوکیشن!

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! جہاں تک ہیڈ مسٹریس کا تعلق ہے وہ تو تعینات ہو چکی ہے اور اگر ان کی یہ شکایت بڑی دیر سے آ رہی ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں' اس طرح کریں۔ آپ اس کو خود چیک کروائیں۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! میں نے یہ چیک کروایا ہے۔ میں یہ ایسے ہی بات نہیں کر رہا۔ میں نے یہ چیک کروایا ہے کہ بھئی! مجھے وہ بتائیں کہ یہ تعینات ہوئی یا نہیں ہوئی؟ اس کے مطابق میں بات کر

رہا ہوں۔

جناب سپیکر، چلیں۔ وہ تو اس میں بھی آپ نے لکھا ہوا ہے کہ ایک کو کیا پھر وہ وہاں نہیں گئی۔ پھر دوسری کو کیا ہے تو اب رپورٹ آئی ہے۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! یہ سب سے بڑا مسئلہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کا بنا ہوا ہے۔ اب آپ دیکھیں کہ جس طرح سے ہم پوسٹنگ کرتے ہیں یا کروائی جاتی ہے یا ہو جاتی ہے۔ ان ساری چیزوں کو مدنظر رکھیں تو اگلے دن آپ کو پارلیمنٹری پارٹی میں یہی صورت حال سامنے آئی تھی کہ کس طرح سے کسی جگہ پر over concentration ہو جاتی ہے اور کسی جگہ پر deficiency ہوتی ہے۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔ وہ تو ٹھیک ہے۔ وہ general بات ہے لیکن اس سوال کے حوالے سے وہاں دس سال سے نہیں ہے۔ ٹیچرز صرف تین ہیں اور ایک ہزار کے قریب سٹوڈنٹس ہیں۔

وزیر تعلیم، جہاں تک ٹیچرز کی کمی کا تعلق ہے تو میں نے پچھلے اجلاس میں بھی ہاؤس کو یقین دلایا تھا اور ہم نے اس کے اوپر کارروائی بھی مکمل کر لی تھی۔

جناب سپیکر، نہیں، نہیں۔ وہ باقی general بات ٹھیک ہے۔ لیکن اس میں صرف اس سکول کے حوالے سے جو ڈنگہ میں ہے اس کے متعلق آپ بتا دیں کہ کب تک آپ کا ارادہ ہے کہ یہ معاف پورا ہو جائے گا؟

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! جہاں تک ہیڈ مسٹریس کا تعلق ہے وہ تو ہو چکی ہے۔ جہاں تک ٹیچرز کا تعلق ہے تو وہ ہم سارے پنجاب میں کر رہے ہیں مگر ابھی عدالت عالیہ نے اس کا کوئی حکم امتناعی دے رکھا ہے جس کی وجہ سے یہ پراسیس رکا ہوا ہے۔ بلکہ ہم نے ہر جگہ پر ان کے نئے contract appointment آرڈرز کر دیے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر، پھر بھی آپ اس کو ذرا چیک کر لیں۔

میاں طارق محمود، جناب سپیکر! میں وزیر تعلیم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وزیر تعلیم وہاں جا کر خود موقع دیکھنا چاہتے ہیں؟ اس کے بعد ٹیچرز کی تعداد کو مکمل کریں گے؟

جناب سپیکر، منسٹر ایجوکیشن! یہ آپ اس کو ذرا چیک کروا لیں۔

راجہ محمد خالد خان، جناب سپیکر! میں ایک ضمنی سوال پر کھڑا ہوں۔

جناب سپیکر، ایک منٹ راجہ صاحب! یہ پہلے ذرا ایک بات ختم ہو جائے۔ جی، منسٹر ایجوکیشن! یہ آپ

پھر اس کو چیک کروا لیں گے؟

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! یہ چیک ضرور ہو گا اور ان شاء اللہ کروائیں گے بھی۔

جناب سپیکر، اور سٹاف بھی لگوائیں گے۔

وزیر تعلیم: میاں صاحب کی تسلی کی جائے گی۔ جہاں تک میرا اپنا ذاتی وہاں جانے کا تعلق ہے تو میں تو ان کے ٹاؤن میں' میرا خیال ہے کہ ہزار دفعہ جا چکا ہوں۔ ان کو یہ علم نہیں ہے۔

میاں طارق محمود، جناب سپیکر! جب یہ وزیر تعلیم بن کر جائیں گے تو پھر یہ خود بتائیں گے کہ کس وجہ سے وہاں پر ٹیچرز کی تعداد کم ہے۔ میں تو ان کو پوچھ پوچھ کر تھک چکا ہوں کہ آ جائیں گے؟ پورے ہو جائیں گے؟ جب بھی کبھی میرا سوال آتا ہے تو اس دن آرڈر ہو جاتے ہیں لیکن جب سوال اسمبلی سے ختم ہو جاتا ہے تو وہ آرڈر پھر withdraw ہو جاتے ہیں۔

وزیر تعلیم، میرے خیال میں پھر ایسے ہی ہو گا کہ جو ٹیچرز ہیں ان کی وہاں پر خدمات سرانجام دینے کی کوئی مرضی نہیں ہو گی۔ ہم کوشش کریں گے کہ آپ کے شہر میں لوگ ٹکیں۔

جناب سپیکر، میاں طارق صاحب! ان کا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ وہاں آپ ذرا ماحول ٹھیک کریں۔ (قہقہے)

میاں طارق محمود، جناب! ماحول تو ٹھیک ہے۔ یہ سارے ہی نہیں ٹکتے وہاں پہ۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ منسٹر صاحب وہاں پہ جائیں گے تو پھر یہ معاملہ حل ہو گا۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! جہاں تک وہاں جانے کا تعلق ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب سپیکر، وہ تو ویسے بھی جانے کو تیار ہیں۔

وزیر تعلیم، ڈنگہ میں فوج نے اتنی exercise کی ہیں کہ یہ وہاں پر ہم سے ویسے ہی تنگ تھے۔

جناب سپیکر، چلیں' وہ تو فوج نے کی ہے۔

وزیر تعلیم، مجھے ان کے قصبے کا بہت علم ہے اور میں ان شاء اللہ پھر بھی حاضری ضرور دینے کے لیے تیار ہوں۔

جناب سپیکر، وہ تو اور angle سے آپ نے exercises کی ہیں لیکن ایجوکیشن کے حوالے سے ذرا کریں۔

میاں طارق محمود، جناب سپیکر! اگر علم والی بات ہے تو پھر تو ماحول کا بھی ان کو علم ہو گا کہ ماحول وہاں ٹھیک ہے۔ جہاں 900 بچیاں پڑھ رہی ہیں' وہاں پر تو ماحول ٹھیک ہی ہو گا۔ لیکن یہ اتنا اہم

معاملہ ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے شاید ہی کوئی زیادہ اہم معاملہ ہو گا۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! میں نے کوئی ماحول ٹھیک کرنے کی بات نہیں کی۔ یہ آپ ہی کی طرف سے ہوئی ہے۔

جناب سپیکر، لیکن آپ اس سکول کی حالت کو درست کرنے کے حوالے سے اس کا وزٹ ضرور کریں۔

وزیر تعلیم، جی، میں جاؤں گا۔

میاں طارق محمود، جناب سپیکر! اس کا سٹاف کب تک مکمل ہو جائے گا اور کب تک یہ وہاں جائیں گے؟ اس کے متعلق کوئی تاریخ بتا دی جائے۔

جناب سپیکر، جی، کب تک وزٹ کریں گے؟

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! ہم اس کا کورٹ میں کیس fight کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں، نہیں۔ وزٹ کب تک کریں گے؟

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! پہلے یہ حکم امتناعی vocate ہو جائے۔ کیونکہ ان کا مسئلہ ٹیچرز کی پوسٹنگ کا ہے تاکہ وہ پوسٹنگ آرڈرز میں ساتھ لے کر جاؤں جو ہم نے پہلے سے کر رکھے ہیں اور ان ٹیچرز کو بھی ساتھ لے کر جاؤں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ جی، راجہ خالد صاحب!

راجہ محمد خالد خان، جناب والا! اس کے جز (الف) کے جواب میں یہاں اسامی واتز لکھا ہوا ہے کہ ہیڈ مسٹریس پُر شدہ اسامی ۔ 1 ، ایس ایس ٹی۔ 9 ، جب کہ خالی اسامیوں کے آگے بھی لکھا ہوا ہے کہ خالی اسامی۔ 1 اور ایس ایس ٹی۔7 ۔ میں وزیر تعلیم سے معلوم کرنا چاہوں گا کہ منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں؟

جناب سپیکر، جی۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! انھوں نے ہم سے جو جواب مانگا تھا اس کے مطابق پُر شدہ اسامیاں، خالی اسامیاں، ان کو جمع کریں تو جواب مل جائے گا۔ (قہقہے)

راجہ محمد خالد خان، جناب والا! ایک سکول میں ہیڈ مسٹریس دو منظور ہوتی ہیں یا ایک منظور ہوتی ہے؟ یہاں پر لکھا گیا ہے کہ پُر شدہ اسامیاں۔ وہ تو ایک ہے۔ پھر خالی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ خالی اسامی کے آگے بھی لکھا گیا ہے کہ ایک ہی ہے یا ہیڈ مسٹریس کی دو پوسٹیں ہیں۔ میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ ہیڈ مسٹریس، ایس ایس ٹی، ای ایس ٹی، پی ای ٹی، کتنی ٹیچرز کی اسامیاں وہاں پر موجود ہیں،

کتنی پُر ہیں اور کتنی خالی ہیں؟

جناب سپیکر، یہ جواب (ب) میں لکھا ہوا ہے۔

وزیر تعلیم، جناب سپیکر! ہو سکتا ہے کہ یہ error ہو؛ جب ہم نے کہا ہے کہ ہیڈ مسٹریس کی تعیناتی تو ہم نے کر دی ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال مولوی محمد سلطان عالم انصاری صاحب کا ہے۔۔۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال بھی مولوی محمد سلطان عالم انصاری صاحب کا ہے۔۔۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال جناب سعید اکبر خان صاحب کا ہے۔

ضلع بھکر میں اساتذہ کے تبادلہ کی تفصیل

*1586۔جناب سعید اکبر خان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع بھکر میں فروری 1997ء سے لے کر آج تک پرائمری، مڈل، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولز برائے طلباء و طالبات میں تعینات کتنے اساتذہ کا تبادلہ کیا گیا۔ ہر استاد کا نام، تبادلہ کی تاریخ اور تبادلہ کی وجہ کیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ بعض سکولوں میں اساتذہ کے لیے رہائش کا بندوبست ہونے کے باوجود وہ سکول میں حاضر ہو کر اپنے فرائض منصبی ادا نہیں کرتے جس کی وجہ سے اکثر سکول بند پڑے ہیں۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت اساتذہ کا تبادلہ کرتے وقت ان کی مستقل رہائش کو مدنظر رکھتے ہوئے تبادلہ کرتی ہے تاکہ وہ اپنے فرائض احسن طریقے پر اور خوش اسلوبی سے سرانجام دے سکیں۔

(د) کیا حکومت متذکرہ سکولوں میں تعلیم و تدریس کا سلسلہ جاری رکھنے کے لیے کوئی لائحہ عمل تیار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) ضلع بھکر میں فروری 1997ء کے بعد تبادلہ جات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ایس۔ایس۔ٹی	ای۔ایس۔ٹی	پی۔ای۔ٹی	ڈی۔ایم	ایس۔وی/او۔ٹی
36	18	11	22	23

مطلوبہ فہرست تبادلہ جات اساتذہ مکمل کوائف کے ہمراہ ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ب) ضلع بھکر کے کسی بھی مردانہ / زنانہ مدارس میں اساتذہ کو رہائشی سہولیات میسر نہ ہیں اور نہ ہی کسی ادارہ میں ہوسٹل موجود ہے۔ ضلع میں کوئی ہائی / ہائر سیکنڈری سکول کسی بھی وجہ سے بند نہ ہے۔

(ج) جی ہاں اساتذہ کے ضمن میں تبادلہ کرتے وقت ان کے رہائشی مقامات کو پیش نظر رکھا جاتا ہے تاکہ وہ دل جمعی اور احسن طریقے سے اپنے فرائض منصبی ادا کر سکیں۔

(د) ضلع ہذا کے جملہ مدارس میں تعلیم و تدریس کا سلسلہ احسن طریقہ سے جاری و ساری ہے۔البتہ حکومتی پالیسی کے مطابق بہتری کے لیے وقتاً فوقتاً مناسب اقدام اٹھاتی ہے۔

جناب سپیکر، جی' اس پر کوئی ضمنی سوال؟

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میرا یہ جو سوال کا جواب ہے یا یہ جواب غلط ہے یا یہ جو انھوں نے 1452 پر دیا ہے وہ جواب غلط ہے۔ جناب سپیکر! میں نے جو پہلے سوال کیا تھا وہ میں آپ کو پڑھ دیتا ہوں تاکہ آپ کو آسانی رہے۔ میں نے سوال کیا تھا کہ:

"ضلع بھکر میں مارچ 1997ء سے لے کر اب تک سیکنڈری اور ہائر سیکنڈری مردانہ اور زنانہ سکول میں کتنے اساتذہ اور درجہ چہارم کے ملازمین کے تبادلے ہوئے"۔۔۔

جناب سپیکر! یہاں ایس۔ ایس۔ ٹی 70 بتائے گئے' ای۔ ایس۔ ٹی 21 بتائے گئے' پی۔ ای۔ ٹی 10 بتائے گئے' ٹی۔ ایم 7 بتائے گئے اور آگے 22 بتائے گئے۔ درجہ چہارم 48 بتائے گئے"۔

وہی سوال پھر خوش قسمتی سے دوبارہ آ گیا کہ

"ضلع بھکر میں فروری 1997ء سے لے کر آج تک پرائمری' مڈل' ہائی اور ہائر سیکنڈری سکول برائے طلباء و طالبات میں تعینات کتنے اساتذہ کا تبادلہ کیا گیا؟"

جناب سپیکر! ایک تو یہ جواب نامکمل ہے' کیونکہ اس میں پرائمری کی تعداد بتائی نہیں گئی کہ پرائمری سکولوں میں کتنے ٹرانسفر ہوئے؟ انھوں نے جو بھی دوسری اطلاع دی ہے وہ ادھر آ کر اسی عرصے کی ایس۔ ایس۔ ٹی کی 36 ٹرانسفر بتائی جبکہ وہاں 70 بتائی۔ بالکل اسی عرصے کا وہی سوال ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس میں سے کون سا جواب غلط ہے؟ یہ جواب غلط ہے یا پچھلا جواب غلط ہے۔ دوسرا میرے سوال کا جواب بھی پورا نہیں دیا گیا۔ پرائمری سکول پی۔ ٹی۔ سی ٹیچرز کی ٹرانسفر کے

بارے میں، میں نے پوچھا تھا۔ اس کے بارے میں نہیں بتایا گیا۔

جناب سپیکر، یہ آپ نے ایک سوال فروری میں پوچھا ہے اور پہلا مارچ میں ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! آپ ان کی تاریخیں دیکھ لیں۔ تمام عرصہ ایک ہے۔

جناب سپیکر، پہلے سوال کا نمبر کیا ہے؟

جناب سعید اکبر خان، پہلے سوال کا نمبر 1452 ہے اور یہ میں نے 12-1-98 سے پوچھا ہے۔ اس کا جواب 11-2-98 کو جمع ہوا ہے۔

جناب سپیکر، سوال نمبر 1452 میں آپ نے پوچھا ہے کہ

"ضلع بھکر میں مارچ 1997ء سے لے کر اب تک سیکنڈری اور ہائر سیکنڈری (مردانہ اور زنانہ) سکولوں میں کتنے اساتذہ اور درجہ چہارم کے ملازمین کے تبادلے ہوئے نیز ان کی وجوہات کیا ہیں؟"

اس سوال میں آپ نے پوچھا ہے کہ فروری میں کتنے ہوئے؟

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! مارچ سے تو پھر ٹرانسفر کم ہونے چاہییں تھے۔ فروری میں کم ہو گئے اور مارچ میں زیادہ ہو گئے۔

جناب سپیکر، جی، بہرحال وزیر تعلیم صاحب!

وزیر تعلیم، جناب والا! ان کا یہ جو سوال ہے اس کا اس میں جواب دیا گیا ہے مجھے اس میں یہ اعتراف کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں کہ اس کا یہ صحیح جواب نہیں اور میں نے یہ کہا تھا کہ اس کو دوبارہ چیک کیا جائے اور یہ ڈسٹرکٹ آفس سے دوبارہ چیک کیا گیا ہے اس لیے اس کا صحیح جواب صحیح کے ساتھ آج صبح ملا ہے اور محکمہ تعلیم ان تمام کاپیوں میں correction نہیں کر سکتا، آپ کی کاپی میں correction ہو چکی ہے، سیکرٹری صاحب کے پاس corrected copy موجود ہے۔۔۔۔

جناب سپیکر، جی ہاں۔ آپ کی بات ٹھیک ہے۔

وزیر تعلیم، اس میں تھوڑا فرق ہے اور اس کے لیے ہم معذرت خواہ ہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر، جی بٹ صاحب۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! میں عرض کروں گا کہ یہ جتنے بھی سوال آ رہے ہیں ان میں errors آ رہی ہیں۔ تو کیا اس سلسلے میں یہ کوئی سازش ہو رہی ہے کہ بریگیڈئر صاحب جو بھی جواب دے رہے ہیں وہ confirm نہیں ہوتے۔ تو جناب' یہ کس کی غلطی ہے۔ کیا یہ محکمے کی ہے یا ان کے خلاف کوئی سازش ہو رہی ہے؟ یہ جناب clear کروا دیں۔

جناب سپیکر، کچھ latest informations آ رہی ہیں----- اگلا سوال میاں عبدالستار صاحب کا ہے۔ جی میاں صاحب۔

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول وحدت کالونی کی ہیڈ مسٹریس کے خلاف کارروائی

*1591۔میاں عبدالستار (PP-234)، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گورنمنٹ پائلٹ گرلز ہائی سکول وحدت کالونی میں کل کتنی طالبات زیر تعلیم ہیں۔ نیز وحدت کالونی میں رہائش پذیر طالبات کی تعداد کتنی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ہیڈ مسٹریس وحدت کالونی سے تعلق رکھنے والی طالبات کو داخلہ دینا پسند نہیں کرتیں جبکہ یہ سکول وحدت کالونی کی بچیوں کے لیے تعمیر ہوا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہیڈ مسٹریس گورنمنٹ پائلٹ گرلز ہائی سکول نے اپنے دفتر کے باہر نوٹس لگا رکھا ہے کہ ایم۔سی گرلز ہائی سکول وحدت کالونی سے تعلق رکھنے والی کوئی طالبہ داخلہ کے لیے نہ آئے۔

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو وحدت کالونی کی بچیوں کو داخلہ نہ دینے کی وجوہات کیا ہیں۔ کیا محکمہ مذکورہ ہیڈ مسٹریس کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتا ہے اگر نہیں تو وجہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم (بریگیڈئیر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) گورنمنٹ پائلٹ گرلز ہائی سکول وحدت کالونی میں زیر تعلیم طالبات کی کل تعداد 2145 ہے جن میں 575 طالبات وحدت کالونی کی رہائشی ہیں۔

(ب) درست نہ ہے بلکہ داخلہ کے وقت وحدت کالونی کی رہائشی امیدوار داخلہ کی علیحدہ رجسٹریشن کی جاتی ہے اور تمام خواہش مند امیدواروں کو بغیر میرٹ بنائے داخلہ دے دیا جاتا ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ درحقیقت پائلٹ گرلز اور ایم سی گرلز سکول دونوں وحدت کالونی میں ہیں۔اور وحدت کالونی کے ہی رہائشی لوگوں کے لیے بنائے گئے ہیں۔ اس لیے ایک سکول سے

دوسرے سکول میں داخلہ مناسب نہ ہے۔ تاہم نویں جماعت میں سائنس مضمون میں داخلہ کی خواہش مند طالبات کو داخل کر لیا جاتا ہے۔

(د) مندرجہ بالا حالات کی روشنی میں ہیڈ مسٹریس کے خلاف کارروائی کا کوئی جواز نہ ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال نہیں۔ اگلا سوال نمبر 1593 چودھری محمد اعظم چیمہ صاحب کا ہے۔ جی چیمہ صاحب۔

ضلع حافظ آباد کے سکولوں میں کلاسز کا اجراء

*1593۔چودھری محمد اعظم چیمہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) ضلع حافظ آباد میں کتنے ایسے پرائمری، مڈل اور ہائی سکولز ہیں جن کی عمارات مکمل ہو چکی ہیں۔

(ب) حکومت کب تک ان مدارس میں تعلیمی عمل شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) ضلع حافظ آباد میں سال 98-1997ء کے دوران مندرجہ ذیل 17 سکولوں کی عمارات تعمیر ہوئیں۔

نمبر شمار	سکول کا نام		کیفیت
1۔	شیفٹر لیس پرائمری سکول	لاکھیا	عمارت موجود ہے۔
2۔	۔ایضاً۔	ڈنگی	۔ایضاً۔
3۔	۔ایضاً۔	دوہڑ خورد	۔ایضاً۔
4۔	۔ایضاً۔	ٹھٹھہ اصالت	۔ایضاً۔
5۔	۔ایضاً۔	ٹھٹھہ کھوکھراں	۔ایضاً۔
6۔	۔ایضاً۔	نوتھیں گاؤں	۔ایضاً۔
7۔	بوائز پرائمری سکول	ہنجوں	۔ایضاً۔
8۔	تبدیلی مسجد مکتب سکول	کھیانوالہ	بلڈنگ مکمل ہو چکی ہے۔
9۔	۔ایضاً۔	کوٹ اسحاق	۔ایضاً۔
10۔	۔ایضاً۔	ٹھٹھہ ہیرا	۔ایضاً۔
11۔	۔ایضاً۔	موہرے خورد	۔ایضاً۔
12۔	۔ایضاً۔	کوٹ بدر دین	۔ایضاً۔
13۔	بوائز پرائمری سکول	ہیکے	بلڈنگ مکمل ہو چکی ہے۔

14۔	پرائمری سکول وارڈ نمبر 2	پنڈی بھٹیاں	۔ایضاً۔
15۔	پرائمری سکول	مہدی آباد (درجہ بڑھانا)	۔ایضاً۔
16۔	پرائمری سکول	کیسے'	۔ایضاً۔
17۔	۔ایضاً۔	مجھونکہ	۔ایضاً۔

(ب) مندرجہ بالا 17 پرائمری سکولوں میں سے 7 شیڈ لیس پرائمری سکولز ہیں۔ جن میں تعلیمی عمل جاری ہے۔ جبکہ باقی 10 عمارات کے PC-1V تیاری کے مراحل میں ہیں۔ ان عمارات کے PC-IV مکمل ہونے کے بعد محکمہ خزانہ کو S-N-E کے لیے کیس بھیجا جائے گا جس کی منظوری کے بعد تعلیمی عمل جاری کیا جا سکے گا۔

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! یہ سوال حافظ آباد سے متعلق ہے اور میرے دائیں ہاتھ پارلیمانی سیکرٹری صاحب بھی تشریف فرما ہیں۔ میں نے ان سے confirm کیا ہے' 10 اور 11 نمبر پر جن مواضعات کا ذکر ہے ضلع حافظ آباد میں اس نام کے مواضعات بھی نہیں ہیں' وزیر تعلیم میرے لیے قابل احترام ہیں یہ فرمائیں کہ یہ دونوں مواضعات کس ضلع سے یہاں تشریف لے آئے؟ (قہقہے)

جناب سپیکر، جی وزیر تعلیم صاحب۔

وزیر تعلیم، جناب والا! اصل میں بات یہ ہے کہ یہ گوجرانوالا سے حافظ آباد کیسے پہنچ گئے۔ پہلے تو ان سے یہ پوچھیں۔ بہرحال اس کا جواب تو میں چیک کر کے ہی بتا سکتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی ظاہر ہے یہ اتنے دیہاتوں کا تو زبانی یاد نہیں رکھ سکتے۔ اگرچہ یہ وہاں exercise کے لیے گئے ہوں گے۔ (قہقہے)

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! جز (ب) میں میں نے عرض کیا تھا حکومت کب تک ان مدارس میں تعلیمی عمل شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟ جواب اس کا یہ ہے:

"مندرجہ بالا پرائمری سکولوں میں سے 7 شیڈ لیس پرائمری سکولز ہیں جن میں تعلیمی عمل جاری ہے جبکہ باقی 10 عمارات کے PC-IV تیاری کے مراحل میں ہیں" جناب والا! اس جواب سے کیا آپ مطمئن ہیں؟ سوال یہ ہے کہ 17 عمارتیں مکمل ہیں وہاں کب ان کا اجراء ہو گا وہاں اساتذہ کب جائیں گے؟ تو جناب اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں 7 شیڈ لیس ہیں تعلیم جاری ہے۔ میں نے پچھلے سال بھی اس محکمے کے بارے میں تحریک استحقاق دی تھی اور انھوں نے اس کے ساتھ بڑی زیادتی کی

تھی۔ یہ وزیر صاحب کا قصور نہیں۔ عالیٰ جاہ! اللہ کی مہربانی سے یہاں ٹاسک فورس کے چیئرمین بھی تشریف فرما ہیں اور میں نے ابھی ان سے confirm کیا ہے کہ محکمے پر کتنا خرچ ہوتا ہے۔ انھوں نے خود فرمایا کہ 27 billion۔ یعنی 7 کروڑ کے صوبے میں جبکہ ساڑھے تین کروڑ کی آبادی دیہات میں ہے، پونے دو کروڑ، ڈیڑھ کروڑ کی آبادی شہروں میں ہے ٹی۔وی میں بھی ہم دیکھ رہے ہیں یہ تین آدمی فاضل وزیر، پارلیمانی سیکرٹری اور ٹاسک فورس والے بھی یہاں موجود ہیں۔ تو عالیٰ جاہ افسوس کا مقام ہے کہ 27 billion خرچ ہو رہا ہے اور ٹی۔وی پر ہر روز ڈرامہ بھی چل رہا ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب سے بھی وہ بات confirm ہوتی ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے بڑی توجہ دی اور انھوں نے بڑی اصلاحات جاری کیں۔ تو جناب والا! سات سال سے وہاں سکولوں کی عمارتیں بنی ہوئی ہیں اور ابھی تک نہ وہاں کوئی ٹیچر ہے نہ کوئی استاد پڑھاتا ہے نہ کوئی معلمہ ہے۔ تو یہ کہاں تک معلمہ چلے گا اور ٹاسک سیل بھی موجود ہے، فوجیوں سے بھی سروے ہو چکا ہے۔ یعنی سارے معاملات طے ہو چکے ہیں اور جواب یہ ہے کہ سات سکول شیٹرلیس ہیں وہاں تعلیم جاری ہے۔ سترہ میں استاد مل نہیں رہے۔ تو جناب والا! میری صرف عرض اتنی ہے کہ جہاں سکولوں کی عمارتیں مکمل ہیں وہاں یہ یقین دہانی فرمائیں ----

جناب سپیکر، وزیر تعلیم یقین دہانی کراتے ہیں کہ جہاں عمارتیں مکمل ہو چکی ہیں ----

چودھری محمد اعظم چیمہ، انھوں نے بڑی بہتری کی ہے۔ میں منت سے کہتا ہوں کہ آئندہ نسلوں کی ترقی کے لیے ----

جناب سپیکر، چیمہ صاحب! آپ کا ضمنی سوال آ گیا ہے --- جی وزیر تعلیم صاحب۔

وزیر تعلیم، جناب والا! انھوں نے کسی اور بندے پر غصہ نکالنا تھا۔

جناب سپیکر، آپ کا کب تک خیال ہے ---

وزیر تعلیم، جناب والا! میں گزارش کرتا ہوں کہ ابھی تک یہ عمارتیں محکمہ تعلیم کے حوالے ہوئی نہیں ہیں۔ ----

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ لیکن کب تک یہ محکمہ تعلیم کے حوالے ہو جائیں گی۔

وزیر تعلیم، جناب ہم ان سے گزارش کریں گے۔ یہ جو deficiencies point out ہوئی ہیں ----

جناب سپیکر، آپ ان کو note کر لیں۔

وزیر تعلیم، وہ جلدی سے جلدی ہمارے حوالے کریں۔ جہاں تک سٹاف کا تعلق ہے ۔ پارلیمانی پارٹی کے سامنے یہ مسئلہ پیش ہوا تھا اور ابھی ہم rationalization کی exercise کر رہے ہیں اور ان شاء اللہ نئے سٹاف کی ہمیں ضرورت بھی نہیں ہوگی اور specialization کے تحت پنجاب میں جتنے سکولوں میں سٹاف نہیں ہے ہمیں توقع ہے کہ ان شاء اللہ یہ سارے کے سارے آپریشن ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی۔۔۔۔ وقفۂ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر تعلیم، جناب والا! بقیہ سوالات کے جوابات میں ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

آسیانوالا مسجد مکتب سکول میں سٹاف کی تعیناتی

*1321۔چودھری عامر سلطان چیمہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ آسیانوالا آبادی صوفی مہر محمد خاں تحصیل و ضلع سرگودھا میں مسجد مکتب سکول کام کر رہا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس اسکول کو حکومت نے مسجد مکتب سے ریگولر سکول منظور کیا ہوا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول کے لیے عمارت بھی تعمیر ہو چکی ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ اسکول کو ریگولر سٹاف کیوں مہیا نہیں کیا جا رہا نیز حکومت کب تک سٹاف مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) محکمہ خزانہ سے دستیاب مالی وسائل کے مطابق سکولوں کو ریگولر سٹاف مہیا کیا جاتا ہے۔ مذکورہ سکول کو محکمہ خزانہ سے باقاعدہ منظوری حاصل کرنے کے بعد سٹاف مہیا کر دیا جائے گا۔

سکولوں کا اجراء

*1365۔چودھری عامر سلطان چیمہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب کے مراسلہ نمبر 3-3/97(286)SO(A-V) مورخہ 26-7-97 کے ذریعے ضلع سرگودھا میں نئے گیارہ پرائمری سکول کھولنے کے احکام جاری ہوئے تھے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس مراسلہ میں غلطی سے سلسلہ نمبر 5 پر ڈیرہ خان محمد داخل 68/NB لکھ دیا گیا ہے جبکہ درست نام ڈیرہ خان محمد داخل 88/NB سرگودھا ہے۔ اسی طرح غلطی سے سلسلہ نمبر 7 پر ڈیرہ محمد زمان داخل لکھا گیا ہے جبکہ درست نام ڈیرہ محمد زمان داخل چک 111/SB سرگودھا ہے اور سلسلہ نمبر 8 پر 111/SB لکھا گیا ہے جبکہ درست نام بستی سیداں (Basti Syedan) داخل چک 111/SB سرگودھا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ D.E(E.E),DY.DIR(ADMN) سرگودھا نے اپنی چٹھی نمبر 1/27-97/PEE/13415 مورخہ 10-9-97 میں ان غلطیوں کا اعتراف کیا ہے۔

(د) اگر جز (ب) اور (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک درست نوٹیفکیشن (Notification) جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) ڈائرکٹر ایلیمنٹری ایجوکیشن سرگودھا نے اپنی چٹھی نمبر 1/27-97/PEE/13415 مورخہ 10-9-97 میں غلط نام سے سکول کی منظوری کی نشاندھی کی تھی اور اس میں درستگی کے لیے استدعا کی تھی۔

(د) نظامت تعلیمات سرگودھا نے درستگی کے لیے دوبارہ بذریعہ چٹھی نمبر 2127 مورخہ 20-2-98 بھی یاددھانی کرائی تھی۔ جس کی تصحیح کا لیٹر 15-4-98 کو جاری ہو چکا ہے۔

سکولوں میں اضافی کمرہ جات کی تعمیر

*1409۔حاجی محمد اشرف کلیار، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی۔پی 27 سرگودھا کے گورنمنٹ بوائز ہائی سکول, 147/48/NB, 113/NB, 152/NB, 156/NB اور گورنمنٹ گرلز ہائی سکول 99/NB, 163/NB گرلز ہائی

سکول سلانوالی اور گرلز ہائی سکول شاہ نکڈر کے کمروں کی تعداد انتہائی کم ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا سکولوں میں مجوزہ اضافی کمروں کو تعمیر کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (ریگولیٹر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) درست ہے۔ ماسوائے گورنمنٹ ہائی سکول چک نمبر 113 شمالی مذکورہ سکولوں میں موجودہ کمروں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام سکول	موجودہ کمروں کی تعداد	درکار کمروں کی تعداد
1۔	گورنمنٹ بوائز ہائی سکول 156شمالی	4	6
2۔	گورنمنٹ بوائز ہائی سکول 147/148شمالی	6	4
3۔	گورنمنٹ بوائز ہائی سکول 113شمالی	12	-
4۔	گورنمنٹ بوائز ہائی سکول 152شمالی	9	2
5۔	گورنمنٹ گرلز ہائی سکول 99شمالی	6	2
6۔	گورنمنٹ گرلز ہائی سکول 63شمالی	5	2
7۔	گورنمنٹ گرلز ہائی سکول شاہ نکڈر	5	3
8۔	گورنمنٹ گرلز ہائی سکول سلانوالی	8	3

(ب) سالانہ ترقیاتی پروگرام 99-1998ء میں سکولوں میں اضافی کمروں کی تعمیر کے لئے کوئی سکیم شامل نہ ہے اور نہ ہی فنڈز مختص کیے گئے ہیں۔جیسے ہی فنڈز دستیاب ہونگے صوبہ کے دیگر ترقیاتی سکیموں کے ساتھ اس سکیم کے لیے رقم مختص کی جائے گی۔

کمرشل کالجوں کے لیے الگ کمرشل ایجوکیشن بورڈ قائم کرنے کے اقدامات

*1445۔چودھری خالد جاوید وڑائچ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹیکنیکل کالجوں کے لیے ٹیکنیکل ایجوکیشن بورڈ موجود ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب میں ٹیکنیکل کالجوں کی تعداد پندرہ ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب میں کمرشل کالجوں کی تعداد150 کے قریب ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کمرشل کالجوں کے لیے الگ

کمرشل ایجوکیشن بورڈ قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔ ٹیکنیکل اور کمرشل اور ووکیشنل اداروں کے لیے پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن موجود ہے۔

(ب) اس وقت صوبہ میں 16 مردانہ اور چار زنانہ پولی ٹیکنیک کام کر رہے ہیں۔

(ج) نظامت فنی تعلیم کے اس وقت 113 کمرشل کالج حکومت پنجاب کے تحت چل رہے ہیں۔

(د) نہیں، صرف کمرشل ایجوکیشن کے لیے علیحدہ طور پر بورڈ قائم کرنا ممکن نہیں۔ البتہ ایک فنی تعلیمی بورڈ کی وجہ سے دور دراز کے اداروں کے اساتذہ و طلبہ کی پریشانیوں کے پیش نظر ملتان اور راولپنڈی میں دو مزید بورڈوں کے قیام کی تجویز حکومت کے زیر غور ہے۔

کالجز مکمل کر کے کلاسز کا اجراء کرنا

*1488۔جناب معظم جمال زیب احمد خان وٹو، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین حویلی لکھا اور گورنمنٹ کالج برائے خواتین بصیر پور ضلع اوکاڑہ کی تعمیر کا کام آخری مراحل میں تھا، جو روک دیا گیا ہے اور منصوبہ نا مکمل پڑا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان کالجز میں خواتین کلاسز کا اجراء نہ ہو سکا ہے کیونکہ وہاں عملہ اور اساتذہ تعینات نہ ہیں۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان کالجز کو مکمل کرنے اور خواتین کلاسز کا اجراء کرانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) درست ہے۔ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین حویلی لکھا کی عمارت کا تعمیری منصوبہ محکمہ تعلیم نے 5 ستمبر 1994ء کو مبلغ -/1,46,02,000 روپے میں منظور کیا۔ مالی سال 97-1996ء میں اس منصوبے پر مبلغ -/1,18,40,000 روپے خرچ ہو چکے ہیں۔ گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین بصیر پور کے لیے عمارت کی تعمیر کا کام شروع ہوا۔ 94-1993ء میں -/9,68,000 روپے خرچ ہوئے۔ 95-1994ء میں 2631000 روپے خرچ کیے گئے۔ اس کے

بعد دونوں کالجز کی تعمیر کا کام فنڈز کی عدم دستیابی کی وجہ سے روکا ہوا ہے۔ نیز گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین بصیر پور کی زیر تعمیر عمارت وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم پر گورنمنٹ ڈگری کالج برائے طلباء کے لیے الاٹ کر دی گئی اور خواتین کالجز کے لیے مناسب جگہ کی تلاش جاری ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ دونوں کالجز گورنمنٹ گرلز ہائی سکولز کی عمارات میں 1-9-94 سے اپنے تعلیمی سفر کا آغاز کر چکے ہیں اور وہاں پر ہر دو کالجز میں بشمول پرنسپل 22,22 اساتذہ اور 26, 26 دیگر عملہ تعینات ہے۔ تفصیل لف ہے۔

(ج) جز الف کا جواب اثبات میں ہے لہٰذا فنڈز کی دستیابی پر ان نامکمل عمارات کو مکمل کر دیا جائے گا۔ خواتین کلاسز کا اجراء کیا جا چکا ہے۔

تفصیل اساتذہ کرام و دیگر عملہ

	گورنمنٹ گرلز کالج حویلی لکھا	گورنمنٹ گرلز کالج بصیر پور
پرنسپل	1	1
اسسٹنٹ پروفیسر	4	4
لیکچرار	14	14
ڈی۔پی۔ای	1	1
لائبریرین	1	1
تعداد	22	22
غیر تدریسی عملہ۔		
ہیڈ کلرک	-	-
سینئر کلرک	2	2
جونیئر کلرک	2	2
لائبریری کلرک	1	1
لیکچرر اسسٹنٹ	5	5
لیبارٹری اٹنڈنٹ	5	5
نائب قاصد	3	3

درجہ چہارم ملازمین	8	8
میزان	26	26
تعداد طالبات		
سال اول	78	57
سال دوئم	82	50
سال سوئم	25	–
سال چہارم	6	–
	191	107

گورنمنٹ ہائی سکول چک نمبر 2/8-R میاں چنوں میں ہیڈ ماسٹر کی تعیناتی

*1499۔ پیر شجاعت حسنین قریشی، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گورنمنٹ ہائی سکول چک نمبر 2۔ ایٹ۔ آر میاں چنوں میں ہیڈ ماسٹر کی اسامی کب سے خالی ہے۔ اس وقت سے لےکر آج تک اس اسامی پر کس کس کا بطور ہیڈ ماسٹر تبادلہ ہوا مگر ڈیوٹی جائن نہ کی نیز جائن نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں اور ان افراد کے خلاف حکومت نے کیا کارروائی کی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اس وقت اس اسامی پر کوئی ہیڈ ماسٹر تعینات نہیں۔ جس کی وجہ سے اساتذہ اور طالب علموں کو شدید مشکلات کا سامنا ہے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس اسامی کو پر کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) گورنمنٹ ہائی سکول 2/8-R ضلع خانیوال میں ہیڈ ماسٹر کی اسامی 30-6-96 سے خالی تھی۔ جناب ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن (ایس۔ای) پنجاب لاہور نے اپنے حکم نمبر 21446 Admn-I ایس مورخہ 1-9-97 کے تحت متذکرہ سکول میں مسٹر محمد اسماعیل کو بطور ہیڈ ماسٹر تعینات کیا تھا لیکن متذکرہ ہیڈ ماسٹر نے بوجہ بیماری ڈیوٹی جائن نہ کی اور دوران سروس مورخہ 4-11-97 کو فوت ہو گیا۔ نتیجہ کے طور پر مسٹر محمد اقبال جاوید کو مورخہ 27-9-98 کو بطور ہیڈ ماسٹر تعینات کیا جا چکا ہے۔ جو تاحال کام کر رہا ہے۔

(ب) نہیں یہ درست نہ ہے۔ اس وقت محمد اقبال جاوید بطور ہیڈ ماسٹر کام کر رہا ہے۔

(ج) ہیڈ ماسٹر تعینات ہو چکا ہے۔

گورنمنٹ ہائی سکول چک نمبر 127/15-L گلانوالہ میں فرنیچر کی فراہمی

*1500۔ پیر شجاعت حسنین قریشی، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) 1993ء سے لے کر آج تک گورنمنٹ ہائی سکول گلانوالہ (میاں چنوں) کو کتنا فرنیچر، کرسیاں، میز، ڈیسک، ٹاٹ و دیگر سامان بجلی فراہم کیا گیا۔ کیا فراہم کردہ سامان اس سکول کی ضرورت کے مطابق ہے۔

(ب) اس سکول میں اس وقت کلاس وائز کتنے اساتذہ اور طالب علم ہیں، نیز کلاس وائز اس سکول کے پاس کتنا فرنیچر و دیگر سامان ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سکول ہذا میں طلبا اور اساتذہ کے لیے فرنیچر اور ٹاٹ و دیگر سامان بجلی ناکافی ہے جس کی وجہ سے طالب علم اور اساتذہ شدید مشکلات سے دوچار ہیں۔

(د) اگر جز (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سکول ہذا کو ضرورت کے مطابق متذکرہ فرنیچر اور سامان فراہم کرنے کو تیار ہے اگر ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) 1993ء سے تا حال گورنمنٹ ہائی سکول چک نمبر 127/15-L گلانوالہ کو طلباء کے لیے کسی قسم کا فرنیچر فراہم نہ کیا گیا ہے۔ تاہم 1993ء سے پیشتر موصولہ فرنیچر برائے طلباء تفصیل حسب ذیل ہے۔ موجودہ فرنیچر برائے طلباء کافی ہے۔

(I) ڈیسک برائے طلباء

I	II	III	IV	V	VI	VII	VIII	IX	X	میزان
22	13	13	11	06	23	21	15	4	2	130

(II) ٹاٹ کل 55 عدد

(ب) سال رواں 98-1997 کے مطابق تعداد طلباء / اساتذہ موجودہ فرنیچر کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

(I)۔ تعداد طلباء

میزان	X	X	VIII	VII	VI	V	IV	III	II	I
301	5	13	15	35	40	16	34	38	38	67

(II) تعداد اساتذہ مع عہدہ' صدر معلم 1' ایس۔ایس۔ٹی 3' ای۔ایس۔ٹی 2' ایس۔وی 2' او۔ٹی 1' پی۔ای۔ٹی 1' ڈی۔ایم 1' اے۔ٹی 1' پی۔ٹی۔سی 5 میزان 17

(III) موجودہ فرنیچر اساتذہ کرسیاں 12' میز 6

(IV) فرنیچر برائے طلباء موجود ڈیسک' 130' ٹاٹ 55' سامان بجلی ــــ

(ج) سکول ہذا میں اساتذہ کے لیے فرنیچر ناکافی ہے جس کی وجہ سے اساتذہ کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے فرنیچر کی خریداری کے لیے مبلغ پچاس ہزار روپے کی اضافی گرانٹ منظور ہونے کی صورت میں طلباء / اساتذہ کے لیے فرنیچر کا مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔ مطلوبہ سامان بجلی سکول ہذا کے فروغ تعلیم فنڈ سے خرید کر نصب کر دیا گیا ہے۔

(د) حکومت کی جانب سے مطلوبہ فنڈز فراہم کرنے پر فرنیچر برائے اساتذہ/طلباء فراہم کر دیا جائے گا۔ مطلوبہ سامان بجلی فروغ تعلیم فنڈ سے خرید کر دیا گیا ہے اور زیر استعمال ہے۔

گورنمنٹ ہائی سکول دھوری ضلع سرگودھا میں سائنس ٹیچر اور ہیڈ ماسٹر کی خالی اسامی کو پُر کرنا

*1507۔حاجی احمد خاں ہرل، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ ہائی سکول دھوری ضلع سرگودھا میں سائنس ٹیچر کی اسامی سال 1995ء سے اور ہیڈ ماسٹر کی اسامی 17 دسمبر 1997ء سے خالی پڑی ہے۔ جس سے طلباء کا ناقابل تلافی نقصان ہو رہا ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) درست نہ ہے۔ سائنس ٹیچر کی اسامی 2-2-1998 سے تبادلے کی وجہ سے خالی پڑی ہے جبکہ ہیڈ ماسٹر کی اسامی پر تعیناتی کر دی گئی ہے۔ 28-2-1998 سے ہیڈ ماسٹر ادارہ میں حاضر ہو چکا ہے۔

(ب) S-S-T کی کنٹریکٹ پر بھرتی کرنے کے تمام انتظامات مکمل ہو چکے تھے کہ عدالت عالیہ

لاہور کی جانب سے حکم امتناعی جاری ہونے کی وجہ سے تقرری کے احکامات جاری نہ ہو سکے جونہی عدالت عالیہ سے فیصلہ ہو جائے سائنس ٹیچر کی اسامی کو پر کر دیا جائے گا۔

فیض آباد تحصیل دیپالپور کے سکول کی تعمیر و مرمت کرانے کے اقدامات

*1511۔ میاں معظم جہاں زیب احمد خان وٹو: کیا وزیر تعلیم سوال نمبر 776 جس کا جواب ایوان میں مورخہ 22-12-97 کو دیا گیا تھا کے حوالے سے ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا حکومت نے پرائمری سکول چک فیض آباد کی مرمت کے لیے فنڈ فراہم کر دیے ہیں۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کی تعمیر و مرمت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں):

(الف) پرائمری سکول چک فیض آباد اوکاڑہ کی مرمت کے لیے فنڈز فراہم نہیں کیے گئے تاہم مذکورہ سکول کی خصوصی مرمت کے لیے -499000 روپے لاگت کا تخمینہ زیر غور ہے۔

(ب) حکومت مذکورہ سکول کی مرمت کا ارادہ رکھتی ہے اور اس مقصد کے لیے لاگت کا تخمینہ بھی تیار کر لیا گیا ہے اور پی۔سی I گورنمنٹ کو بھجوا دیا ہے۔ فنڈز جاری ہونے پر عمارت کی تعمیر و مرمت شروع کر دی گئی۔

موضع وجھ ضلع سرگودھا میں ہائر سیکنڈری سکول کا قیام

*1558۔ حاجی احمد خان ہرل: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع وجھ تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا کی آبادی تقریباً 30 ہزار ہے لیکن وہاں پر کوئی ہائر سیکنڈری سکول نہ ہے جس کی وجہ سے طلباء کو سخت پریشانی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا موضع میں ہائر سیکنڈری سکول نہ ہونے کی وجہ سے طلباء کو یا تو دو بسیں تبدیل کر کے ساہیوال جانا پڑتا ہے یا پھر سرگودھا شہر میں آنا پڑتا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت موضع وجھ کے ہائی سکول جس کی عمارت اور جگہ کافی ہے کو ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) ہائر سیکنڈری سکول کا درجہ دینے کے لیے (Feasibility report) تیار کی گئی ہے جونہی مالی وسائل میسر آئے اس کا درجہ بڑھانے پر غور کیا جائے گا۔

انٹرمیڈیٹ سیکنڈری بورڈ ملتان کے تحت جمع ہونے والے سپورٹس فنڈز کے استعمال کی تفصیل

*1584۔ مولوی محمد سلطان عالم انصاری، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1998ء کے دوران بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن ملتان کے پاس کتنی رقم سپورٹس فنڈ میں جمع ہوئی ہے اور یہ رقم کہاں خرچ ہوئی۔

(ب) ملتان ڈویژن کے سکولوں اور کالجوں کو سپورٹس فنڈ سے کتنی رقم سالانہ ادا کی جاتی ہے اور سپورٹس کی ترقی کے لیے کیا اقدامات کیے جا رہے ہیں اور سپورٹس فنڈ کی رقم کس تناسب سے ان مقاصد کے لیے استعمال کی جائے گی۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) سال 98-1997ء میں مبلغ 2037850 روپے (بیس لاکھ سینتیس ہزار آٹھ صد پچاس روپے) سپورٹس فیس وصول ہوئی جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

طلباء ریگولر کالجز	302025/- روپے
طلباء ریگولر سکولز	700875/- روپے
طالبات ریگولر کالجز	201700/- روپے
طالبات ریگولر سکولز	430875/- روپے
طلباء / طالبات پرائیویٹ انٹر	100025/- روپے
طلباء / طالبات پرائیویٹ میٹرک	302350/- روپے
ٹوٹل	2037850 روپے

سال 98-1997ء میں سپورٹس کے سلسلہ میں ہونے والے اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(I) سپورٹس کے سامان کی خرید	37409/- روپے
(II) کھلاڑیوں کے یونیفارم کے خرید	101551/- روپے

(ب) ملتان بورڈ ملتان ڈویژن میں موجود اضلاع کی ہر ضلعی ایسوسی ایشن کو ضلعی ٹورنامنٹ کے

انعقاد کے لیے درج ذیل رقم ادا کرتا ہے۔

(I) ضلعی ایسوسی ایشن طلباء -/15000 روپے فی ضلع کل رقم -/90000 روپے

(II) ضلعی ایسوسی ایشن طالبات -/10000 روپے فی ضلع کل رقم -/60000 روپے

کھلاڑیوں کی رہائش کے لیے بورڈز آفس میں سپورٹس ہاسٹل تعمیر کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ بیڈ منٹن، ہال باسکٹ بال کورٹ فٹ بال گراؤنڈ اور اتھلیٹس ٹریک بورڈ آفس میں موجود ہیں۔ ان کی سہولیات کی بناء پر ملتان بورڈ نے سابقہ تین سالوں میں دوبارہ پاکستان بھر میں پہلی پوزیشن لے کر آل راؤنڈ ٹرافی حاصل کی۔ آئندہ کے لیے کرکٹ وکٹ سکواش وکٹ سوئمنگ پول اور سٹیڈیم بنانے کا منصوبہ ہے۔

(III) گرانٹ ان ایڈ برائے طلباء سکولز	-/90000 روپے
(IV) گرانٹ ان ایڈ برائے طالبات سکولز	-/60000 روپے
(V) اخراجات ملتان بورڈ طلباء ٹیمز (انٹر بورڈ)	-/3253701 روپے
(6) اخراجات ملتان بورڈ طالبات ٹیمز (انٹر بورڈ)	-/89676 روپے
(7) ملتان بورڈ ٹورنامنٹ (سکولز کالجز)	-/40598 روپے
(8) اخراجات انٹر بورڈ ٹورنامنٹ	-/100001 روپے
	-/113680 روپے
(9) طلباء کی ریفرشمنٹ کے اخراجات	-/1000 روپے
	-/5000 روپے
(10) طالبات کی۔ایضاً۔	-/30453 روپے
(11) ریفری / امپائر کی ادائیگی	-/19596 روپے
(12) ٹی۔اے۔ڈی۔اے ریفری / امپائر وغیرہ	-/19596 روپے
(13) باسکٹ بال کورٹ کی تعمیر کے لیے ادائیگی	-/327369 روپے
ٹوٹل	-/1250702 روپے
سپورٹس برانچ کے انتظامی اخراجات	625300 روپے
کل اخراجات	-/1876002 روپے

ملتان، بہاول پور ڈویژن اور ضلع بہاول نگر میں سپورٹس پر خرچ کی گئی رقوم کی تفصیل

*1585۔ مولوی محمد سلطان عالم انصاری، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) پنجاب میں گزشتہ تین سالوں میں کتنی رقم سپورٹس بورڈ پنجاب کے لیے مختص کی گئی ہے اور یہ رقم کن کن علاقوں میں اور کن کن مدوں میں خرچ کی گئی ہے۔

(ب) ملتان، بہاول پور ڈویژن اور بہاول نگر ضلع میں سپورٹس کے لیے مختص رقم میں سے کس قدر رقم خرچ کی گئی ہے۔

(ج) پنجاب سپورٹس بورڈ ملتان ڈسٹرکٹ میں کرکٹ کے فروغ کے لیے کیا اقدامات کر رہا ہے اور کرکٹ کے لیے کتنی رقم گزشتہ تین سالوں میں مختص کی گئی ہے اور آئندہ کتنی رقم خرچ کی جائے گی۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) 1995-96/ سالانہ گرانٹ 1,84,30,000-00

خصوصی گرانٹ 03,00,000-00

187,30,000-00

1۔ تنخواہ / ٹی۔اے، ڈی۔اے/ الاؤنس	50,23,807-00
2۔ گرانٹس / سپیشل گرانٹس/ سپلیمنٹری گرانٹس	57,79,330-00
3۔ یوتھ ٹورنامنٹس U-16	13,04,105-00
4۔ مرمت سٹیڈیم/ یوٹیلٹی بلز/ٹرانسپورٹ	44,34,358-00
5۔ وسکن اسلامک گیمز	11,57,332-00
	1,76,98,932-00

1996-97، سالانہ گرانٹ 1,74,60,000-00

1۔ تنخواہ/ الاؤنس/ ٹی۔اے، ڈی۔اے	41,66,121-00
2۔ گرانٹس/، سپیشل گرانٹس	60,50,369-00
3۔ یوتھ ٹورنامنٹس، U-16	17,55,447-00
4۔ مرمت سٹیڈیم/ یوٹیلٹی بلز/ٹرانسپورٹ	23,92,487-00
5۔ نیشنل گیمز	18,33,926-00

1997-98ء	سالانہ گرانٹ	1,61,98,350-00
	خصوصی گرانٹ	167,98,000-00
		25,00,000-00
		1,92,98,000-00

اخراجات

1۔ تنخواہ/ ٹی۔اے، ڈی۔اے/ الاؤنس	28,79,691-00
2۔ گرانٹس/ سپیشل گرانٹس/ سپلیمنٹری گرانٹس	54,67,395-00
3۔ یوتھ ٹورنامنٹس U-16	24,65,978-00
4۔ مرمت سٹیڈیم / یوٹیلٹی بلز / ٹرانسپورٹ	50,07,169-00
5۔ نیشنل گیمز	27,38,060-00
	1,85,58,293-00

(ب)

سالانہ گرانٹ	1995-96	1996-97	1997-98ء
ملتان ڈویژن	4,40,000-00	5,40,000-00	—
بہاولپور ڈویژن	3,50,000-00	4,50,000-00	—
بہاول نگر ضلع	1,30,000-00	1,30,000-00	—

(ج) کرکٹ کے معاملات پاکستان کرکٹ بورڈ کنٹرول کرتا ہے۔ سپورٹس بورڈ پنجاب U-16 انٹرڈویژن اور بین الصوبائی ٹورنامنٹس پاکستان سپورٹس بورڈ کے تعاون سے منعقد کرواتا ہے۔ تاہم پاکستان سپورٹس بورڈ نے امسال کرکٹ ٹورنامنٹ نہ کروانے کا فیصلہ کیا ہے کیونکہ پاکستان سپورٹس بورڈ کی رائے میں پاکستان کرکٹ بورڈ کے پاس کثیر مالی وسائل اور مکمل ترقیاتی / تنظیمی ڈھانچہ موجود ہے۔ واضح رہے کہ پاکستان کرکٹ بورڈ کے آئین میں صوبائی کرکٹ تنظیم کا تصور نہیں ہے۔ سپورٹس بورڈ پنجاب نے کرکٹ کے انٹر ڈویژنل اور بین الصوبائی ٹورنامنٹس پر تین سالوں میں درج ذیل رقم خرچ کی۔

1995-96	1996-97	1997-98ء
13,7346/-	1,55,479/-	80,180/-

بہاولپور ڈویژن میں لیکچرار کی تیرہ اسامیوں کی بحالی

*1606۔ مخدوم سید مسعود عالم شاہ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ کالج (برائے خواتین) لیاقت پور سے فزکس، اکنامکس اور جغرافیہ کی لیکچرار کی اسامیوں کو لاہور شفٹ کیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ رحیم یار خان سے بھی پانچ اسامیاں ختم کر کے لاہور کو شفٹ کی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ بہاولنگر اور پاکپتن شریف سے بھی پانچ اسامیاں ختم کر دی گئی ہیں۔

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز کیا حکومت یہ تیرہ(13) اسامیاں بہاولپور ڈویژن کو واپس دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) چونکہ نیا ادارہ قائم کیا گیا تھا۔ اسی کی فوری ضرورت کے لیے دوسرے اداروں سے چند اسامیاں منتقل کی گئیں۔

کمیونٹی گرلز پرائمری سکول میں بجلی کی فراہمی کے لیے اقدامات

*1611۔ چودھری خالد جاوید وڑائچ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کمیونٹی گرلز پرائمری سکول محمدیہ کالونی موضع وجو تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا میں بجلی کی سہولت میسر نہ ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول میں بجلی فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) درست نہ ہے۔ کمیونٹی گرلز پرائمری سکول محمدیہ کالونی موضع وجو تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا میں بجلی کی سہولت میسر ہے۔

(ب) جواب جز(الف) کی روشنی میں غیر متعلق ہے۔

پی۔پی 61 کے سکولز میں عملہ تعینات کرنا اور عمارتوں کی تعمیر مکمل کرنے کے اقدامات

*1619۔مولانا منظور احمد چنیوٹی، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ PP-61 میں درج ذیل گورنمنٹ گرلز پرائمری سکولز کی بلڈنگز مکمل ہو چکی ہیں لیکن تاحال عملہ تعینات نہیں کیا گیا۔

1۔ گورنمنٹ گرلز P/S	محلہ مصلے چنیوٹ
2۔ ایضاً۔	پمپ حضور شاہ مرکز چنیوٹ
3۔ ایضاً۔	کوٹ غنی مرکز تحصیل چنیوٹ
4۔ ایضاً۔	چک نمبر 126 مرکز تحصیل چنیوٹ
5۔ ایضاً۔	چک نمبر 15 عباس پور مرکز چنیوٹ
6۔ ایضاً۔	آبادی دتہ رائے، مرکز چنیوٹ
7۔ ایضاً۔	موضع طالب مرکز چنیوٹ
8۔ ایضاً۔	رشیدہ، مرکز چنیوٹ
9۔ ایضاً۔	سٹیلائٹ ٹاؤن، چنیوٹ

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ درج ذیل گرلز پرائمری سکولز کی بلڈنگز ابھی تک نامکمل ہیں۔

1۔ گورنمنٹ گرلز P/S	چک نمبر 127 مرکز چنیوٹ
2۔ ایضاً۔	کیچے والا، مرکز چنیوٹ
3۔ ایضاً۔	کوٹ نیاز مرکز چنیوٹ
4۔ ایضاً۔	کالونی کویاں مرکز چنیوٹ

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول کنجوال مرکز چنیوٹ کی بلڈنگ شکستہ ہو چکی ہے اور اسے خطرناک قرار دیے دیا گیا ہے۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکولز میں عملہ کو تعینات کرنے اور نامکمل بلڈنگز کو مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) جزوی طور پر درست ہے حلقہ پی۔پی 61 میں درج ذیل چھ گرلز سکولوں کی بلڈنگز مکمل ہو

چکی ہیں۔(1) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول محلہ مصطفےٰ آباد چنیوٹ (2) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چک نمبر 15 عباس پور' (3) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چک نمبر 126 مرکز چنیوٹ' (4) گورنمنٹ گرلز پرائمری دتہ رائے مرکز چنیوٹ (5) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول موضع طالب (6) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول پمپ عنور شاہ۔

تین گرلز پرائمری سکولوں کی عمارت زیرتعمیر ہیں۔ (1) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول کوٹ غنی (2) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول رشیدہ مرکز چنیوٹ (3) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول سیٹلائٹ ٹاؤن چنیوٹ مذکورہ چھ سکولز جن کی بلڈنگز مکمل ہو چکی ہے۔ ان میں سے دو سکولوں گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول محلہ مصطفےٰ آباد چنیوٹ اور گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چک نمبر 15 عباس پور کو بحوالہ نوٹیفکیشن نمبر SO (A-V)3-13/98 مورخہ 27-3-98 یکم اپریل1998ء سے سٹاف مہیا کر دیا گیاہے۔ باقی ماندہ چار سکولوں میں سٹاف کی فراہمی کا معاملہ محکمہ تعلیم کے زیرغور ہے۔

(ب) جزوی طور پر درست ہے۔

گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول کالونی کوہیں مرکز چنیوٹ کی عمارت مکمل ہو چکی ہے اور سٹاف کی فراہمی کا معاملہ ضروری منظوری کے لیے محکمہ خزانہ کو بھیج دیا گیا ہے۔ منظوری ملنے کے بعد سٹاف فراہم کر دیا جائے گا۔ باقی ماندہ تین سکولوں 1۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چک نمبر 127' 2۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول کیچے والا مرکز چنیوٹ' 3۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول کوٹ نیاز مرکز چنیوٹ کی عمارت ابھی نامکمل ہیں۔

(ج) درست ہے گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول کنجوال کی بلڈنگ کوخطرناک قرار دے دیا گیا ہے۔

(د) مذکورہ چھ سکولوں جن کی عمارات مکمل ہو چکی ہیں۔ ان میں سے دو سکولوں کو سٹاف فراہم کر دیا گیا ہے جیسا کہ جز(الف) کے جواب میں بیان کیا گیاہے۔ باقی ماندہ سکولوں میں سٹاف کی فراہمی کا معاملہ محکمہ تعلیم کے زیرغور ہے۔ نامکمل عمارات کی تکمیل اور خطرناک دیے جانے والے سکول کے معاملات محکمہ کے زیرغور ہیں اور فنڈز کی فراہمی پر طے کر دیے جائیں گے۔

سکول میں عملہ تعینات کر کے سکول کو چلانے کے اقدامات

*1620۔مولانا منظور احمد چنیوٹی، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چک نمبر 15 کالونی عباس پور تحصیل چنیوٹ کی بلڈنگ عرصہ چار سال سے مکمل ہے مگر ابھی تک عملہ تعینات نہیں کیا گیا جبکہ گاؤں کی آبادی تقریباً تین سو گھرانوں پر مشتمل ہے جس کی وجہ سے والدین طالبات کی تعلیم کے سلسلہ میں پریشان ہیں۔

(ب) اگر جزو ہائے کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت فوری طور پر عملہ تعینات کر کے سکول کو چلانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک نہیں، تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) درست ہے۔

(ب) مذکورہ سکول کے لیے دو پی۔ٹی۔سی اساتذہ اور ایک چوکیدار کی اسامیاں بذریعہ مراسلہ نمبر SO(A-V)3-13/98 مورخہ 27-3-98 منظور ہو چکی ہیں۔ چونکہ مذکورہ سکول کا نام جھنگ کی بجائے ضلع فیصل آباد کی فہرست میں سہواً درج ہو گیا تھا۔ اس کی درستگی بذریعہ نوٹیفکیشن کر دی گئی ہے۔ امید ہے مستقبل قریب میں ان اسامیوں کو بذریعہ ٹرانسفر یا بھرتی پُر کر دیا جائے گا۔

ضلع سیالکوٹ میں بوگس سکولوں کی تفصیلات

*1632۔جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں تحصیل وار کتنے بوگس سکولز کی نشاندہی ہوئی ہے ان کی مکمل تفصیل مہیا کی جائے۔

(ب) آرمی سروے سے کتنے ایسے محکمہ کے ملازمین کی نشاندہی ہوئی ہے جن کی تقرری غیر قانونی تھی۔ کتنے ایسے ملازمین ہیں جو ڈیوٹی سے غیر حاضر ہوتے تھے اور صرف تنخواہ لینے دفتر یا سکول جاتے تھے ان کی مکمل تفصیل مع نام اور پتا جات سکول وار مہیا کی جائے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایسے افراد سے لوٹی ہوئی دولت آرمی کے ذریعے حاصل کرنے اور خلاف قواعد کی گئی تقرریوں اور ترقیوں پر کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے، اگر رکھتی ہے تو کیا حکمت عملی طے کی گئی ہے۔ نیز ضلع سیالکوٹ میں ایسے

سروے کے لیے آرمی کا کتنا خرچہ آیا ہے۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر تعلیم (رگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں تحصیل وار مندرجہ ذیل بوگس سکولوں کی نشاندہی ہوئی ہے۔

تحصیل سیالکوٹ	65
تحصیل ڈسکہ	27
تحصیل پسرور	99
میزان	119

مکمل تفصیل مع آرمی اعتراض ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) آرمی سروے میں جن ملازمین کی نشاندہی ہوئی ہے۔ اور ان کی تقرری غیر قانونی ہے ان کی تعداد درج ذیل ہے۔

نام تحصیل	تعداد
سیالکوٹ	737
ڈسکہ	832
پسرور	993
کل میزان	2562

وہ ملازمین جو ڈیوٹی سے غیر حاضر ہوتے تھے اور صرف تنخواہ لینے کے لیے دفتر یا سکول آ جاتے تھے ان کی تعداد درج ذیل ہے۔

نام تحصیل	تعداد
سیالکوٹ	26
ڈسکہ	28
پسرور	27
میزان	81

غیر حاضر ملازمین کی مکمل تفصیل مع نام اور پتا جات ایوان کی میز پر رکھ دیے گئے ہیں۔

(ج) خلاف قواعد تقرریوں پر کارروائی زیر عمل ہے اور مستقل قریب میں اپنے منطقی انجام تک پہنچ جائے گی۔ ایسے تمام اشخاص کے خلاف مرکز اور تحصیل عمل درآمد کمیٹیوں کے ذریعے

تفصیلی شہادت اکٹھی کر کے اب DEO صاحبان نے بذریعہ افسر مجاز ان کو 6-3 کے تحت E&D رولز شو کاز نوٹس دیے ہیں۔ جوابات موصول ہوتے ہی حتمی کارروائی کی جائے گی۔ آرمی سروے پر صوبے کی سطح پر قریباً دو کروڑ روپے خرچ ہوئے تھے۔ خاص ضلع سیالکوٹ کے متعلق یہ معلومات فراہم کرنا ممکن نہ ہے۔

حلقہ پی۔پی108 ضلع سیالکوٹ میں سکولوں کی تفصیلات

*1633۔جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی۔پی 108 ضلع سیالکوٹ میں کل کتنے بوائز و گرلز پرائمری، ایلیمنٹری، ہائی اور ہائر سیکنڈری سکولز ہیں اور ان میں اس وقت کل کتنی خالی اسامیاں ہیں۔

(ب) اس حلقہ میں کتنے ایسے تعلیمی ادارے (بوائز/ گرلز) ہیں جن میں ابھی تک ملازمین کو بھرتی نہ کیا گیا ہے اور صرف بلڈنگ مکمل ہو چکی ہے۔ نیز ایسے سکولز میں اساتذہ اور دیگر ملازمین کی تعیناتی کب تک ہو گی۔

(ج) سال 99-1998ء کے دوران حکومت کتنے فنی تعلیم کے ادارے دیہاتی علاقوں میں کھولنا چاہتی ہے۔ تحصیل وار ایسے اداروں کی تفصیل مہیا کی جائے۔

(د) پی۔پی 108 میں یونین کونسل HQ وائز سیکنڈری گرلز اور بوائز سکولز کی تفصیل بتائی جائے اگر کسی یونین کونسل HQ پر ایسے سکولز نہ ہیں تو کیا حکومت سال 99-1998ء میں ان کے لیے بجٹ اور فنڈز مہیا کر رہی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) حلقہ پی۔پی 108 میں سکولوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

	پرائمری مدارس	ایلیمنٹری مدارس	ہائی مدارس	ہائر سیکنڈری مدارس
مردانہ	100	8	9	—
زنانہ	117	12	7	—

حلقہ پی۔پی۔108 میں خالی اسامیاں۔

ایلیمنٹری

ایس۔ایس ٹی	ای۔ایس ٹی	ایس۔وی او۔ٹی	ڈرائنگ ماسٹر	پی۔ای ٹی	اے۔ٹی	انگلش ٹیچر	ایل۔سی	پی۔ٹی۔سی درجہ چہارم
مردانہ۔	-	-	-	-	-	5	-	2	3

زنانہ3	6	6	-	-	3	-	1	14	8	
میزان3	6	6	-	-	3	5	1	16	11	

سیکنڈری

	ہیڈ ماسٹر	ایس۔ایس ٹی	ای۔ایس ٹی	ڈرائینگ ماسٹر	پی۔ای ٹی	اے۔ٹی	ایس۔وی	سیکورٹی گارڈ	جمعدار	درجہ چہارم
مردانہ1	17	1	1	1	-	1	1	-	1	
زنانہ4	10	2	1	-	-	-	1	1	10	
میزان5	27	3	2	1	-	1	2	1	11	

(ب) حلقہ پی۔پی نمبر 108 ضلع سیالکوٹ میں درج ذیل بلڈنگز مکمل ہو چکی ہیں اور ان کے تکمیلی سرٹیفکیٹ تیاری کے مراحل میں ہیں۔ جونہی سٹاف کی منظوری ہو گئی تو سٹاف کی تعیناتی کے اقدامات کیے جائیں گے۔

اجراء نئے گرلز پرائمری مدارس

1۔ جنڈ والا

تبدیلی مسجد مکتب مدارس

1۔ کوٹ گھمان 2۔ نور پور کلاں 3۔ کوٹلی مٹواں 4۔ سل 5۔ نگیانوالی 6۔منڈ 7۔ کوٹلی مومن

پرائمری مدارس کا درجہ بڑھانا

1۔ دھرم کوٹ (بوائز) سٹاف کی منظوری ملنے کے بعد سکولوں کا باقاعدہ اجراء اور سٹاف کی تعیناتی زیر غور لائی جائے گی۔

(ج) حکومت کی پالیسی اور فنڈز کی کم یابی کی بناء پر گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ اور گورنمنٹ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ برائے خواتین صرف تحصیل کی سطح پر کھولے جاتے ہیں۔ ان میں سے ضلع سیالکوٹ میں تمام تحصیلوں میں گورنمنٹ کمرشل ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ، گورنمنٹ ووکیشنل انسٹی ٹیوٹ برائے خواتین پہلے سے موجود ہیں۔ سیالکوٹ شہر میں گورنمنٹ پولی ٹیکنیک انسٹی ٹیوٹ بھی عرصہ دراز سے کام کر رہا ہے۔

(د) یونین کونسل وائز سیکنڈری گرلز اور بوائیز سکولز کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

حلقہ پی-پی95 میں سکولوں کی تعداد

178۔ملک محمد حنیف اعوان، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حلقہ پی-پی95 میں گرلز اور بوائز پرائمری، مڈل اور ہائی سکولز کی الگ الگ تعداد کیا ہے اور کتنے سکول ایسے ہیں جن کے پاس عمارت نہیں ہے ان کے نام اور تمام سکولز میں طلباء کی تعداد کیا ہے۔

(ب) ان سکول میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیاں کتنی ہیں۔ ان میں سے کتنی اسامیاں خالی پڑی ہیں اور یہ کب سے خالی ہیں۔

(ج) حلقہ پی-پی 95 میں سال 1990ء سے 1996ء تک سکولز کی تعمیر اور مرمت کے لیے کتنی رقم خرچ کی گئی، الگ الگ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) حلقہ PP-95 میں بوائز اور گرلز سکولوں کی تعداد اور جن سکولوں کے پاس عمارت نہ ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔ جبکہ سکولوں کے نام و طلباء کی تعداد کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سکول		تعداد	بغیر عمارت
پرائمری	بوائز	101	02
	گرلز	121	14
مڈل			
	بوائز	9	-
	گرلز	23	-
ہائی			
بوائز		18	-
گرلز		12	6
ہائر سیکنڈری			
	بوائز	2	-
	گرلز	2	2

(ب) مذکورہ سکولوں میں اساتذہ کی منظور شدہ اسامیاں ۔خالی اسامیاں اور کب سے خالی پڑی ہیں کی سکول وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

مسجد مکتب سکول گوجر پورہ ضلع منڈی بہاؤالدین کی بندش کی وجوہات

374۔چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈائرکٹر ایجوکیشن(E&E) گوجرانوالہ ڈویژن کے مراسلہ نمبر G11/259 مورخہ 3-3-96 کے ذریعے حبیب بینک مسجد مکتب سکول گوجر پورہ ضلع منڈی بہاوالدین اور نواں لوک بادشاہ پور قائم کرنے کی منظوری دی گئی تھی جو کہ کامیابی سے چل رہے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب حکومت مذکورہ سکولوں کو 31 مارچ 1998ء سے بند کرنے کا حکم جاری کر چکی ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ان سکولوں کی عمارات علاقہ کے عوام نے تعمیر کر کے حکومت کو دی تھیں۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو ان سکولوں کو کیوں بند کیا جا رہا ہے اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)،

(الف) درست نہ ہے۔ ڈائرکٹر ایجوکیشن ایلیمنٹری گوجرانوالہ ڈویژن کی جانب سے حبیب بنک مسجد مکتب سکول گوجر پورہ اور نواں لوک (بادشاہ) ضلع منڈی بہاؤالدین کو قائم کرنے رجسٹرڈ کرنے کے لیے مراسلہ نمبر 259/G-11 مورخہ 1-1-96 کے تحت کوئی حکم جاری نہ کیا گیا ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ مذکورہ سکولز پرائیویٹ تھے۔ اس لیے یہ سوال حکومت سے متعلقہ نہ ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔

(د) ان پرائیوٹ سکولوں کا پنجاب حکومت سے کوئی تعلق نہ ہے۔

رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیے گئے ملازمین کی تفصیل

408۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم جنوری 1988ء سے آج تک محکمہ تعلیم ضلع میانوالی میں کتنے جونیئر کلرک بھرتی کیے گئے۔ان کے نام' تعلیمی قابلیت' پتا جات اور ڈومی سائل کی تفصیل کیا ہے۔ نیز ان کو

کس کس دفتر اور سکول میں بھرتی کیا گیا۔

(ب) کیا ان افراد کو میرٹ کے مطابق بھرتی کیا گیا اگر میرٹ کے مطابق بھرتی کیا گیا ہے تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے۔ جن افراد کو بغیر میرٹ کے بھرتی کیا گیا ہے ان کے نام اور ان کو بھرتی کرنے کی وجوہات کیا ہیں۔

(ج) ان میں سے کتنے افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا۔ ان کے نام اور جن جن رولز میں نرمی کی گئی ان کی تفصیل بھی فراہم کی جائے۔

(د) جز(الف) میں بھرتی کردہ کتنے کلرک میٹرک تھرڈ ڈویژن ہیں۔

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے میٹرک تھرڈ ڈویژن کو بھرتی کرنے پر پابندی عائد کی ہوئی ہے۔ اگر ایسا ہے تو جن میٹرک تھرڈ ڈویژن کو بھرتی کیا گیا ہے' ان کو حکومت ملازمت سے برخاست کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (برگیڈیئر (ریٹائرڈ) ذوالفقار احمد ڈھلوں)۔

(الف) 1988ء سے لے کر تاحال ضلع خانیوال میں تعینات ہونے والے جونیئر کلرکس کی تعداد سال وار حسب ذیل ہے۔

1۔	1988ء	40
2۔	1989ء	60
3۔	1990ء	20
4۔	1993ء	11
5۔	1997ء	04
	کل میزان =	135

(ب) 1988ء اور 1997ء میں جملہ جونیئر کلرکس کو میرٹ کے مطابق بھرتی کیا گیا۔ (میرٹ لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) 1993ء میں جونیئر کلرکس کی تقرری ڈائرکٹر (E&E) ملتان ڈویژن' ملتان نے کی' میرٹ لسٹ ان کی جانب سے میسر نہ آ سکی۔

(ج) 1989ء میں ساٹھ (60) امیدواران کی ضلع خانیوال میں تقرری بغیر میرٹ لسٹ ہوئی۔ کیونکہ اس وقت کے وزیر اعلیٰ/ وزیر تعلیم پنجاب کو یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ رولز اور ریگولیشنز میں

ترمیم کرسکیں۔

1990ء میں 20 امیدواران ضلع خانیوال میں بغیر میرٹ لسٹ کے بھرتی ہوئے۔ انہیں چیئرمین ڈسٹرکٹ ریکروٹمنٹ کمیٹی کمشنر ملتان ڈویژن نے ایم۔پی۔اے اور ایم۔این۔اے کی سفارشات کو مدنظر رکھتے ہوئے تقرری کی۔ 3 امیدواران جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی سفارش پر تعینات کیا گیا۔19989ء میں 20 افراد اور 1990ء میں 60 افراد کو بھرتی کیا گیا۔فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) 45 افراد جو کہ تھرڈ ڈویژن میٹرک ہیں۔ بھرتی کیا گیا۔

(ہ) 1988ء سے 1996ء تک جونیئر کلرکس کی بھرتی میں تھرڈ ڈویژن پر پابندی نہیں تھی۔

1997ء میں تھرڈ ڈویژن پر بمطابق بھرتی اشتہار پابندی عائد کر دی گئی۔

محکمہ تعلیم کسی بھی کلرک کو برخاست نہیں کر رہا۔

ڈاکٹر سید غاور علی شاہ، جناب والا! پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر، جی شاہ صاحب۔

ڈاکٹر سید غاور علی شاہ، جناب والا! یہ اتنا تفاوت ہے کہ یہاں پر شیٹرلیس سکولوں کو تو بلڈنگز نہیں مل رہیں مگر مسجد مکتب سکول کی بلڈنگز مکمل ہو گئی ہیں اور مسجد مکتب سکیم ختم کر دی گئی ہے تو جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جو سکولز چل رہے ہیں ان کو تو شیٹرلیس قرار دے کر بلڈنگ نہیں دی گئی اور مسجد کی سکیم چونکہ ختم کر دی گی ہے ان کی بلڈنگ مکمل کر دی گئیں۔۔۔۔

جناب سپیکر، شیٹرلیس کی بلڈنگ تو ہوتی نہیں ہے۔

ڈاکٹر سید غاور علی شاہ، جناب والا! یہاں جواب میں لکھا ہوا ہے کہ شیٹرلیس کی بلڈنگ مکمل ہو گئی ہے آپ اسے پڑھیں تو سہی۔

جناب سپیکر، اب تو وہ معاملہ ختم ہو گیا ہے ناں جی۔

ڈاکٹر سید غاور علی شاہ، جناب والا! یہ policy matter ہے ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، آپ یہ وزیر تعلیم کو ویسے ہی بتا دیں۔

اب ہم تحاریک استحقاق کو لیتے ہیں۔ چودھری شاہد اکرم بھنڈر صاحب کی تحریک استحقاق pending ہے وہ غالباً کل سے pending چلی آ رہی ہے تو راجہ صاحب، آپ نے اس کا جواب

دے دیا تھا؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ محکمے کی طرف سے جواب آ چکا ہے میں نے محرک کی خدمت میں یہ گزارش کی ہے کہ آج ساڑھے بارہ بجے میں نے محکمے کو بلایا ہوا ہے اور ہم اس معاملے کو افہام وتفہیم کے ساتھ حل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں --

جناب سپیکر، تو کیا اسے کل تک کے لیے pending کر لیں۔

وزیر قانون ، ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے اسے کل تک کے لیے pending کرتے ہیں۔

ملک غلام شبیر جوئیہ، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر، جی۔ جوئیہ صاحب۔

ملک غلام شبیر جوئیہ، جناب والا! میرا خیال ہے کہ وزیر تعلیم صاحب چلے گئے ہیں۔ میری گزارش اتنی تھی کہ سینیئرز' ایم این اے کے کتنے ہی ہائر سیکنڈری اور پرائمری سکول بنے ہوئے ہیں لیکن آج تک ان کا اجرا نہیں ہوا۔ میں نے اس بارے میں ایک سوال بھی دیا ہوا ہے۔ لیکن وہ آج وقفہ سوالات میں نہیں آیا۔ میری عرض ہے کہ ان سکولوں کا بھی خیال کریں کیونکہ ان پہ لاکھوں' کروڑوں روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر: جوئیہ صاحب کی بات نوٹ کی جائے اور اس معاملے کو چیک کیا جائے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، اب ہم تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس (قائد حزب اختلاف)، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں نے تین دن پہلے ایک تحریک استحقاق move کی تھی' میرے Call Attention Notice کے جواب میں وزیر اعلیٰ کے ایما پر ایک غلط جواب دیا گیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ تحریک استحقاق بہت ہی اہمیت کا حامل نوٹس ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: منیس صاحب! میرے پاس ابھی تک نہیں پہنچی بہرحال' اسے دیکھ لیتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے نمبر 23' سعید احمد خان منیس صاحب' معظم جہانزیب احمد خان وٹو صاحب' چودھری خالد

جاوید وڑائچ صاحب اور سعید اکبر خان صاحب کی طرف سے ہے۔

وفاقی کالونی لاہور کی مین روڈ کی مرمت

جناب سعید اکبر خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اورفوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جوہر ٹاؤن لاہور کے پہلو میں برلب نہر واقع سرکاری ملازمین کی کالونی جسے وفاقی کالونی کے نام سے پکارا جاتا ہے اس کی مین روڈ کو ایل ڈی اے نے اپنی نئی بستی جوہر ٹاؤن کے لیے کھول رکھا ہے اور اس سڑک کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہے۔ گاڑیاں تو دور کی بات ہے پیدل گزرنا بھی مشکل اور محال ہے۔ دوسری طرف جگہ جگہ گندگی اور کوڑے کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں جس سے وبائی امراض اورتعفن پھیل رہا ہے۔ نہر کی دو رویہ سڑک کو یک طرفہ استعمال کے لیے پل نہ ہونے کی وجہ سے تین کلو میٹر چکر لگا کر دوسری جانب جانا پڑتا ہے۔ لہٰذا متذکرہ معاملہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! متذکرہ بالا تحریک التوائے کا تعلق بنیادی طور پر دو محکموں لوکل گورنمنٹ اور ایل ڈی اے سے ہے۔ دونوں محکموں کی طرف سے علیحدہ علیحدہ جوابات موصول ہوئے ہیں جو کہ میں جناب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

پہلا جواب محکمہ لوکل گورنمنٹ کی طرف سے ہے' انھوں نے کہا ہے کہ" وفاقی کالونی کی مین روڈ ضلع کونسل لاہور کے دائرہ اختیار میں نہ ہے۔ وفاقی کالونی کی مین سڑک ہونے کے وجہ سے اس کی تعمیر و مرمت اور صفائی محکمہ پی ڈبلیو ڈی کے ذمے ہے۔ مزید اطلاع کے لیے پاک پی ڈبلیو ڈی سے رابطہ کیا جا سکتا ہے"۔

جناب سپیکر! ایل ڈی اے کی طرف سے یہ جواب آیا ہے کہ " جوہر ٹاؤن ایک مکمل ہاؤسنگ سکیم ہے جس کو نہر اور مولانا شوکت علی روڈ کی طرف سے راستے ہیں۔ ایل ڈی اے نے وفاقی کالونی کی سڑک کو جوہر ٹاؤن کے لیے نہیں کھولا۔ چونکہ سڑک مذکورہ وفاقی کالونی کا حصہ ہے اس لیے اس کی مرمت وغیرہ ان کی ذمہ داری ہے۔ جہاں تک نہر پر پل بنانے کا تعلق ہے' چونکہ نہر کی سڑک محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کے زیر اہتمام ہے' ایک اہم اورمصروف ترین شاہراہ عام ہے' اس لیے جگہ جگہ پل تعمیر نہیں کیے جا سکتے کیونکہ اس سے حادثات بڑھ جانے کا امکان ہے۔ پہلے ہی بہت سے غیر ضروری مقامات پر پل تعمیر شدہ ہیں جو کہ تمام لوگ بشمول جوہر ٹاؤن اور وفاقی کالونی وغیرہ

استعمال کر رہے ہیں۔ اس لیے مزید کسی پل کی نہ تو ضرورت ہے اور نہ ایل ڈی اے کا منصوبہ ہے"۔

جناب والا! یہ محکمے کی طرف سے جواب موصول ہوا تھا جو کہ میں نے آپ کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔ یہاں میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ لوکل گورنمنٹ اور ایل ڈی اے' دونوں محکموں کے متعلقہ اہل کاران کی میں نے میٹنگ بھی بلوائی تھی۔ میں نے ان سے کہا کہ اس کا جو حصہ یا ٹکڑا ایل ڈی اے کے تحت آتا ہے اس کی مرمت ایل ڈی اے کرے اور صفائی وغیرہ کے جو کام لوکل گورنمنٹ' کارپوریشن سے متعلقہ ہیں اس بابت کارپوریشن کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔ جہاں تک وفاقی کالونی کی سڑک کا تعلق ہے' جناب والا! یہ ایک پرائیویٹ کالونی ہے اور اس کا حکومت پنجاب سے کوئی تعلق نہیں' لیکن اس کے باوجود جو کام صوبائی حکومت کے محکمہ جات سے متعلقہ ہیں' اس بارے میں ان محکمہ جات کو ہدایات جاری کی جا رہی ہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف کے جواب سے مطمئن ہوں لیکن انھوں نے جو یہ فرمایا ہے کہ وفاقی کالونی کا ایریا وفاق کا ہے' میں کلیئر کر دوں کہ ایریا ہمارا ہے لیکن کالونی وفاقی ہے۔ کالونی وفاقی حکومت کے پیسوں سے بنی ہے۔ بہرحال میں اپنی تحریک پر زور نہیں دیتا۔

جناب سپیکر: محرک پریس نہیں کرتے' تو یہ disposed of تصور کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 24 سعید احمد خان منیس' منعم جہانزیب احمد خان وٹو' چودھری خالد جاوید وڑائچ' منصور احمد خان اور سعید اکبر خان صاحب کی طرف سے ہے۔

شورکوٹ میں پیر صابر سلطان اور ان کے تین مریدوں کا قتل

جناب سعید احمد خان منیس: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "جنگ" لاہور کی مورخہ 24 جنوری 1999ء کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی ہے "۔ شورکوٹ میں دہشت گردی پیر صابر سلطان تین مریدوں سمیت قتل"۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ مورخہ 23 جنوری کی صبح آٹھ بجے کے قریب دو نامعلوم دہشت گردوں نے اندھا دھند فائرنگ کر کے شورکوٹ کے نواحی علاقہ میرک سیال کی معروف سیاسی' سماجی اور روحانی شخصیت ممبر ضلع کونسل جھنگ پیر سید صابر سلطان کو ان کے تین مریدوں سمیت ہلاک کر دیا۔ وقوعہ کے روز پیر صابر سلطان حسب معمول صبح سویرے اپنی ڈھاری پر چند مریدوں سمیت بیٹھے تھے جو پل سنڈھیانوالی کے قریب واقع ہے جہاں ایک موٹر سائیکل پر دو دہشت گرد سوار ہو کر آئے۔

انہوں نے موٹر سائیکل سڑک کے کنارے کھڑا کیا۔ ایک دہشت گرد موٹر سائیکل پر بیٹھا رہا جبکہ دوسرے نے ڈھاری کے اندر جا کر پیر سید صابر سلطان اور اس کے مریدوں پر اندھا دھند فائرنگ کر دی جس کے نتیجے میں پیر سید صابر سلطان' سرفراز لدھیانہ بنارسی اور خان ولد بہاول موقع پر ہی ہلاک ہوگئے جبکہ ایک نامعلوم شدید زخمی ہو گیا۔ یہ خبر پورے علاقے میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اس المناک واقعے سے علاقے بھر میں خوف و ہراس پھیل گیا۔ پنجاب میں حسب سابق مختصر وقفے کے بعد دہشت گردی کی اس واردات نے یہ تاثر ختم کر دیا ہے کہ ڈبل سواری پر پابندی سے دہشت گردی رک گئی ہے یا اس پر قابو پا لیا گیا ہے۔ حکومت پنجاب کی طرف سے انسداد دہشت گردی کے جو اقدامات کیے گئے وہ سارے ناکام ہو گئے ہیں۔ دہشت گردی کے اس واقعے سے صوبے بھر کے عوام میں شدید بے چینی' غم و غصہ اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ پیر تک اسے pend فرما لیں' تب تک اس کا جواب آ جائے گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے' اسے سوموار تک pending کرتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 25' معظم جہانزیب احمد خان وٹو صاحب کی طرف سے ہے۔

سرکاری دفاتر سے افسران اور ملازمین کی غیر حاضری

جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ایک اخباری خبر کے مطابق خدمت کمیٹی ضلع لاہور اور چیئرمین صدر کمیٹی نے میٹروپولیٹن کارپوریشن کے زون نمبر 7 اور نمبر 8 کے دفاتر پر چھاپہ مارا۔ سینکڑوں ملازمین غیر حاضر پائے گئے۔ کئی ملازمین آگ تاپنے میں مصروف تھے۔ یہ ایک معمول بن چکا ہے کہ سرکاری ملازم وقت پر دفتر نہیں آتے اور وقت سے قبل ہی رخصت ہو جاتے ہیں۔ جتنا عرصہ ملازم دفتر میں موجود ہوتے ہیں گپیں یا اِدھر اُدھر کے کاموں میں وقت ضائع کرتے ہیں۔ "صاحب" شمار ہونے والے اونچے درجے کے ملازم یہ کام میٹنگ کے پردے میں کرتے ہیں جس کی وجہ سے لوگوں کے کام رکے رہتے ہیں۔ یہ وباء ہر محکمے میں پھیل چکی ہے۔ یہ ایک نہایت سنگین مسئلہ ہے کہ جس کی وجہ سے ملکی معیشت کا بے حد نقصان ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ یہ آج ہی سرکولیٹ ہوئی ہے۔

وزیر قانون: جی ہاں' جناب والا! یہ مجھے ابھی ملی ہے۔ مناسب ہوگا' اگر اسے بھی سوموار تک pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے' یہ بھی پیر تک pending ہوئی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 26' سعید احمد خان منیس صاحب، معظم جہاں زیب احمد خان وٹو صاحب' چودھری خالد جاوید وڑائچ صاحب اور سعید اکبر خان صاحب کی طرف سے ہے۔

سروسز ہسپتال، لاہور کے اکیس ملازمین کی چلڈرن ہسپتال میں تبدیلی

جناب سعید اکبر خان، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ صحت' حکومت پنجاب کی ہدایت کے تحت میڈیکل سپرنٹنڈنٹ سروسز ہسپتال لاہور نے اپنے دستخطوں سے ایک حکم نامہ نمبر 2038-46/SH بتاریخ 15-12-98 جاری کیا اور سروسز ہسپتال کے 21 ملازمین کو چلڈرن ہسپتال اینڈ انسٹی ٹیوٹ آف چلڈرن ہیلتھ لاہور کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا۔ یہ غریب' مجبور اور بے بس ملازمین چلڈرن ہسپتال کی انتظامیہ کے پاس joining کے لیے گئے لیکن ان سے joining نہ لی گئی۔ ڈیڑھ ماہ گزرنے کے باوجود ان ملازمین کو نہ تو چلڈرن ہسپتال میں کھپایا گیا ہے اور نہ سروسز ہسپتال ان کو واپس لینے پر تیار ہے۔ یہ بے بس ملازمین سیکرٹری صحت حکومت پنجاب کے پاس بھی کئی بار فریاد کر چکے ہیں کہ ان پر اور انکے خاندانوں پر رحم فرمایا جائے لیکن ان کی کسی نے داد و فریاد نہیں سنی ان ملازمین میں سخت مایوسی' بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اس معاملہ کو فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں یہ بھی آج ہی circulate ہوئی ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! یہ چھ سات کے قریب ہیں جو ابھی موصول ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر، تو یہ بھی pending کرتے ہیں' کیونکہ یہ آج ہی circulate ہوئی ہے۔ تو جو آگے تحاریک التوائے کار آ رہی ہیں وہ بھی آپ کی ہیں اور ان کی یہی صورت حال ہے۔ اس لیے میرے خیال میں آپ next working day پر پڑھ دیں۔

جناب سعید اکبر خان، ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر، تو پھر تحاریک التوائے کار کا وقفہ ختم کرتے ہیں چونکہ ان کے جواب بھی نہیں آئے اور یہ آج ہی circulate ہوئی ہیں۔

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر I کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب سپیکر، اب راجہ خالد صاحب رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں توسیع کی تحریک پیش کریں گے۔ جی راجہ خالد صاحب!

راجہ محمد خالد خان، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"سابقہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کا جو نامکمل کام قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997ء کے قاعدہ 171 کے تحت قاعدہ (ii) کے تحت موجودہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کو منتقل ہوا ہے۔ اس کے بارے میں رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 دسمبر 1999ء تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ،

"سابقہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کا جو نامکمل کام قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997ء کے قاعدہ 171 کے تحت قاعدہ (ii) کے تحت موجودہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر 1 کو منتقل ہوا ہے۔ اس کے بارے میں رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 دسمبر 1999ء تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر II کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب سپیکر، ایک رپورٹ اور ہے۔ جی صدر شاکر صاحب!

چودھری محمد صدر شاکر، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"سابقہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر II کا جو نامکمل کام قواعد انضباط کار صوبائی

اسمبلی پنجاب 1997ء کے قاعدہ 171 کے تحت قاعدہ (ii) کے تحت موجودہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی II کو منتقل ہوا ہے۔ اس کے بارے میں رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 دسمبر 1999ء تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی ہے کہ،

"سابقہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نمبر II کا جو نامکمل کام قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997ء کے قاعدہ 171 کے تحت قاعدہ (ii) کے تحت موجودہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی II کو منتقل ہوا ہے۔ اس کے بارے میں رپورٹ پیش کرنے کی میعاد میں 31 دسمبر 1999ء تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مسودات قانون

مسودہ قانون (دوسری ترمیم) ترقیاتی ادارہ، لاہور مصدرہ 1998ء

جناب سپیکر، اب ہم قانون سازی شروع کرتے ہیں۔ The Lahore Development Authority (Second Amendment) Bill, 1998 کی third reading شروع ہو چکی تھی۔ منیس صاحب وزیر قانون کی تحریک کی مخالفت کی تھی۔ اس پر پہلے منیس صاحب بات کریں گے۔ جی منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ جناب سپیکر! کل معزز لاءمنسٹر صاحب نے پاس کرنے کے لیے بل پیش کیا تھا جسے میں نے ایوز کیا تھا۔ اب میں اس پر کچھ گزارشات آپ کی خدمت میں عرض کروں گا ویسے تو جو ترمیم منظور ہوئی ہے میں نے اس پر اپنی بات کی تھی لیکن چونکہ کل آپ تشریف فرما نہیں تھے، اس لیے میں چاہتا ہوں کہ وہ پوائنٹس آپ کی اطلاع کے لیے، آپ کی consideration اور آپ کے action کے لیے پیش کروں۔ جناب والا! جو یہ بل آیا ہے اس کی ترمیم پر بات ہوئی ہے، ہم نے کلاز پر بھی بات کی ہے۔ لیکن اس موضوع پر قواعد کے تحت جو مجھے اجازت ہے میں وہ بات کروں گا۔ آپ کے علم میں ہے اور آپ جانتے ہیں کہ جب سے یہ موجودہ ایوان معرض وجود میں آیا ہے قریب قریب دو سال ہو چکے ہیں اس میں بہت سارے آرڈیننسز بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ یہاں تمام معاملات آرڈیننسز کے ذریعے ہی پیش ہوتے رہے ہیں۔ لیکن کبھی بھی جمہوری روایات اور اس معزز ایوان کی روایات کو سامنے رکھتے ہوئے براہ راست بل نہیں لایا گیا۔ آپ خود بھی

اس بات کے گواہ ہیں کیونکہ اکثر آپ کی سٹیٹمنٹس اور ہاؤس میں بھی observations آتی رہی ہیں کہ اس معزز ایوان نے ریکارڈ قانون سازی کی ہے' لیکن مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ جتنی بھی قانون سازی ہوئی ہے اس میں lacunase موجود ہیں اور قریباً ہر آرڈیننس جسے repromulgate کیا جاتا ہے اسے قانون کے مطابق نہیں کیا جاتا' بلکہ میں نے متعدد بار سپریم کورٹ سے جو حوالہ جات quote کیے ہیں وہ بھی follow نہیں کیے جاتے۔ تو میں یہ بات بار بار اس لیے کہتا ہوں کہ اگر معزز وزیر قانون مناسب سمجھیں تو ذرا ان کو پڑھ کے ان کے مطابق ہاؤس کو چلائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ہاؤس کی کارکردگی یا جو قانون سازی کر رہے ہیں اسے بہتر انداز میں پیش کیا جا سکتا ہے اور اس پر کوئی اعتراضات نہیں آ سکتے۔ جناب والا! میں نے کل بھی کچھ اخبارات کے حوالے پیش کیے تھے جن میں ہمارے ہاؤس کو ہدف تنقید بنایا گیا تھا اور اس حوالے سے کہا گیا ہے کہ ہم غیرقانونی طریقے سے قانون سازی کر رہے ہیں۔ اب اگر اسی بل کو دیکھیں تو اس میں ایک آرڈیننس، "Punjab Ordinance, 21 of 1998" یہ 25 اگست کو پیش ہوا اور آپ کے علم میں ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 128(2) کے تحت یہ آرڈیننس تین مہینے کے لیے valid ہوتا ہے تو یہ 24 نومبر کو ختم ہوگیا۔ لیکن اس کے بعد اس میں ایک وقفہ آ گیا جس میں کوئی living law نہیں تھا۔ پھر اس کے بعد دوسرا آرڈیننس۔۔۔۔۔ جناب والا! میں چاہتا ہوں کہ آپ سنیں تاکہ آپ کی جانب سے ضرور observation آئے۔۔۔

ملک مظہر عباس راں، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی فرمائیں۔

ملک مظہر عباس راں، جناب والا! Mr Irrelevant یا قائد حزب اختلاف صاحب دو سالوں کا تذکرہ کر رہے تھے کہ اس دوران defective قسم کی قانون سازی کی گئی ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ اگر ان دو سالوں کا تجزیہ کریں تو یہ ہمیشہ irrelevant رہے ہیں۔ تو میری تجویز یہ ہے کہ انھیں ان دوسالوں کی کارکردگی پر "Mr Irrelevant" کا خطاب دیا جائے۔

جناب سپیکر، آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔ جی منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ جناب سپیکر! اس میں پھر دوسرا آرڈیننس 31 دسمبر کو جاری کیا گیا اور اس کا درمیانی وقفہ کسی بھی کھاتے میں نہیں جا رہا۔ لیکن ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ اسے

retrospective effect کے ساتھ لاگو کر دیا جاتا ہے۔ تو آپ اس ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں اور اس وقت بطور جج یہاں تشریف فرما ہیں۔ تو ان معاملات کو ضرور دیکھا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم غلط قانون سازی کرتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ یہ قانون سازی نہیں ہونی چاہیے' لیکن ہم جو بھی قانون سازی کریں کم از کم rules اور Constitution کو' اور observations and rulings of the Honourable Court کو follow کر کے کریں۔ معزز وزیر قانون کا صرف یہ کہہ دینا کہ قائد حزب اختلاف صحیح بات نہیں کر رہے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے نقطۂ نظر کو اٹھا کر ایسے پھینک دینا مناسب نہیں۔ جناب والا! میں آپ سے اور آپ کی وساطت سے معزز لاءمنسٹر صاحب سے بھی یہ عرض کروں گا کہ آپ ان lapses کو ضرور دیکھیں اور ہمیں صحیح انداز میں قانون سازی کرنی چاہیے اور میں اس میں یہ عرض کروں گا کہ یہ جو repeal کی گئی ہے یہ غلط کی گئی ہے' اس لیے میں آپ سے' آپ کی وساطت سے معزز ایوان سے اور معزز لاءمنسٹر صاحب سے یہ استدعا کرتا ہوں کہ اس قانون سازی کو ایسے پاس نہ کیا جائے بلکہ اسے proper طریقے سے دوبارہ لا کر پاس کیا جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی لاءمنسٹر صاحب!

جناب سپیکر، وزیر قانون۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! جن خیالات کا ابھی جناب قائد حزب اختلاف نے اظہار فرمایا ہے کل بھی انھوں نے یہی باتیں فرمائی تھیں۔ کل بھی میں نے ان کی خدمت میں یہ گزارش کی تھی کہ ان کے ذہن میں جو ابہام ہے ان شاء اللہ اس کو دور کرانے کی میں ضرور کوشش کروں گا۔ آپ سے بھی میری استدعا ہے اور کل کی بھی ٹیپ نکلوا کر دیکھ لیتے ہیں' ابھی یہ آپ سے کہہ رہے تھے کہ آپ ذرا توجہ سے سنیں تو میں اس وقت بھی عرض کرنے لگا تھا لیکن میں نے مناسب نہیں سمجھا کہ ان کی تقریر کے دوران مداخلت کروں۔ کل بھی انھوں نے یہی باتیں کی ہیں اور اس سے پہلے بھی کر چکے ہیں۔ جناب والا! آپ کسی ایک دن کی ٹیپ نکلوا لیں تو میں بھی آپ کے ساتھ بیٹھ جاؤں گا اور انھیں بھی بٹھا لیں گے اور ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے ذہن میں جو ابہام ہے اس کو دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ شکریہ۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

> That the Lahore Development Authority (Second Amendment) Bill , 1998 be passed.

(The motion was carried)

مسودہ قانون (ترمیم) ماہی پروری، پنجاب مصدرہ 1998ء

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Fisheries (Amendment) Bill, 1998 (Bill No.19 of 1998). First reading starts. Minister for Law.

MINISTER FOR LAW: Sir, I move :

> That the Punjab Fisheries (Amendment) Bill, 1998 as recommended by the Standing Committee on Agriculture and Forestry be taken into consideration at once.

MR SPEAKER: The motion moved is:

> That the Punjab Fisheries (Amendment) Bill, 1998 as recommended by the Standing Committee on Agriculture and Forestry be taken into consideration at once.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I oppose it, Sir.

MR SPEAKER: There are two amendments in it. The first amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan.

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it.

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو، جناب والا! اتنی اہم قانون سازی ہو رہی ہے اور ہاؤس ان آرڈر نہیں ہے۔ براہ مہربانی پہلے کورم پورا کر لیا جائے۔

جناب سپیکر، معظم وٹو صاحب نے کورم پوائنٹ آؤٹ کیا ہے گنتی کی جائے۔

گنتی کی گئی----- کورم نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں----- گھنٹیاں بجائی گئیں ------ گنتی کی جائے----- گنتی کی گئی----- کورم پورا ہو گیا ہے۔ جناب سعید احمد خان منیس اپنی ترمیم پیش کریں۔

MR SAEED HAMAD KHAN MANAIS: Mr Speaker Sir, I move:

That the Punjab Fisheries (Amendment) Bill, 1998 as recommended by Standing Committee on Agriculture and Forestry be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th of February, 1999

MR SPEAKER: The motion moved is:

That the Punjab Fisheries (Amendment) Bill, 1998 as recommended by Standing Committee on Agriculture and Forestry be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th of February, 1999.

MINISTER FOR LAW: I oppose it, Sir.

جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ اس پر منیں صاحب، آپ بولیں گے۔۔۔۔۔جی، فرمائیے۔

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ ترمیم جو محترم قائد حزب اختلاف پیش کر رہے ہیں اس میں اگر آپ ملاحظہ فرمائیں گے تو یہ جناب سعید احمد خان منیں کی طرف سے ہے، سعید اکبر خان کی طرف سے ہے، معظم جہاں زیب خان وٹو کی طرف سے ہے، سردار رفیق حیدر لغاری کی طرف سے ہے، پیر شجاعت حسنین قریشی کی طرف سے ہے، سید مسعود عالم شاہ اور مسٹر منصور احمد خان کی طرف سے ہے۔ جناب والا! ان کی یہ ترمیم public opinion کے لیے ہے اور دوسری جو اس کے بعد آنے والی ترمیم ہے وہ سلیکٹ کمیٹی کو refer کرنے کے بارے میں ہے۔ جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ جو ممبر خود سٹینڈنگ کمیٹی کا ممبر ہو اور اس نے سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ کے دوران contribute بھی کیا ہو اور اختلافی نوٹ بھی نہ دیا ہو تو اس کے بعد وہ اس بل میں ترمیم نہیں دے سکتا۔ پیر شجاعت حسنین قریشی صاحب سٹینڈنگ کمیٹی کے ممبر تھے۔ انھوں نے کمیٹی کی میٹنگ میں شرکت کی اور انھوں نے اس بل پر کوئی اختلافی نوٹ نہیں دیا۔ اس لیے وہ یہ ترمیم پیش نہیں کر سکتے۔ جناب سپیکر! میں جناب کی توجہ رول 189 کی طرف مبذول کرواؤں گا

"Notice by members . - (1) Save as otherwise provided in these rules, every notice required by the rules shall be given in writing addressed to the Secretary and singed by the member...
....."

میں صرف عرض یہ کرنا چاہتا تھا کہ پیر شجاعت حسین قریشی صاحب کی طرف سے ترمیم آئی ہے۔ ظاہری بات ہے انھوں نے اس پر دستخط کیے ہوں گے۔ اب صورت حال یہ پیدا ہوتی ہے کہ قائد حزب اختلاف ہی بہتر طور پر بتا سکتے ہیں کہ یا تو ان کے دستخط جعلی ہیں یہ پہلے ascertain کیا جائے اور ان سے پوچھا جائے کہ اگر انھوں نے دستخط کیے ہیں تو وہ یہ ترمیم دے ہی نہیں سکتے۔ اگر انھوں نے نہیں کیے تو ان کے دستخط جعلی ہیں۔

جناب سپیکر، پیر شجاعت حسین قریشی کے دستخط تو حاضری رجسٹر سے بھی چیک کرنے کی ضرورت پڑے گی۔۔۔۔

وزیر قانون، جناب والا! وہ اس اجلاس میں آئے ہی نہیں۔

جناب سپیکر، اس اجلاس میں نہیں' بلکہ کئی اجلاسوں میں نہیں آئے۔

وزیر قانون، جناب والا! اس لیے میں عرض یہ کرنا چاہتا تھا کہ یہ ساری ترامیم جعلی دستخطوں سے دی گئی ہیں۔ اس لیے پہلے اس کی تصدیق کر لی جائے اور اس کے بعد ان کی ترامیم کو لیا جائے۔

جناب سپیکر، انھیں تو میرے خیال میں شاید ہی کسی نے دیکھا ہوگا کہ وہ کسی اجلاس میں آئے ہوں۔

وزیر قانون، جناب والا! ان کی تو پچھلی کی درخواستیں آئی ہیں' وہ تو اس اجلاس میں آئے ہی نہیں۔ اس لیے انھوں نے یہ ترامیم دی ہی نہیں۔ لیکن میں پھر بھی یہ عرض کرتا ہوں کہ اگر ان کے دستخط موجود ہیں تو بتا دیں۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ مجھے ان کی قابلیت کا پتا ہے اور وہ پرانے پارلیمنٹیرین ہیں۔ انھیں پتا ہے کہ جب وہ سٹینڈنگ کمیٹی کی میٹنگ میں تھے وہ تو ترمیم دے ہی نہیں سکتے۔ مجھے یقین واثق ہے کہ ان کے دستخط جعلی کیے گئے ہیں۔

جناب سپیکر، یہ تو verify کرنا چاہیے۔ اس کا پتا کرنا پڑے گا۔ جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، پہلے تو میں یہ کہوں گا کہ جو بات یہ فرما رہے ہیں کہ یہ ان کے دستخط نہیں ہوں گے۔ وہ اس میں ترمیم نہیں دے سکتے۔ میرے خیال میں انھوں نے کوئی ایسا رول تو quote نہیں کیا جس میں یہ کہا ہو کہ وہ ترمیم دے نہیں سکتے۔ اور اگر وہ دے بھی نہ سکتے ہوں تو پھر This is just a notice۔ اس میں move تو میں نے کیا ہے اور بات بھی میں کر رہا ہوں۔ اور اگر معزز وزیر صاحب یہ خیال فرماتے ہیں یہ اسے verify کرنا چاہتے ہیں تو پھر آپ اس بل کو pending

کر لیں۔ پہلے اس کی تفتیش کر لیں۔

جناب سپیکر، منیں صاحب! انھوں نے پیر شجاعت حسنین قریشی صاحب کے بارے میں رول 189' quote کرتے ہوئے کہا ہے ایک تو یہ کہ verify کرنا پڑے گا' بقول لاءمنسٹر صاحب کے دیکھنا پڑے گا کہ وہ انھوں نے دی ہے' یا نہیں دی یا ان کے یہ دستخط ہیں یا نہیں۔

جناب سعید احمد خان منیں، وہ تو خود ہی آ کر بتا سکتے ہیں۔ اگر آپ یہ verify کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں۔ میں تو کہہ رہا ہوں کہ آپ اتنی دیر تک اس بل کو defer کر دیں اور اس کو next day کے لیے رکھ لیں۔

جناب سپیکر، اس بل کو defer کرنے کی نہیں ترمیم کی بات ہو رہی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیں، جی ہاں' میں وہی کہہ رہا ہوں۔ ترمیم کو پھر آپ defer کر دیں۔

جناب سپیکر، بل کو تو defer نہیں کیا جاسکتا۔ بات تو ترمیم کی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیں، جناب والا! آپ اس کو ختم نہیں کر سکتے۔ انھوں نے اس کو move نہیں کیا۔ کیونکہ اس کو move تو میں نے کیا ہے۔ It is simply just a notice

وزیر قانون و پارلیمانی امور، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر قانون ، جناب والا! میری یہ suggestion ہوگی کہ آج اس بل کو take up نہ کیا جائے۔ یہ آپ verify کر لیں کہ ان کے یہ دستخط نہیں ہیں۔ اس کو کل take up کر لیں گے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے جی۔ سیکرٹری اسمبلی یہاں پر آ گئے ہیں۔ یہ verify کیا جائے کہ جو amendment انھوں نے دی ہے۔ اس میں پیر شجاعت حسنین قریشی صاحب نے دستخط کیے ہیں۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ یہ دستخط ان کے نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ پچھلے کئی اجلاسوں میں نہیں آئے۔ دوسرا جو لاءمنسٹر صاحب نے اعتراض کیا ہے اور انھوں نے رول 189' quote کیا ہے۔ اس میں انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ چونکہ وہ مجلس قائمہ کے ممبر بھی ہیں۔ اور اس مجلس قائمہ میں وہ خود موجود تھے جب یہ بل مجلس قائمہ کو refer ہوا تھا۔ پھر وہ amendment move کر سکتے ہیں یا نہیں۔ یہ ان کا پوائنٹ تھا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ(جناب آصف علی ملک)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ، جناب والا! ابھی آپ انکوائری کی نشاندہی کر رہے تھے۔ میں اسی سلسلے میں گزارش کرتا ہوں کہ میرے اپنے خیال کے مطابق گزشتہ ایک سال سے نواب زادہ منصور صاحب اسمبلی کی کارروائی میں حصہ نہیں لے رہے اور یہاں پر وہ حاضر نہیں ہوتے۔ میری گزارش ہے کہ جتنی بھی ترامیم اپوزیشن کی طرف سے آئی ہیں stereotype کوئی آٹھ نو بندوں کے نام ہوتے ہیں اور ان میں نواب زادہ منصور صاحب کے بھی نام ہیں۔ جس طریقے سے ابھی معزز قائد حزب اختلاف نے جو ترمیم دی ہے اس میں بھی ان کا نام ہے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ کیا یہ حق نمائندگی صرف stereotype ہے' جو ان کے نام ہیں ان کے آگے کیا ان کے گھروں سے دستخط کروائے جاتے ہیں یا وہ خود دستخط کرنے آتے ہیں؟ یہ جو مینڈیٹ ہے لوگوں کا' کیا اس کے ساتھ انصاف ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر، جی ہاں' یہ چیک کریں گے۔ اور میاں عمران مسعود صاحب بھی اس پر کچھ بولنا چاہتے تھے۔

میاں عمران مسعود، بات شجاعت حسنین قریشی کی ہو رہی تھی کہ وہ آتے نہیں۔ جناب والا! ان سے کل میری ملاقات ہوئی تھی۔ وہ لبرٹی میں بیٹھے گول گپے کھا رہے تھے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر، یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، اب آپ نے حکم فرما دیا ہے۔ میں آپ سے یہی گزارش کروں گا کہ آپ پیر شجاعت حسنین قریشی صاحب کو خود بلوا کر ان سے تصدیق کروا لیں۔

جناب سپیکر، ابھی وہ چیک کر لیں گے۔ میں نے دفتر والوں کو کہہ دیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جی ہاں' ان کو بلا کے چیک کریں۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! پھر اس کو پیر تک کے لیے ملتوی کر لیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور، ٹھیک ہے سر۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ پھر یہ اجلاس پیر یکم فروری 1999ء سہ پہر تین بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیرھواں اجلاس)

پیر، یکم فروری 1999ء

(یوم الاثنین، 14۔ شوال المکرم، 1419ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس، اسمبلی چیمبر، لاہور میں سہ پہر 3 بج کر 40 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری پرویز الٰہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ﴿۱۴﴾ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ
مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ ﴿۱۵﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۶﴾ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ وَ
رَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿۱۷﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۱۸﴾ مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ
يَلْتَقِيٰنِ ﴿۱۹﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ﴿۲۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۱﴾
يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۳﴾
وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَاٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۲۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا
تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۵﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿۲۶﴾ وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ
وَالْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ سورۃ الرحمٰن آیات 14 تا 27

اسی نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح کھنکھناتی مٹی سے بنایا o اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا o تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ o وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک ہے، o تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ o اسی نے دو دریا رواں کیے جو آپس میں ملتے ہیں o دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے تجاوز نہیں کر سکتے o تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ o دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں o تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ o اور جہاز بھی اسی کے ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہوتے ہیں o تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ o جو (مخلوق) زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہے o اور تمھارے پروردگار ہی کی ذات (بابرکت) جو صاحب جلال و عظمت ہے باقی رہے گی o

وما علینا الا البلاغ o

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ)(جو 27 جنوری 1999ء کو ملتوی کیے گئے)

اب سپیکر، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ وقفہ سوالات شروع کرنے سے پہلے ہم محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل نگ کے دو سوالات لیتے ہیں جن کے بارے میں 27 جنوری کو سعید اکبر خان صاحب نے نوٹس یے اور نشان دہی کی تھی کہ محکمے کی طرف سے مہیا کی گئی انفرمیشن میں تضاد ہے تو پارلیمانی لٹری صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ ان دونوں سوالات کے جوابات کے تضاد کے بارے میں س کو ذرا مطلع کریں۔

لیمانی سیکرٹری ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ(جناب آصف علی ملک)،

شکریہ، جناب سپیکر۔ 27 جنوری کو سوال نمبر 1985 کا جواب دیتے وقت معزز ممبر نے اندہی کی کہ سوال نمبر 1429 جو کہ 23 اپریل 1998ء کے شروع میں کارروائی کے دوران جو دیا گیا ا، اس کے اور گزشتہ 27 جنوری والے سوال نمبر 1985 میں کوئی تضاد تھا۔ جناب والا! میری گزارش ہے کہ میں سب سے پہلے سوال نمبر 1429 پڑھتا ہوں۔ وہ تھا،

الف) "کیا یہ درست ہے کہ نیو مدینہ کالونی دوسرا پل کھاڑک لاہور کی گلی نمبر ایک، دو اور تین میں سیوریج سسٹم نہ ہونے کی وجہ سے گندا پانی جوہڑ کی شکل اختیار کر گیا ہے۔"

تو جواب تھا۔

الف) "جی ہاں، یہ درست ہے۔"

اور دوسرا سوال تھا،

ب) "کیا یہ بھی درست ہے کہ واسا نے ان گلیوں میں سیوریج ڈالنے کے لیے سروے کے بعد منظوری بھی دی تھی۔" جواب تھا۔

ب) "جی ہاں، یہ بھی درست ہے۔"

اور تیسرا سوال یہ تھا،

ج) "اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ گلیوں میں سیوریج ڈالنے کے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟"

جناب والا! اس کا جواب یہ تھا کہ

(ج) "مذکورہ گلیوں میں سیوریج اس لیے نہیں ڈالا جا سکتا کہ یہ نشیب میں واقع ہیں اور ان کا پانی ڈسپوزل پمپ کے بغیر گندے نالے میں نہیں ڈالا جا سکتا کیوں کہ یہ نالے کے bed سے کافی نیچے ہیں"۔

جناب سپیکر! اب میرے بھائی کو جب محسوس ہوا کہ اس جواب میں فرق ہے انھوں نے 1985 کے ایک سوال کی نشان دہی کی۔ جو میں آپ کی خدمت میں ایک دفعہ پھر پڑھتا ہوں۔

جناب سپیکر، 1985ء کا سوال نہیں تھا میرا خیال ہے 1985 اس سوال کا نمبر ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جی' جناب سپیکر! سوال نمبر 1985۔

(الف) "کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے' واسا نے سال 97-1996ء میں مدینہ کالونی کھاڑک ملتان روڈ لاہور کے امام باڑہ سے پل کھاڑک سبزہ زار تک پختہ سڑک اور سیوریج ڈالنے کا کام مکمل کیا تھا۔"

جواب میں عرض تھی۔

(الف) "یہ درست نہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ واسا نے 1995ء میں مسجد اہل تشیع کھاڑک روڈ سے 320 فٹ لمبا 15 انچ قطر کا سیور بڑے سیور تک ڈالا تھا تاکہ کھاڑک کے پانی کا نکاس بہتر طریقے سے ہو سکے" سوال کا اگلا جز یہ تھا۔

(ب) "کیا یہ درست ہے۔ کہ واسا نے مدینہ کالونی کی گلی نمبر 1 (پل آقا بلڈنگ میٹریل سٹور) میں بھی سیوریج ڈالنے کے لیے جو منظوری دی گئی تھی اس میں ڈسپوزل پمپ اور اس کی تنصیب کا تخمینہ شامل نہیں کیا گیا تھا جس کی وجہ سے اس گلی میں سیوریج نہیں ڈالا گیا تھا"۔

تو جواب تھا۔

(ب) "یہ درست نہ ہے۔"

جناب سپیکر! وہاں پہ گلی نمبر ایک' دو اور تین کا ذکر تھا۔ یہاں پہ گلی نمبر ایک' لیکن سوال نمبر 1429 کے جز (ب) کے بعد جز (ج) میں واضح طور پہ یہ بتا دیا گیا تھا کہ مدینہ کالونی ایک پرائیویٹ ہاؤسنگ سکیم ہے جو کہ نشیب میں واقع ہے۔ چنانچہ نشیب کی وجہ سے' جب تک کہ وہ خود پیسے اکٹھا نہ

کر سکیں، ڈسپوزل پمپ یا کسی طریقے سیور نہیں ڈالا جا سکتا۔

تو جناب والا! محکمے کا جواب یہی ہے کہ دونوں سوالات کے جوابات کا موازنہ کرنے سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ سوال نمبر 1429 کے جز (ب) میں سروے کے بعد منظوری کا جو ذکر ہے وہ واسا نے سروے کی حد تک درست کیا تھا جس کو جز (ج) کے جواب میں واضح کر دیا گیا تھا کہ ان گلیوں میں کسی بھی صورت سیور نہیں بچھایا جا سکتا کیوں کہ یہ نشیب میں واقع ہے اور ان کا پانی ڈسپوزل پمپ کے بغیر گندے نالے میں نہیں ڈالا جا سکتا۔ جس کی وجہ سے یہ گلیاں نالے کے bed سے کافی نیچے ہیں۔ اندریں حالات دونوں سوالات کے جز ہائے (ب) میں بظاہر نظر آنے والا تضاد اسمبلی کے سوال نمبر 1429 جز (ب) کے سوال میں سروے کے بعد منظوری کے جملے کی وجہ سے معلوم ہوتا ہے۔ جب کہ اسمبلی کے سوال نمبر 1985 کے جز (ب) کے جواب میں واسا نے اس بات کا اقرار کیا ہے۔ کہ مدینہ کالونی گلی نمبر 1 میں سیور ڈالنے کی منظوری کی بات درست نہ ہے۔

جناب سپیکر، جی سعید اکبر خان صاحب! میرا خیال ہے کہ یہ سرکولیٹ بھی کر دی گئی ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس کو آپ علیحدہ علیحدہ کر کے پڑھ لیں یا اکٹھا کر لیں۔ میری سمجھ میں جو آیا ہے کہ میرے بھائی اس میں جو تفریق کا احساس دلا رہے ہیں، وہ یہ ہے کہ اس میں تین گلیوں کا ذکر ہے۔

جناب سپیکر! اگر ہم سوال کرتے ہیں کہ ان تین گلیوں میں کوئی بھی ایک ایسی گلی تھی جس کا سروے نہیں ہوا، اور اگر یہ فرماتے کہ گلی نمبر ایک کا سروے نہیں ہوا اور دو اور تین میں سروے ہوا ہے۔ سوال یہ تھا کہ واسا کی طرف سے ان گلیوں میں سیوریج ڈالنے کے لیے سروے کے بعد منظوری بھی دی گئی؟ لیکن انھوں نے یہ collective جواب دیا کہ جی ہاں یہ درست ہے۔ اور جواب میں ان تینوں گلیوں کا ذکر کر دیا کہ ان میں سروے اور سیوریج کی منظوری ہوئی۔ پھر دو یا تین مہینے کے بعد جب ہم نے یہ کہا کہ ان میں سیوریج اور گلیوں کا جو سروے ہوا تھا۔ کیونکہ ان کا تین مہینے پہلے اپنے جواب میں تھا کہ سروے ہوا تھا تو اب یہ کہتے ہیں کہ نہیں سروے نہیں ہوا، نہ سروے ہوا ہے اور نہ سیوریج کی منظوری دی ہے۔ ہم نے انھی کی منظوری کے بعد پھر یہ کہا کہ وہاں کوئی کام نہیں ہوا۔ جس کی آپ منظوری فرما رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ جو تضاد میں نے گوش گزار کیا ہے وہ آپ کی سمجھ میں آ گیا ہو گا۔ اس کے بعد پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب ضرور دیں گے۔

جناب سپیکر، جی' پارلیمانی سیکرٹری صاحب! سعید اکبر خان صاحب اس جواب سے مطمئن نہیں ہیں۔ آپ کوشش کیجیے اور مطمئن کیجیے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! میری مودبانہ گزارش ہے کہ سوال نمبر 1429 اور سوال نمبر 1985 کا محل وقوع اگر پڑھ لیا جائے' جز (الف) 1429 کا اور جز (الف) 1985 کا' تو بات واضح ہو جاتی ہے کہ 1429 میں گلی نمبر ایک دو اور تین کا ذکر کیا گیا ہے اور location مختلف ہے۔ جب کہ سوال 1985 جو پوچھا گیا ہے وہ صرف گلی نمبر ایک کا ہے اور اس کا محل وقوع اور ہے۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ اگر آپ اس کو علیحدہ علیحدہ لے لیں۔ سب سے پہلے 1985 کا جو جز (الف) ہے اس کے جواب میں ہے کہ یہ درست نہ ہے۔ اسی طرح 1429 کے جز (الف) کا جو جواب ہے وہاں آپ کہہ رہے ہیں کہ جی ہاں' یہ درست ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ سوال نمبر 1429 کا جز (الف) جس کی طرف جناب نشان دہی فرما رہے ہے۔ وہ اس لیے درست ہے کہ نیو مدینہ کالونی دوسرا پل نزد آغا بلڈنگ میٹیریل سٹور کھاڑک لاہور کی گلی نمبر ایک دو اور تین میں سیوریج نہ ہونے کی وجہ سے گندا پانی جوہڑ کی شکل اختیار کر گیا ہے؟ تو اس کا جواب ہے' جی ہاں' یہ درست ہے۔

جناب سپیکر، ایک' دو اور تین تو اس میں ہے لیکن ان کا بنیادی مضمون تو وہی ہے۔ اس میں تو فرق نہیں ہے۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے پارلیمانی سیکرٹری صاحب misguide کرنے کی کوشش فرما رہے ہیں کہ یہ دو جگہیں ہیں' جو میں سمجھا ہوں۔ لیکن وہ ایک ہی جگہ ہے۔

جناب سپیکر، میں یہ کہنے کی کوشش کر رہا تھا کہ دونوں سوالوں میں بھی ایک ہی جگہ بنتی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب سپیکر! میں قطعاً نہیں کہہ رہا کہ یہ دو

علیحدہ علیحدہ جگہیں ہیں۔ ایک ہی جگہ ہے۔

جناب سپیکر، ان کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ جگہ بھی ایک ہی ہے اور سوال بھی اسی نوعیت کا ہے۔ تو ایک سوال کا جواب ہے کہ یہ درست نہ ہے' جبکہ اسی طرح کے دوسرے سوال میں یہ ہے کہ یہ درست ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ، جناب والا! اگر صرف مختصر یہ عرض کروں کہ اس کا nutshell یہ ہے---

جناب سپیکر، میرے خیال میں اس کو مختصر کرتے ہوئے' آپ یہ کہہ دیں کہ محکمے کی طرف سے یہ clerical mistake ہوئی ہے تو اس میں زیادہ بحث کی ضرورت بھی نہیں پڑے گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و فزیکل پلاننگ ، جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ nutshell یہ ہے کہ مدینہ کالونی میں سیوریج کیوں نہیں ڈالا گیا تو جواب یہ ہے کہ low lying area ہے۔ لیکن یہ clerical mistake ہو گئی ہو گی۔

جناب سپیکر، آپ نے low lying area سوال نمبر 1429 میں بھی accept کیا ہے لیکن صحیح سوال 1985 میں آپ نے یہ accept نہیں کیا۔

جناب سعید اکبر خان ، جناب سپیکر! میں آپ کی قابلیت کی داد دیتا ہوں اور خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جس خوبصورت طریقے سے آپ نے پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی جان چھڑا دی' ورنہ ایک گھنٹا اسی ایک سوال نے چلنا تھا۔

جناب سپیکر! clerical mistake کچھ اور ہوتی ہے یہ تو صریحاً ایک جواب غلط دیا گیا ہے۔ لیکن میں stress نہیں کرتا' میں پارلیمانی سیکرٹری کے ساتھ بیٹھ کر اسے sort out کر لوں گا۔

جناب سپیکر، آپ sort out کر لیجیے گا' یہ محکمے کی طرف سے غلطی ہے اور یہ clerical mistake نہیں ہے۔ ویسے ہی غلط ہے۔ ٹھیک ہے' آپ اسے دیکھ لیجیے گا۔

آج وقفہ سوالات میں محکمہ داخلہ اور جیل خانہ جات کے سوالات ہیں تو سب سے پہلے جو سوال ہے وہ چودھری زاہد محمود گورایہ صاحب کا ہے' وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال بھی انہی کا ہے' وہ

تشریف نہیں رکھتے۔

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! مجھے یہ محسوس ہو رہا ہے کہ جو دو سوال آپ نے پڑھ دیے وہ ختم ہو گئے۔

جناب سپیکر، ختم نہیں ہوئے۔ اس کا جواب آ گیا ہے۔

جناب سعید اکبر خان ، اس کی کارروائی ہو گئی۔ جناب سپیکر! اس کی وجہ اگر آپ یہاں ڈھونڈیں تو وہ یہ لگتی ہے کہ اگر یہ ہاؤس full چلے تو ان تمام سوالات کے جوابات بھی یہاں پڑھے جائیں گے اور ان پر ضمنی سوالات بھی آئیں گے۔ یہ تو ایک سیکنڈ کے بعد میرے خیال میں یہ وقفہ سوالات ختم ہو جائے گا اور کسی سوال پر سیر حاصل بحث نہیں ہو سکے گی۔ جب تک اس ہاؤس کا کورم پورا نہیں ہو گا۔ مجھے اس سے بڑی دلچسپی ہے کہ جب ہاؤس میں کورم ----

جناب سپیکر، ابھی دلچسپی ہے۔

جناب سعید اکبر خان ، کورم پورا ہوتا ہے۔ پرسوں میں نے ایک پوائنٹ آف آرڈر لیا۔ اس کے بعد آپ نے دیکھا کہ لوگوں کے کتنے بہترین ضمنی سوالات ہوئے اور سوالات دینے کا مقصد پورا ہوا۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ جب ہاؤس میں کورم پورا ہوگا اور یہ full House چلے گا تو تمام کارروائی میں دل چسپی بڑھے گی اور اس میں ممبر پورا concentrate کریں گے۔ ابھی آپ پانچ منٹ اور پھر آدھا گھنٹہ وقفہ کریں گے تو پھر یہ House full ہوگا۔ یہاں چیئر کرتے ہوئے اور سوال put کرتے ہوئے، میرے خیال میں آپ بھی ضرور محظوظ ہوں گے۔

جناب شاہد محمود بٹ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، پہلے بٹ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سعید اکبر خان ، جناب سپیکر! جب پوائنٹ آف آرڈر کورم کا ہو جائے تو ----

جناب سپیکر، آپ نے تو کورم کا تو نام ہی نہیں لیا۔

جناب سعید اکبر خان، میں نے کہا کہ میں کورم پوائنٹ آؤٹ کرتا ہوں۔ جب کورم پوائنٹ آؤٹ ہو جائے تو اس کے بعد کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر، آپ نے اب کہا ہے۔ آپ نے تو پہلے تقریر کی ہے۔

جناب سعید اکبر خان، میں نے اس کی background بتائی ہے۔

جناب سپیکر، اس کے بعد کچھ جواز پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ آپ نے کورم پوائنٹ آؤٹ کیا ہے؟

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! میں نے کورم پوائنٹ آؤٹ کر دیا ہے۔

جناب سپیکر، گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی---- ہاؤس میں کورم پورا نہیں ہے، گھنٹیاں بجائی جائیں---- گھنٹیاں بجائی گئیں----5 منٹ ہو گئے ہیں۔ دوبارہ گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی---- کورم نہیں ہے۔ ساڑھے چار بجے تک کے لیے ہاؤس adjourn کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلے پر معزز ایوان کی کارروائی 4-30 تک کے لیے ملتوی ہو گئی)

(4 36 پر جناب سپیکر دوبارہ کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر، گنتی کی جائے---- گنتی کی گئی---- کورم پورا ہے۔

سردار عاشق حسین گوپانگ، جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ مجھے نکتہ ذاتی وضاحت پر بات کرنے کے لیے دو منٹ عنایت فرمائے جائیں۔

جناب سپیکر، جی فرمائیں۔

سردار عاشق حسین گوپانگ، جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے ایک ذاتی معاملے کی وضاحت کرنے کے لیے دو منٹ عنایت فرمائے۔ 30 جنوری کو روز نامہ "نوائے وقت" ملتان اور 31 جنوری کو روز نامہ "جنگ" لاہور میں میرے متعلق ایک خبر چھپی ہے۔ خبر کچھ یوں ہے کہ بجلی چوری پر مسلم لیگی ایم پی اے کے خلاف مقدمہ، رکن اسمبلی عاشق گوپانگ کے گھر پر چھاپے کے وقت ان کے چچازاد بھائی قیام پذیر تھے۔ جناب والا! اصل صورت حال یہ ہے کہ میری رہائش گاہ سے دو کلومیٹر دور میرے ایک رشتہ دار کا گھر ہے۔ واپڈا نے اس گھر میں چیکنگ کی اور بقول واپڈا کے وہاں کوئی غلط کام پایا گیا لیکن مجھے اس بات کا بے حد افسوس ہے اور مجھے اس بات کا بہت رنج ہے اور میں بطور احتجاج آپ کے سامنے پیش ہوں کہ علی پور تھانہ میں میرے خلاف بجلی چوری کرنے کا پرچہ درج کرایا گیا ہے۔ حالانکہ جس گھر کی چیکنگ کی گئی ہے نہ تو وہ میری ملکیت ہے اور نہ ہی اس گھر میں

میں رہائش پذیر ہوں۔ لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ یہ سلسلہ کیوں شروع ہو گیا ہے؟ یہ جھوٹا اور بے بنیاد پرچہ ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ عوامی نمائندگان کو رسوا اور بدنام کرنے کی سازش کا ایک حصہ ہے۔ جناب والا! میں آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ پنجاب سے مطالبہ کرتا ہوں کہ براہ مہربانی اس واقعے کی تحقیقات فرمائیں اور اس معزز ایوان کو بذات خود یا اپنے کسی نمائندے کے ذریعے اصل صورت حال سے آگاہ کریں۔ جب تک اس معزز ایوان کو اصل صورت حال سے آگاہ نہیں کیا جاتا اس وقت تک میں سمجھتا ہوں کہ میرا اس اجلاس میں بیٹھنا اور استحقاق کو استعمال کرنا قوم کے ساتھ زیادتی ہوگی۔ میں بطور احتجاج آج سے اجلاس میں نہیں بیٹھوں گا اور اس دوران اپنے تمام استحقاقات واپس کرتا ہوں اور انھیں استعمال نہیں کروں گا۔ میاں شہباز شریف یا ان کا نمائندہ اس ہاؤس میں یا تو میری بے گناہی کا اعلان فرمائیں گے یا وہ یہ کہیں کہ عاشق گوپانگ اس کیس میں ملوث ہے تو میں اسمبلی کی رکنیت سے مستعفی ہو جاؤں گا (نعرہ ہائے تحسین)۔

جناب سپیکر! آخر میں، میں اپنے صحافی بھائیوں سے بھی دست بستہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس طرح کی خبر چھاپنے سے پہلے خدا کے لیے کم ازکم چھان بین ضرور کر لیا کریں۔ اس طرح کی خبر چھاپنے سے ایک آدمی پوری دنیا میں رسوا ہو جاتا ہے اور اس کے پاس کوئی طریقہ باقی نہیں رہ جاتا کہ وہ کس کس کو جا کر وضاحت کرتا پھرے۔ جناب سپیکر! آخر میں، میں آپ کے توسط سے جناب وزیر قانون اور پارلیمانی امور سے یہ گزارش کروں گا کہ میری یہ تمام گزارش جو میں نے تحریر بھی کی ہوئی ہے۔ میرے قائد وزیر اعلیٰ پنجاب میاں نواز شریف تک پہنچا دیں۔ بڑی مہربانی شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ ٹھیک ہے راجہ صاحب! آپ نے یہ ساری کارروائی تو سن ہی لی ہے۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری اپنے محترم بھائی جناب عاشق گوپانگ سے یہ گزارش ہے کہ انھوں نے جس دلیری اور جس اعتماد سے اپنا کیس یہاں پر پیش کیا اور اس کے بعد انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ گورنمنٹ کا کوئی نمائندہ اس پر clearance دے۔ میری ان سے اپیل ہے کہ جب آپ اتنے سچے انداز سے یہ کہہ رہے ہیں تو وہ ایوان کی کارروائی سے دست بردار نہ ہوں۔ وہ نہایت ہی پرانے پارلیمنٹیرین ہیں اور ان کے ہاؤس میں رہنے سے کافی contribution ہوگی۔ میری ان سے یہ گزارش ہے کہ وہ اس ایوان کا بائیکاٹ نہ کریں۔ اگر وہ کرنا چاہتے ہیں تو

گورنمنٹ کا بائیکاٹ ضرور کریں۔

جناب سپیکر، وزیر قانون۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ سب سے پہلے تو معزز رکن نے جن خیالات کا اظہار کیا مجھے دلی طور پر ان سے ہمدردی ہے اور جس طرح انہوں نے یہ فرمایا کہ ایک غلط پرچہ ان کے خلاف درج ہوا ہے تو میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ اگر اس قسم کی کوئی کارروائی ہوئی تو ان شاء اللہ تعالیٰ ضابطے کے مطابق کارروائی کی جائے گی۔ یہاں میں یہ ضروری وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ یہ حقیقت ہے کہ پرچہ صوبائی محکمہ پولیس نے درج کیا ہے لیکن اس سلسلے میں تحریری درخواست واپڈا کی طرف سے آئی ہوگی۔چونکہ واپڈا کی درخواست پر پولیس نے پرچہ درج کیا۔ اب یہ پولیس کی ذمہ داری ہے کہ اس مسئلے پر غیر جانب دارانہ تحقیقات کرے۔میں آپ کے توسط سے معزز رکن کی خدمت میں یہ عرض کرتا ہوں کہ جن جذبات کا انھوں نے اظہار کیا ہے۔ وہ جذبات وزیر اعلیٰ صاحب تک پہنچائے جائیں گے' قائد ایوان کے نوٹس میں لائے جائیں گے اور میں انھیں assure کرتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ انصاف ہوگا اور کبھی بھی اس بات کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا کہ حکومت اپنے یا اس معزز ایوان کے کسی بھی رکن کے ساتھ اس طرح کی کارروائی کرے۔اس لیے میں ان سے استدعا کروں گا کہ وہ ایوان میں آئیں' ایوان کی کارروائی میں حصہ لیں۔ یہ معزز ایوان آپ کے توسط سے انھیں یقین دلاتا ہے کہ ان کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہوگی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ انھیں بلوا لیں اور راجہ صاحب! کوشش یہ کریں کہ اسی اجلاس کے دوران ہی یہ بات clear ہو جائے۔ اولکھ صاحب! آپ انھیں لے آئیں گے؟ لے آئیں ان کو۔

سردار اویس احمد خان لغاری، جناب والا! ذاتی نکتہ وضاحت پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جناب لغاری صاحب۔

سردار اویس احمد خان لغاری، جناب سپیکر! مورخہ 6 جنوری 1999ء کو روزنامہ "خبریں" میں جناب سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ کا ایک بیان آیا۔ بیان میں ہے کہ، "اویس لغاری تُو چور تیرا باپ چور"۔ میں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ اس سے میری اور میرے خاندان کی credibility effect ہوئی ہے

اور میں یہ اجازت چاہوں گا کہ اس سلسلے میں کچھ کہوں۔

جناب سپیکر، لغاری صاحب ایک منٹ کے لیے تشریف رکھیں۔ یہ جو سلسلہ ہے' اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ ہمارے صحافی حضرات ایسی خبریں دے دیتے ہیں۔ ہمیں ان کا بڑا احترام ہے۔ لیکن وہ اس طرح کی خبریں دینے سے گریز کریں جس سے خواہ مخواہ کا ابہام پیدا ہوتا ہو اور خواہ مخواہ ایک ایسی چیز پیدا ہوتی ہو۔ اکثر یہ دیکھا گیا ہے کہ کچھ چیزیں کہی نہیں جاتیں تو وہ اس انداز میں چھپ جاتی ہیں کہ اس کا مطلب کچھ اور ہی نکلتا ہے۔ آپ کی بات نہیں کر رہا' جنرل بات کر رہا ہوں۔ پہلے بھی یہی ہوتا رہا ہے۔ پہلے بھی ہم نے دیکھا ہے اور ابھی عاشق گوپانگ صاحب نے بھی اسی بات کا ذکر کیا ہے کہ اگر اس اخبار کے نمائندے اس بات کی تصدیق کر لیتے تو یہ بات آج شاید یہاں کہنے کی ضرورت نہ پڑتی اور خواہ مخواہ ہمارے جو عزت دار ممبران اسمبلی' بھائی ہیں ان کو پریشانی نہ ہوتی۔ پورے پنجاب کے اندر جب اس طرح کی خبریں چھپتی ہیں تو اس سے دل آزاری بھی ہوتی ہے اور ان کی شہرت کو نقصان بھی پہنچتا ہے۔ ہمارے پریس کے حضرات' جو گیلری میں بیٹھے ہیں' میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس طرح کی رپورٹنگ سے گریز کریں اور خبر دینے سے پہلے خود ذاتی طور پر تصدیق کر لیا کریں۔ اس کے علاوہ براہ مہربانی خبر کو اسی انداز میں پیش کیا جائے' اس میں اضافہ نہ کیا جائے۔ میرے خیال میں اس بات کو یہیں ختم کرتے ہیں اور اب وقفہ سوالات کو شروع کرتے ہیں۔

سردار عاشق حسین گوپانگ، جناب والا! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں اور اس ایوان کے تمام معزز اراکین کا بھی بے حد مشکور ہوں کہ انھوں نے اس بات کو محسوس کیا ہے۔ میں بطور احتجاج اس ایوان کا بائیکاٹ نہیں کر رہا تھا۔ اصل بات یہ ہے کہ میرا یہ اپنا ایمان ہے کہ جس آدمی پر چوری کا الزام لگ جائے وہ اس معزز ایوان میں بیٹھنے کے قابل نہیں رہتا اور اس کو اس قابل نہیں رہنا چاہیے۔ میرا یہ استدلال ہے۔

جناب سپیکر، نہیں الزام ثابت ہو جائے تو پھر اور بات ہے۔ یہ الزام ابھی ثابت نہیں ہوا۔

سردار عاشق حسین گوپانگ، جب الزام لگ جائے' تو الزام لگ جانے کے بعد یہاں بیٹھنا ------

جناب سپیکر، آج کل تو ہر کوئی الزام لگا رہا ہے' الزام لگ رہا ہے۔ یہ کوئی بات نہیں۔

سردار عاشق حسین گوپانگ، بہرحال جناب والا! میں آپ سب کا احترام کرتا ہوں اگر آپ کا یہی حکم ہے کہ میں اجلاس سے باہر نہ جاؤں تو میں آپ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی ہمارا یہی حکم ہے کہ آپ یہاں پر بیٹھیں اور اجلاس کی کارروائی میں حصہ لیں جب تک کہ اس کی انکوائری نہیں ہو جاتی اور الزام ثابت نہیں ہو جاتا۔سوال نمبر 737۔

جناب اویس احمد خان لغاری، جناب والا! میں یہ عرض کروں گا کہ-----

جناب سپیکر، لغاری صاحب میرے خیال میں اب بات ہو گئی ہے۔

جناب اویس احمد خان لغاری، جناب والا! میری عرض بھی تو سن لیں۔

جناب سپیکر، لغاری صاحب کچھ چیزیں ایسی ہیں۔

جناب اویس احمد خان لغاری، جناب والا! میں اس پر نہیں بولوں گا۔ آپ نے جو comments دیے ہیں اس پر گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، میرا آپ کو یہ مشورہ ہے کہ کچھ چیزیں ایسی ہیں جو ہاؤس کے باہر ہوتی ہیں۔ آپ بھی اسی ریفرنس کے حوالے سے ہاؤس کے باہر بے شک پریس کانفرنس کیجیے اور اس میں جواب دیجیے۔ کیونکہ یہ پریس کانفرنس ہاؤس کے اندر تو ہوئی نہیں۔

جناب اویس احمد خان لغاری، جناب والا! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے اس قسم کے خیالات کا اظہار کیا ہے اور آپ نے ہمیں respect دی۔ لیکن یہ بات اگر غلط ہے اور غلط چھاپی گئی ہے تو معزز وزیر کو اس کی تردید کرنی چاہیے۔ انھوں نے اتنا بھی نہیں کیا کہ اگر اخبار میں ایک ایسی خبر چھپی ہے جو انھوں نے نہیں کہی تو کم ازکم اس کی تردید تو دے دیں۔ اگر وہ own کرتے ہیں اور آج بھی ہاؤس کے اندر کہنے کے لیے تیار ہیں کہ یہ باتیں انھوں نے کہی تھیں تو میں پھر اس کی وضاحت کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر، لغاری صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ اس سلسلے میں میرا یہ موقف ہے' بلکہ میری یہ رائے ہے کہ ایک تو آپ کو یہ دیکھنا چاہیے کہ ہاؤس کے اندر ایوان کے فلور پر اگر کھوسہ صاحب نے یہ بات کہی ہے تو بھی ہماری کارروائی کا حصہ ہوگی۔ آپ کو بھی پورا حق پہنچتا ہے کہ آپ بھی ایوان کے فلور پر جواب بھی دیں۔ میں بھی آپ کو اس کی ضرور اجازت دیتا۔ لیکن چونکہ یہ بات ایوان

کے فلور پر ہوئی نہیں اور اس کا ایوان کی کارروائی کے اندر وجود ہی نہیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہوگی کہ آپ براہ مہربانی ایک ایسی چیز کو یہاں نہ شروع کیجیے جس کا ہاؤس کی کارروائی میں نہ تو وجود ہے اور نہ ہی ہاؤس کے اندر یہ بات ہوئی ہے۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ چونکہ پریس کانفرنس ہاؤس سے باہر ہوئی ہے آپ بھی بے شک ہاؤس کے باہر اس کا جواب بھی دیں، پریس کانفرنس بھی کریں۔ میری اپنی آپ سے یہی گزارش ہے کہ آپ ہاؤس کے اندر اس کو نہ لے کر آئیں۔

سردار اویس احمد خان لغاری، جناب والا! جو بات انھوں نے کہی ہے وہ بھی تو ہاؤس کے باہر ہوئی تھی۔

جناب سپیکر، وہ بالکل ایک اور چیز ہے۔ قطعی مختلف ہے

سردار اویس احمد خان لغاری، وہ بھی اخبارات کے اندر سے statement ہے۔

جناب سپیکر، نہیں، وہ تو ایک کیس رجسٹر ہوا ہے۔ اور وہ بالکل ہی دوسرا معاملہ ہے۔ اور یہ ہے آپ کی tension اور جس حوالے سے اس دن پریس کانفرنس ہوئی۔ اور پھر اس میں آپ کا ذکر کئی اخباروں میں تھا کئی اخباروں میں نہیں تھا۔ تو اس حوالے سے جو چیز ہوئی ہے وہ ہاؤس کے اندر نہیں ہوئی۔

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)، جناب والا! ایسا معاملہ اٹھایا گیا ہے جس میں میری معروضات سن لی جائیں۔

جناب سپیکر، سردار صاحب میں نے اس سلسلے کو روکنے کے لیے یہ بات کی تھی۔

وزیر خزانہ، آپ نے صحیح رولنگ دی ہے۔ جو مسئلہ رولنگ کا نہ ہو۔ اسے یہاں 'oint of personal explanation نہیں بنایا جا سکتا۔ Point of personal explanation تو تب بنتا ہے جب معاملہ اسمبلی کا ہو اور اسمبلی کے ریکارڈ پر بات موجود ہو۔ لیکن فاضل رکن نے میرے ایک اخباری بیان کا حوالہ دیا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے پوچھتا ہوں جب ایک قومی اخبار نے میرے بارے میں ایک سرخی چھاپی تھی، تو کیا اس وقت فاضل رکن نے تصدیق کر لی تھی کہ یہ بیان صحیح ہے؟ اس وقت ان کا بیان آیا تھا کہ ہاں، انھوں نے اور ان کے بیٹوں نے بجلی چوری کی ہے۔ اور ان کا سارا خاندان۔ تو یہ میرے خاندان تک چلے گئے تھے۔ اب ایسی باتیں یا تو یہ باہر settle کرلیں۔

جناب سپیکر، میں اجازت نہیں دے رہا۔ لغاری صاحب! ایک سیکنڈ کے لیے تشریف رکھیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ معاملہ یہیں ختم ہوتا ہے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ داخلہ و جیل خانہ جات)

جناب سپیکر، اب آج کا وقفہ سوالات باقاعدہ شروع ہوتا ہے اور ہم سوال نمبر 737 شروع کرنے والے تھے کہ سعید اکبر خان صاحب نے بڑا عمدہ کام دکھایا اور کورم پوائنٹ آؤٹ کیا۔ بہرحال 737 چودھری زاہد محمود گورایا صاحب۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کا تشریف نہیں رکھتے۔ جناب زاہد محمود بٹ صاحب۔

جناب زاہد محمود بٹ، 1275۔

تھانہ لنڈیانوالہ میں ڈکیتی

*1275۔جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 97-11-1 کو بچیکی کے نواحی گاؤں ناہریانوالہ میں پولیس کی وردیوں میں ملبوس چھ ڈاکو زرگر اور اس کی بیوی کو یرغمال بنا کر گھر سے 65 تولہ سونا' ہزاروں روپے نقدی اور لائسنسی اسلحہ لوٹ کر لے گئے تھے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ ڈاکو کار میں سوار ہو کر گاؤں ناہریانوالہ تھانہ لنڈیانوالہ نزد بچیکی کے علاقے میں ریوالونگ لائٹ جلا کر داخل ہوئے تھے۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ایسے افراد کے خلاف جو ناجائز ریوالونگ لائٹ لگاتے ہیں ان کے خلاف کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' نیز کیا ڈاکوؤں کی گرفتاری اب تک عمل میں لائی جا چکی ہے' اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) یہ درست ہے کہ شب درمیان مورخہ 97-10-31۔ 97-11-1 کو تین مسلح (نہ کہ چھ) نامعلوم ملزمان پولیس کی وردیوں میں ملبوس محمد علی ولد فتح محمد قوم زرگر سکنہ چک نمبر 645 گ۔ب تھانہ لنڈیانوالہ کے گھر آئے۔ بمطابق مدعی حسب ذیل سامان زبردستی چھین کر لے

گئے۔

1۔ نقدی -/5500 روپے

2۔ زیورات طلائی 15 تولے

3۔ چاندی تقریباً 3 کلو

4۔ تین سوٹ کپڑے مردانہ

5۔ رنگین ٹی۔وی

6۔ پسٹل 30 بور

مدعی کے بیان کے مطابق ملزمان نے مدعی کی بیوی کو یرغمال نہ بنایا تھا۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) ملزمان کار پر ریوالونگ لائٹ جلا کر نہ آئے تھے۔ جہاں تک ملزمان کی گرفتاری کا تعلق ہے۔ مقامی پولیس ملزمان کو ٹریس کرنے کے لیے متعدد مقامات پر ریڈ کر رہی ہے۔ سفید پارچات میں پولیس ملازمان کی ڈیوٹی لگائی گئی ہے کہ وہ ملزمان کا سراغ لگائیں۔ معززین علاقہ سے بھی امداد لی جا رہی ہے۔ ان شاء اللہ ملزمان جلد گرفتار ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: 1275۔ یہ کافی تفصیل کے ساتھ جواب آ گیا ہے اور یہ پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ بٹ صاحب اس میں کوئی سپلیمنٹری؟

جناب شاہد محمود بٹ: ایک سال سے زائد کا عرصہ گزرنے کے باوجود اور مقامی پولیس کی کوششوں کے باوجود ابھی تک ان ملزمان کی گرفتاری عمل میں نہیں لائی گئی تو کون سی پولیس یا اتھارٹی ان ملزمان کو کب تک گرفتار کرے گی؟ جناب والا! یہ ایک سال پہلے کا واقعہ ہے اور ملزمان ابھی تک گرفتار نہیں ہوئے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! اس کی latest position کیا ہے؟

وزیر قانون: فی الحال مقدمہ untraced ہے۔

جناب سپیکر: ابھی trace نہیں ہوا۔

وزیر قانون: ابھی نہیں ہوا۔ اور ملزمان کا FIR میں کوئی ذکر نہیں تھا۔ نامعلوم ملزمان تھے۔ ان کی

تلاش ابھی تک جاری ہے۔

جناب سپیکر، اور کوئی سپلیمنٹری؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا اگلا سپلیمنٹری سوال یہ ہے کہ revolving lights کون سے مجاز افسر یا کون سے لوگ گاڑیوں پر لگا کر چلا سکتے ہیں؟ اور آج تک جن لوگوں نے ناجائز یہ لائٹس لگا کر سڑکوں پر گشت کیا ہوا ہے ان کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی؟

جناب سپیکر، نہیں نہیں آپ کا سپلیمنٹری کیا بنتا ہے؟ اس جواب میں تو آگیا کہ جنھوں نے ڈاکہ مارا انھوں نے revolving light نہیں لگائی ہوئی تھی۔ اس کے جواب جز (ج) میں یہ لکھا ہوا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، اس کا سپلیمنٹری میں یہ وضاحت کرانا چاہتا ہوں کہ یہ واقعات اکثر ہوتے رہتے ہیں کہ revolving lights لگا کر ایک عام آدمی -----

جناب سپیکر، یعنی آپ رولز پوچھنا چاہتے ہیں کہ کون authorise ہیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، ہاں' جی ذرا وضاحت کر دیں۔

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب!

وزیر قانون، جناب والا! revolving lights کے ضمن میں پولیس کے حوالے سے بات ہو رہی ہے۔ نیلی revolving light پولیس کی گاڑیوں پر استعمال کی جاتی ہے۔ اور اس میں قطعی طور پر یہ clarification نہیں ہے کہ یہ انسپکٹر لگائے گا یا ایس ایچ او لگائے گا یا ڈی ایس پی کی گاڑی پر لگے گی۔ بلکہ پولیس کی گاڑی پر یہ لائٹس لگتی ہیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! یہ بڑا اہم اور حساس مسئلہ ہے۔ میں آپ کے توسط سے جناب لاء منسٹر صاحب سے یہ پوچھوں گا کہ پرائیویٹ سفید یا عام رنگوں کی گاڑیاں پر بھی جو لوگ اس قسم کی لائٹس لگا کر چلاتے ہیں۔ خواہ وہ ایس ایچ او کی گاڑی ہو' یا کسی اور افسر کی ہو کیا وہ پرائیویٹ گاڑی پر اس قسم کی لائٹ لگا سکتا ہے؟

جناب سپیکر، جی۔

وزیر قانون، جناب والا! بعض جگہوں پر پولیس کی اپنی یعنی سرکاری ٹرانسپورٹ کی عدم دستیابی کی

وجہ سے اگر کوئی ایس ایچ او اپنی ذاتی گاڑی استعمال کر رہا ہے تو رات کو اگر وہ سرکاری ڈیوٹی پر اپنی گاڑی استعمال کرے تو شاید وہ یہ لائٹ لگاتا ہو۔ لیکن میرے بھائی نے اپنے سوال میں عام پرائیویٹ لوگوں کی بات کی تھی۔ پرائیویٹ کسی بھی آدمی کو یہ لائٹ لگانے کی اجازت نہیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! میں اسی پر کہتا ہوں کہ سیالکوٹ میں یہی ہوا تھا کہ ایک پرائیویٹ گاڑی میں ایس ایچ او صاحب گھوم رہے تھے اور گاڑی پارکنگ پر کھڑی ہوئی تھی۔ وہاں کے سیشن جج صاحب نے از خود اس کا نوٹس لیا تھا اور اس کو حوالات میں بند کر دیا گیا تھا۔ اس لیے میں اس کی دوبارہ clarification کرنا چاہتا ہوں کہ کیا پولیس افسر بھی پرائیویٹ گاڑی پر یہ لائٹس لگا سکتا ہے؟

جناب سپیکر، کوئی illegal کام ہوا ہے تو پھر اس کے خلاف تو ایکشن ہوتا ہی ہے۔ نیکسٹ سوال بھی جناب شاہد محمود بٹ صاحب کا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، 1276۔

لانس نائیک نذیر احمد کی حراست

*1276۔**جناب شاہد محمود بٹ،** کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 31-10-97 کو پاک فوج کے لانس نائیک نذیر احمد کو خانقاہ ڈوگراں پولیس کے اے۔ایس۔آئی نے حوالات میں بند کر کے تشدد کیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ نذیر احمد جھگڑے کی اطلاع کرنے اور مقدمہ درج کرانے تھانہ گیا تھا لیکن پولیس نے اسے بھی حوالات میں بند کر دیا تھا۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت ایسے پولیس افسران کے خلاف کیا قانونی کارروائی کر رہی ہے' اگر نہیں کر رہی تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا):

(الف) یہ درست نہ ہے کہ مورخہ 31-10-97 کو پاک فوج کے لانس نائیک نذیراحمد کو خانقاہ ڈوگراں پولیس کے اے۔ایس۔آئی نے حوالات میں بند کر کے تشدد کیا گیا تھا بلکہ 15-10-97 کو مسمی ریاست ولد محمد مالک قوم ماچھی سکنہ خانقاہ ڈوگراں نے ایک درخواست دی کہ مسمی نذیر احمد ولد خوشی محمد قوم مستری اسے جان سے مار دینے کی نیت سے اکثر

گھات لگائے رکھتا ہے اس پر اے۔ ایس۔ آئی سمیع اللہ نے دونوں فریقین کو طلب کیا تو نذیر احمد نے بھی ایک درخواست دی کہ ریاست علی بھی اس کو جان سے مار دینے کی خاطر اکثر گھات لگاتا ہے۔ دوران گفتگو ہر دو ایک دوسرے کو مزید دھمکیاں دینے لگے۔ اس پر مزید ریکارڈ کی پڑتال کی گئی تو پایا کہ دونوں فریقین کے درمیان قتل کی دشمنی ہے۔ جس کے نتیجہ میں مقدمہ نمبر 139/97 مورخہ 3-3-97 بجرم 302/34 ت۔پ تھانہ خانقاہ ڈوگراں درج رجسٹر ہوا۔ اس مقدمہ کے واقعات کے مطابق نذیر احمد کے دو حقیقی بھائیوں منیر احمد اور محمد ارشد نے ریاست علی کے والد محمد مالک کو قتل کر دیا تھا۔ وجہ عنادیہ تھی کہ منیر احمد (حقیقی بھائی نذیر احمد) کو یہ شبہ تھا کہ محمد مالک (متوفی) نے مسماۃ رسولاں بی بی بیوی منیر احمد سے ناجائز تعلقات قائم کر لیے تھے۔

مندرجہ بالا حالات واقعات کی روشنی میں اے۔ایس۔ آئی مذکورہ نے یہ محسوس کیا کہ فریقین آپس میں سابقہ دشمنی قتل کی بناء پر ایک دوسرے کو جان سے مار دینے کے درپے ہیں۔ لہٰذا اے۔ایس۔ آئی مذکورہ نے موقع کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے ہر دو فریقین کے درمیان انسدادی کارروائی زیر دفعہ 107/151 ض۔ف کا تحرک کیا۔ اگر مذکورہ اے۔ایس۔ آئی ایسا نہ کرتا تو کوئی بھی مزید جانی و مالی نقصان ہو سکتا تھا۔ نذیر احمد پر کسی نے کوئی تشدد نہ کیا ہے اور نہ ہی 31-10-97 کو کوئی ایسا وقوعہ پیش آیا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ نذیر احمد جھگڑے کی اطلاع کر کے مقدمہ درج کروانے کے لیے تھانہ گیا تھا بلکہ مورخہ 14-10-97 کو ریاست علی نے نذیر احمد کے خلاف درخواست دی تھی جس کے جواب میں نذیر احمد نے بھی ریاست علی کے خلاف درخواست دے دی ہر دو کو ایک دوسرے سے جان کا خطرہ تھا۔ لہٰذا دونوں کے خلاف انسدادی کارروائی کی گئی۔

(ج) اس معاملہ میں کسی پولیس افسر نے کوئی غیر قانونی فعل نہیں کیا بلکہ حالات کے تقاضوں کے مطابق ہر دو فریقین کے مابین حسب ضابطہ انسدادی کارروائی کی گئی۔ لہٰذا کسی پولیس افسر کے خلاف کسی قانونی کارروائی کا کوئی جواز نہ ہے۔

جناب سپیکر: 1276۔ یہ بھی پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ اس کا جواب بڑی تفصیل کے ساتھ آ گیا

ہے۔بٹ صاحب! اس میں کوئی سپلیمنٹری؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! جب کوئی مدعی تفتیش کے لیے تھانے میں اپنا کوئی مقدمہ درج کرانے کے سلسلے میں جاتا ہے تو کیا law یہ allow کرتا ہے کہ اس کو پہلے انسدادی کارروائی کے سلسلے میں حوالات میں بند کر دیا جائے؟

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب!

وزیر قانون، جناب والا! انھوں نے ایک جنرل بات پوچھی ہے۔ اگر خاص اس سوال کے حوالے سے پوچھنا چاہتے ہیں تو وہ میں علیحدہ جواب دینے کے لیے تیار ہوں۔ کیونکہ انھوں نے جنرل پوچھا ہے۔

جناب سپیکر، نہیں' اسی سوال کے حوالے سے جواب دیں۔

وزیر قانون، اس سوال کے حوالے سے یہ ہے جناب' جس شخص کا انھوں نے یہاں ذکر فرمایا کہ وہ تھانے میں گیا اور اس کو پابند کر لیا گیا۔ ایک تحریری درخواست پہلے سے تھانے میں اس کے خلاف موجود تھی۔ اس درخواست پر اس کو 107/151 کے تحت پابند کیا گیا ہے۔ اور یہاں پر قلندرا وہ میرے پاس 107/151 کا موجود ہے جس میں دونوں فریقین کو پابند ضمانت کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، جی بٹ صاحب۔

جناب شاہد محمود بٹ، اسی کے ساتھ میں دوسری بھی وضاحت چاہتا ہوں کہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ مدعی اور ملزمان فریق میں سے جو تھانے میں حاوی ہوتا ہے وہ کوشش کرتا ہے کہ اس طریقے سے مسئلہ پیدا کیا جائے کہ وہ دو تین آدمی اپنے بھیج دیتا ہے۔ مدعی کی چونکہ زیادہ لوگ صفائی دے دیتے ہیں۔ تو وہ ایسا ماحول پیدا کر دیتے ہیں تاکہ ان کو 107/151 لگ جائے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ کیا قانون میں ایسی کوئی کمی رہ گئی ہے یا قانون میں ایسی کوئی ترمیم کر سکتے ہیں کہ اس وقت جب کہ آدمی FIR درج کروانے کے لیے یا وہاں انصاف کے لیے یا تفتیش کے لیے جائے تو اس وقت اس پر 107/151 نہ لگائی جائے؟ بلکہ ان کو وارننگ دی جائے یا اس تفتیش کو postpone کر دیا جائے؟ کیونکہ تھانوں میں اکثر مدعی زیادہ آدمیوں کو لے جاتا ہے؟ ملزمان دو تین جاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ جی' ہم نے آج 107/151 لگوا دینی ہے۔ یہ اکثر تھانوں میں دیکھا گیا ہے۔ تو کیا law میں یہ permission ہے کہ اس وقت فوری طور پر جو مدعی آیا اس کو اسی وقت حوالات میں بند کر دیا جائے

کہ ہم یہ انسدادی کارروائی کر رہے ہیں؟

وزیر قانون ، معزز رکن جو بات کر رہے ہیں وہ CRPC کے تحت 107/151 کے تحت کی جاتی ہے۔ اور یہ پولیس کو اختیار حاصل ہے کہ جہاں کہیں اندیشہ نقص امن پیدا ہونے کا خطرہ ہو وہ انسدادی کارروائی کرتے ہیں۔ اور یہ اسی اختیار کے تحت کارروائی کی جاتی ہے۔ اگر فریقین تھانے میں اکٹھے ہوں اور وہاں آپس میں ان کی تلخی ہو جائے یا اندیشہ نقص امن پیدا ہو تو وہاں انسدادی کارروائی کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر، جی سپیمنٹری راجہ خالد خان صاحب۔

راجہ محمد خالد خان، جناب والا! میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا فوج کے حاضر ملازم کے خلاف ایسی کارروائی کی جاسکتی ہے کیا یہ سٹینڈنگ آرڈرز نہیں ہیں کہ ماسوائے 302 کے فوج کے کسی بھی حاضر ملازم کے خلاف کارروائی نہ کی جائے۔ نہ اسے پابند سلاسل کیا جائے؟

جناب سپیکر، جی' ایسی کوئی پروویژن ہے؟

وزیر قانون ، جناب سپیکر! میں معزز رکن سے اتفاق کرتا ہوں کہ فوج کے کسی رکن کے خلاف کارروائی نہیں کی جاتی۔ لیکن موجودہ سوال کے حوالے سے میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس فوجی ملازم کے خلاف جو کارروائی کی گئی اس کی باقاعدہ اطلاع اس کی یونٹ کو دی گئی۔

جناب سپیکر، جی' اس میں 302 کا مقدمہ ہے؟

راجہ محمد خالد خان، وہ 302 کی کارروائی نہیں۔ اندیشہ نقص امن اور اس کے ساتھ 151 کے تحت اسے بند کیا گیا ہے جب کہ یہ سٹینڈنگ آرڈرز ہیں کہ فوج کے کسی ملازم کو 302 کے علاوہ گرفتار نہیں کیا جا سکتا' پابند سلاسل رکھا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر، یہ سلسلہ اسی قتل کیس کا چل رہا ہے۔

چودھری محمد صدیق سالار ، جناب سپیکر! پولیس ایف آئی آر درج کروانے کے لیے جانے والے کسی ایسے آدمی کو گرفتار کر سکتی ہے جب کہ جرم ثابت نہ ہو؟

وزیر قانون ، جناب سپیکر! یہاں ایف آئی آر کی بات نہیں۔ یہاں تو فریقین کا جھگڑا تھا اور اندیشہ

نقص امن کے تحت گرفتار کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال جناب ایس اے حمید صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب۔ تشریف نہیں رکھتے۔ حاجی مقصود احمد بٹ صاحب۔ اگلا سوال بھی حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔ چودھری سلطان محمود گوندل صاحب۔

چودھری سلطان محمود گوندل، 1846۔

پنجاب پولیس کے ملازمین کو A.T.S کورس کروانے کے اقدامات

*1846۔چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب پولیس ملازمین کو اے۔ٹی۔ایس کورس سمبلی ڈیم کے مقام پر کروایا جاتا تھا مگر 1987ء سے یہ کورس صرف پنجاب کنسٹیبلری کے ملازمین کو کرایا جا رہا ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت پنجاب پولیس کے ملازمین کو دوبارہ ATS کورس کرانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں، تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون(جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) یہ درست ہے کہ پنجاب پولیس کے ملازمین کو اے۔ٹی۔ایس کورس سمبلی ڈیم کے مقام پر کروایا جاتا ہے۔ یہ درست نہ ہے کہ 1987ء سے یہ کورس صرف پنجاب کانسٹیبلری کے ملازمین کو کروایا جا رہا ہے۔ بلکہ یہ کورس 1987ء سے قبل اور بعد میں بھی پنجاب کانسٹیبلری کے علاوہ ضلعی پولیس کے ملازمین بھی کرتے ہیں۔

(ب) جواب جزو (الف) میں موجود ہے۔

جناب سپیکر، جی، کوئی ضمنی سوال؟

چودھری سلطان محمود گوندل، نہیں جناب! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال بھی چودھری سلطان محمود گوندل صاحب کا ہے۔

چودھری سلطان محمود گوندل، 1847۔

پولیس ملازمین کو اسلحہ/ ڈرائیونگ لائسنس فیس میں رعایت دینے کے لیے اقدامات

*1847۔چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حکومت اسلحہ لائسنس اور ڈرائیونگ لائسنس کی فیس میں کن محکموں کے ملازمین کو رعایت دے رہی ہے اور کتنی رعایت دی جا رہی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پولیس ملازمین کو اسلحہ لائسنس اور ڈرائیونگ لائسنس کی فیس میں کوئی رعایت نہیں دی جاتی۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت پولیس ملازمین کو بھی ایسی رعایت دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر، اس کا جواب تفصیل سے آ گیا ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون(جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) صرف افواج پاکستان کے ملازمین اسلحہ لائسنس کی فیس سے مستثنیٰ ہیں۔ یہ رعایت کسی اور محکمہ کے ملازمین کو حاصل نہ ہے۔ موٹر وہیکل رولز 1969ء کے رول 27 کے تحت درج ذیل افراد ڈرائیونگ لائسنس جاری کرنے کی فیس، تجدید کی فیس یا لرنرز ڈرائیونگ لائسنس فیس ادا کرنے سے مستثنیٰ قرار دیے گئے ہیں،

1۔ جو شخص وفاقی حکومت یا صوبائی حکومت کی ملازمت میں موٹر وہیکل چلانے کے لیے بھرتی ہوا ہو۔

2۔ غیر ملکی کونسلر افسر ڈی کیریئر

3۔ ایسے اشخاص جن کے بارے میں حکومت بذریعہ حکم خاص یا عام صراحت کرے۔

4۔ مسلح افواج کے سابقہ ملازم جن کے پاس افواج پاکستان کے کسی افسر کا جاری کردہ موٹر وہیکل چلانے کی مہارت کا سرٹیفکیٹ ہو۔

مندرجہ بالا کے علاوہ تمام سرکاری ملازمین سے ڈرائیونگ لائسنس کی اجراء اور تجدید فیس وصول کی جاتی ہے۔

(ب) ایسے تمام پولیس ملازمین جو جزو (الف) کے زمرہ میں نہیں آتے۔ اسلحہ لائسنس اور ڈرائیونگ لائسنس فیس سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔

(ج) ایسی کوئی تجویز زیر غور نہیں ہے۔ قانونی پوزیشن کی (الف) کے جواب میں وضاحت کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، جی، گوندل صاحب! ضمنی سوال؟

چودھری سلطان محمود گوندل، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے پوچھنا چاہوں گا کہ موجودہ دہشت گردی کی لہر میں کافی پولیس ملازمان کا جانی نقصان ہو رہا ہے جیسا کہ سوال نمبر 730 کی تفصیل کے مطابق 1990ء سے آج تک 229 پولیس ملازمین شہید ہو چکے ہیں اور اسی سلسلے میں پولیس ملازمین کو دھمکیاں بھی مل رہی ہیں۔ اگر کوئی پولیس ملازم کسی غلطی یا کوتاہی کی وجہ سے ایک جگہ سے تبدیل ہو جاتا ہے جہاں اسے فورس یا اسلحہ مہیا نہیں، اگر اس میں اپنا پرائیویٹ اسلحہ دے دیا جائے اور اس کو لائسنس کی فیس میں رعایت کر دی جائے۔ اس بارے میں وزیر قانون صاحب کا کیا خیال ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! سوال کے جز (ج) نے محرک نے یہ پہلے بھی پوچھا تھا کہ اگر جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت پولیس ملازمین کو بھی ایسی رعایت دینے کا ارادہ رکھتی ہے، تو میں نے اس سلسلے میں پہلے ہی جواب دیا تھا کہ فی الحال حکومت کے زیر غور ایسی کوئی تجویز نہیں۔

چودھری سلطان محمود گوندل، گورنمنٹ ارادہ تو نہیں رکھتی۔ لیکن موجودہ حالات میں اگر ارادہ کر لیا جائے تو اس میں کیا حرج ہے؟

وزیر قانون، تجویز مناسب ہے، اس پر غور کیا جائے گا۔

جناب سپیکر، اس پر ضرور غور کرنا چاہیے۔ جی، گوندل صاحب! کوئی اور ضمنی سوال؟

چودھری سلطان محمود گوندل، مہربانی جناب۔

جناب سپیکر، اگلا سوال جناب سعید اکبر خان صاحب کا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، 1886۔

ضلع بھکر میں کانسٹیبلان کی بھرتی میں میرٹ کو نظر انداز کرنا

*1886۔جناب سعید اکبر خان، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) ستمبر 1998ء میں ضلع بھکر میں کل کتنے کانسٹیبل بھرتی کیے گئے۔ ان کے نام اور تعلیمی قابلیت کیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سے قبل بھی اسی بھرتی کے لیے درخواستیں وصول کی گئیں۔ قد' چھاتی اور تعلیمی قابلیت چیک کر کے میرٹ پر کئی افراد کو دوسرے مرحلے کے لیے کوالیفائیڈ کیا گیا لیکن عین وقت پر بھرتی ملتوی کر دی گئی۔ بھرتی کا دوبارہ اعلان ہوا اور ان کوالیفائیڈ افراد کے قد اور چھاتی کی دوبارہ پیمائش کی گئی تو ان میں سے اکثر افراد کو ڈس کوالیفائی کر دیا گیا اور اپنے پسند کے افراد کو کوالیفائی کر دیا گیا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس بھرتی میں میٹرک تھرڈ ڈویژن کانسٹیبل بھرتی کیے گئے جبکہ میٹرک فسٹ ڈویژن' ایف۔اے اور بی۔اے' قد چھاتی میں کوالیفائیڈ افراد موجود تھے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ کانسٹیبلوں کی بھرتی میرٹ کے خلاف کی گئی۔ اگر ایسا ہے تو حکومت میرٹ کی خلاف ورزی کرنے والے افسران کے خلاف انکوائری کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) ستمبر 1998ء ضلع بھکر میں کوئی کانسٹیبل بھرتی نہ کیا گیا۔

(ب) کانسٹیبلان کی بھرتی کے لیے گورنمنٹ کی طرف سے دیئے گئے شیڈول کے مطابق میرٹ پر بھرتی کے مراحل جاری رکھے گئے۔ کسی بھی ایسے شخص (امیدوار) کو جو کوالیفائڈ تھا کو ڈس کوالیفائیڈ نہ کیا گیا ہے۔ جملہ مراحل میں صرف اور صرف میرٹ کی پالیسی اپنائی گئی ہے۔ تاہم ابھی تک بھرتی بھی نہیں ہوئی ہے۔

(ج) جزو(الف) کے جواب کی روشنی میں مزید وضاحت کی ضرورت نہیں ہے۔

(د) کیونکہ ابھی بھرتی ہوئی نہیں۔ اس لیے کسی قسم کی کارروائی کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے یہ پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ جی' سعید اکبر خان صاحب کوئی ضمنی

سوال؛

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے کہ آیا سابقہ بھرتی کے لیے جو پراسیس کیا گیا تھا' ابھی گورنمنٹ آئندہ جو بھرتی کرے گی تو اس کے لیے نئی کارروائی کرے گی یا سابقہ پراسیس کو ہی مدنظر رکھ کے بھرتی کیا جائے گا؟

جناب سپیکر، جی' لاہنسٹر۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں یہاں وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ معزز رکن نے سوال specific ماہ ستمبر کا کیا تھا اس لیے میں نے اس کا جواب بھی specific دیا ہے لیکن اس میں تازہ ترین صورت حال یہ ہے کہ اب 1999ء میں بھرتی کر لی گئی ہے اور اس کے مطابق ضلع بھکر سے ایلیٹ فورس میں 23 آدمی بھرتی ہوئے ہیں اور پولیس میں 7' پنجاب کانسٹیبلری میں 7 کانسٹیبل اور 5 ڈرائیور اور اس طرح کل 42 آدمی ضلع بھکر سے میرٹ کے مطابق بھرتی ہوئے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔ میں نے یہ کہا تھا کہ کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سے قبل بھی اس بھرتی کے لیے درخواستیں وصول کی گئیں۔ قد' چھاتی اور تعلیمی قابلیت چیک کر کے میرٹ پر کئی افراد کو دوسرے مرحلے کے لیے qualify کیا گیا تھا۔ یہ تمام پراسیس ہوا اور اس کے بعد بھرتی ملتوی ہو گئی۔ لیکن جب دوسری دفعہ ان تمام کو بلایا گیا تو جن کو اس پراسیس میں qualify کر لیا گیا تھا کہ اس کا قد پورا ہے' چھاتی پوری ہے تو ان میں اکثر' جن کا قد پورا تھا' ان کو disqualify کر دیا جن کی قابلیت بی اے' ایف اے تھی اور میں یہ چیلنج کر کے کہتا ہوں کہ اس کے مقابلے میں تھرڈ ڈویژنز کو رکھ دیا گیا۔ ان کے اوپر یہ قدغن کہ آپ کا قد ایک آدھا انچ کم ہو گیا ہے۔ اس کو میں اس لیے چیلنج کرتا ہوں کہ وزیر موصوف کو جو جواب موصول ہوا ہے یہ objectionable ہے اور میرا نقطہ نظر یہ ہے کہ انھوں نے اپنے آدمیوں کو کھپایا ہے۔ اگر میں وزیر موصوف کے نوٹس میں لاؤں تو اس پہ انکوائری کرانے کے لیے تیار ہیں؟

جناب سپیکر، جی' لاہنسٹر صاحب۔

وزیر قانون، یہ قطعاً درست نہیں۔ میں دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ بھرتی میرٹ پر ہوئی ہے۔ لیکن معزز رکن نے جس طرح یہ فرمایا ہے کہ بیچ میں تھوڑا سا گیپ آ گیا تھا اور بھرتی روک دی گئی

تو اس کی وجہ یہ تھی کہ ہمیں بعض جگہوں سے یہ اطلاعات ملی تھیں کہ بھرتی میں transparency نہیں رکھی گئی۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس پہ ایک کمیٹی قائم کی جس کمیٹی میں میں خود موجود تھا' آئی جی پنجاب موجود تھے اور ہوم سیکرٹری موجود تھے اور ہم نے پورے پنجاب میں ڈویژن کی سطح پر اس سارے پراسیس کی سکروٹنی کروائی اور جو فہرستیں بنی تھیں ان کو سکروٹنائز کیا گیا۔ سکروٹنائز کرنے کے بعد انتہائی معمولی distransparency آئی اور وہ جو تھوڑا بہت کہیں دو' چار یا پانچ زیادہ سے زیادہ پندرہ کی حد تک ایک ضلع میں جو distransparency ملی لیکن بھکر میں کوئی نہیں تھی اور میں بھکر کے حوالے سے عرض کرتا ہوں کہ اس وقت بھی میرے پاس فہرست موجود ہے جو میں معزز رکن کو مہیا کروں گا۔ اگر یہ سمجھتے ہیں اس میں کہیں بھی میرٹ سے deviate کیا گیا ہے تو ہم اس کے لیے ذمہ داری قبول کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔

حاجی امداد حسین: 1893۔

مقتول عوامی نمائندگان کے ورثاء کو تحفظ فراہم کرنا

*1893۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 98-1997ء میں صوبہ میں کتنے ایم۔این۔اے اور ایم۔پی۔اے قتل ہوئے۔ کیا تمام قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچا دیا گیا ہے۔

(ب) کیا حکومت مرحومین کے ورثاء کے لیے تحفظ فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

جناب سپیکر، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) سال 98-1997ء کے دوران صوبہ میں ایک ایم۔این۔اے اور دو ایم۔پی۔اے قتل ہوئے۔ قاتلوں کے خلاف کیے گئے اقدامات کی رپورٹ ضمیمہ (الف) پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مرحومین کے ورثاء کو قانون کے مطابق مکمل تحفظ فراہم کیا جا رہا ہے۔

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، جی حاجی صاحب! ضمنی سوال۔

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! انھوں نے جو فرمایا ہے کہ رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے وہ رپورٹ فراہم کی جائے۔ میرا سوال یہ تھا کہ،

سال 98-1997ء میں صوبہ میں کتنے ایم این اے اور ایم پی اے قتل ہوئے؟ کیا تمام قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچا دیا گیا ہے۔

اور جز (ب) ہے

کیا حکومت مرحومین نے ورثاء کے لیے تحفظ فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں جواب پڑھ دیتا ہوں۔

(الف) سال 98-1997ء کے دوران صوبہ میں ایک ایم این اے اور دو ایم پی اے قتل ہوئے۔ قاتلوں کے خلاف کیے گئے اقدامات کی رپورٹ ضمیمہ "الف" پر ہے۔

ایک ایم این اے جناب محمود اکبر خان مورخہ 14-4-98 کو شیخوپورہ میں قتل ہوئے۔ ایم پی اے شوکت علی مورخہ 22-3-98 کو لاہور میں قتل ہوئے۔ امان اللہ خان یاہر مورخہ 18-9-98 کو شیخوپورہ میں قتل ہوئے۔

جناب والا! اس کی تفصیل جو یہ پوچھ رہے ہیں اگر وہ چاہیں تو میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے، تفصیل تو آ گئی ہے۔ وہ پوچھنا یہ چاہ رہے ہیں کہ کیا ان قاتلوں کو کیفر کردار تک پہنچایا گیا ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہی لکھا ہوا ہے، اگر آپ حکم دیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، حاجی صاحب! کیا آپ کے پاس جواب کی کاپی ہے۔

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ میں نے جو عرض کیا ہے کہ مرحومین کے ورثا کو قانونی تحفظ حاصل ہے؟ تو انھوں نے فرمایا ہے کہ مرحومین کے ورثا کو قانون کے مطابق

تحفظ فراہم کیا جا رہا ہے۔ کیا کیا تحفظات انھیں فراہم ہیں' اور کون کون سے افسران تعینات ہیں' اور کون کون سی ایجنسیاں ان کا تحفظ کر رہی ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! ایم این اے اور ایم پی اے حضرات کے خاندانوں کے افراد کی حفاظت کے لیے مناسب اقدامات کیے گئے ہیں۔ محمود اکبر خان مرحوم کی اہلیہ کے لیے دو سکیورٹی گارڈ ہمہ وقت وقتی طور پر اور ان کے بچے جو لارنس کالج مری میں زیرتعلیم ہیں' ان کی سکیورٹی کے لیے دو گارڈ وہاں پر علیحدہ تعینات ہیں۔ اسی طرح جناب شوکت علی مرحوم کی اہلیہ اور خاندان کے لیے دو سکیورٹی گارڈ پولیس کی طرف سے فراہم کیے گئے ہیں۔ امان اللہ خان بابر مرحوم کی اہلیہ اور بچوں کی حفاظت کے لیے چار سیکورٹی گارڈ فراہم کیے گئے ہیں۔

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! میری جناب وزیر قانون صاحب سے درخواست ہے کہ یہ verify کر لیں کہ جو شوکت بٹ صاحب کے ورثا ہیں' ان کے تحفظ کے لیے کون سے تھانے کی پولیس تعینات ہے اور ان کے نام کیا ہیں؟ ان کا انچارج کون ہے؟ اور جناب امان اللہ خان بابر جو قتل ہوئے ان کے تحفظ کے لیے کون سے پولیس ملازمین کی ڈیوٹی ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ ضروری نہیں ہے' ان کے تھانے بعض اوقات تبدیل بھی ہوتے رہتے ہیں لیکن میں یہ بات ensure کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ سکیورٹی گارڈ ہم نے فراہم کیے ہوئے ہیں۔

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! جہاں تک مجھے علم ہے کہ ان کے پاس کوئی سکیورٹی گارڈ نہیں ہے۔ شوکت بٹ صاحب کی بیوی اور بچوں کے لیے کوئی سکیورٹی گارڈ نہیں ہے۔ یہ دوبارہ verify کر لیں۔ جناب سپیکر، یہ چیک کر لیں۔

وزیر قانون، میں معزز رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ محکمہ کی طرف سے جو جواب دیا گیا ہے' وہ authentic جواب ہے اگر اس میں کوئی اس قسم کی بےضابطگی پائی گئی اور غلط جواب دیا گیا ہے تو اس کے ذمہ دار متعلقہ اہلکار کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر، اگلا سوال بھی حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔

لاہور میں کانسٹیبلز کی بھرتی کی تفصیل

*1901۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) سال 1998ء میں لاہور میں کتنے کانسٹیبل بھرتی ہوئے۔ کانسٹیبل بھرتی کمیٹی' میں کون کون سے افسران شامل تھے۔

(ب) کانسٹیبل کی بھرتی کا میرٹ کیا تھا۔ قد' تعلیم کا معیار کیا تھا۔ کیا میرٹ کے مطابق تمام کانسٹیبل بھرتی ہوئے۔

(ج) کانسٹیبل بھرتی ہونے کے لیے کتنے افراد نے درخواستیں دیں۔ کتنے افراد بھرتی ہوئے اور کتنے افراد سابقہ یا موجودہ پولیس ملازمین کے عزیز بھرتی ہوئے۔ نیز کتنے افراد کو رعایت دے کر بھرتی کیا گیا' تفصیل بتائی جائے۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) سال 1998ء میں کل 117 کانسٹیبلان بھرتی ہوئے۔ کانسٹیبل بھرتی کمیٹی کی افسران درج ذیل ہیں۔

1۔ ایس۔ایس۔پی لاہور 2۔ ایس۔پی' ہیڈ کوارٹر 3۔ ڈی۔ایس۔پی لائن

4۔ ڈی۔ایس۔پی سیکیورٹی 5۔ ڈی۔ایس۔پی غازی کمپنی قربان لائن

(ب) کانسٹیبلان کی بھرتی کا میرٹ درج ذیل تھا۔

1۔ قد 5 فٹ 7 انچ' 2۔ چھاتی 33 * 34 1/2 3۔ تعلیم میٹرک 4۔ عمر 17 تا 25 سال

تمام امیدواران کو میرٹ کے مطابق بھرتی کیا گیا۔

(ج) کانسٹیبل بھرتی ہونے کے لیے کل 250 افراد نے درخواستیں دیں۔ جن میں سے 117 افراد بھرتی ہوئے۔ موجودہ یا سابقہ پولیس ملازمین کا کوئی عزیز بھرتی نہ کیا گیا ہے۔ البتہ ایسے پولیس ملازمین جو دوران ملازمت شہید یا فوت ہوئے۔ ان کے بیٹے یا بھائی جن کی تعداد 12 ہے بھرتی کیے گئے ہیں۔ کسی بھی امیدوار کو رعایت دے کر بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، جی ضمنی سوال۔

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! جو جناب وزیر قانون نے جز (ج) میں جواب لکھا ہے' وہ یہ ہے کہ 250 افراد نے درخواستیں دیں۔ جن میں سے 117 افراد بھرتی ہوئے۔ موجودہ یا سابق پولیس ملازمین کا کوئی عزیز بھرتی نہ کیا گیا۔ جہاں تک مجھے علم ہے' مقامی اخبارات میں جو عید سے پہلے آیا ہے کہ

بہت سارے پولیس کانسٹیبلان جو کہ بھرتی پر پابندی تھی' اس کے باوجود عید سے پہلے ان کی ڈیوٹیاں لگائی گئیں۔ کیا یہ درست ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے جز (ج) میں یہ گزارش کی ہے کہ موجودہ یا سابقہ پولیس ملازمین کا کوئی عزیز بھرتی نہ کیا گیا ہے ماسوائے ایسے پولیس ملازمین جو دوران ملازمت شہید یا فوت ہوئے' ان کے بیٹے یا بھائی جن کی تعداد 12 ہے' صرف ان کو بھرتی کیا گیا ہے۔ باقی کسی کے عزیز کو بھرتی نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر، اگلا سوال حاجی عبدالرزاق صاحب کا ہے۔

حلقہ پی۔پی 121 کے تھانوں میں نفری کی تعداد کو پورا کرنے کے اقدامات

*2175۔حاجی عبدالرزاق، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی۔پی 121 لاہور کے تھانہ مصطفیٰ آباد دھرمپورہ' تھانہ مغل پورہ' تھانہ باغبانپورہ اور تھانہ گڑھی شاہو میں انسپکٹرز' سب انسپکٹرز' اسسٹنٹ انسپکٹر' ہیڈ کانسٹیبل اور کانسٹیبلز کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کتنی ہے اور اس وقت ان تھانوں میں نفری کی تعداد کیا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ موجود نفری منظور شدہ اسامیوں کی تعداد سے کم ہے اگر ہاں تو کیا حکومت اس کمی کو کب تک پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) نفری کے متعلق تھانہ وائز رپورٹ ضمیمہ "الف" پر لف ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ موجودہ نفری منظور شدہ اسامیوں کی تعداد سے کم ہے۔ کیونکہ نئی بھرتی پر پابندی ہے۔ جونہی نئی بھرتی پر سے پابندی اٹھائی جائے گی۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے ضروری اقدامات کیے جائیں گے۔

ضمیمہ "الف"

منظوری

نام تھانہ	C	HC	ASI	SI	Insp:

مصطفیٰ آباد	73	7	7	4	1
مغل پورہ	136	9	12	8	1
باغبانپورہ	90	6	10	6	1
گڑھی شاہو	66	7	7	4	1

موجودہ نفری

نام تھانہ	C	HC	ASI	SI	Insp:
مصطفیٰ آباد	41	6	7	4	–
مغل پورہ	82	6	11	5	1
باغبانپورہ	59	13	11	4	1
گڑھی شاہو	38	5	6	2	–

کمی/بیشی نفری

نام تھانہ	C	HC	ASI	SI	Insp:
مصطفیٰ آباد	32	1	-	-	1
مغل پورہ	54	7	1	3	–
باغبانپورہ	31	7	1	2-	–
گڑھی شاہو	28	2	1	2	1

جناب سپیکر، حاجی صاحب! کیا آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

حاجی عبدالرزاق، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بھرتی پر یہ پابندی کب سے ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! معزز رکن کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انسپکٹرز کی بھرتی بھی ہو چکی ہے اور انھوں نے سہالہ میں ٹریننگ شروع کر دی ہے۔ اسی طرح کانسٹیبلان کی بھرتی بھی ہو چکی ہے۔ اس لیے اس بات کا جواز نہیں کہ بھرتی کی وجہ سے یہ اسامیاں خالی ہیں۔ بلکہ اب وہ ٹریننگ لے رہے ہیں۔ جب ٹریننگ مکمل ہو گی تو ان تھانوں میں وہ کمی پوری کر دی جائے گی۔

حاجی عبدالرزاق، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ تھانوں کے اندر اتنی نفری کی منظوری کب ہوئی تھی؟

جناب سپیکر، اصل میں یہ سوال بھی پرانا ہے۔ اب جو موجودہ پوزیشن ہے' میرا خیال ہے کہ وزیر قانون صاحب نے وہ بتائی ہے کہ پبلک سروس کمیشن سے یہ ساری clear ہو چکی ہیں۔

وزیر قانون: ان کی ٹریننگ بھی بھی شروع ہو چکی ہے۔ اسی طرح پولیس کانسٹیبلان کی بھی بھرتی ہو چکی ہے۔ ان کی ٹریننگ بھی شروع ہو چکی ہے۔ جیسے ہی وہ ٹریننگ مکمل کریں گے۔ اصل میں حاجی صاحب یہ پوائنٹ آؤٹ کرنا چاہتا تھے کہ انھوں نے چار تھانے لکھے تھے کہ ان میں عملہ کم ہے' ان کی تعداد کب پوری کی جائے گی۔ اس سلسلے میں میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ کانسٹیبل بھی بھرتی ہو چکے ہیں' انسپکٹرز بھی بھرتی ہو چکے ہیں۔ ان کے پاس آؤٹ ہونے کے بعد یہ کمی ختم ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب ایس ایم تبسم صاحب کا ہے' تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید خاور علی شاہ صاحب کا ہے۔

ضلع خانیوال میں رشوت میں ملوث پولیس ملازمین کی تفصیل

*2338۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم جنوری 1997ء سے آج تک ضلع خانیوال کے محکمہ پولیس کے کتنے ملازمین کے خلاف کن کن عنوانات کے تحت کن کن تھانوں میں مقدمات درج ہوئے۔ ان ملازمین کے نام کیا ہیں۔ ان میں سے کتنے ملازمین کو کیا کیا سزائیں ہوئی ہیں اور کن کے خلاف ابھی کارروائی زیر غور ہے۔ نیز ان مقدمات کی کن کن افسران و اہل کاران نے تفتیش کی ہے ان کے نام اور عہدہ جات کیا ہیں۔

(ب) یکم جنوری 1996ء سے آج تک ضلع خانیوال کے کتنے پولیس ملازمین کے خلاف رشوت لینے پر کارروائی کی گئی۔ ان ملازمین کے نام و عہدہ جات کیا ہیں۔ نیز جن ملازمین کے خلاف رشوت لینے کا الزام ثابت ہو گیا ہے' ان کے خلاف جو کارروائی کی گئی ہے اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا):

(الف) یکم جنوری 1997ء سے آج تک ضلع خانیوال میں محکمہ پولیس کے 05 ملازمین کے خلاف

مقدمات درج ہوئے۔ عنوانات اور تھانوں کی تفصیل نیز ملازمین کو دی گئی سزاؤں ا تفتیشی افسران کی تفصیل ضمیمہ "الف" پر لف ہے۔ کسی ملازم کے خلاف کارروائی زیر غور ہے۔

(ب) یکم جنوری 1996ء سے آج تک ضلع خانیوال کے صرف ایک ملازم خضر حیات سب انسپکٹر نمبر M/2 جو بطور ایس۔ایچ۔او تھانہ خانیوال کہنہ کام کر رہا تھا، محمد افضل نامی شخص سے -/10,000 روپے رشوت وصول کرنے کے جرم میں نوکری سے برخاست کیا گیا ہے۔

ضمیمہ "الف"

نام ملازم	کوائف مقدمات	نام تفتیشی افسر	سزا جو دی گئی
1۔ صفدر علی 89/C	مقدمہ نمبر 111/97 جرم 14 امتناع منشیات تھانہ سٹی خانیوال	ریاض احمد SI	27-3-97 کو ڈسمس ہوا۔
2۔ رب نواز 665/C	مقدمہ نمبر 255/97 مورخہ 7-7-97 بجرم 3/4 منشیات تھانہ سٹی کبیر والا	محمد یوسف انسپکٹر	10-7-97 کو ڈسمس ہوا۔
3۔ ذوالقرنین 460/C	مقدمہ نمبر 218/97 مورخہ 1-6-97 بجرم 4 منشیات تھانہ سٹی کبیر والا	نواز احمد SI	17-7-97 کو ڈسمس ہوا۔
4۔ ظفر اقبال 411/C	مقدمہ نمبر 93/98 مورخہ 4-4-98 بجرم 110 تھانہ خانیوال کہنہ	محمد مشتاق SI	11-6-98 کو ڈسمس ہوا۔
5۔ شاہ رسول 165/C	مقدمہ نمبر 407/98 مورخہ 8-9-98 بجرم 337F1/337F3 ت۔پ تھانہ سٹی کبیر والا	فلک شیر SI	مدعی مقدمہ عاشق علی سے راضی نامہ ہو گیا۔ تاہم 200 روپے جرمانہ کیا گیا۔

اس کے علاوہ کسی کے خلاف کارروائی زیر غور نہ ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: میرا ضمنی سوال یہی ہے کہ میرے سوال کو سمجھا نہیں گیا۔ میرا سوال یہ ہے کہ کن کن عنوانات کے تحت کن کن تھانوں میں پولیس ملازمین کے خلاف پرچے درج ہوئے ہیں؟ جواب میں انھوں نے صرف پانچ کانسٹیبلان کے بارے میں لکھا ہے کہ مقدمے درج ہوئے اور سزا ہوئی۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر قانون اس بات پر مطمئن ہیں کہ پورے ضلع میں صرف

پولیس ملازمین کے خلاف پرچے درج ہوئے ہیں؟

ر قانون، جناب سپیکر! معزز رکن نے کہ یکم جنوری 1997 سے آج تک پوچھا تھا۔ اس میں ہم
، جو جواب پیش کیا تھا اس میں پانچ تھے' چونکہ جواب میں آج دے رہا ہوں تو اس وقت تعداد چھ
۔ انھوں نے جو پہلا ضمنی سوال کیا ہے اور تفصیل پوچھی تھی کہ کس جرم میں مقدمہ درج ہوا'
ش کس نے کی تھی۔ اگر آپ حکم دیں تو میں وہ تفصیل دینے کے لیے تیار ہوں لیکن مجھے اس
، پر مکمل اطمینان ہے کہ ضلع میں اس پیریڈ میں معزز رکن نے پوچھا تھا۔ اس دوران چھ مقدمات
ج ہوئے۔

اب سپیکر، جی ڈاکٹر صاحب۔

کٹر سید خاور علی شاہ، جناب سپیکر! میں پھر یہی کہہ رہا ہوں کہ تقریباً دو سال ہو گئے ہیں۔ جنوری
199، سے جنوری 1999، تک دو سال ہیں' ان دو سالوں میں پورے ضلع میں صرف چھ مقدمات درج
نے ہیں۔

ناب سپیکر، جواب یہی ہے۔ کیا زیادہ ہونے چاہییں تھے؟

اکٹر سید خاور علی شاہ، ایک دن میں تو ہائی کورٹ تین چار آرڈر کر دیتا ہے اور وہ درج ہو جاتے ہیں
دو سالوں میں تو آپ خود اندازہ کر لیں۔ اس بارے میں میں اسی لیے کہہ رہا تھا کہ شاید---

ناب سپیکر، انھوں نے latest جواب دیا ہے' وہ پانچ کی بجائے چھ ہیں۔ جی' راجہ خالد خان صاحب
ضمنی سوال ہے۔

اجہ محمد خالد خان، جناب سپیکر! میں آپ کی توسط سے جناب وزیر قانون سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ
ہر 4 پر لکھا ہوا ہے۔ ظفر اقبال 411/C اس کے خلاف مقدمہ نمبر 93/98 مورخہ 98-4-4 بجرم 110
لہ خانیوال میں اپنے علم میں اضافے کے لیے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ 110 تعزیرات پاکستان ہے یا
ابطہ فوجداری ہے؟

زیر قانون، جناب سپیکر! یہ حدود آرڈیننس ہے۔

اجہ محمد خالد خان، 3/4 تو ناقابل ضمانت ہے اور 4 امتناع مشیات قابل ضمانت ہے۔ یہ جو نمبر "1 پر
1 امتناع منشیات ہے" یہ کیا ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ مقدمہ نمبر 111/97 بجرم 14 امتناع منشیات۔ معزز رکن نے جو پہلے پوچھا تھا وہ اسلامک لاء یعنی حدود کا تھا۔ حدود لاء سے پہلے نارکوٹکس کے جو کیس تھے وہ امتناع منشیات کے تحت آتے تھے' وہ 14 ہیں۔

ڈاکٹر سید غاور علی شاہ، ضمنی سوال۔ جناب سپیکر! جز (ب) کے جواب میں انھوں نے کہا ہے کہ صرف ایک سب انسپکٹر کو سروس سے نکالا گیا۔ یہ بتائیں گے کہ ضلع میں رشوت لینے پر کتنے پولیس ملازمین کے خلاف مقدمات درج ہوئے؟ یعنی تین سالوں میں صرف ایک پولیس ملازم کے خلاف رشوت لینے پر کارروائی ہوئی ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! مجھے اس بات پر اعتراض ہے کہ معزز رکن اس بات پر اطمینان کا اظہار کیوں نہیں کرتے۔ وہ چاہتے ہیں کہ پولیس ملازمین کے خلاف ہزاروں کی تعداد میں پرچے درج ہو جاتے۔ جنھوں نے کوئی قصور کیا ہے ان کے خلاف پرچے درج ہوئے ہیں۔ ان کو نوکری سے ڈسمس بھی کیا گیا ہے۔ ان کے خلاف کارروائی بھی کی گئی ہے۔ اس وقت میں نے جو چھ مقدمات کی فہرست دی ہے اس میں اگر یہ ملاحظہ فرمائیں تو نمبر 6 پر برکت علی ہیڈ کانسٹیبل کے خلاف یہ دیکھ لیں کہ کارروائی ہوئی۔ اس طرح رشوت کے سلسلے میں انھوں نے فرمایا ہے تو خضر حیات سب انسپکٹر M/2 کو جو بطور ایس۔ ایچ۔ او تھانہ خانیوال کہنہ کام کر رہا تھا' محمد افضل نامی شخص سے دس ہزار روپے رشوت وصول کرنے کے جرم میں نوکری سے برخاست کیا گیا ہے۔ تو جس کے خلاف رشوت کا کیس تھا وہ ہم نے اس میں ظاہر کر دیا ہے۔

راجہ محمد خالد خان، جناب سپیکر! میں نے آپ کے توسط سے دفعہ 110 کے بارے میں پوچھا تھا کہ یہ تعزیرات پاکستان ہے یا ضابطہ فوجداری ہے؟ جناب وزیر قانون نے فرمایا تھا کہ یہ دفعہ 110 حدود ہے۔ میں یہ جاننا چاہوں گا کہ یہ 110 جو حدود ہے' کیا یہ زنا ہے' منشیات ہے یا کون سی چوری ہے اور کون سے سن کا یہ آرڈیننس ہے؟

جناب سپیکر، یہ آپ نمبر 4 پہ ظفر اقبال کا پوچھ رہے ہیں؟

راجہ محمد خالد خان، جی جناب سپیکر۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں ابھی major Act دیکھ کر بتا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اس کے علاوہ کوئی اور ضمنی سوال؟

راجہ محمد خالد خان: نہیں جناب۔

جناب سپیکر، پوچھ لیں، آپس میں مشورہ کر لیں، ڈاکٹر صاحب سے مشورہ کر لیں۔ (قہقہے)

راجہ محمد خالد خان، یہی کافی ہے۔

جناب سپیکر، اگلے سوال پر چلتے ہیں۔ ابھی اس کا جواب آ جاتا ہے۔ اگلا سوال بھی ڈاکٹر سید خاور علی شاہ صاحب کا ہے۔

ضلع خانیوال میں گاڑیوں کے چالان سے آمدن کی تفصیل

*2339۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم جنوری 1997ء سے آج تک ضلع خانیوال میں گاڑیوں کے چالان سے حکومت کو کتنی آمدن ہوئی ہے۔ ان کی تفصیل تھانہ اور تحصیل وار فراہم کی جائے۔

(ب) ضلع خانیوال میں یکم جنوری 1997ء سے آج تک ڈبل سواری کی خلاف ورزی پر کتنے موٹر سائیکل مالکان کے چالان کیے گئے ہیں۔ ان کے نام مع ان سے وصول کردہ جرمانہ تھانہ اور تحصیل وار فراہم کی جائے۔

(ج) یکم جنوری 1997ء سے آج تک محکمہ پولیس ضلع خانیوال کے کتنے ملازمین کے خلاف گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کے جھوٹے چالان کرنے پر کارروائی کی گئی ہے۔ ان ملازمین کے نام اور ان کے خلاف جو جو کارروائی کی گئی ہے۔ اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا):

(الف) یکم جنوری سے آج تک ضلع خانیوال میں گاڑیوں کے چالان سے حکومت کو -/2031849 روپے آمدن ہوئی ہے۔ تھانہ وائز تفصیل ضمیمہ "الف" پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع خانیوال میں یکم جنوری 1997ء سے آج تک ڈبل سواری کی خلاف ورزی پر 9918 موٹر سائیکل مالکان کے چالان کیے گئے اور ان سے -/735550 روپے وصول کیے گئے۔ تھانہ وائز اور تحصیل وائز جرمانہ کی تفصیل ضمیمہ "ب" پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) چونکہ کوئی جھوٹا مقدمہ درج نہیں ہوا' لہٰذا کسی پولیس اہلکار کے خلاف اس سلسلہ میں کوئی کارروائی نہ کی گئی ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب سپیکر! یہ 200 صفحات کا پلندہ ہے۔ اس میں 9 ہزار' 900 کیسز ڈبل سواری کے درج کیے گئے ہیں۔ ان کا ریکارڈ تو پہنچ گیا ہے۔ اب اس پر میں کیا ضمنی سوال کروں؟

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ پھر تو آپ کے پاس detail آ گئی۔ ٹھیک ہے' اگلا سوال ہے----

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، نہیں جناب' نہیں۔ میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر، آپ نے خود ہی کہا کہ detail آ گئی۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، نہیں جناب۔ پچھلے سوال میں صرف چھ تھے۔

جناب سپیکر، آپ خوش نظر آ رہے ہیں کہ اتنی detail کے ساتھ جواب آیا ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، نہیں جناب۔ خوشی کی بات نہیں۔ بات یہ ہے کہ اس میں صرف چھ ملازمین تھے جن کے خلاف ایکشن لیا گیا ہے' یہ بے چارے عوام 9 ہزار کے قریب ہیں ان کا ریکارڈ ماشاء اللہ موجود ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ڈبل سواری کے اتنے زیادہ چالان ہو رہے ہیں' کیا اس میں کچھ ٹائم مقرر کیا جا سکتا ہے کہ کب تک ڈبل سواری کا چالان کیا جاتا رہے گا؟

جناب سپیکر، وہ یہ پوچھنا چاہ رہے ہیں کہ ڈبل سواری والی جو پابندی ہے یہ کب تک رہے گی؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! فی الحال تو یہ رہے گی۔

جناب سپیکر، فی الحال رہے گی' جب تک یہ دہشت گردی ختم نہیں ہوتی۔

چودھری محمد صدیق سالار، ضمنی سوال۔

جناب سپیکر، جی' ضمنی سوال۔

چودھری محمد صدیق سالار، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے جناب منسٹر صاحب کی خدمت میں درخواست کروں گا کہ جو بوڑھا آدمی موٹر سائیکل پر اپنے بیٹے کے ساتھ جا رہا ہوتا ہے کیا وہ اس پابندی سے مستثنیٰ ہو سکتا ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس سلسلے میں محکمہ داخلہ کی طرف سے پہلے ہی ہدایات جاری کی جا چکی ہیں اور ان میں qualify کر دیا گیا ہے کہ کون کون سے لوگ ڈبل سواری کرنے کے مجاز ہیں۔

جناب سپیکر، اس میں رعایت دی جا چکی ہے۔ اگلا سوال نمبر 2382 ملک ممتاز احمد بچھر صاحب کا ہے۔ (وہ تشریف نہیں رکھتے) اب سوالات ختم ہوئے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

پولیس مقابلوں کی تعداد

*730۔چودھری زاہد محمود گورایہ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

1990ء سے اب تک صوبے میں کن کن مقامات پر پولیس مقابلے ہوئے ان میں پولیس کے کتنے نوجوان شہید ہوئے اور کتنے جرائم پیشہ افراد ہلاک ہوئے اضلاع وار تفصیلات مع تاریخ ایوان میں پیش کی جائیں؛

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

صوبہ پنجاب میں یکم جنوری 1990ء سے 31۔ اکتوبر 1998ء تک کل 2081 پولیس مقابلے ہوئے۔ جن میں کل 229 پولیس افسران شہید ہوئے۔ جبکہ 1187 جرائم پیشہ افراد ہلاک ہوئے۔ جن کی ضلع وار تفصیل درج ذیل ہے۔

نام ضلع	تعداد مقدمات	تعداد افسران پولیس شہید	تعداد مجرمان ہلاک
لاہور	289	24	249
قصور	101	5	46
شیخوپورہ	214	18	132
اوکاڑہ	74	3	32
میزان	678	50	459
گوجرانوالہ	196	20	108
حافظ آباد	22	4	13
گجرات	93	11	67

منڈی بہاؤالدین	25	2	11
سیالکوٹ	123	15	69
نارووال	20	4	16
میزان	479	56	284
راولپنڈی	62	12	21
اٹک	15	2	3
جہلم	24	5	4
چکوال	8	7	3
میزان	109	26	31
سرگودھا	28	3	13
خوشاب	5	-	-
میانوالی	55	10	26
بھکر	9	1	5
میزان ۱	97	14	44
فیصل آباد	150	18	93
جھنگ	125	12	31
ٹوبہ ٹیک سنگھ	35	2	20
میزان	310	32	144
ملتان	49	6	25
لودھراں	10	2	4
خانیوال	42	5	17
وہاڑی	35	1	16
ساہیوال	62	5	21
پاکپتن	21	-	12

میزان	219	19	95
ڈیرہ غازی خان	17	1	11
راجن پور	20	2	11
مظفر گڑھ	15	2	9
لیہ	14	1	21
میزان	66	6	52
بہاول پور	46	17	35
بہاول نگر	21	3	8
رحیم یار خان	56	6	35
میزان	123	26	78
پنجاب ٹوٹل	2081	229	1187

پولیس ویلفیئر کا ادارہ

*737۔چودھری زاہد محمود گورایہ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب پولیس میں "پولیس ویلفیئر" کے نام سے ادارہ کس قانون و قاعدہ، ضابطہ اور کس مجاز اتھارٹی کے حکم سے کام کر رہا ہے اس ادارہ کی منظوری کی نقل ایوان میں پیش کی جائے۔

(ب) پولیس ویلفیئر کا ادارہ کس مقصد اور کن عوامل کے تحت قائم کیا گیا تھا اس کی اضلاع وار تفصیلات، آمدن و اخراجات کی تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) مغربی پاکستان گورنمنٹ نے سال 1961ء کو پولیس کے تمام ملازمین بمعہ انٹی کرپشن کے اپنا ویلفیئر فنڈ گورنمنٹ کو بھیجنے کی ممانعت کردی اور حکم دیا کہ وہ اپنا ویلفیئر فنڈ خود رائج کریں یہ منظوری بحوالہ چھٹی نمبری ای اینڈ اے (ایس اینڈ جی اے ڈی) بنیولنٹ فنڈ 3/61 مورخہ 27-7-1961 کو جاری ہوئی۔جس کی فوٹو کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ویلفیئر فنڈ کا ادارہ مندرجہ ذیل مدمیں اپنے پولیس ملازمین اور فوت شدہ ملازمین کی بیوگان اور

یتیم بچوں کو امداد مہیا کرتا ہے۔

گزارہ الاؤنس

1۔ نان گزیٹڈ آفیسر کی بیوہ

2۔یتیم بچہ — مبلغ -/500 روپے ماہانہ

3۔میڈیکل ان فٹ آدمی

1۔ گزیٹڈ آفیسر کی بیوہ

2۔یتیم بچہ — مبلغ -/600 روپے ماہانہ

جہیز فنڈ

1۔بیوہ کو ہر بچی کی شادی پر مبلغ-/15000 روپے دیا جاتا ہے

2۔ دوران سروس ریٹائرڈ ملازم کو ہر بچی کی شادی پر مبلغ -/10,000 روپے دیا جاتا ہے۔

کفن دفن

ہیڈ کانسٹیبل/کانسٹیبل	مبلغ -/7500 روپے
اے ایس آئی	مبلغ -/8500 روپے
سب انسپکٹر	مبلغ -/10,500 روپے
انسپکٹر	مبلغ -/12,500 روپے
ڈی-ایس-پی-	مبلغ -/14,500 روپے
ایس -پی اور اس عہدہ سے بالا افسران کے لیے۔	مبلغ -/17,500 روپے

وظیفہ

ملازمین کے کالج میں پڑھنے والے بچوں کو تعلیمی وظائف دیئے جاتے ہیں۔یہ وظائف سال میں ایک دفعہ دیے جاتے ہیں۔اس سلسلے میں کلاسوں کے حساب سے ریٹ مقرر ہیں۔

میڈیکل مراعات

اس مد میں جو رقم گورنمنٹ کےخزانے سے برآمد نہیں ہوتی۔وہ رقم ویلفیئر فنڈ سے بطور

امداد ارسال کی جاتی ہے۔

وظیفہ جات برائے بیوگان شہید آفیسر

جو آفیسر دوران سروس شہادت پاتے ہیں ۔ان کے پس ماند گان کو بھی درج ذیل شرح سے امداد دی جاتی ہے۔

1۔ گزیٹڈ آفیسر کی بیوہ	مبلغ -/1500 روپے ماہانہ
2۔ انسپکٹر کی بیوہ	مبلغ-/1000 روپے ماہانہ
3۔سب انسپکٹر کی بیوہ	مبلغ -/750 روپے
4۔اے ایس آئی کی بیوہ	مبلغ 600 روپے ماہانہ
5۔ کانسٹیبل / ہیڈ کانسٹیبل	مبلغ-/500 روپے ماہانہ

ویلفیئر فنڈ کی آمدن

ویلفیئر فنڈ کی آمدن اور اخراجات کے گوشوارے ضلع وائز مرتب نہیں کیے جاتے ہیں۔ بلکہ ماہوار مرتب کیے جاتے ہیں۔ ان کا سالانہ آڈٹ بھی ہوتاہے جو کہ مینجنگ کمیٹی کے سامنے پیش کیا جاتا ہے ۔ درج ذیل شرح سے اپنی تنخواہ سے ماہوار کٹوتی کروانے والے ملازمین ہی اس فنڈ کے ممبرتصور کیے جاتے ہیں۔ اور درج بالا مراعات کے حق دار ہوتے ہیں۔

1۔ آئی جی پولیس	مبلغ-/32 روپے ماہوار
2۔ ایڈیشنل آئی جی	مبلغ -/32 روپے ماہوار
3۔ ڈی۔آئی۔جی'	مبلغ -/27 روپے ماہوار
4۔ ایس پی صاحب	مبلغ -/22 روپے ماہوار
5۔ اے ایس پی /ڈی ایس پی	مبلغ-/17 روپے ماہوار
6۔ انسپکٹر	مبلغ -/17 روپے ماہوار
7۔ سب انسپکٹر	مبلغ-/11 روپے ماہوار
8۔ اے۔ایس۔آئی	مبلغ-/11 روپے ماہوار
9۔ ہیڈ کانسٹیبل و کانسٹیبلان	مبلغ-/6 روپے ماہوار

10۔ رجسٹرار	مبلغ -/17 روپے ماہوار
11۔ آفس سپرنٹنڈنٹ	مبلغ -/12 روپے ماہوار
12۔ سٹینو	مبلغ -/11 روپے ماہوار
13۔ اسسٹنٹ	مبلغ -/11 روپے ماہوار
14۔ سینئر / جونیئر کلرک	مبلغ -/6 روپے ماہوار
15۔ دفتری / نائب قاصد	مبلغ -/2 روپے ماہوار
16۔ خاکروب / مالی	مبلغ -/2 روپے ماہوار

ضلع جھنگ میں پولیس نفری

*963۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) 13-4-97 کو گورنر پنجاب کے دورہ جھنگ کے موقع پر فیصل آباد، ٹوبہ ٹیک سنگھ یا دیگر ملحقہ اضلاع سے کس قدر پولیس کے افسران و اہلکاران جھنگ میں تعینات کیے گئے۔ ہر ایک کا نام و عہدہ اور تعیناتی کی جگہ بتائی جائے۔

(ب) ضلع جھنگ کے مختلف تھانوں سے کس قدر پولیس کی نفری جھنگ میں اس دن تعیناتی کی گئی۔

(ج) 13-4-97,12-4-97 اور 14-4-97 کے لیے پولیس افسران نے کس قدر ٹی۔اے، ڈی۔اے حاصل کیا تفصیل بتائی جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) مورخہ 13-4-97 کو گورنر پنجاب کے دورہ جھنگ کے موقع پر فیصل آباد، ٹوبہ ٹیک سنگھ یا دیگر کسی اضلاع سے کوئی پولیس آفیسر یا ماتحت جھنگ میں تعینات نہ کیا گیا ہے۔

(ب) ضلع جھنگ کے مختلف تھانہ جات سے مورخہ 13-4-97 کو پولیس کی درج ذیل نفری تعینات کی گئی۔

	انسپکٹر	سب انسپکٹر	اسسٹنٹ سب انسپکٹر	ہیڈ کانسٹیبل	کانسٹیبل
بمقام جھنگ	2	10	21	12	99

بمقام شاہ جیونہ 2 10 14 9 79

(ج) متذکرہ ڈیوٹی کے ایام کے لیے 113 پولیس افسران و ملازمان جو کہ قانون کے مطابق ٹی۔اے/ ڈی۔اے لینے کے مستحق تھے کو مبلغ -/9695 روپے بطور "ٹی۔اے" دیا گیا۔ بقایا ملازمان کی تعیناتی مقامات ڈیوٹی پر ہی تھی اس لیے مطابق قانون ٹی۔اے/ ڈی۔اے کے مستحق نہ تھے۔

ضلع گوجرانوالہ میں پولیس ویلفیئر پٹرول کا قیام

*1332۔جناب ایس۔اے۔حمید۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں پولیس ویلفیئر کے نام سے جو پٹرول پمپ پولیس نے قائم کیے وہ کس قانون کے تحت اور کب قائم کیے گئے اور آئیل کمپنی سے کیا شرائط طے ہوئیں اور کس مجاز اتھارٹی کے حکم سے طے ہوئیں۔ ان پٹرول پمپوں کے قیام سے لے کر اب تک کتنی آمدن ہوئی اور کس اکاؤنٹس میں جمع کی جا رہی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ قواعد و ضوابط کے مطابق پولیس لائن تھانہ جات و پولیس ملازمین کی رہائش گاہوں کی اراضی کو منافع بخش کاروبار کے تصرف میں نہیں لایا جا سکتا۔ اگر ایسا کیا جا سکتا ہے تو کس قانون کے تحت۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) پولیس لائن گوجرانوالہ کی مقبوضہ اراضی میں پولیس ویلفیئر پٹرول پمپ کے نام سے سیالکوٹ روڈ پر مورخہ 22/5/97 سے جو پٹرول پمپ قائم کیا گیا ہے وہ پاکستان اسٹیٹ آئیل کمپنی کے ساتھ ایک تحریری معاہدہ کے نتیجہ میں متذکرہ بالا کمپنی کی تمام تر سرمایہ کاری سے شروع کیا گیا ہے۔ پولیس ویلفیئر پٹرول پمپ درج ذیل شرائط پر قائم کیا گیا ہے:۔

1۔ یہ کہ پاکستان سٹیٹ آئیل کمپنی پولیس ویلفیئر پٹرول پمپ کو سات لاکھ پچاس ہزار روپے کا تیل ادھار پر دے گی۔

2۔ ادھار تیل کی ادائیگی 48 گھنٹے بعد تیل فروخت کر کے کمپنی کو کی جائے گی۔

3۔ کمپنی پٹرول پمپ کی دیکھ بھال کرے گی جبکہ ضلعی پولیس انتظامات کی ذمہ داری ادا کرے گی۔

محض اس کا انتظام و انصرام پولیس ویلفیئر آرگنائزیشن گوجرانوالہ کے ذمہ ہے۔ جہاں تک پولیس کی اراضی جو کہ دفاتر یا لائن کے لیے مخصوص ہوتی ہے اس کے لیے ویلفیئر رولز یا کسی بھی دیگر قوانین کی رو سے کوئی بھی شق ایسی نہیں جو منع کرتی ہو کہ ایسی اراضی کا استعمال پولیس ملازمان کی فلاح کے لیے کسی منافع بخش سکیم میں نہیں کیا جا سکتا۔ اس امر کی کوئی ممانعت نہ ہے کہ اس قسم کے پٹرول پمپ نہیں لگائے جا سکتے۔ دراصل اس قسم کی سکیموں کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ حکومت پنجاب کی طرف سے اگرچہ شہداء کے لیے معاوضے کا قاعدہ تو موجود ہے۔ پٹرول پمپ ہذا کے قیام مقصد محض زخمی ہونے والے ملازمین، بیوہ گان، یتیم بچوں / بچیوں، جسمانی طور پر معذور اور مستحق پولیس ملازمین کی مالی امداد کی جائے۔ اس طرح پولیس ویلفیئر شاپس یا کسی اضلاع میں شاپنگ پلازہ بھی تعمیر کیے گئے ہیں جن کا مقصد ان کی آمدنی سے مستحق ملازمان کی امداد اور روزمرہ کے استعمال کی چیزوں کی کمی قیمت پر دستیابی کم تنخواہ پانے والے ملازمین کے بچوں / بچیوں کو تعلیم کی سہولت کی فراہمی، طبی اخراجات کی رقوم کی ادائیگی، سینیٹوریم اور دیگر ہسپتالوں میں داخل ہونے والے بیمار پولیس ملازمین ک مالی معاونت شہداء اور فوت ہونے والے پولیس ملازمین کی نعشیں ان کے گھروں تک پہنچانے اور ان کی تجہیز تکفین کے اخراجات کی فراہمی ہے۔ جو کہ ایک مثبت اقدام ہے۔ حکومت پنجاب پر بھی معاوضوں اور امداد کی صورت میں بوجھ پڑتا ہے اس سے اس کو بھی بڑی حد "شیئر" کر لیا جاتا ہے۔

جون 1997ء سے لے کر دسمبر 1998ء تک پٹرول پمپ سے کل آمدنی 23-5388852 روپے ہوئی۔ جبکہ اخراجات 52-2058241 روپے ہوئے اور اصل منافع 7-3330610 روپے ہوا۔ یہ تمام رقم پولیس ویلفیئر اکاؤنٹ کے نام سے نیشنل بنک آف پاکستان کمیٹی گھر برانچ کے اکاؤنٹ نمبر 1958-3/PLS میں جمع کرائی جاتی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ کہ قواعد و ضوابط کے مطابق پولیس لائن تھانہ جات اور پولیس ملازمین کی سرکاری رہائش گاہوں کی اراضی کو کسی منافع بخش کاروبار کے لیے استعمال نہیں کیا جا

سکتا۔ کیونکہ ایسی کوئی واضح ممانعت رولز یا قواعد میں نہیں ہے۔ لیکن متذکرہ بالا اراضی ملکیتی محکمہ پولیس (صوبائی حکومت) جس پر پولیس پٹرول پمپ قائم کیا ہے' پولیس ملازمین کی رہائش بارکوں' کمروں' دفاتر اور رہائش گاہوں کے علاوہ (فالتو) تھی جس کو پولیس ملازمین کی فلاح و بہبود کے نیک مقصد کے لیے استعمال میں لایا گیا ہے۔ ایسے ہی پٹرول پمپ پنجاب کے دیگر بڑے بڑے اضلاع میں بھی قائم ہیں۔ مثلاً فیصل آباد' راولپنڈی' جہلم' لاہور وغیرہ جو کہ خالص تیل کم قیمت پر فراہم کرنے میں مشہور ہیں۔

تھانوں کی عمارات

*1336۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) تھانہ سٹی چنیوٹ اور تھانہ صدر چنیوٹ جو کہ عرصہ دراز سے پرانی عمارتوں میں ہیں ان کی تعمیر و مرمت کے لیے سالانہ کتنی رقم مختص کی جاتی ہے۔ جب کہ عمارتوں کی بوسیدہ حالت کے پیش نظر ان میں بیٹھ کر کام کرنا کسی خطرے سے کم نہیں۔

(ب) حکومت پنجاب محکمہ داخلہ ان اداروں کی عمارتوں کی تعمیر و مرمت کے لیے فوری طور پر فنڈز دینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ تا کہ انتظامیہ احسن طریقے سے کام سرانجام دے سکے اور ریکارڈ بھی ضائع ہونے کا خدشہ نہ ہو۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)۔

الف) یہ درست ہے کہ تھانہ جات سٹی و صدر چنیوٹ کی عمارات بہت پرانی ہیں۔ لیکن یہ درست نہ ہے کہ کافی عرصہ سے ان تھانہ جات کی مرمت نہیں کی گئی۔ تقریباً ہر سال ان تھانہ جات کی عمارات کی محدود فنڈز سے ضرورت کے مطابق مرمت کروائی جاتی ہے۔

ب) اس سال ضلع جھنگ کی عمارات کی مرمت کے لیے دو اقساط میں مبلغ -/622100 (چھ لاکھ بائیس ہزار ایک صد) روپے مختص کیے گئے ہیں۔ جن میں سے تھانہ سٹی چنیوٹ اور تھانہ صدر چنیوٹ کی عمارات کی مرمت کے لیے بالترتیب مبلغ -/25403 اور مبلغ 19144 روپے مختص کیے گئے ہیں۔

کیمپ جیل اور سنٹرل جیل لاہور کے ملازمین کی تفصیل

*1668۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیمپ جیل اور سنٹرل جیل لاہور میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ گریڈ عرصہ تعیناتی کیا ہے۔

(ب) اس وقت ان میں سے کتنے ملازمین کے خلاف مختلف قسم کی انکوائریاں زیر سماعت ہیں۔

(ج) حکومت ان ملازمین کی تنخواہوں اور دیگر اخراجات پر کتنی رقم ماہانہ خرچ کر رہی ہے۔

(د) کیا حکومت عرصہ تین سال سے زائد تعینات ملازمین کو تبدیل کرنے کو تیار ہے اگرہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) کیمپ جیل لاہور اور سنٹرل جیل لاہور میں تعینات ملازمین کی تفصیل ہے۔ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) اس وقت ڈسٹرکٹ جیل (کیمپ جیل) لاہور کے 19 ملازمین کے خلاف مختلف انکوائریاں زیر سماعت ہیں، جبکہ سنٹرل جیل لاہور میں کسی ملازم کےخلاف کوئی انکوائری زیر سماعت نہ ہے۔

(ج) مذکورہ جیلوں کے ملازمین کی تنخواہوں اور دیگراخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

I۔ ڈسٹرکٹ جیل لاہور 13,68,760/- روپے ماہانہ

II۔ سنٹرل جیل لاہور 12,27,956/- روپے ماہانہ

(د) تین سال سے زائد تعینات ملازمین کی اکثریت کو ٹرانسفرکیا جا چکاہے۔ جبکہ بقیہ ملازمین کی ٹرانسفر زیر غور ہے۔ تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سنٹرل اور ڈسٹرکٹ جیل ملتان کے ملازمین کی تفصیل

*1670۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سنٹرل جیل ملتان اور ڈسٹرکٹ جیل ملتان میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ جات، گریڈ اور عرصہ تعیناتی کیا ہے۔

(ب) اس وقت ان میں سے کتنے ملازمین کے خلاف مختلف قسم کی انکوائریاں ہو رہی ہیں۔ ان کے نام اور عہدہ جات کیا ہیں۔

(ج) کیا حکومت ایک ہی مقام پر تعینات تین سال سے زائد ملازمین کو تبدیل کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) سنٹرل جیل ملتان اور ڈسٹرکٹ جیل ملتان میں تعینات ملازمین کی تفصیل ضمیمہ (الف) پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس وقت سنٹرل جیل ملتان کے دو ملازمین کے خلاف انکوائریاں زیر سماعت ہیں۔ جبکہ ڈسٹرکٹ جیل ملتان میں کسی ملازم کے خلاف کوئی انکوائری زیر سماعت نہ ہے۔

(ج) تین سال سے زائد تعینات ملازمین کی اکثریت کو ٹرانسفر کیا جاچکا ہے۔ جبکہ بقیہ ملازمین کی ٹرانسفر زیر غور ہے۔ تفصیل ضمیمہ "ب" پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

انسپکٹروں اور سب انسپکٹروں کے خلاف کارروائی کی تفصیل

*2228۔ جناب ایس۔اے۔ حمید، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ پنجاب میں انسپکٹرز اور سب انسپکٹرز کی کل تعداد کیا ہے۔

(ب) کن کن انسپکٹروں اور سب انسپکٹروں کے خلاف بدعنوانی، کرپشن یا دیگر مقدمات کے سلسلہ میں کارروائی ہو رہی ہے، کی تفصیل بتائی جائے۔

(ج) سال 1985ء سے آج تک کتنے انسپکٹروں اور سب انسپکٹروں کے خلاف متذکرہ بالا کارروائی کے نتیجہ میں محکمہ سے فارغ کیا جاچکا ہے۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) صوبہ میں انسپکٹرز اور سب انسپکٹرز کی تعداد درج ذیل ہے۔

انسپکٹرز	2339
سب انسپکٹرز	3893

(ب) 33 انسپکٹروں اور 98 سب انسپکٹروں کے خلاف بدعنوانی، کرپشن یا دیگر مقدمات کے سلسلہ

میں کارروائی ہو رہی ہے تفصیل "الف" پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سال 1985ء سے آج تک 28 انسپکٹروں اور 167 سب انسپکٹروں کو متذکرہ بالا کارروائی کے نتیجہ میں محکمہ سے فارغ کیا جا چکا ہے۔ تفصیل ضمیمہ "ب" پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صوبہ میں پولیس ملازمین کی بھرتی کی تفصیل

*2382۔ملک ممتاز احمد بھچر، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ میں جنوری 1995ء سے آج تک محکمہ پولیس میں کتنے افراد بھرتی کیے گئے اور کن کن پوسٹوں پر بھرتی کیے گئے۔ کیا یہ بھرتی میرٹ پر کی گئی ہے اگر جواب نفی میں ہے تو حکومت میرٹ کے خلاف بھرتی ہونے والے افراد کے بارے میں کیا پالیسی رکھتی ہے۔

(ب) کیا پولیس "ایلیٹ فورس" صرف صوبہ کے صدر مقام لاہور میں قائم کی گئی ہے یا صوبہ کے دیگر اضلاع میں بھی قائم کرنے کا ارادہ ہے۔ اگر ہے تو کب تک۔

(ج) سال 1995ء سے آج تک پنجاب پولیس کے کتنے ملازمین مختلف مقابلوں میں شہید ہوئے ہیں اور ان ملازمین کے لواحقین کی کتنی مالی اور دیگر طرح سے امداد کی گئی، تفصیل بتائی جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) صوبہ میں جنوری 1995ء سے آج تک محکمہ پولیس میں 9295 افراد بھرتی کیے گئے۔ تمام بھرتی میرٹ پر کی گئی ہے۔ پوسٹوں کی تفصیل ضمیمہ "الف" پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ایلیٹ پولیس ٹریننگ سکول صرف لاہور میں قائم کیا گیا ہے۔ مگر صوبہ پنجاب کے تمام اضلاع سے ایلیٹ کورس کے لیے جوانوں کا انتخاب کیا جاتا ہے۔ کورس پاس کرنے کے بعد ہر رینج کے جوانوں کو رینج ہیڈ کوارٹر کے ضلع میں پلاٹون کی شکل میں ڈیوٹی کے لیے رکھا جاتا ہے۔ فی الوقت پنجاب کے درج ذیل اضلاع میں ایلیٹ فورس

تعینات ہے۔

1۔ پی۔سی ہیڈ کوارٹر فاروق آباد 2۔ لاہور 3۔ گوجرانوالہ

4۔ راولپنڈی 5۔ ملتان 6۔ بہاول پور

7۔ ڈیرہ غازی خان 8۔ فیصل آباد 9۔ سرگودھا

(ج) سال 1995ء سے آج تک پنجاب پولیس کے 189 ملازمین مختلف مقابلوں میں شہید ہوئے۔ ان ملازمین کے لواحقین کو درج ذیل امداد دی گئی ہے۔

1۔ 300000/- روپے فی کس 2۔ کفن دفن کے لیے عہدہ کے حساب سے

3۔ گروپ انشورنس عہدہ کے حساب سے

مندرجہ بالا امداد کے علاوہ ہر شہید کے لواحقین کو ماہانہ تنخواہ بمعہ الاؤنسز شہید کی 60 سال عمر ہونے تک باقاعدگی سے دی جا رہی ہے۔ نیز شہید کے حقیقی بھائی یا بیٹے کو تعلیمی معیار کے مطابق محکمہ میں بھرتی کیا گیا ہے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

پیر صابر سلطان کے قاتلوں کی گرفتاری

جناب سپیکر: جناب سعید احمد خان منیس صاحب کا کال اٹینشن نوٹس ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 23 جنوری 1999ء کو میرک سیال ضلع جھنگ کی سماجی سیاسی اور روحانی شخصیت ممبر ضلع کونسل جھنگ پیر صابر سلطان کو دہشت گردوں نے اندھا دھند فائرنگ کر کے تین مریدوں سمیت قتل کر دیا گیا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دہشت گرد موٹر سائیکل پر سوار تھے اور چار افراد کو قتل کر کے فرار ہو گئے۔

(ج) ایف۔ آئی۔ آر میں نامزد ملزمان کے نام، گرفتار ملزمان کی تعداد اور نام سے ایوان کو آگاہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب۔

وزیر قانون(جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 23 جنوری 1999ء کو میرک سیال ضلع جھنگ کی سماجی،سیاسی اور روحانی شخصیت ممبر ضلع کونسل جھنگ پیر سید صابر سلطان کو دو نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے فائرنگ کر کے تین مریدوں سمیت قتل کر دیا۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) ایف۔ آئی۔ آر میں کوئی ملزم نامزد نہیں ہے، ایف۔ آئی۔ آر کی کاپی ہمراہ لف ہے۔

جناب سپیکر، جی، منیں صاحب!

جناب سعید احمد خان منیں، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے آنریبل منسٹر صاحب سے اس تفصیل کی جو موجودہ پوزیشن ہے وہ پوچھنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر، جی، اس کی موجودہ پوزیشن کیا ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس وقت چودہ آدمی پولیس نے شامل تفتیش کیے ہوئے ہیں اور ہمیں یقین ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ پولیس جلد ہی کسی نتیجے پر پہنچے گی اور جو ملزم صحیح ثابت ہوئے، ان شاء اللہ تعالیٰ انہیں جلد گرفتار کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر، جی، منیں صاحب!

جناب سعید احمد خان منیں، جناب سپیکر! آنریبل منسٹر صاحب سے میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ان چودہ آدمیوں میں تمام زیر تفتیش ہی ہیں یا ان میں کوئی ملزم بھی ہے؟

وزیر قانون، یہ مشکوک افراد ہیں جن کو شامل تفتیش کیا گیا ہے۔ ان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جن کی نشان دہی مقتولین کے لواحقین نے کی ہے اور کچھ لوگ پولیس نے اپنے طور پر جو اس علاقے میں suspects تھے، ان کو شامل تفتیش کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر، جی، اگلا کال اٹینشن نوٹس جناب سید اکبر خان صاحب کا ہے۔

تھانہ نیو ملتان کے تھانےدار اور تین کانسٹیبلوں کے قتل کے ملزمان کی گرفتاری

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! کیا وزیر اعلیٰ از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 28 جنوری 1999ء کو تھانہ نیو ملتان کے علاقہ گلستان چوک کے قریب تین موٹر سائیکل سوار مسلح افراد نے اندھا دھند فائرنگ کر کے ناکہ پر کھڑے ایک تھانیدار تین کانسٹیبلوں اور ایک راہ گیر کو قتل کر دیا جب کہ ایک زخمی کی حالت نازک ہے۔

(ب) ایف۔ آئی۔ آر میں درج نامزد ملزمان میں سے گرفتار ملزموں کے نام اور ان کی تعداد کیا ہے؟

جناب سپیکر، جی' لاءمنسٹر صاحب!

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 28 جنوری 1999ء کو تھانہ نیو ملتان کے علاقہ گلستان چوک کے قریب ایک موٹر سائیکل پر سوار تین نامعلوم ملزمان نے جو کلاشنکوف اور پسٹل سے مسلح تھے ناکہ پر کھڑے ایک اے۔ ایس۔ آئی مہر محمد ممتاز اور کانسٹیبلان محمد حیات' محمد شفیق' ذوالفقار' محمد سلیم اور ایک شخص ذاکر حسین پر فائرنگ کر کے انہیں شدید زخمی کر دیا۔ اے۔ایس۔ آئی مہرمحمد ممتاز و کانسٹیبلان محمد حیات' محمد شفیق' ذوالفقار اور ذاکر حسین موقع پر جاں بحق ہو گئے جب کہ زخمی کانسٹیبل محمد سلیم کو شدید زخمی حالت میں نشتر ہسپتال ملتان داخل کرایا گیا جو زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جاں بحق ہو گیا۔ وقوعہ کی اطلاع ملتے ہی پولیس اور انتظامیہ کے سینئر افسران موقع پر پہنچ گئے۔ گرفتاری ملزمان کے سلسلہ میں سپیشل ٹیمیں تشکیل دے دی گئی ہیں۔ تفتیش جاری ہے۔

(ب) وقوعہ کے سلسلے میں اے۔ایس۔آئی محمد فاروق جوکہ قریب ہی ہوٹل پر کھانا کھا رہا تھا کے بیان پر تین نا معلوم ملزمان کے خلاف مقدمہ نمبر 51/99 مورخہ 28-1-99 بجرم 324, 302, 186, 353 ت۔پ اور ATA-7 تھانہ نیو ملتان درج ہوا۔ اس وقت تک کوئی ملزم گرفتار نہ ہوا ہے ان شاء اللہ جلد ملزمان کو trace کر کے گرفتار کر لیا جائے گا۔ اس سلسلے میں ضلعی پولیس امن عامہ کے قیام کے سلسلے میں بدستور کوشاں ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! چونکہ ڈبل سواری پر پابندی ہے تو ایک ہی موٹر سائیکل پر تین افراد آئے اور انھوں نے ان بےگناہ لوگوں کو شہید کر دیا۔ کیا کسی پولیس نے ان تین افراد کو نہیں دیکھا اور ان کو چیک نہیں کیا؟ کیا ان کو چیک کیا گیا؟ اگر چیک نہیں کیا گیا تو پھر ڈبل سواری پر پابندی لگانے کا کیا مقصد ہے؟

جناب سپیکر، جی۔ وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، جناب والا! واردات کرنے سے پہلے وہ ملزمان جائے واردات کے قریب پیدل آئے وہ موٹر سائیکل دور کھڑی کر کے آئے۔ لیکن پھر وہاں سے بھاگ کر موٹر سائیکل پر گئے اس دوران پولیس نے انھیں کہیں راستے میں intercept نہیں کیا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! یہ حکومت جو ماورائے عدالت قتل کر رہی ہے کیا یہ اس کا reaction تو نہیں؟ کیا خلاف یہ تو محسوس نہیں کیا گیا کہ یہ پولیس کے خلاف ان کا reaction ہے؟

جناب سپیکر، اس سوال کی میں اجازت نہیں دے رہا۔

جناب سعید اکبر خان، جو latest position ہے۔ اس کے بارے میں بتائیں اور کیا ان کو شک کی بنا پر کسی ملزم کا clue ملا ہے؟

جناب سپیکر، جی۔ اس بارے میں کیا کوئی progress ہوئی ہے؟

وزیر قانون، جناب والا! اس سلسلے میں میں نے اپنے جواب میں بھی گزارش کی تھی کہ ان ملزمان کی گرفتاری کے لیے سپیشل ٹیمیں تشکیل دے دی گئی ہیں اور ابھی تک کوئی ملزم گرفتار نہیں ہوا۔ ہمیں مختلف clues ملے ہیں جب تک ہم کسی نتیجے پر پہنچ نہیں جاتے میں کوئی معلومات فراہم نہیں کر سکتا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! ایک نہایت ہی اہمیت کی حامل دہشت گردی کی یہ ایک لہر ہے۔ میں اس گورنمنٹ سے گزارش کرتا ہوں کہ پوری تندہی اور پوری کوشش سے اس پر قابو پائے۔ ہم بحیثیت اپوزیشن ممبران دہشت گردی کو ختم کرنے کے لیے حکومت کی غیر مشروط حمایت کرنے پر تیار ہیں۔۔۔۔

جناب سپیکر، ماشاء اللہ بڑی اچھی بات ہے۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک سے دہشت گردی ختم ہو اور جس طریقے سے ہو سکے یہ گورنمنٹ اس لہر کو ختم کرے جو اس وقت تک ختم نہیں کر سکی ۔ ہم اپنی طرف سے اس چیز کو ختم کرنے کے لیے ہر قسم کا تعاون کرنے کے لیے تیار ہیں لیکن ہماری یہ بھی request ہوگی کہ دو سال کی کوشش کے باوجود یہ گورنمنٹ وہ نتائج حاصل نہیں کر رہی جس کی عوام توقع کرتے ہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔

وزیر قانون: جناب والا! معزز ممبر نے جس طرح فرقہ وارانہ دہشت گردی کے حوالے سے بات کی ہے میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ موجودہ حکومت نے برسراقتدار آنے کے بعد جو اقدامات کیے ہیں ان اقدامات کے حوالے سے جناب سپیکر! یہ بات ریکارڈ سے شاہد ہے کہ فرقہ وارانہ دہشت گردی میں مقابلتاً گزشتہ سال کے کمی ہوئی ہے ۔ 1998ء میں اس جرم میں کمی واقع ہوئی جرائم کی شرح 1997ء کے مقابلے میں 1/3 رہ گئی۔ 1997ء میں 42 افراد بم دھماکوں میں مارے گئے جبکہ 1998ء میں 47 افراد اس میں مارے گئے۔ 1997ء میں 92 مقدمات درج ہوئے اور 195 افراد مارے گئے جبکہ 1998 میں صرف 33 مقدمات درج ہوئے اور 77 افراد مارے گئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت نے گزشتہ ایک سال یا ڈیڑھ سال کے دوران دہشت گردی کے خاتمے کے لیے کوششیں کی ہیں بجا طور پر اس کے نتائج بھی سامنے آئے ہیں اور ہمیں توقع ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اقدامات کو اور بھی مزید بہتر بنایا جائے گا اور اس کے نتیجے میں اس دہشت گردی پر بھی ان شاء اللہ تعالیٰ یہ حکومت قابو پائے گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ نماز کا وقفہ کیا جاتا ہے اور اجلاس چھ بجے دوبارہ شروع کیا جائے گا۔

(شام چھ بجے تک کے لیے اجلاس کی کارروائی ملتوی کی گئی)

(وقفہ برائے نماز مغرب کے بعد جناب سپیکر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

استحقاق

ایم پی اے کے خلاف غلط ایف آئی آر کا اندراج

---------(جاری)

جناب سپیکر، تحاریک استحقاق ٹیک اپ کرتے ہیں۔ چودھری شاہد اکرم بھنڈر صاحب کی تحریک استحقاق نمبر 3 پینڈنگ ہوئی تھی۔ راجا صاحب! اس کا کوئی جواب آ گیا ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں نے اسے پینڈنگ کروانے کے لیے اس لیے گزارش کی تھی کہ محرک اور محکمے کے درمیان میٹنگ کا بندوبست کیا تھا۔ آج میٹنگ ہو گئی ہے اور اس میٹنگ کے نتیجے میں رولز میں ترمیم کرنے کے لیے محکمے نے یقین دلوایا ہے کہ وہ اپنا کیس initiate کر رہے ہیں اس لیے میری استدعا ہوگی' اس کو disposed of تصور کیا جائے۔ اگر وہ رولز تبدیل ہو جاتے ہیں تو شاہد صاحب کا استحقاق مجروح نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر، بھنڈر صاحب! آپ اس کو پریس نہیں کرتے۔

چودھری شاہد اکرم بھنڈر، وزیر قانون صاحب کی اس یقین دہانی پر کہ رولز میں ترمیم کی جا رہی ہے لہٰذا میں پریس نہیں کرتا۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ یہ disposed of تصور کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر، جی' سعید اکبر خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میری بھی تحریک استحقاق آج سوموار تک پینڈنگ تھی۔

جناب سپیکر، کوئی پینڈگ تھی؟ وہ کون سی ہے؟ راجا صاحب! میرا خیال ہے اس کا تو آپ کچھ کروا رہے تھے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! میٹنگ ہو چکی ہے اور سعید اکبر صاحب نے اپنی ایف آئی آر درج کروانے کے لیے ایک درخواست بھی ان کو دی ہے۔ تو میرے خیال میں اس کو فی الحال پینڈنگ رہنے دیں جب تک کوئی فیصلہ نہیں ہو جاتا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! ٹھیک ہے میری تحریک پینڈنگ ہے اور وزیر موصوف صاحب

کوشش بھی فرما رہے ہیں۔ لیکن جناب سپیکر! جو زیادتی اس میٹنگ کے بعد شروع ہوئی ہے آپ اس کا اندازہ ہی نہیں لگا سکتے۔ آپ کی کمال مہربانی سے اور وزیر قانون نے جو مہربانی کی اور عام ایم پی ایز کے لیے وہ جو کوشش کرتے ہیں کہ ان کے ساتھ کوئی زیادتی نہ ہو۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ ان کی میٹنگ کے بعد اب میں یہ محسوس کر رہا ہوں کہ اگر وہ میٹنگ نہ ہوتی تو میں شاید اتنی تکلیف میں شاید نہ جاتا۔ اس تحریک استحقاق کے حوالے سے جو میٹنگ ہوئی ہے جہاں وہ موصوف تشریف لائے اس کے جانے کے بعد وہاں ہمارے ساتھ جو حشر ہو رہا ہے۔ جناب سپیکر! چونکہ وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ اس کو پینڈنگ کر لیں تو میں ان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ یہ موصوف جو کرپشن اور برائی کی جڑ ہیں اگر اس کو وہاں سے نہیں نکالا جاتا تو ہم بحیثیت ممبر کیا' بحیثیت انسان اور بحیثیت پاکستانی شہری کے وہاں رہنے کے قابل نہیں ہیں اور جناب سپیکر! میں آپ کو حقیقت بتا رہا ہوں کہ پورے دو سال ہو گئے ہمارے ساتھ کوئی اس طرح کا وقوعہ نہیں ہوا' ہم نے کبھی اس طرح کا مؤقف اختیار نہیں کیا۔ جو اس وقت ہمارے ساتھ یا ہمارے ساتھیوں کے ساتھ حشر ہو رہا ہے میں اس کا آپ کو بیان نہیں فرما سکتا۔ اس لیے آپ سے ہماری اپیل ہے کہ آپ ہمیں protection دلائیں اور ہماری عزت غیر محفوظ ہے۔ آپ مہربانی فرما کے ہمارے اوپر رحم کریں۔

جناب سپیکر، راجا صاحب! آپ اس معاملے کو ٹیک اپ کر لیں۔

وزیر قانون، ٹھیک ہے' جناب سپیکر۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر' جناب سپیکر۔

جناب سپیکر، تحاریک التوائے کار ٹیک اپ کرتے ہیں۔ منیس صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں نے پچھلے دنوں بھی آپ سے گزارش کی تھی کہ میری ایک تحریک استحقاق توجہ دلاؤ نوٹس کے جواب پہ ہے جو وزیر اعلیٰ کے ایماء پر معزز وزیر قانون نے دیا تھا۔ تو وہ جواب غلط تھا۔ تو میں نے وہ تحریک استحقاق پیش کی تھی۔ تو آپ نے اس دن بھی فرمایا تھا کہ آپ وہ ٹیک اپ کریں گے۔

جناب سپیکر، یہ کون سی تحریک استحقاق ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! ہم نے اس پہ interim reply بھجوائی تھی لیکن آج سیکرٹری صاحب نے کہا ہے کہ اس کا جواب متعلقہ محکمے کی طرف سے آنا ہے وہ میں کل صبح پیش کر دوں گا۔ اس کے بعد آپ نے اس پر فیصلہ کرنا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، میرا خیال ہے اب کارروائی چلائی جائے۔۔ سعید اکبر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں نے 16 نمبر تحریک التوائے کار اس ہاؤس میں پیش کی تھی اور اس پر چیئر کی طرف سے وزیر مال کو ہدایت ہوئی تھی کہ اس معاملے کی چھان بین کرائی جائے اور اس کی رپورٹ ہاؤس میں پیش کی جائے۔

جناب سپیکر! ہاؤس میں تو رپورٹ انکوائری کے بعد آئے گی۔ میں آپ کی وساطت سے یہی جاننا چاہتا ہوں کہ آیا وزیر مال نے چیئر کی ہدایت پر یہ تسلیم کیا تھا کہ میں اس معاملے کے لیے جو ممبرز کالونی کو head کریں گے، میں کمیٹی تشکیل دے دوں گا۔ میں یہی پوچھنا چاہتا ہوں کہ میرے ضلع بھکر میں ہزاروں ایکٹر رقبہ غلط claims میں الاٹ کیا گیا ہے، غلط adjustment ہوئی ہے اور غریب لوگ اس سے متاثر ہو رہے ہیں۔ آیا وزیر مال نے کوئی کمیٹی تشکیل دے دی ہے؟ اس کی انکوائری تو بہت لمبی ہوگی کیونکہ بڑا گھمبیر معاملہ ہے اور بہت زیادہ زمین ناجائز طور پر الاٹ کی گئی ہے۔ میں یہی تسلی چاہتا ہوں کہ کیا کمیٹی تشکیل دے دی گئی ہے؟ میں ایک اور گزارش بھی کرنا چاہوں گا کہ یہ وزیر اعظم کی پالیسی کو فیل کرنے کے لیے، کہ جو وزیر اعظم نے کہا ہے کہ میں بے زمین لوگوں میں زمین تقسیم کروں گا، اس کو فیل کرنے کے لیے اور وزیر اعلیٰ نے کہا ہے کہ میں ایک مرلہ بھی ناجائز رقبہ کسی کو نہیں کھانے دوں گا۔ اس طرح کی تمام پالیسیوں کو ختم کرنے کے لیے چند اشخاص نے لاکھوں روپے لے کر یہ سرکاری رقبہ جو غریب کاشت کار لیز پر کاشت کر رہے تھے، ان سے لے کر ناجائز الاٹ کر دیا گیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آیا یہ کمیٹی تشکیل دے دی گئی ہے؟ جو میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی تفریق نہیں۔ یہ ایک حقیقی بات ہے جو ہاؤس کا ہر ممبر محسوس کرتا ہے کہ اس طرح کوئی بھی کرپشن کو پوائنٹ آؤٹ کرے تو اس پر کارروائی

ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ اس وقت شاید ڈپٹی سپیکر صاحب چیئر کر رہے تھے۔

وزیر مال (چودھری شوکت داؤد): جناب سپیکر میں عرض کروں گا کہ آپ بھی سمجھتے ہوں گے کہ اس پوائنٹ کی اس وقت نہ ضرورت تھی۔ اس کے اوپر کافی بحث ہو چکی ہے اور میں نے اس دن بھی کہا تھا اور اسی دن سے اس کے اوپر کام ہو رہا ہے' investigation ہو رہی ہے اور میں فوری میٹنگ کر سکتا تھا۔ لیکن میں نے جان بوجھ کر ایسا کیا کہ تھوڑا ٹائم ملے اور سارے معاملات سامنے آئیں۔

جناب سپیکر، اس کے اوپر تحقیقات ہو رہی ہے؟

وزیر مال، جی' ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر، ظاہر ہے کہ وہ کمیٹی تشکیل دے دی گئی ہے' انکوائری ہو رہی ہے۔ انھوں نے یہ کہا ہے۔ جی' راجہ جاوید اخلاص صاحب کی تحریک التوائے کار pending تھی۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ رپورٹ آنے تک pending ہے۔ اس میں ہم نے رپورٹ منگوائی ہوئی ہے' ایک دو دن تک آ جائے گی۔

جناب سپیکر، اس کے بعد سعید احمد خان منیس صاحب کی طرف سے تحریک التوائے کار نمبر 24 ہے۔ یہ بھی پڑھی جا چکی ہے۔

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! اسی سلسلے میں Call Attention Notice کا جواب دیا جا چکا ہے۔ اگر آپ مناسب سمجھیں یا محرک سے پوچھ لیں۔

جناب سپیکر، یہ آ چکا ہے۔ یہ disposed of تصور کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 25 معظم جہانزیب احمد خان وٹو صاحب کی ہے' ان ہی کی طرف سے درخواست آئی ہے کہ اسے pending کر لیا جائے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 26 جناب سعید اکبر خان صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ پیش ہو چکی ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جی' اس کا جواب آنا تھا۔

جناب سپیکر، جی' راجہ صاحب۔

سروسز ہسپتال لاہور سے چلڈرن ہسپتال منتقل ہونے والے ملازمین کو تنخواہ کی عدم ادائیگی

(جاری)----------

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)، یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب محکمہ صحت کے احکامات کے مطابق متعلقہ ملازمین کو مع پوسٹ اور ان کے بجٹ کے چلڈرن ہسپتال ٹرانسفر کیا تھا تاکہ کروڑوں روپے سے مکمل ہونے والا یہ منصوبہ بچوں کی صحت عامہ کے لیے فوری طور پر کام شروع کر سکے اور اس طرح حکومت نے اضافی اسامیاں پیدا کرنے کی بجائے right sizing کی پالیسی کے تحت اپنے موجودہ وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے انتظام کیا ہے۔ پراجیکٹ ڈائرکٹر چلڈرن ہسپتال کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ وہ متعلقہ ملازمین کی joining کرا کر حکومت کو رپورٹ پیش کرے۔ اس طرح یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے کہ جس سے حکومت بے خبر ہو اور اس سے بے چینی پھیلے۔ اس مسئلے کو خوش اسلوبی سے طے کر دیا گیا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اس تحریک التوائے کار کو dispose of کر دیا جائے۔

جناب سپیکر! میں قائد حزب اختلاف اور ان اپوزیشن کے بنچوں پر بیٹھنے والوں کا مشکور ہوں کہ جب میرے نوٹس میں یہ بات آئی تو میں نے میٹنگ بلائی اور اس پر میں نے ضروری احکامات جاری کر دیے اور ان شاء اللہ ان سب کو joining مل جائے گی۔ میں نے پراجیکٹ ڈائرکٹر کو بلا کر یہ حکم دیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں ان کا مشکور ہوں کہ یہ گورنمنٹ کے خلاف بات نہیں، نہ گورنمنٹ کے حق کی بات ہے، بلکہ ایسی بات نوٹس میں آئی اور اس پر کارروائی ہو جائے تو مجھے امید ہے کہ یہ بھی اس بات کو سراہیں گے اور اس تحریک پر زور نہیں دیں گے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں اس کی تھوڑی وضاحت چاہتا ہوں کہ گورنمنٹ کا ایک letter ہے جس میں سروسز ہسپتال سے 32 آدمی چلڈرن ہسپتال کو surrender کیے گئے۔ محکمے کی کارکردگی اور طریقہ کار دیکھیں کہ ایک letter نمبر 2038-46 ہے، یہ 32 کے بجائے 23 آدمی surrender کیے گئے پھر دوسرا نمبر نہیں دیا گیا اور اسی نمبر کا ایک اور letter سروسز ہسپتال والوں نے issue کیا، جس میں 21 آدمیوں کو surrender کیا گیا، 32 آدمی گورنمنٹ کے letter پر

surrender کیے کہ یہ ہمارے پاس فالتو ہیں' ان کو چلڈرن ہسپتال میں surrender کر دیا ہے پھر اس کے بعد ایک اور letter جس کا نمبر میں نے پڑھا ہے' اس میں 23 کیے پھر اتنی بڑی زیادتی کی گئی کہ پھر اسی نمبر کا letter issue کیا گیا' forgery کی گئی۔ 2038-46 میں 21 بندے surrender کیے گئے۔ اسی نمبر کا ایک اور letter محکمے والوں نے issue کیا۔ otherwise یہ ہوتا ہے کہ پہلے ایک letter issue ہوتا ہے' پھر اس کو رد کر کے اس کا حوالہ دے کر کہ ہم نے یہ غلطی کی ہے ہم دوسرا letter issue کر رہے ہیں لیکن اسی نمبر پر ایک اور letter issue کر دیا گیا۔ دوسرا انھوں نے کہا کہ خزانے پر بوجھ ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ بوجھ نہیں ہے کیونکہ سیٹیں create کی جا چکی ہیں۔ ایک letter نمبر SOG 39-98 ہے۔ اس میں سات بندے surrender کیے گئے۔ جس میں سے مسٹر محمد یونس امان ابھی تک وہیں کام کر رہا ہے' محمد اصغر بدر کو relieve کر دیا ہے۔ لیکن آج بھی اسی جگہ پر کام کر رہا ہے۔ غلام علی بھی وہیں کام کر رہا ہے۔ مسٹر محمد اسلم بھی وہیں کام کر رہا ہے۔ ان کو وہاں سے relieve کر کے بھی اسی جگہ پر کام پر لگایا ہوا ہے۔ ایک اور letter میں انھوں نے پہلے نو آدمیوں کو surrender کیا۔ آپ یہ بات نوٹ کریں اور دیکھیں کہ پھر اسی letter میں کہتے ہیں کہ ان نو آدمیوں کو رہنے دیں ہم یہ آٹھ آدمی surrender کرتے ہیں۔ اگر انھوں نے نو آدمیوں کو واپس لینا تھا تو اس کے بدلے میں بھی نو آدمی واپس بھیجنے تھے لیکن پہلے letter میں جہاں 23 آدمیوں کو انھوں نے surrender کیا تھا' جب 21 کیا تو ایک آدمی توقیر الحق کو نکال لیا۔ ان کو یہاں بھول گیا کہ جو letter دوبارہ issue کر چکے ہیں تو اس میں ہم نے اس کا نام کاٹ دیا ہے۔ پھر اس لیٹر میں انھوں نے اس کا نام دے دیا اور اس کے بدلے ادھر اور آٹھ آدمی بھیج دیے۔ اِدھر نو واپس لے رہے ہیں' آٹھ ان کو دے رہے ہیں۔ نو کے بدلے نو جانے چاہییں تھے۔ جو انھوں نے اکیس کا کہا ہے' اکیس میں سے پہلے تیئس گئے' پھر اسی لیٹر پر انھوں نے اکیس بھیجے۔

جناب سپیکر! میں راجہ صاحب کے جواب سے مطمئن ہوں کہ انھوں نے بہت مہربانی فرمائی۔ وہ اپنے محکمے میں ذرا یہ چیک کریں کہ وہ کر کیا رہے ہیں؟ اب یہ سیریل نمبر 11 سے لے کر سیریل نمبر 42 تک سروسز ہسپتال کے آدمی ہیں۔ یہ اگر آپ ٹوٹل کریں تو انھوں نے 32 آدمی بھیجے ہیں۔ پھر سب سے غلط اور بھیانک بات یہ ہے کہ سروسز ہسپتال کے ایک ہی نمبر کے دو لیٹر جاری

ہوتے ہیں۔ اور ہو کیا رہا ہے؟ یہ 32 کیوں نہیں گئے۔ جس نے وہاں جا کر ایم۔ ایس کو پیسے دے دیے، جس نے اس کو رشوت دی اس کا نام کاٹ دیا۔ انھوں نے relieve کرنے کے بعد جو آدمی رکھے ہوئے ہیں وہ گھے ہوئے کہاں ہیں؟ وہ in door L.P پر گھے ہوئے ہیں۔ان کی جو پرچیز ہوتی ہے یا پھر سٹور پر گھے ہوئے ہیں۔ میں یہ تمام باتیں منسٹر کے نوٹس میں اس لیے لا رہا ہوں کہ انھوں نے ان کو جتنا brief کیا یہ سارا بوگس اور غلط ہے۔ انھوں نے مہربانی فرمائی اور ان کے نوٹس میں یہ بات آئی تو انھوں نے ان کو adjust کر لیا۔ لیکن یہ کیا ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ وہ detail آ گئی ہے۔ جی، راجہ صاحب!

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور خان)، جناب سپیکر! میں honestly ایک بات کروں کہ بڑے اچھے نوٹ پر بات شروع ہوئی تھی۔ میں ان کی بات سمجھ بھی گیا۔ اب یہ اتنی تفصیل میں گئے۔ I lost track - یہ کیا ہے؟ مگر یہ ہمارے بھائی ہیں۔ انھوں نے ایک تحریک پیش کی جس پر میں نے یہ کارروائی کی۔

جناب سپیکر، ان کا main مقصد تو حل ہو گیا ناں۔

وزیر صحت، جی۔ انھوں نے 21 آدمیوں کی بات کی اور ان 21 آدمیوں کا ہم نے حکم دیا ہے کہ ان کو adjust کیا جائے۔ باقی میں ان کا بھی مشکور ہوں کہ ان کے حوالے سے وہ بات آئی۔ اس لیے میں گزارش کروں گا کہ وہ اس تحریک پر زور نہ دیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ یہ disposed of تصور کی جاتی ہے۔ وہ کاغذ آپ ان کو دے دیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! کم از کم یہ دیکھیں تو سہی کہ ان کے محکمے میں لوگ کیا کرتے ہیں؟

وزیر صحت، میں ضرور دیکھوں گا۔ یہ سب تفصیل بھیج دیں۔

جناب سپیکر، جی، دیکھتے ہیں۔ راجا صاحب! آپ ان سے وہ کاغذ لے لیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 27 جناب سعید احمد خان منیس صاحب، جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو صاحب، چودھری خالد جاوید وڑائچ صاحب، مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب، جناب سعید اکبر خان صاحب کی طرف سے ہے۔ تو منیس صاحب آپ پیش کریں گے؟

قصور اری گیشن ڈویژن کے تحت راجباہ لالو گدڑ کی صفائی

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ قصور اریگیشن ڈویژن کے تحت راجباہ لالو گدڑ کی محکمہ انہار نے کئی سال سے صفائی نہیں کی جس کی وجہ سے صورت حال یہاں تک آ پہنچی کہ مذکورہ راجباہ کے آخری چھ میل کے حصے میں پانی پچھلے تین سال سے نہیں پہنچ رہا اور علاقے کے کاشت کاروں کا کوئی پرسان حال نہیں جس سے حکومت کے پیداوار بڑھانے کی کوششوں کو بھی انتہائی نقصان پہنچ رہا ہے۔ موجودہ مالی سال 99-1998ء کے ورک پلان میں مذکورہ بالا راجباہ کی بھل صفائی بھی شامل ہے لیکن اب تک جب کہ بھل صفائی مہم ختم ہونے والی ہے راجباہ کی صفائی اور ضروری حصوں کی مرمت نہیں کی گئیجس سے اس سال بھی اس علاقے کے کاشت کاروں کو پانی سے محروم رکھنے کی سازش ہو رہی ہے جس سے علاقے کے لوگ بہت پریشان ہیں۔ اس لیے استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی روک کر مذکورہ بالا مسئلے کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! اس کا جواب آ گیا ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی : جی جناب۔

جناب سپیکر، جی، فرمائیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی (چودھری محمد اقبال)، جناب سپیکر! پچھلے چند سالوں سے ناکافی بجٹ کی وجہ سے راجباہ لالو گدڑ کی بھل صفائی نہیں کی جا سکی تھی۔ موجودہ مالی سال کے 99-1998ء کے ورک پلان میں اس راجباہ کی بھل صفائی شامل ہے اور ورلڈ بنک کے این۔ ڈی۔ پی کے پروگرام کے تحت تمام ضروری کارروائی مکمل کرنے کے بعد کام کا کنٹریکٹ جاری کر دیا گیا ہے۔ اس کے مطابق آخری دس میل کے حصے میں 7 لاکھ 20 ہزار مکعب فٹ بھل نکالنے پر تقریباً 3 لاکھ 11 ہزار روپے لاگت آئے گی اور موقعے پر 26 جنوری 1999ء سے کام کا آغاز کر دیا گیا ہے اور تقریباً ایک ماہ کے اندر کام مکمل کر دیا جائے گا۔ جہاں تک بھل صفائی مہم ختم ہونے کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں گزارش ہے کہ قصور ڈویژن کی نہریں non perennial کی بنیاد پر چلائی جاتی ہیں۔ جن پر 15۔اپریل

سے پانی چھوڑا جاتا ہے۔ لہٰذا راجباہ لاوگدڑ کی بھل صفائی 15۔ اپریل سے پہلے ہی مکمل کر لی جائے گی تا کہ علاقے کے کسانوں کی ضرورت کو پورا کیا جاسکے۔

جناب والا! ہم اپنی یہ ڈیوٹی سمجھتے ہیں کہ کاشت کاروں کی بھلائی کے لیے جو بھی بہتر پروگرام ہے اس کو جلدی کیا جائے۔ اس میں کوئی سازش کی بات نہیں ہے اور نہ ہی ایسی کسی قسم کی سازش کا کوئی امکان ہو سکتا ہے۔ ہم تو اپنی ڈیوٹی سمجھتے ہیں اور اس کو ڈیوٹی سمجھ کر رہے ہیں۔ اس وضاحت کے بعد میں جناب لیڈر آف دی اپوزیشن سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی اس تحریک پر زور نہ دیں۔

جناب سپیکر، جی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! ایک بات ہمارے نوٹس میں آئی تھی اور وہ آنریبل منسٹر صاحب کے سامنے پیش کی ہے۔ اگر یہ واقعی اس میں سنجیدگی سے کوششیں کریں گے تو میں اس پر زور نہیں دیتا۔

جناب سپیکر، جی' ٹھیک ہے۔ یہ disposed of تصور کی جاتی ہے۔ اب اگلی تحریک التوائے کار نمبر 28 بھی جناب سعید احمد خان منیس صاحب' جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو صاحب' چودھری خالد جاوید وڑائچ صاحب' مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب' جناب سعید اکبر خان صاحب' جناب منصور احمد خان صاحب کی طرف سے ہے۔

بصیر پور تا روھیلا تیجے کا سڑک کی مرمت

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پختہ سڑک بصیر پور تا چک حافظ لال (ضلع اوکاڑہ) سال 90-1989ء میں مکمل ہوئی ہے۔ اس کے بعد سالانہ مرمت کے لیے رقم مختص کرنے کے باوجود سڑک کو مرمت نہیں کیا گیا۔ موجودہ مالی سال 99-1998ء میں اس سڑک کے بصیر پور تا روہیلا تیجے کا تقریباً 15 کلومیٹر حصہ کو پیچ ورک کے ذریعے مرمت کیا گیا لیکن ادھوری مرمت کی گئی اور کناروں سے اسے مرمت نہیں کیا گیا اور نہ ہی سڑک کے کناروں کے ساتھ مٹی ڈالی گئی۔ راستے میں دو ٹوٹی ہوئی پلیوں کو تعمیر نہیں کیا گیا۔ اذا

روہیلا تیجے کا تا چک حافظ لال 3 کلومیٹر حصہ کی سڑک جو تباہ ہو چکی ہے اور وہاں سے ٹریفک گزرنا بہت مشکل ہو چکا ہے کی مرمت نہیں کی گئی جس سے علاقے کے عوام شدید مشکلات سے دوچار ہیں۔ لہٰذا استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی ملتوی کر کے اسے زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب آ گیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جی جناب۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: (جناب محمد افضل ساہی)۔

جناب سپیکر! پختہ سڑک بصیر پور تا چک حافظ لال براستہ روہیلا تیجے کا تحصیل دیپال پور، ضلع اوکاڑہ لمبائی 18 کلومیٹر سال 90-1989ء فارم ٹو مارکیٹ روڈ پروگرام کے تحت مکمل ہوئی۔ سڑک ہذا کی سالانہ مرمت باقاعدگی سے کی جاتی رہی ہے اور موجودہ مالی سال 99-1998ء میں تقریباً 15 کلومیٹر روہیلا تیجے کا تک بیچ ورک مکمل کیا گیا ہے اور کناروں کی مرمت اور مٹی ڈالنے کا کام بھی عارضی لیبر کے ذریعے مکمل کیا جا رہا ہے۔ سڑک ہذا تک کلومیٹر پانچ میں دو فٹ سپین کی پلی کا درمیانی حصہ قابل مرمت ہے جس پر کام شروع کر دیا گیا ہے جو دو تین ہفتوں تک مکمل ہو جائے گا۔ دوسری پلی کلومیٹر 7 میں واقع ہے جو قابل مرمت ہے لیکن بوجہ نکاسیٔ آب نہ ہونے کے عرصہ دراز سے بند ہے۔ پلی کسی نالے یا کھال پر واقع نہ ہے اور موقع کے مطابق بھی اس کی ضرورت بھی نہ ہے۔ تاہم محکمہ نے اس پر پتھر اور تارکول ڈال کر ٹریفک بحال کر رکھی ہے۔ سڑک کے بقایا تین کلومیٹر اذا روہیلا تیجے کا تا چک حافظ لال کے حصے کا کام جاری ہے اور اسے ترجیحی بنیادوں پر جلد از جلد مکمل کر لیا جائے گا۔

جناب والا! اس تحریک میں جس سڑک کا ذکر کیا گیا ہے اس پر بھی کام شروع کر دیا گیا ہے اور جن پلیوں کا ذکر کیا گیا ہے ان پر بھی کام شروع کر دیا گیا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ یہ کام جلد پایہ تکمیل کو پہنچے گا۔ لہٰذا محرک سے میری گزارش ہے کہ وہ اپنی تحریک پر زور نہ دیں اور اسے ڈسپوز آف کیا جائے۔

جناب سعید اکبر خان: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ یہ disposed of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 29 سید ذی شان الہیٰ شاہ صاحب کی ہے۔

ڈی ایس پی، سی آئی اے لاہور کی غیر قانونی کارروائی

سید ذی شان الہیٰ شاہ، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ قریباً ایک ماہ قبل طارق کمبوہ ڈی ایس پی (سی آئی اے) لاہور نے ایک شخص عابد سکنہ نزد لال پل تھانہ مغل پورہ کے گھر اس کے مخالف سے ساز باز کر کے ریڈ کیا۔ اسکے بیوی بچوں کو مع قیمتی سامان زیورات وغیرہ اٹھا کر تھانہ سی آئی اے لے گیا۔ عابد مذکور کے ایک عزیز نے جو میرے حلقہ کا رہائشی ہے مجھ سے رابطہ کیا جس پر میں مذکورہ ڈی ایس پی کے آفس گیا۔ اس وقت میرے ساتھ رانا ثناء اللہ خان ایم پی اے بھی تھے۔ ہم نے مذکورہ ڈی ایس پی سے اس غیر قانونی کارروائی پر پوچھا جس کا ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ بعد ازاں ڈی ایس پی نے مغویہ عورت اور بچوں کو تو چھوڑ دیا لیکن سامان ہڑپ کر لیا۔ پولیس کے اس غیر قانونی فعل، اپنے اختیارات سے تجاوز پر مقدمہ درج کروانے کے لیے ہم نے ڈی آئی جی لاہور رینج سے رابطہ کیا۔ انھوں نے کارروائی کا وعدہ کیا لیکن ہمارے بار بار دہائی کروانے کے باوجود آج تک کوئی کارروائی نہ کی گئی ہے۔ شریف شہریوں کے گھروں پر ریڈ کر کے انھیں بے عزت کرنا، ڈاکوؤں کی طرح سامان لوٹنا اور پھر قصور وار پولیس ملازمین کے خلاف کوئی کارروائی عمل میں نہ لانا پولیس حکام کا معمول بن چکا ہے۔ اس انتہائی عوامی اہمیت کے مسئلہ پر بحث کے لیے اسمبلی کی معمول کی کارروائی روک کر بحث کی جائے۔

وزیر قانون، جناب والا! اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا، لہٰذا اسے کل تک کے لیے pending فرما دیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے اسے کل تک کے لیے pending کیا جاتا ہے۔۔۔۔ اگلی تحریک التوا نمبر 29 سید ذیشان الہیٰ شاہ صاحب کی طرف سے ہے جی، شاہ صاحب۔

جناب سپیکر، جی وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی تک موصول نہیں ہوا۔ مجھے آج اس کی کاپی ملی

ہے۔ یہ آج ہی circulate ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: پھر اس کو pending کرتے ہیں۔

سید ذیشان الٰہی شاہ: ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر: یہ pending کی جاتی ہے۔ اس سے اگلی تحریک التوا نمبر 30 جناب سعید اکبر خان صاحب اور چودھری خالد جاوید وڑائچ صاحب کی طرف سے ہے۔ جی' کون صاحب اسے پیش کریں گے؟

سرکاری ہسپتالوں میں لیبارٹریز کی خستہ حالی

جناب سعید اکبر خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبائی دارالحکومت کے مختلف علاقوں میں قائم سینکڑوں پیتھالوجیکل لیبارٹریز نیم ڈاکٹر ٹیکنیشن پیتھالوجسٹ ناقص اور غیر معیاری مشنریاں کیمیکل ادویات اور ناتجربہ کاری کئی انسانوں کی جانیں لینے کا موجب بن چکی ہیں۔ سرکاری ہسپتالوں میں لیبارٹریز کی خستہ حالی کے باعث لوگوں کا اعتماد اٹھتا جا رہا ہے۔ تمام سرکاری ہسپتالوں کے پیتھالوجسٹ نے اپنی ذاتی لیب قائم کر رکھی ہیں جہاں پر علاقوں' ہسپتالوں اور ڈاکٹروں کے معیار کے حساب سے معاوضے وصول کیے جاتے ہیں۔ ڈاکٹروں نے لیبارٹریوں کے ساتھ اپنے کمشن مقرر کر رکھے ہیں اور وہ اپنے مریضوں کو اپنی مرضی کی لیب پر بھجواتے ہیں۔

میو ہسپتال کے شعبہ پیتھالوجی کی انچارج ڈاکٹر عابدہ اقبال نے کہا کہ پرائیویٹ لیب سوائے ایک دو ناموں کے باقی سب عوام کو نقصان پہنچانے کا سبب ہیں کیونکہ وہاں صرف ڈاکٹر کا نام استعمال ہوتا ہے باقی سارا کام ٹیکنیشن خود کرتے ہیں جس سے ان کی غلط رپورٹس کے باعث مریض کی جان بھی جا سکتی ہے۔

صوبے بھر میں اکثر جگہوں پر قائم لیبارٹریز پر اکثر ٹیکنیشن ایسے بھی ہیں جو سرنج پکڑنے سے بھی قاصر ہیں اور کیمیکل کے نام تک نہیں جانتے لیکن وہ معصوم شہریوں کو ان کے میڈیکل ٹسٹوں کی مکمل رپورٹس بنا کر دے رہے ہیں اور بعض لیب والے تو ایسے ہیں کہ جہاں سرے سے ٹیسٹ نہیں ہوتے صرف رپورٹس بنا کر دے دی جاتی ہیں۔ جس سے صوبہ بھر کے عوام میں شدید

خوف و ہراس، بے چینی اور اضطراب پایا جانے لگا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: یہ بھی آج circulate ہوئی ہے۔ کیا اس کا جواب آ گیا ہے یا اس کا جواب بعد میں دیں گے؟

وزیر صحت: جناب والا! اگر اس کو کل تک کے لیے pend کر دیا جائے تو بہتر ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اسے کل تک کے لیے pending کرتے ہیں۔ ---- اگلی تحریک التواء نمبر 31 جناب سعید احمد خان منیس، جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو، چودھری خالد وڑائچ اور جناب سعید اکبر خان صاحب کی طرف سے ہے۔ جی کون صاحب اسے پیش کریں گے۔

راجباہ لادھوکا ضلع پاک پتن کے آباد چکوک کو پانی کی غیر موثر بہم رسانی

جناب سعید اکبر خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کیلئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ راجباہ لادھوکا(سوہاگ پاڑہ) ضلع پاکپتن کی ٹیل پر آباد چک نمبر 97/D' 92/D' 91/D' 90/D' 89/D' 88/D' 87/D' 98/D 99/D' 100/D' 101/D' 102/D' 103/D 78/D' 80/D' 81/D' 85/D' 86/D اور 104/D وغیرہ 20 سے زائد چکوک کی اکثر زمینیں نہری پانی نہ ملنے کی وجہ سے بنجر اور غیر آباد ہو گئی ہیں۔ نہری پانی کی غیر موثر سپلائی جگہ جگہ موگوں کے غیر قانونی طور پر ٹوٹنے، بعض جگہوں پر محکمہ کی ملی بھگت سے زیادہ بڑے موگے بنا لینے اور کئی سالوں سے راجباہ کی کٹائی نہ ہونے کی وجہ سے جو زمینیں غیر آباد اور بنجر ہوتی جا رہی ہیں، نہری پانی کے علاوہ دیگر ذرائع سے جو فصلیں کاشت کی جاتی ہیں وہ بھی پانی کی قلت کا شکار ہو جاتی ہیں۔ ان دیہات کے غریب کسانوں کو شہروں میں محنت و مزدوری کر کے زمین کا مالیہ اور آبیانہ ادا کرنے پر مجبور کر دیا گیا ہے۔ ان حالات میں ہزاروں خاندان بے چینی و اضطراب میں مبتلا ہیں۔ لہٰذا متذکرہ سلسلہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: جی۔ اس کا جواب آ گیا ہے؟

وزیر آبپاشی و قوت برقی ۔ جناب سپیکر! یہ آج موصول ہوئی ہے اسے کل تک کے لیے pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے ۔ کل تک کے لیے pending کی جاتی ہے۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم) ماہی پروری پنجاب، مصدرہ 1998ء

جناب سپیکر، اب legislation شروع کرتے ہیں۔ جمعہ والے دن ایک امنڈمنٹ تھی جس کے اوپر وزیر قانون صاحب نے دو اعتراض کیے تھے ۔ ایک یہ تھا کہ جو اس امنڈمنٹ کے محرک ہیں ان کے اس پر دستخط نہیں ہیں اور دوسرا اعتراض یہ تھا کہ اگر ایک ممبر سٹینڈنگ کمیٹی میں موجود ہو اور اس نے وہاں پر کوئی اعتراض نہ کیا ہو تو وہ پھر امنڈمنٹ نہیں دے سکتا۔ وزیر قانون صاحب کی طرف سے یہ دو چیزیں تھیں۔ اس کے اوپر یہ جاننے کے لیے یہ طے ہوا تھا کہ وہ ممبر جس کی طرف سے امنڈمنٹ آئی ہے کیا واقعی اس پر اس کے دستخط ہیں یا نہیں؟ یہ کام میں نے سیکرٹری اسمبلی کے ذمے لگایا تھا ۔ جہاں تک پیر شجاعت حسین قریشی صاحب سے رابطے کا تعلق ہے وہ رابطہ سیکرٹری اسمبلی نے کیا تھا اور انھوں نے فرمایا کہ جی ہاں یہ دستخط میں نے ہی کیے تھے ' نمبر 1 ۔ نمبر 2 بات یہ ہے کہ جو دستخط انھوں نے تسلیم کیے ہیں وہ دستخط ان کے حلف نامے سے مختلف ہیں اور جو یہاں حاضری لگتی ہے اس سے بھی وہ مختلف ہیں اور جو تنخواہ کی ادائیگی کے وقت وہ دستخط کرتے ہیں وہ بھی مختلف ہیں ----

جناب سعید اکبر خان، اس کا مطلب ہے کہ ان کے سارے دستخط مختلف ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں ۔ جو امنڈمنٹ کے اوپر دستخط ہیں وہ اور ہیں مگر حاضری کے دستخط بھی ایک ہیں' تنخواہ لیتے وقت بھی دستخط وہی ہیں اور حلف نامے پر بھی وہی دستخط ہیں ۔

وزیر لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ، جناب سپیکر! میرے خیال میں بہتر ہوگا کہ جناب' اس میں verification کروا لیں اور ان کے دونوں دستخط کسی expert کو بھجوائے جائیں۔

جناب سپیکر، نہیں۔ میرا خیال ہے کہ جب سیکرٹری اسمبلی کی ان سے خود بات ہوئی ہے اور جو facts میرے سامنے آئے ہیں میرا فرض بنتا تھا کہ میں وہ آپ کے گوش گزار کروں کہ اصل

حقیقت کیا ہے۔ لیکن چونکہ ایک ممبر نے ٹیلی فون پر سیکرٹری اسمبلی سے خود یہ تصدیق کی ہے کہ میں نے ہی وہ امنڈمنٹ بھجوائی ہے تو ٹھیک ہے، ہم اس کو accept کرتے ہیں کہ انھوں نے بھجوائی ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! جو تنخواہ کا بل ہے اس پر دستخط بڑی ہی احتیاط سے کیے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر، نہیں۔ اب اس پر بحث نہ کریں۔ بس ٹھیک ہے۔ وہ خود ہی بات کرتے تو اچھا تھا۔۔۔۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! انہیں پتا نہیں تھا کہ رولز سے ہٹ کر اس طرح کا کوئی اعتراض ہو گا۔

جناب سپیکر، ایک تو یہ بات تھی۔۔۔۔

وزیر قانون، جناب والا! آپ نے جو فرمایا وہ بالکل درست ہے اور جو آپ فیصلہ کریں گے وہ ہمیں قبول ہو گا۔ لیکن جس طرح ابھی سعید اکبر صاحب فرما رہے تھے کہ رولز سے ہٹ کر یہ اعتراض ہوا یہ رولز سے ہٹ کر اعتراض نہیں تھا۔ میرا اعتراض رولز کے مطابق تھا اور اگر اب بھی میں اپنی اس بات پر ذرا زور دوں، اس پر تھوڑا stress کروں کہ ایک ممبر جو اس معزز ایوان کا رکن ہے اس کے اگر تین دستخط ایک ہیں اور ایک اور ہے تو اس بات کی مزید clarification کروائی جا سکتی ہے۔ لیکن اب ہم detail میں نہیں جانا چاہتے۔ آپ جو رولنگ دیں گے اس کے مطابق چلیں گے۔

جناب سپیکر، میرا خیال ہے کہ ایک ممبر نے خود فون پر تصدیق کیا ہے تو ہم اسی کو تسلیم کرتے ہیں۔ دوسرا وزیر قانون صاحب کی طرف سے جو point اٹھایا گیا تھا، جس میں کہا گیا تھا کہ چونکہ معزز رکن نے dissenting note بھی نہیں دیا اور وہاں سٹینڈنگ کمیٹی میں انھوں نے کوئی اعتراض بھی نہیں کیا۔ تو کیا اب وہ amendment دے سکتے ہیں یا نہیں؟ وزیر قانون صاحب! اس بات اگر تھوڑی مزید وضاحت فرما دیں تو بہتر ہوگا۔ کیونکہ ہمارے رولز میں کوئی ایسی قدغن نہیں، کوئی ممانعت اور کوئی رکاوٹ نہیں۔

وزیر قانون: جناب والا! اس سلسلے میں آپ اگر مجھے تھوڑی سی مہلت دے دیں تو میں وضاحت کر دوں گا۔ کیونکہ اسی ایوان کی رولنگز موجود ہیں، میں انتہائی وثوق کے ساتھ عرض کرتا ہوں کہ میرے

ہی ایک نکتۂ اعتراض پہ' اس وقت میں مجلس قائمہ برائے لوکل گورنمنٹ کا چیئرمین تھا۔ ہماری کمیٹی کے ایک ممبر چودھری حنیف صاحب تھے' جن کا تعلق بھی راولپنڈی سے تھا اور انھوں نے کمیٹی میں اپنا dissenting note نہیں دیا تھا۔ جب ایوان میں انھوں نے بات کرنی شروع کی تو میں نے point out کیا' تو اس پہ باقاعدہ سپیکر صاحب نے رولنگ دی تھی۔ وہ میں جناب کی خدمت میں پیش کر دوں گا' آپ بے شک ابھی اس پہ اپنی رولنگ pend فرمالیں۔

جناب سپیکر: تو ٹھیک ہے' اس point پہ رولنگ pending کرتے ہیں' meanwhile میں منیس صاحب کو اپنی amendment پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں۔ منیس صاحب! آپ نے اپنی ترمیم تو پیش کر دی تھی' اس پہ debates ہونی تھیں۔ تو پھر آپ شروع کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! مجھے تو یاد نہیں کہ وزیر قانون صاحب نے اسے oppose کیا تھا یا نہیں۔

جناب وزیر قانون: جناب والا! میں نے oppose کیا تھا۔

جناب سعید احمد خان منیس: شکریہ' جناب والا! یہ ایک بل ہے جو کہ حکومت نے The Punjab Fisheries (Amendment) Bill, 1998. کے نام سے پیش کیا ہے اور حکومت اس کے ذریعے Punjab Fisheries Ordinance,1961(XXX of1961) کے دو sections ، Section 17 اور Second Schedule میں ترمیم کرنا چاہتی ہے۔ بنیادی طور پر حکومت چاہتی ہے کہ جو سزائیں مقرر کی گئی ہیں انھیں enhance کیا جائے۔ حکومت Section 17 میں دی گئی سزا کو تین ماہ سے بڑھا کر دو سال کرنا چاہتی ہے' پانچ سو روپے سے بڑھا کر دس ہزار کرنا چاہتی ہے۔ اسی طرح سو روپے سے بڑھا کر تین ہزار کرنا چاہتی ہے۔ پھر Second Schedule میں سیریل نمبر 1,2,3&4 میں 25 روپے سے بڑھا کر پانچ ہزار روپے کرنا چاہتی ہے اور سیریل نمبر 5,6 &7 میں 25 روپے سے بڑھا کر ایک ہزار روپیہ کرنا چاہتی ہے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہاں بات quantum of punishment بڑھانے کی نہیں۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ Fisheries Department has failed to produce good results' اگر دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ محکمہ خود اتنے cases عدالتوں میں نہیں بھیج رہا جس سے انھیں یہ ضرورت محسوس ہو کہ یہ سزائیں بڑھائی جائیں۔ اگر عدالت میں مقدمات زیادہ

تعداد میں بھیجے جائیں' ان پہ سزائیں بھی ہوں تو پھر existing punishments میں ہی کام کیا جا سکتا ہے۔ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر فشریز کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ سال 1995-96ء میں انھوں نے 5115 مقدمات درج کیے' 1996-97ء میں 5254 مقدمات درج ہوئے جبکہ 1997-98 میں 4584 مقدمات درج کیے گئے ' یعنی 1997-98ء میں مقدمات کے اندراج میں کمی آئی۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ quantum of punishment والی بات نہیں' صرف قانون کو with letter and spirit follow نہیں کیا جا رہا۔ جناب سپیکر! میں نے ابھی آپ کے سامنے درج ہونے والے مقدمات کی تعداد پیش کی ہے' اس کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ آگے عدالت میں جو مقدمات بھجوائے گئے ہیں وہ بہت کم ہیں اور ہر آنے والے سال میں اس میں مزید کمی ہوتی جا رہی ہے۔ 1995-96ء میں 1049 مقدمات عدالتوں میں بھجوائے گئے' جن میں سے صرف 670 مقدمات کے فیصلے ہوئے ۔ اسی طرح 1996-97ء میں 957 مقدمات عدالتوں میں بھیجے گئے جن میں سے 594 مقدمات کے فیصلے ہوئے۔ جبکہ 1997-98ء میں 641 مقدمات عدالتوں کو بھیجے گئے' جن میں سے 361 مقدمات کے فیصلے ہوئے۔ اس سے آپ اندازہ فرما سکتے ہیں کہ مقدمات جو عدالتوں میں بھجوائے گئے سال بہ سال ان کی تعداد میں کمی آتی گئی اور پھر آگے عدالتوں کے فیصلوں کی تعداد بھی سال بہ سال کم ہوتی چلی گئی ہے۔ تو اس سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ محکمے کی slackness ہے' اس میں quantum of punishment زیادہ involve نہیں۔ جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ اس محکمے کی کارکردگی کو scrutinize کرنے کی ضرورت ہے' اسے sound-footing پہ ڈالنے کی ضرورت ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر efficiency کو صحیح نہیں کیا جائے گا تو پھر ایک دن اس محکمہ فشریز کو wind up کرنا پڑے گا کیونکہ اس میں colossal loss بہت زیادہ ہو جائے گا۔ میں یہ کہوں گا کہ،

This is a case of non execution of law and not the case of lesser quantum of punishments.

میں یہ چاہوں گا کہ اس معاملے کو پہلے eliciting of the opinion of the general public بھیجا جائے' متداول کیا جائے اور میں نے ابھی ہاؤس میں جو باتیں کی ہیں ان کی روشنی میں عوام کی آراء لے کر اسے ہاؤس میں پیش کیا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ جناب والا! جس طریقے سے اس کی quantum of punishment بڑھا گئی ہے اس کی اگر percentage دیکھی جائے تو وہ

بہت زیادہ بنتی ہے۔ انھوں نے تین مہینے کے بجائے دو سال کر دیے ہیں' پانچ سو روپے سے بڑھا کر10 ہزار کر دیے ہیں اور ایک ہزار سے بڑھا کر تین ہزار روپے کر دیے ہیں۔ اگر اس percentage کو دیکھا جائے تو یہ بہت زیادہ ہے۔ بجائے اس کے کہ محکمہ کو ایسے lever دیا جائے کہ وہ کرپشن بڑھائیں' کیونکہ جہاں quantum of punishment بڑھے گی تو وہاں محکمے کے صوابدیدی اختیارات بھی بڑھ جائیں گے' جس میں کرپشن کے مواقع بڑھ جائیں گے۔ لہٰذا ہمیں ایسی قانون سازی کرنے کی کیا ضرورت جس میں کرپشن کو فروغ ملے یا جو بعد میں نقصان دہ ثابت ہو؟ جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز ہاؤس سے بھی یہی درخواست کروں گا کہ اس ترمیمی بل کو زیر غور لانے سے پہلے' اسے عوام کی رائے کے لیے متداول کیا جائے۔ شکریہ۔

وزیر جنگلات و ماہی پروری (ملک سلیم اقبال): جناب سپیکر! معزز و محترم قائد حزب اختلاف نے Punjab Fisheries(Amendment) Bill, 1998. کے حوالے سے جو ترامیم دی ہیں' میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہمیشہ رسمی اور روایتی ترامیم دینے کے عادی ہیں۔ جناب والا! 38 سال بعد مختلف قسم کے لائسنسوں کی فیسوں میں اضافہ کیا گیا اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ شکار کے شوقین افراد کا رجحان شکار چوری کی طرف بڑھ گیا۔ بجائے اس کے کہ وہ فیس دے کر لائسنس حاصل کریں' ان کا رجحان شکار چوری کی طرف بڑھتا گیا۔ لہٰذا ہم نے محسوس کیا کہ اس طریقے سے نہ صرف یہ کہ قومی دولت ضائع ہو رہی ہے بلکہ جرمانے اور سزاؤں میں کمی کی وجہ سے شکاری یہ چاہتا ہے کہ لائسنس فیس نہ دی جائے۔ بلکہ چوری کرنے کو ترجیح دی جائے کیونکہ وہاں کو سزائیں اور جرمانے کم ہیں۔۔۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی قائد حزب اختلاف پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس جانب دلاؤں گا کہ وزرائے کرام روایتی انداز میں اپنے ڈیپارٹمنٹس کے جوابات پڑھنا شروع کر دیتے ہیں۔ تو میں آپ سے استدعا کروں گا کہ وزرا صاحبان کو یہ کہا جائے کہ بجائے پڑھنے کے اگر وہ خود جواب پیش کریں گے تو ہاؤس زیادہ بہتر انداز میں سمجھ سکے گا اور وہ خود بھی بار بار جھجک کر اور رک رک کر نہیں پڑھیں گے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی ملک صاحب!

وزیر جنگلات و ماہی پروری، جناب والا! میں نوٹس پڑھ رہا ہوں۔ لیکن پڑھ کر نہیں سنا رہا۔ بہر حال منیس صاحب نے یہ بات کہنی تھی۔ جناب والا! میں گزارش کر رہا تھا کہ جو شکاری چوری شکار کرتے ہیں صرف ان کی حوصلہ شکنی کے لیے ہم نے جو سزائیں تجویز کی ہیں ان میں اور لائسنس فیس میں توازن بگڑ گیا ہے۔اس توازن کو ٹھیک کرنے کے لیے ' اس لیے کہ حکومت کا ریونیو بھی ضائع نہ ہو اور چوری کا رجحان کم ہو'اس لیے فیسوں میں اضافہ کیا ہے۔ اس اضافے سے چوری مچھلی پکڑنے والوں کی حوصلہ شکنی بھی ہوگی' ریونیو میں بھی اضافہ ہو گا اور یہ قومی دولت جو پروٹین سے مالا مال ہے اس کا بھی تحفظ ہو سکے گا۔ لہذا میں ایوان سے گزارش کروں گا کہ پنجاب فشریز کے حوالے سے جو ترمیم قائد حزب اختلاف نے دی ہے اسے رد کیا جائے اور اس ترمیم کو پاس کیا جائے۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:-

> "That the Punjab Fisheries (Amendment) Bill 1998, as recommended by the Standing Committee on Agriculture and Forestry, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by 15th February, 1999."

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The next amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Mansis, Mr Saeed Akbar Khan, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, and Mr Mansoor Ahmad Khan.

Mr Saeed Akbar Khan may move the amendment.

MR SAEED AKBAR KHAN: Sir, I move:-

> "That the Punjab Fisheries (Amendment) Bill 1998, as recommended by the Standing Committee on Agriculture and Forestry, be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 15th

February, 1999 :-

1. Mr Saeed Akbar Khan, MPA
2. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA
3. Raja Muhammad Javed Ikhlas, MPA
4. Mr Ghulam Murtaza Maitla, MPA
5. Ch Zafarullah Cheema, MPA
6. Mian Naveed Tariq, MPA
7. Ch Muhammad Riaz, Minister for Cooperatives
8. Mian Najeeb-ud-Din Owaisi, MPA
9. Mian Tariq Mahmood, MPA."

MR SPEAKER: The motion moved is:-

"That the Punjab Fisheries (Amendment) Bill 1998, as recommended by the Standing Committee on Agriculture and Forestry, be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 15th February, 1999".

1. Mr Saeed Akbar Khan, MPA
2. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA
3. Raja Muhammad Javed Ikhlas, MPA
4. Mr Ghulam Murtaza Maitla, MPA
5. Ch Zafarullah Cheema, MPA
6. Mian Naveed Tariq, MPA
7. Ch Muhammad Riaz, Minister for Cooperatives
8. Mian Najeeb-ud-Din Owaisi, MPA

9. Mian Tariq Mahmood, MPA."

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

جناب سپیکر، جی سعید اکبر خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان، شکریہ جناب سپیکر! حکومت کی طرف سے جو ترامیم دی گئی ہیں ان میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ زیادہ سے زیادہ سزائیں دی جائیں اور جرمانے کو بڑھایا جائے۔ جو Act پہلے بنا ہوا ہے اس پر صحیح طریقے سے عمل در آمد نہیں ہوتا۔ ہم جو بھی قانون بناتے ہیں اس پر صحیح طریقے سے عمل در آمد نہیں ہوتا اور ہمارے معاشرے میں جو خرابیاں ہیں وہ اس کا راستہ روکتی ہیں اور ان میں محکمہ میں بیٹھے ہوئے افراد کا ہاتھ ہوتا ہے اور اس پر عمل در آمد نہ کرنے میں ان کی شراکت ہوتی ہے۔ ورنہ صوبے کے عوام اتنے دلیر نہیں کہ وہ چھوٹے سے جرمانے اور چھوٹی سی سزا کو بھی برداشت کر سکیں۔ وزیر موصوف نے کہا کہ ہم 28 سال کے بعد یہ جرمانے بڑھا رہے ہیں۔ لیکن مہنگائی کا توازن نہیں پیش کیا جا رہا کہ پہلے سستا تھا اور آج مہنگائی ہو گئی ہے' ہم نے اس لیے جرمانے بڑھا دیے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ جو پہلے جرمانے ہیں اگر انہی پر عمل در آمد شروع ہو اور محکمے کے افسران دیانتداری سے چاہیں کہ ان پر عمل در آمد ہو تو میں نہیں سمجھتا کہ اس طرح کے واقعات ہوں اور لوگ لائسنس کے بغیر شکار کریں۔ وہ تو خود اس میں حصہ دار ہوتے ہیں اور ان کی منتھلی طے ہوتی ہے اور چوری شکار کرنے والے ان کو منتھلی دیتے ہیں اور انہی کے ایما پر کرتے ہیں اور انہی کی رضا شامل ہوتی ہے' اس لیے غیر قانونی شکار ہوتا ہے۔

جناب والا! اس وقت جو ترمیم زیر بحث ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہم جتنے اختیارات یا سزائیں بڑھاتے جا رہے ہیں اس میں رشوت کا ریٹ بڑھتا جا رہا ہے۔ پہلے چوری شکار کرنے والے سے کم قیمت پر مک مکا کر لیتے تھے لیکن اب اس کا ریٹ بڑھ جائے گا اور جو ہماری اصل خواہش ہے کہ یہ غیر قانونی اور چوری شکار نہ ہو وہ پوری نہ ہوگی۔ جناب والا! آپ نے بھی دیکھا ہے کہ یہاں جنگل میں لکڑی چوری کی جائے یا غیر قانونی شکار کیا جائے۔ میں آپ کو مثالیں پیش کر سکتا ہوں میرے ضلع میں شکار کے پرچے ہوئے' ایک 75 سال کی عمر کے آدمی پر تیتر شکار کرنے کا پرچہ ہوا تو اس نے مجسٹریٹ کے سامنے یہ کہا کہ مجھے تو دس فٹ تک کچھ نظر نہیں آتا اور میں نے کبھی بندوق اٹھائی ہی نہیں اور مجھے پتا ہی نہیں کہ بندوق چلائی کیسے جاتی ہے لیکن میرے اوپر انھوں نے شکار کا پرچہ

کر دیا ہے۔ میں یقین سے کہہ رہا ہوں کہ یہ حقیقت ہے۔ جس طرح سعید احمد خان منیس صاحب نے پرچوں کی تفصیل بتائی ہے میرے پاس بھی تفصیل موجود ہے ان میں بھی اکثر پرچے اپنے نمبرز پورے کرنے کے لیے دیے جاتے ہیں۔ لیکن جو اصل آدمی ہیں وہ تو ان کے ساتھ شامل ہوتے ہیں اور محکمے والے انھیں support کر رہے ہوتے ہیں اور انھی کی رضا کے ساتھ غیر قانونی شکار کرتے ہیں' اس لیے ان کو کچھ نہیں ہوتا۔ وہ تو اسی طریقے سے اپنی کارروائیاں بھی کرتے ہیں اور غیر قانونی شکار بھی کرتے ہیں۔ لیکن ان کو کوئی نہیں پوچھتا کیونکہ محکمے کے آدمی ان کے ساتھ شامل ہوتے ہیں' جو کہتے ہیں کہ ہم نے اتنے پرچے درج کیے' وہ بالکل غلط ہے۔ میں on the floor of the House ایک اور بات بھی بتانا چاہتا ہوں کہ اگر کسی آدمی کا فشریز کے محکمے میں کوئی دوست لگا ہوا ہے اور اس کی اس لوکل ایریا میں کسی کے ساتھ چپقلش ہے۔ تو اس کو کہہ کر اس کے اوپر بھی پرچے درج کروا دیے جاتے ہیں۔ آپ کے بھی یہ نوٹس میں ہے اور ہمیں بھی ان حالات کا پتا ہے۔ یہ اختیارات کا تجاوز اسی طرح سے بڑھتا ہے کہ جب ہم ان کو زیادہ اختیارات دیتے ہیں۔ وہ کہیں گے کہ پہلے تو ہم 500 جرمانہ لیتے تھے اب تو یہ 5 ہزار روپیہ ہو گیا ہے۔ لازمی بات ہے اگر پہلے میری 200 روپے میں جان چھوٹ جاتی تھی اب میں ہزار پندرہ سو پر آؤں گا۔ حالانکہ وزیر موصوف شاید یہ چاہتے ہیں کہ غیر قانونی شکار رک جائے۔ جناب سپیکر! میں آپ کو یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ جب تک محکمے کے آدمی اپنی اصلاح نہیں کریں گے اس وقت تک یہ غیر قانونی شکار ختم نہیں ہو سکتا۔ اس طریقے سے عام آدمی پر رشوت کا بوجھ بڑھے گا' وہ لوگ جن کو ہم اختیارات دے رہے ہیں وہ اپنی من مانی کریں گے اور یہ لوگ غلط پرچے دیتے ہیں اور غلط کاریاں کرتے ہیں ان کا اختیار بڑھے گا۔ عام آدمی کو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا اور جو محکمہ چاہتا ہے' اور خاص طور پر جو وزیر موصوف چاہتے ہوں محکمے والے اس کو کنٹرول نہیں کر پائیں گے اور ان کی چاندی ہو جائے گی لیکن عوام کو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اسی لیے میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس ترمیم کو reconsider کرتے ہوئے اس بل کو دوبارہ سلیکٹ کمیٹی کو بھیجا جائے تاکہ وہ اس پر mind apply کرے اور عام آدمی اور ان کی کارکردگی دونوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اس پر اپنی سفارشات بھیجے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ وزیر جنگلات۔

وزیر ٹرانسپورٹ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں ایک بات جناب سعید اکبر خان صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ جو شکاری ہوتا ہے وہ چاہے اندھا بھی ہو اس کی نظر بڑی ہوتی ہے۔ جناب سعید احمد خان منیس سے پوچھیں کیونکہ ان کو شکار کا شوق ہے کہ وہ کس طرح تیتر کو دیکھ سکتے ہیں۔ 75 سال کی بات نہیں ہے یہاں تو لوگ سو سو سال میں بھی شکار کرتے ہیں۔

وزیر جنگلات و ماہی پروری، جناب سپیکر! میرے فاضل دوست نے پنجاب فشریز امنڈمنٹ بل 1999ء کے حوالے سے جو بات کی ہے۔ ان کا زیادہ زور مچھلی چوری پر اور محکمے کی کوتاہیوں کی طرف تھا۔ میں وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں اور میں یہ بھی مانتا ہوں کہ ہم سو فی صد چوری روک نہیں سکے، لیکن میں نے دیانت داری کے ساتھ یہ کوشش کی ہے کہ خواہ وہ شکار مچھلی کا ہے، تیتر کا ہے اس پر قابو پایا جائے اور اس حوالے سے مختلف قسم کی چھاپہ مار پارٹیاں تشکیل دی گئی ہیں۔ اخبارات میں اس سلسلے میں اشتہارات دیے گئے کہ اگر کسی کے پاس شکار چوری کے متعلق کوئی اطلاع ہے تو ان ٹیلی فون نمبروں پر وہ اطلاع کرے۔ ہم ان شاء اللہ تعالیٰ اس پر فوری عمل درآمد کریں گے۔ لیکن آج تک میرے دوست نے نہ زبانی نہ بالمشافہ اور نہ ہی ٹیلی فون پر مجھے یہ اطلاع دی کہ فلاں جگہ پر غیر قانونی شکار ہو رہا ہے۔ جناب والا! جب سے میں نے محکمے کا چارج لیا ہے میں نے کوشش یہ کی ہے کہ میری طرف سے کوئی کوتاہی نہ ہو۔ خواہ محکمہ جنگلات ہے، فشریز ہے یا وائلڈ لائف ہے۔ آئے دن ہم لکڑی چوروں کو پکڑتے ہیں اور کوشش کرتے ہیں کہ ان کو سزائیں دلائی جائیں۔ میں ذاتی طور پر بھی اس کے لیے کوشش کرتا ہوں۔ کمشنر، ڈپٹی کمشنر اور ڈی آئی جی کو میں خود فون کر کے کیسیز رجسٹرڈ کرواتا ہوں اور میں یہ بھی کوشش کرتا ہوں کہ میرا محکمہ اس کی پیروی کرے اور چور کو زیادہ سے زیادہ سزائیں دلوائے۔ جو انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ مہنگائی کی بات تو نہیں ہے، میں نے یہ کہا ہے کہ 38 سال کے بعد ہم نے شکار فیس میں اضافہ کیا ہے۔ اس وقت یہ فیس 30 روپے تھی جسے ہم نے بڑھا کر 300 روپے کیا ہے۔ اگر آپ شیڈول پڑھیں جس کی تفصیل آپ تک مہیا ہو چکی ہوگی۔ جناب والا! شکاری بڑا بے رحم ہوتا ہے وہ بارود سے بھی شکار کرتا ہے۔ وہ چھوٹی مچھلی کو بھی پکڑنے سے گریز نہیں کرتا اور وہ یہ چاہتا ہے کہ شام تک پورا ٹرک بھر کر گھرے جائے اور حکومت کا خزانہ ہے اس کو تباہ کرے۔ اس تباہی کو روکنے کے لیے ہم نے یہ کوشش کی ہے کہ

اس بل کے ذریعے زیادہ سے زیادہ سزائیں تجویز کی جائیں تاکہ ملک کی غذائی ضروریات بھی پوری ہوں اور ریونیو بھی ضائع نہ ہو۔ اس لیے میں معزز ایوان سے یہ درخواست کروں گا کہ ملک کی معیشت کی بہتری کے لیے جو سزائیں تجویز کی گئی ہیں وہ منظور کی جائیں۔ ترمیم جو کہ ناقابل عمل ہے اس کو رد کر دیا جائے۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is.-

"That the Punjab Fisheries (Amendment) Bill 1998, as recommended by the Standing Committee on Agriculture and Forestry, be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 15th February, 1999"

1. Mr Saeed Akbar Khan, MPA
2. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA
3. Raja Muhammad Javed Ikhlas, MPA
4. Mr Ghulam Murtaza Maitla, MPA
5. Ch Zafarullah Cheema, MPA
6. Mian Naveed Tariq, MPA
7. Ch Muhammad Riaz, Minister for Cooperatives
8. Mian Najeeb-ud-Din Owaisi, MPA
9. Mian Tariq Mahmood, MPA."

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:-

"That the Punjab Fisheries (Amendment) Bill 1998, as recommended by the Standing Committee on Agriculture and Forestry, be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now, we take up the Second Reading of the Bill. Clause 2 of the Bill is under consideration. An amendment has been received in it from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, and Mr Mansoor Ahmad Khan.

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move the amendment.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, I move:-

> "That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture and Forestry, for the words "two years", "ten thousand" and "three thousand" appearing in lines 3-4, the words "six months", "five thousand" and "one thousand" be respectively substituted.

MR SPEAKER: The motion moved is:-

> "That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture and Forestry, for the words "two years", "ten thousand" and "three thousand" appearing in lines 3-4, the words "six months", "five thousand" and "one thousand" be respectively substituted.

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ۔ جناب سپیکر! پچھلی جو ترامیم ہیں اس پر بھی وزیر فشریز نے مچھلیوں پر بہت باتیں کی ہیں، چھوٹی اور بڑی مچھلیوں پر بھی بات کی ہے۔ جناب سپیکر! میں اس

پر یہ بات کرنا چاہوں گا کہ اس ترمیم کے ذریعے چھوٹی اور بڑی مچھلیوں کے بارے میں جو انھوں نے سزا میں اضافہ تجویز کیا ہے' تو میں یہ عرض کروں گا کہ quantum of punishment کی بات ہی نہیں ہے۔ اگر وہ ٹھنڈے دل سے سوچیں گے تو ان کو اندازہ ہوگا کہ اس میں محکمے کی کوتاہیاں زیادہ ہیں۔ اگر اس میں محکمے کی کارکردگی بڑھا دی جائے' میں یہ بھی تسلیم کرتا ہوں کہ معزز وزیر صاحب کافی محنت کر رہے ہیں اور اخبارات میں اکثر پڑھتے ہیں کہ وہ چڑیا گھر پر بھی چھاپہ مارتے ہیں اور جنگلات پر بھی چھاپا لگاتے ہیں' ماشاء اللہ یہ بہت اچھی اور encouraging بات ہے کہ وزیر موصوف اپنے tour کر رہے ہیں اور کام کر رہے ہیں۔ ویسے ان کی عمر کے تقاضوں کے مطابق بھی اگر وہ زیادہ touring کر رہے ہیں تو یہ صوبے کے مفاد میں ہے۔ لیکن جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ جتنا quantum of punishment بڑھا دی گئی ہے اس کو کم کر دیا جائے۔

جناب والا! یہ چھوٹی اور بڑی مچھلیوں کے شکار پر اتنا زیادہ fine لگانا چاہتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ مناسب نہیں ہے' دوسری طرف دیکھیں کہ کون کون سے لوگ ہیں جو اس دھندے میں لگے ہوئے ہیں۔ ظاہر ہے اس میں کافی لوگ چھوٹے طبقے سے تعلق رکھتے ہیں اور غریب ہیں۔ جب ہم ان کی طرف دیکھتے ہیں تو quantum of punishment بہت زیادہ ہو جائے گی۔ جیسے میں نے اور میرے محترم بھائی نے بتایا ہے کہ اس میں کرپشن کے ریشں بڑھ جائیں گے۔ cirminal Laws میں بھی جب parallel Laws چلیں جیسے کہ CRPC ہو اور پھر ساتھ مارشل لاء ریگولیشن بھی ہو اور اس کے بعد شریعت آرڈیننس کے تحت بھی ہو' تو پھر وہاں ڈیپارٹمنٹ کو ایک لیور مل جاتا ہے۔ وہ پھر کہتے ہیں کہ اگر آپ اتنی رقم دے دیں گے تو ہم فلاں دفعہ لگا دیں گے اور اتنی رقم دیں گے تو فلاں دفعہ لگائیں گے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ جو ڈیپارٹمنٹس ہیں وہ اس لیور کو misuse کریں گے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اگر انھوں نے quantum of punishment بڑھانی ہے تو اس کو اس طریقے سے بڑھائیں کہ اس کو کم کر دیا جائے جو اس وقت propose کی گئی ہے اور جیسے میں نے اس میں عرض کیا ہے کہ دو سال کی بجائے اس کو "six months" کر دیا جائے۔ دوسرا اس میں "five thousand" کر دیا جائے اور "one thousand respectively" اس میں substitute کر دیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو میں نے چھوٹے طبقے کی بات کی ہے ان کو بھی اس سے فائدہ ہو جائے گا۔ اور گورنمنٹ کا جو مدعا ہے اور جس مقصد کے لیے وہ یہ rates of

penalties بڑھا رہے ہیں۔ اس سے ان کی خاطر خواہ آمدنی بھی ہوسکتی ہے۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر صاحب سے بھی یہ عرض کروں گا اور ہاؤس سے بھی کہ وہ اس ترمیم کو منظور کرتے ہوئے اس کا quantum of punishment کم کر دیں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ سعید اکبر خان صاحب! آپ بھی اس پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! ضرور۔ کیونکہ منسٹر صاحب بڑی محنت سے چھوٹی بڑی مچھلیوں کو پکڑنے والوں کے خلاف کارروائیاں کر رہے ہیں۔ اور انھوں نے زیادہ زور چھوٹی مچھلیاں پکڑنے والوں پر دیا ہے۔ اس ملک میں بڑی مچھلی پر تو ہاتھ ہی کوئی نہیں ڈالتا کیونکہ اس کا وزن ہی بہت زیادہ ہوتا ہے اور نہ ہی وہ پکڑی جاتی ہے۔ (قہقہے)

وزیر مال، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی۔

وزیر مال، جناب' ان کو چھوٹی اور بڑی مچھلیوں کی بڑی فکر ہے۔ منسٹر صاحب نے تو بہت رعایت کی ہے اور ایسی مچھلی کا ذکر نہیں کیا جو سارے جل کو گندا کر دیتی ہے۔ ایسی گندی مچھلی کا انھوں نے ذکر نہیں کیا۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! اگر یہ اس گندی مچھلی کا ذکر کرتے تو ہم بھی اس کا ضرور ذکر کرتے کہ شاید وہ گندی مچھلی کو پکڑنا ہی نہیں چاہتے' یا ان کو پکڑوانا ہی نہیں چاہتے۔ جناب والا! میرا اس گندی مچھلی پر بھی کوئی اتفاق نہیں اگر وہ ان کی پوری شکارگاہ کو خراب کر رہی ہے۔ تو ضرور اس کو پکڑیں۔ ان کے پاس پکڑنے کے بہت اچھے طریق کار اور اچھے ذرائع ہیں۔ اور اس کے لیے انھوں نے ایک سیل بنایا ہوا ہے جو ہر طریقے سے اس گندی مچھلی کو پکڑنے کی بجائے جن کو انھیں پکڑنا چاہیے تھا۔ اب وہ اچھی مچھلیوں کو سامنے لا کر ' پکڑ رہے ہیں۔ جناب والا! جو ترمیم حکومت لانا چاہتی ہے وہ میں آپ کے سامنے اس ہاؤس کی اطلاع کے لیے پڑھ دیتا ہوں۔

"In the Punjab Fisheries Ordinance, 1961, (XXX of 1961) hereinafter referred to as the said Ordinance, in Section 17, for the words "three months", "five hundred" and "one

hundred" . the words "two years" , "ten thousand" and "three thousand" shall respectively be substituted "

یہ حکومت چاہتی ہے کہ اس طریقے سے ہم enhance کریں۔ جناب والا! میری خواہش دیانت داری سے اس میں یہی ہے کہ جو ڈیپارٹمنٹ کی efficiency ہے یہ اس کو بڑھائیں۔ ان کی efficiency بڑھنے سے یہ تمام چھوٹی بڑی مچھلیوں کے شکار پر قابو پا لیں گے۔ یہ اپنے ڈیپارٹمنٹ کی efficiency بڑھائیں۔ ان کو efficient کریں۔ اس طرح سے یہ ضرور اس پر قابو پا لیں گے۔ لیکن جرمانوں کی شرح میں اضافہ کرنے یا اس کی سزا کو زیادہ کرنے سے حقیقتاً کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ جیسے اپوزیشن لیڈر نے کہا کہ ہم نے کافی اخباروں میں دیکھا ہے کہ وہ ضرور دورے کرتے ہیں۔ جناب والا! میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ دورے کرنے کا مقصد بھی سیاسی ہوتا ہے۔ اور اخبار میں آ جاتا ہے۔ جناب والا! یہ دورے تو اچانک کیے جاتے ہیں۔ وہ پریس والے اور ٹیلی وژن والے کہاں سے آ جاتے ہیں؟ یہ سارا کچھ اس میں ہم اپنے آپ کو شو کرنے کے لیے بھی کرتے ہیں۔ اگر ہم اس طریقے سے اپنے آپ کو شو نہ کریں اور صحیح معنوں میں ڈیپارٹمنٹ کو بہتر کرنے کے لیے یہ دورے کریں تو اس سے زیادہ افادہ حاصل ہوگا۔ بجائے اس کے کہ ہم روز یہ کہیں کہ ہم چڑیا گھر گئے' بندروں کو خوراک صحیح نہیں مل رہی تھی ہم نے وہ چیک کی۔ وہ جو کیلے تھے وہ خراب تھے۔ وہ ٹی وی پر کیسے آ جاتا ہے؟ وہ اخباروں میں کیسے آ جاتا ہے؟ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے چھاپا مارا۔ وہ چھاپا کیسا ہے جو اخباروں میں بھی آئے اور ٹیلی وژن میں آئے؟ جناب والا! اگر صحیح معنوں میں ڈیپارٹمنٹ کی اصلاح کرنی ہے تو اخباروں میں اشتہار آنے یا اپنے آپ کو show کرنے سے ہم کسی ڈیپارٹمنٹ کی اصلاح نہیں کر سکتے۔ دیانت داری سے یہ بتانے کے لیے کہ ہم بڑے efficient ہیں ہم بڑی کوشش کر رہے ہیں۔ اشتہار بازی کی ہمیں ضرورت نہیں ہے۔ جب ڈیپارٹمنٹ صحیح ہوگا' اس کی overall کارکردگی صحیح ہوگی تو پھر آپ بھی ہم بھی یہ دیکھیں گے تو تعریف ہی کریں گے' چاہے اخبار میں آئے نہ آئے۔ یہی میری گزارش ہے کہ یہ ہاؤس اس کو ضرور دیکھے اور ہمارے ساتھ تعاون کرے اور اس کو پاس نہ کرے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی منسٹر صاحب!

وزیر جنگلات و ماہی پروری: جناب والا! میرے دوست نے چھوٹی اور بڑی مچھلی کی بات کی۔ کوئی مثبت تجاویز نہیں دیں اور اس بات پر بھی زور دیا کہ اس محکمے کو فعال بنایا جائے اور چوری چکاری کو روکا جائے۔ اور یہ جو دورے کرتے ہیں یہ اس کی show off کرتے ہیں ٹیلی وژن میں اور اخبارات میں، اور یہ سب دکھاوے کا کام ہے۔ جناب والا! میرا دوست بھی اپنے زمانے میں وزیر رہا ہے۔ اور اس کے بھی فوٹو اور چھاپے ہم سب دیکھتے رہے ہیں۔ میرے خیال میں ان کو ذاتی تجربہ ہے کہ یہ صرف دکھاوے کے لیے ہی چھاپے مارا کرتے تھے۔ اور ٹیلی وژن پر اور اخبارات میں ان کے جو فوٹو گراف آتے تھے وہ بھی دکھاوے کے لیے تھے۔ میں آپ کی وساطت سے ان کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمارے چھاپے مثبت ہوتے ہیں، عملی ہوتے ہیں اور اس کے نتائج نکلتے ہیں اور ہماری کوشش بھی یہی ہے کہ ہم اپنے محکمے کو فعال بنائیں۔ اور جو رشوت ہے یا جو چوری ہے، مچھلیوں کی یا کسی قسم کی بھی، اس کو روکا جائے اور اس کو روکنے کے حوالے سے ہی اس میں ہم ترمیم لائے ہیں، تاکہ یہ جو مچھلی چوری ہوتی ہے اور اس کے شوقین اس کو چوری کرتے ہیں اور چوری سے شکار کرتے ہیں اس میں رکاوٹ پیدا ہو۔ اور اس کے ساتھ ملک کے ریونیو میں بھی اضافہ ہو اور یہ جو مچھلی کی نایاب اقسام ہیں اور پروٹین سے مالا مال ہیں ان کو تحفظ دیا جائے۔ لہٰذا میں آپ سے گزارش کروں گا کہ جو ہماری ترمیم ہے، The Punjab Fisheries (Amendment) Bill 1998 اس کو منظور کیا جائے۔

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

> That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the standing Committee on Agriculture and Forestry, for the words "two years", "ten thousand" and "three thousand" appearing in lines 3-4, the words "six months", "five thousand" and "one thousand" be respectively substituted.

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The question is:

> That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE - 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration. An amendment has been received in it from the Law Minister. He may move it.

MINISTER FOR LAW: Sir, I move:

> That for clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture and Forestry, the following be substituted -
>
> "(4) Repeal - The Punjab Fisheries (Amendment) Ordinance 1998 (XXXVI of 1998) is hereby repealed."

MR SPEAKER: The amendment moved is :

> That for clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture and Forestry, the following be substituted:-
>
> "(4) Repeal.- The Punjab Fisheries (Amendment) Ordinance 1998 (XXXVI of 1998) is hereby repealed."

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I oppose it, Sir.

جناب سپیکر، منیں صاحب اپوز کرتے ہیں۔ راجا صاحب! پہلے آپ اس کے اوپر بات کریں گے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں مختصراً عرض کروں گا۔ یہ بل جب سٹینڈنگ کمیٹی میں زیر غور لایا گیا تو اس وقت آرڈیننس نمبر 25 بابت سال 1998ء نافذالعمل تھا۔ وہ آرڈیننس 3 ماہ کی مدد مکمل ختم کرنے پر ختم ہو چکا ہے۔ اب آرڈیننس 36/1998 نافذ ہے لہذا اس کا نام تحریر کیا جانا مقصود ہے۔ اس لیے میری استدعا ہے کہ اس ترمیم کو منظور فرمایا جائے۔

جناب سپیکر، منیس صاحب! آپ بات کرنا چاہتے ہیں؟ جی فرمایئے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! اس پر پہلے متعدد بار بات ہو چکی ہے۔ اب میں صرف ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ یہ ایک ایسی چیز ہے جو بار بار پوائنٹ آؤٹ کی جا چکی ہے لیکن حکومت اس میں کوئی دلچسپی نہیں لینا چاہ رہی۔ اس میں صرف آرڈیننس کا نمبر تبدیل کرنے والی بات معزز وزیر قانون صاحب نے کی ہے' میرے خیال میں وہ مناسب نہیں ہے۔ پہلا آرڈیننس 8 ستمبر 1998ء کو 25/1998 جاری کیا گیا تھا جس کی مدت Under Article 128 (2) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan تین ماہ تھی جو 7 دسمبر کو ختم ہو گئی۔ لیکن اس کے بعد آرڈیننس نمبر 36/1998 پھر جاری کیا گیا جو کہ 30 دسمبر 1998ء کو جاری کیا گیا۔ تو اگر آپ اس کے درمیان میں دیکھیں گے تو 20 سے 24 دن ایسے ہیں کہ یہ لاء بغیر آرڈیننس کے رہا ہے تو میں صرف یہ پوائنٹ آؤٹ کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں معزز وزیر قانون' حکومت اور محکمہ قانون کو چاہیے کہ اس کو اپ ڈیٹ کرنے کے لیے کم از کم 3 مہینے پہلے دوبارہ جاری کر دینا چاہیے تھا۔ تو میں اسے ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں اور میں پہلے آپ سے استدعا بھی کر چکا ہوں کہ ہم یہ چیز جو بار بار پوائنٹ آؤٹ کر رہے ہیں آپ اس طرف حکومت کی توجہ ضرور دلوائیں۔

جناب سپیکر، جی' ٹھیک ہے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:-

> That for Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture and Forestry, the following be substituted:-
>
> "(4) Repeal.- The Punjab Fisheries (Amendment) Ordinance

1998 (XXXVI of 1998) is hereby repealed."

(The motion was carried)

MR SPEAKER: Now, the question is:

That the Clause 4 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. An amendment has been received in it from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan.

جناب سپیکر، میں اس کے اوپر رولنگ دے رہا ہوں،

Some members of the Oppositon had floated almost identical amendment in sub-clause (1) of Clause 1 of the Punjab Shops and Establishments (Security) Bill 1998 proposing that for the figure "1998" the figures "1999" be substituted. Similarly, another such amendment was contemplated in sub-clause (1) of Clause 1 of the Lahore Development Authority (Second Amendment) Bill 1998 to the effect that for the words "Second Amendment", the words "First Amendment" and for the figure "1998", the figure "1999" be substituted.

The Law Minister opposed the amendment on both the occasions on the technical ground that the proposed amendment was frivolous because after the passage of a Bill, the Assembly Secretariat, with the approval of the Speaker, could take care of such matters under rule 200 of the Rules of Procedure of the

Provincial Assembly of the Punjab 1997. It was in that background that the House did not adopt the amendments.

I thorougly considered the matter in respect of the said two Bills; and, ruled that:-

(a) Since the Bills had been passed in the year 1999, the Assembly Secretariat, with the approval of the Speaker, was competent to make necessary corrections or consequential amendments by replacing in the relevant clause the words "second Amendment" with the words "First Amendment", and the figure "1998" with the figure "1999";

(b) the proposed amendment was meaningless and frivolos within the meaning of clause (f) of rule 106 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997; and

(c) no amendment for the purpose was required to be passed by the Assembly.

Since the amendment in hand is identical, the above decision is squarely applicable. In these circumstances, the amendment is not in order and is accordingly disallowed.

MR SPEAKER: Now, the question is:

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is :

That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law:

MINISTER FOR LAW: Sir, I move that the Punjab Fisheries (Amendment) Bill 1998 be passed.

MR SPEAKER: The motion moved is:

That the Punjab Fisheries (Amendment) Bill 1998 be passed.

(Not opposed)

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

That the Punjab Fisheries (Amendment) Bill 1998 be passed.

(The motion was carried)

The Bill was passed.

جناب سپیکر، اجلاس صبح 9.30 تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیرھواں اجلاس)

منگل '2 فروری 1999ء

(یوم الثلاثہ '15۔ شوال المکرم' 1419ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 10 بجے زیر صدارت جناب سپیکر چودھری پرویز الٰہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى ﴿١٤﴾ وَذَكَرَ اسْمَ
رَبِّهٖ فَصَلّٰى ﴿١٥﴾ بَلْ تُؤْثِرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ﴿١٦﴾ وَالْاٰخِرَةُ خَيْرٌ وَّ
اَبْقٰى ﴿١٧﴾ اِنَّ هٰذَا لَفِي الصُّحُفِ الْاُوْلٰى ﴿١٨﴾ صُحُفِ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى ﴿١٩﴾

سورۃ الاعلٰی آیات 14 تا

بے شک وہ مراد کو پہنچ گیا جو پاک ہوا ○ اور اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرتا رہا اور نماز پڑھتا رہا ○ مگر تم تو دنیا کی زندگی کو اختیار کرتے ہو ○ حالانکہ آخرت بہت بہتر اور پائندہ تر ہے ○ یہی بات پہلے صحیفوں (مرقوم) ہے ○ (یعنی) ابراہیم اور موسیٰ کے صحیفوں میں ○

وما علینا الا البلا

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ صحت)

جناب سپیکر، آج محکمہ صحت کے سوالات ہیں۔ سب سے پہلا سوال میاں عبدالستار صاحب کا ہے۔

X-RAY پلانٹس

*274۔میاں عبدالستار(PP-234)، کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

ضلع رحیم یار خان میں کتنے رورل ہیلتھ سنٹروں پر ایکس رے پلانٹس لگائے گئے ہیں اور ان پر کتنے ایکس رے اپریٹر تعینات کئے گئے ہیں۔ باقی سنٹرز میں کب تک ایکس رے پلانٹس نصب کر دیے جائیں گے؟

وزیرصحت(راجہ اشفاق سرور)،

ضلع رحیم یار خان میں کل 19 رورل ہیلتھ سنٹرز ہیں۔ جن میں سے 17 رورل ہیلتھ سنٹرز میں ایکسرے پلانٹ نصب کیے جا چکے ہیں اور 11 رورل ہیلتھ سنٹرز میں X-RAY Operator تعینات ہیں بقیہ دو رورل ہیلتھ سنٹرز Pacca Laran اور سجہ(Sehja)میں ایکسرے پلانٹ فنڈز کی دست یابی کے بعد نصب کر دیئے جائیں گے۔

میاں عبدالستار، جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ بقیہ ایکس رے آپریٹرز کب تک بھرتی کر دیے جائیں گے؟ کیوں کہ ایکس رے پلانٹ کا ایکس رے آپریٹر کے بغیر کوئی فائدہ نہیں۔

وزیرصحت (راجہ اشفاق سرور)، جناب والا! میں نے فاضل دوست کے question raise کرنے کے بعد already سترہ کے سترہ پر ایکس رے اپریٹرز کے آرڈر کر دیئے ہیں اور وہ appoint ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر، اگلا سوال بھی میاں عبدالستار صاحب کا ہے۔

محکمہ صحت کے دفاتر / رہائش گاہیں

*331۔میاں عبدالستار(PP-234)، کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال1985ء سے 1997ء مارچ تک محکمہ صحت کے کتنے دفاتر اور رہائش گاہیں کرائے کی عمارات میں تھیں۔

(ب) ان کی تزئین و آرائش 1985ء سے مارچ1997ء تک کتنی دفعہ ہوئی اور اس پر کتنا خرچ آیا۔ ہر عمارت کی علیحدہ علیحدہ تفصیل کیا ہے۔

(ج) ان عمارات کے مالکان کے نام اور پتہ جات کیا کیا ہیں۔

(د) سال1985ء سے 1996ء کے دوران محکمہ صحت نے کتنی نئی سرکاری عمارات تعمیر کروائی ہیں۔ ہر عمارت کی تفصیل کیا ہے؟

جناب سپیکر، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) سال 1985ء سے 1997ء مارچ تک کرائے کی عمارات میں محکمہ صحت کے دفاتر اور رہائش گاہوں کی تعداد مندرجہ ذیل ہے۔

سرگودھا ڈویژن	11
راولپنڈی ڈویژن	12
گوجرانوالہ ڈویژن	4
فیصل آباد ڈویژن	9
لاہور ڈویژن	19
ملتان	5

اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) کچھ خرچ نہیں ہوا۔

(ج) عمارات کے مالکان کے نام اور پتہ جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) سال 1985ء سے 1996ء تک محکمہ صحت کے مختلف اضلاع میں جو نئی عمارات تعمیر ہوئیں، ان کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

سرگودھا ڈویژن 36 عمارات

راولپنڈی ڈویژن	18 عمارات
گوجرانوالہ ڈویژن	34 عمارات
فیصل آباد ڈویژن	60 عمارات
لاہور ڈویژن	186 عمارات
ملتان ڈویژن	6 عمارات
بہاول پور ڈویژن	45 عمارات
ڈی۔جی۔خان ڈویژن	12 عمارات

اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؟ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال جناب شاہد محمود بٹ صاحب کا ہے۔

جناب سپیکر، جناب شاہد محمود بٹ۔

جناب شاہد محمود بٹ، سوال نمبر 434

ڈاکٹروں کی تعیناتی

*434۔**جناب شاہد محمود بٹ،**۔ کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل ڈسکہ کے بی۔ایچ۔یو میں ڈاکٹروں کی اسامیاں خالی ہیں جس سے علاج کی سہولت میں عوام کو پریشانی کا سامنا ہے۔

(ب) حکومت کب تک ان بی۔ایچ۔یو میں ڈاکٹروں کی تعیناتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ تحصیل ڈسکہ کے بعض بی۔ایچ۔یو میں ڈاکٹروں کی اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ جس سے عوام کو مشکلات کا سامنا ہے۔

(ب) ڈاکٹروں کے نہ ہونے کی وجہ سے عوام کو جن مشکلات کا سامنا ہے اس کے پیش نظر حکومت نے خالی B-H-U میں contract پر ڈاکٹروں کی بھرتی کا فیصلہ کیا ہے ان

ڈاکٹروں کی تعیناتی اخبارات میں اشتہار کے بعد مخصوص بی۔ایچ۔یو کے لیے کی جائے گی۔ دوران ملازمت ایک جگہ سے دوسری جگہ تبادلہ نہ ہو سکے گا۔ غیر تسلی بخش کارکردگی اور غیر حاضری کی بناء پر ڈاکٹرز کو فوری برخاست کیا جا سکے گا۔ حکومت کے اس اقدام سے عوام کو صحت کی بہتر سہولتیں مہیا کی جا سکیں گی۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں نے یہ ضمنی سوال 3-4-97 کو کیا تھا پونے دو سال کا عرصہ گزر گیا ہے لیکن اس کے باوجود ان بنیادی ہیلتھ یونٹوں میں ڈاکٹروں کی تعیناتی نہیں کی گئی۔ کیا اس صدی کے اندر اندر بنیادی ہیلتھ سنٹرز میں ڈاکٹرز کی تعیناتی ہو جائے گی؟

وزیر صحت، جناب والا! میں اپنے فاضل دوست کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ حکومت کی جو نئی پالیسی ہے۔ اس کے تحت ہم کنٹریکٹ پر ڈاکٹر بھرتی کر رہے ہیں اور اس specific ہیلتھ یونٹ کے لیے اس کو کنٹریکٹ دیتے ہیں۔اس کنٹریکٹ کے حوالے سے ہم نے 12 ڈاکٹرز رکھے ہیں اب بھی ان کے 9 ہیلتھ یونٹوں پر ڈاکٹرز تعینات نہیں ہیں۔ جن کی تعیناتی کے لیے ہم ہر ماہ اخبارات میں اشتہارات دے رہے ہیں اور کوشش ہے کہ جلد ان اسامیوں کو پر کیا جائے۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے کہوں گا یہ جو جواب لکھا گیا ہے اس کو اگر یہ پڑھیں تو آپ کو پتا چل جائے گا۔ میں نے تو یہ پوچھا تھا کہ کب تک ان کی تعیناتی ہو جائے گی۔ میں نے ایک specific وقت پوچھا تھا۔اس کا جواب جو محکمے نے دیا ہے اگر آپ پڑھیں یا وزیر موصوف خود پڑھ دیں تو زیادہ بہتر ہے۔

جناب سپیکر، نہیں' وہ جواب تو پڑھا تصور ہوا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، اس میں جو کچھ لکھا ہوا ہے' وہ تو پہلے ہی کسی کو ڈرانے والی بات ہے کہ یہ کر دیا جائے گا وہ کر دیا جائے۔اگر ایسا ہو گا تو ایسا ہو جائے گا۔ اسی وجہ سے ڈاکٹرز وہاں جا ہی نہیں رہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کنٹریکٹ پر لوگ جانا نہیں چاہتے۔ ڈرانے والی بات زیادہ ہے اور

attraction والی بات کم ہے۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! کب تک یہ process مکمل ہو جائے گا؟

وزیر صحت، جناب والا! ہر ماہ اس سلسلے میں ہماری کمیٹی بیٹھتی ہے اور مختلف اخبارات میں اشتہارات بھی دے رہے ہیں۔ میں آپ کے توسط سے اپنے فاضل دوست کو کہوں گا کہ اگر وہ ایسے ڈاکٹروں کو جانتے ہوں جو وہاں کنٹریکٹ پر تعینات ہونا چاہیں' میں فوراً ان کی تعیناتی کا حکم دوں گا۔ جوں ہی ڈاکٹرز میسر ہوئے اگلے ماہ ہوئے' اس سے اگلے ماہ ہوئے ہم ان کی تعیناتی کر دیں گے۔

جناب سپیکر، بٹ صاحب کوئی اور ضمنی سوال؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ ہر مہینے ہم کر رہے ہیں تو میں ایک ماہ تک انتظار کر لیتا ہوں۔ جناب والا! یہ دیہاتی علاقہ ہے وزیر موصوف شہروں میں تو ما شاء اللہ بہت کام کر رہے ہیں' سمارٹ منسٹر ہیں شہروں میں بڑے visit کر رہے ہیں اور ان کی بہت concentration ہے۔ ہمارے وزیر صاحب کا اس سلسلے میں بڑا contribution ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ان کی توجہ اب اگر رورل ایریاز پر بھی چلی جائے تو ہم رورل ایریاز کے لوگوں کو بھی فائدہ ہو جائے گا۔ اگلے مہینے جو اس سلسلے میں میٹنگ ہو رہی ہے اس کے متعلق یقین دہانی کروا دیں کہ میرے حلقے کے بنیادی ہیلتھ یونٹوں میں ڈاکٹروں کی تقرری ہو جائے گی تو میں ان کا مشکور ہوں گا۔

وزیر صحت، جناب والا! مجھے فاضل دوست کی وجہ سے ان کے حلقے سے شاید زیادہ انس ہو۔ اگر ڈاکٹرز میسر ہوئے تو ہم تعینات کر دیں گے۔ ہم تو اس سلسلے میں متواتر مشتہر کر رہے ہیں۔ ڈاکٹرز آنے کے لیے تیار نہیں اور جو جاتے ہیں وہ غیر حاضر ہو جاتے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ بھی میری اس سلسلے میں مدد فرمائیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! گورنمنٹ نے جب کنٹریکٹ پر ڈاکٹرز بھرتی کرنے کا اعلان کیا تھا' پالیسی بیان کی تھی تو اس وقت حکومت نے ایک بہت بڑا credit لیا تھا کہ وہ ایک بہت ہی اعلیٰ کام کر رہے ہیں۔ میں معزز وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جب سے یہ پالیسی اناؤنس ہوئی ہے اس وقت سے لے کر آج تک کتنے ڈاکٹرز کنٹریکٹ پر بھرتی ہوئے ہیں؟

وزیرصحت، جناب سپیکر! ہماری حکومت نے جب اپنی ذمہ داری سنبھالی اس وقت 500بنیادی ہیلتھ یونٹس پر ڈاکٹرز موجود تھے۔ اب ماشاء اللہ 1200 بنیادی ہیلتھ یونٹوں پر ڈاکٹرز موجود ہیں۔ ان شاء اللہ آئندہ بھی اس کا بہتر رزلٹ ہوگا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں نے تعداد پوچھی ہے کہ کتنے ڈاکٹرز بھرتی ہوئے ہیں۔

وزیرصحت، جناب والا! یہ جمع تفریق کا بہت خیال رکھتے ہیں۔ 700 کا اضافہ ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال جناب شاہد محمود بٹ صاحب کا ہے۔

غیر معیاری ادویات بنانے والی کمپنیوں کے خلاف کارروائی

*1038۔جناب شاہد محمود بٹ۔ کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وفاقی حکومت نے محکمہ صحت پنجاب کی سفارش پر چند غیر معیاری ادویات ساز کمپنیوں کے لائسنس منسوخ کرنے کی سفارش کی تھی۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت نے ان غیر معیاری دوا ساز کمپنیوں کے خلاف کیا کارروائی کی ہے اور کیا ان کے لائسنس منسوخ ہو چکے ہیں؟ نیز ان غیر معیاری دوا ساز کمپنیوں کے نام اور کارروائی کی تفصیل بیان کی جائے۔

وزیرصحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ صحت نے چیف منسٹر پنجاب کی ہدایت پر جعلی و غیر معیاری ادویات کی تیاری و فروخت کے خلاف شروع کی گئی مہم کے سلسلے میں18 ادویات ساز اداروں کی ادویات غیر معیاری پائے جانے پر وفاقی حکومت کو ان اداروں کے لائسنس منسوخ کرنے کی سفارش کی تھی۔

(ب) وفاقی حکومت نے محکمہ صحت پنجاب کی سفارش کے پیش نظر 13۔ ادویات ساز اداروں کے لائسنس منسوخ اور ایک ادارے کا لائسنس تین ماہ کے لئے معطل کر دیا جبکہ دو اداروں کی رجسٹریشن بھی منسوخ کر دی ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام ادارہ	لائسنس منسوخ
اورینٹ لیبارٹریز :(ORIENT LAB)	۔ایضاً۔
ایکو انٹرنیشنل (IPHCO INTERNATIONAL)	۔ایضاً
ملٹی فارما (MULTI PHARMA)	۔ایضاً۔
ہائیڈرو لیبارٹری :(HYDRO LAB)	۔ایضاً۔
سائرس فارما (CYRUS FARMA)	۔ایضاً۔
وینس فارما (VENUS PARMA)	۔ایضاً۔
کنٹری کاٹن (COUNTRY COTTON)	۔ایضاً۔
بینٹلے فارمیوسٹیکل (BENTLEY)	۔ایضاً۔
فالکن فارما (FOLCON PHARMA)	۔ایضاً۔
وائیٹ سن (WHITE SON)	۔ایضاً۔
شاہ برادرز (SHAH BROTHERS)	۔ایضاً۔
وریا برادرز "(VARYA)	۔ایضاً۔
ویلشن ائریا (WILSHANERIA)	۔ایضاً۔
انکاز فارمکس (ENCAS PHARMAX)	لائسنس تین ماہ کے لئے معطل
البرو فارمکس (ALBRO)	البا پول (ALBAPOL) کی رجسٹریشن منسوخ
بینٹلے فارمیوسٹیکل (BENTLEY)	بنٹیامن (BENTAMIN) کی رجسٹریشن منسوخ

ان اداروں میں سے اورینٹ لیبارٹری اور ملٹی فارما کا لائسنس بعد میں وفاقی حکومت نے انسپکشن ٹیم کی رپورٹ پر بحال کر دیا جبکہ وینس فارما اور شاہ برادرز نے ہائی کورٹ سے وفاقی حکومت کے لائسنس منسوخ کرنے کے احکامات پر حکم امتناعی لے لیا۔ ایک اور ادارے آزاد کالج کا کیس بھی ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہے۔ تاہم نو اداروں کے لائسنس تاحال منسوخ ہیں۔ جعلی و غیر معیاری ادویات کے خلاف موجودہ بھر پور مہم کے دوران 9924 میڈیکل سٹورز چیک کئے گئے جن میں سے 903 میڈیکل سٹورز قانون کی خلاف ورزی پر سیل کر دیے گئے اور 2562 میڈیکل سٹورز کے خلاف چالان کئے گئے اور صوبائی کوالٹی کنٹرول بورڈ نے 1291 کیسز ڈرگ کورٹ میں قانونی کارروائی کے لیے بھجوائے۔

اس طرح 128 ادویات ساز اداروں کی انسپکشن کی گئی ان میں سے 39 اداروں کو مکمل یا جزوی طور پر سیل (SEAL) کر دیا گیا۔ 24 اداروں کو اپنا معیار بہتر اور تسلی بخش ہونے تک ادویات بنانے سے روک دیا گیا اور 22 اداروں کو بہتری (improvement) کے لیے وارننگ دی گئی۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! اگر سوال کو پڑھا جائے تو اس میں لکھا ہے کہ 18 ادویات ساز اداروں کی ادویات کو غیر معیاری پائے جانے پر وفاقی حکومت کو ان اداروں کے لائسنس منسوخ کرنے کی سفارش کی گئی تھی۔ جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میرا ضمنی سوال یہ ہے ان 18 میں سے 16 کی تفصیل تو درج ہے اور بقیہ جو دو ادویات ساز ادارے ہیں ان کے خلاف کیا کارروائی ہوئی؟ اور ان کا یہاں پر کوئی ذکر بھی نہیں۔ اس کی تفصیل بتائی جائے۔

وزیر صحت، جناب والا! جن اداروں کے لائسنس منسوخ ہوئے، فیڈرل گورنمنٹ لائسنس منسوخ کرتی ہے، صوبائی حکومت وفاقی حکومت کو سفارش بھیجتی ہے۔ ہم نے سب کے لائسنس بھیجے جس میں سے ان کے لائسنس انھوں نے منسوخ کر دیے باقیوں کے لائسنس تین ماہ کے لیے معطل کیے گئے۔ جس طرح انکاز فارمیکس ہے اس کا لائسنس تین ماہ کے لیے معطل کیا گیا۔ ایک البرو فارمیکس ہے اس کی رجسٹریشن منسوخ کی گئی۔ صوبائی حکومت فی الحال وفاقی حکومت کو سفارش بھیجتی ہے۔ اب جو ہم نے کیا ہے یہ کیا ہے کہ ڈرگ ایکٹ میں ترمیم کی سفارش بھیجی ہے اس سے صوبائی حکومت کے اختیارات میں بہتری اور مضبوطی آئے گی۔ اس وقت اس پر ایکشن فیڈرل گورنمنٹ کی طرف سے ہوتا ہے۔

جناب شاہد محمود بٹ، وزیر موصوف جو کچھ فرما رہے ہیں ٹھیک ہے۔ اس سلسلے میں میرا ایک اور ضمنی سوال یہ ہے کہ پانچ فارمیوسٹیکل کمپنیاں ہیں انھوں نے کسی نہ کسی طریقے سے stay لے لیا۔ 18 میں سے باقی 13 کمپنیاں ایسی ہیں ہونی چاہییں جن کے لائسنس منسوخ ہونے چاہییں۔ لیکن انھوں نے ذکر کیا ہے کہ تاہم 9 اداروں کے لائسنس منسوخ ہیں۔ حالانکہ ان کی تعداد 13 ہونی چاہیے۔ سوال کے جواب میں کچھ تضاد پایا جاتا ہے اس کی وضاحت کر دیں۔

وزیرصحت، جناب والا! میں فاضل دوست سے گزارش کروں گا۔ اگر یہ گنتی کریں تو 13 ہی بنتے ہیں۔ اگر آپ اورینٹ لیبارٹری سے لے کر ویلش ایریا تک جائیں تو یہ 13 بنتے ہیں۔

جناب شاہدمحمود بٹ، جناب والا! میں اپنی بات دہرا دیتا ہوں آپ نے لکھا ہوا ہے کہ ان اداروں میں سے اورینٹ لیبارٹری اور ملٹی فارما کا لائسنس بعد میں وفاقی حکومت نے انسپکشن ٹیم کی رپورٹ پر بحال کر دیا۔ یعنی دو کا بحال ہو گیا۔جب کو وینس فارما اور شاہ برادرز نے ہائی کورٹ سے وفاقی حکومت کے لائسنس منسوخ کرنے کے احکامات پر حکم امتناعی لے لیا۔اس طرح 4 ہو گئے۔ ایک اور ادارے آزاد کاٹیج کا کیس بھی ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہے۔ اس طرح 5 ہو گئے، جنھوں نے کسی نہ کسی طرح سے stay لے لیا۔ تاہم 9 اداروں کے لائسنس ابھی منسوخ ہیں۔جناب والا! اگر 18ٹوٹل ہیں تو باقی 13 بچنے چاہییں۔جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ محکمہ صحت نے درست جواب نہیں دیا۔

جناب سپیکر، بٹ صاحب آپ پوچھنا کیا چاہتے ہیں؟

جناب شاہدمحمود بٹ، محکمے نے ان کو صحیح طرح سے جواب نہیں دیا۔ سوال اور جواب میں تضاد پایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر، بٹ صاحب! اس میں آپ کا یہ خیال ہے کہ نو اداروں کے لائسنس منسوخ نہیں ہیں۔

جناب شاہدمحمود بٹ، 9 اداروں کے نہیں زیادہ کے ہونے چاہییں۔ پہلے انھوں نے کہا کہ 18 اداروں کے ہم نے لائسنس منسوخ کیے۔ اب اٹھارہ میں سے پانچ لیں۔ ہائی کورٹ سے stay لیا ہے بحال ہو گئے کسی نہ کسی طریقے سے تو 13 بچنے چاہییں تھے۔ انھوں نے کہا کہ سو نہیں تھے چودہ تھے۔ اگر تیرہ میں سے پانچ نکالیں تو آٹھ بچتے ہیں۔ پھر یہ 9 کا ذکر بیچ میں کہاں سے آگیا؟ اس میں سوال کا جواب واضح نہیں ہو رہا۔

وزیرصحت ، جناب والا! ان کا پوائنٹ ٹھیک ہے۔ اس میں سے ایک کو دوبارہ فیڈرل گورنمنٹ سے اجازت مل گئی تھی۔ دو کو stay ملا ہوا ہے۔ اور تین کا ابھی تک کورٹ میں کیس subjudice ہے۔ تو یہ ٹوٹل اتنا ہی بن جاتا ہے۔

جناب سپیکر، وہ ایک والی کسر نکل گئی ہے۔ اگلا سپلیمنٹری۔

جناب شاہد محمود بٹ، جن فارما سیوٹیکل کمپنیوں کی رجسٹریشن یا لائسنس کینسل کیے گئے۔ ان کی ادویات مارکیٹ میں سٹوروں پر تھیں۔ کیا مارکیٹ سے وہ ادویات بھی اٹھائی گئی ہیں یا وہ غیر معیاری ادویات استعمال میں آ گئی ہیں؟

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب!

وزیر صحت، اگر سٹور سیل ہوا تو وہ ادویات اندر ہی رہتی ہیں۔ جب تک فیصلہ نہ ہو سٹور میں سے ادویات فروخت نہیں ہو سکتیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، یہ آخر میں ایک سمری ہے۔ کہ اس طرح 128 ادویات ساز اداروں کی انسپکشن کی گئی۔ ان میں سے 39 اداروں کو مکمل یا جزوی طور پر سیل کر دیا گیا۔ 24 اداروں کا اپنا معیار تسلی بخش ہونے تک ادویات بنانے سے روک دیا گیا۔ اور 22 اداروں کی improvement کے لیے وارننگ دی گئی۔ اس کا مطلب ہے کہ 128 انسپکشنز کی گئیں۔ اس میں سے 39 سیل کیے گئے۔ 24 کا بھی تسلی بخش رزلٹ نہیں تھا۔ یہ 128 میں سے 85 کمپنیاں غیر معیاری طور پر مارکیٹ میں کام کر رہی تھیں۔ لیکن جو لائسنس منسوخ کیے گئے شروع میں پہلے سوال میں جواب دیا گیا تھا۔ وہ تھا کہ اٹھارہ دوا ساز اداروں کے غیر معیاری ہونے پر لائسنس منسوخ کیے گئے ہیں۔ جبکہ یہاں آخر میں ذکر کیا گیا ہے کہ 128 کو چیک کیا گیا اور 39 کو سیل کیا گیا اور 22 کو وارننگ دی گئی۔ اس میں بھی آپ دیکھیں' (الف) جز میں اور اس میں کوئی misclarification ہے۔ ہمیں اس کی سمجھ نہیں آ رہی ذرا اس کی وضاحت کر دی جائے۔

وزیر صحت، sealing کا تعلق منسوخی لائسنس سے نہیں۔ منسوخ لائسنس فیڈرل گورنمنٹ سے ہوتا ہے سیل صوبائی گورنمنٹ کر سکتی ہے۔ تو صوبائی گورنمنٹ نے جا کر سیل کیا۔ سفارشات کیں۔ جو منسوخ ہوئے۔ منسوخ فیڈرل گورنمنٹ سے ہوتا ہے۔ سیل صوبائی کوالٹی کنٹرول بورڈ کرتا ہے۔

جناب سپیکر، جی بٹ صاحب!

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! میں ان کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر، نیکسٹ سوال مولوی محمد سلطان عالم انصاری صاحب کا۔

وزیرصحت، جناب والا! میں اس سوال کے بارے میں گزارش کروں گا کہ پچھلی دفعہ یہ سوال اس فلور پر آیا تھا۔ سپیکر صاحب نے اس وقت فرمایا تھا کہ مولوی صاحب سے آپ بات کریں۔ مولوی صاحب میرے چیمبر میں آئے اور اس سوال پر ان کے ساتھ پوری discussion ہوئی تھی۔ اور وہ اس سوال پر مطمئن تھے۔ جب یہ سوال print out کے لیے آیا تو میں نے کل بھی مولوی صاحب کو دیکھا تو وہ یہاں اسمبلی میں موجود نہیں تھے' ورنہ میں ان کو گزارش کرتا۔ کیونکہ ان کو اس پر مطمئن کر دیا گیا تھا۔

جناب سپیکر، نیکسٹ سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔

وزیرصحت، ان کا سوال بھی' بلکہ یہ دونوں سوال ہی پچھلی دفعہ اجلاس میں آئے تھے اور دونوں فاضل اراکین اسمبلی کو مطمئن کیا گیا تھا۔

جناب سپیکر، وہ آج ویسے آئے بھی نہیں ہیں۔ نیکسٹ سوال بھی حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ چودھری خالد جاوید وڑائچ تشریف نہیں رکھتے۔ نیکسٹ سوال بھی انہی کا ہے۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب سعید الحق ڈوگر صاحب۔

جناب سعید الحق ڈوگر، 1828

جنرل کیڈر ڈاکٹرز کا سروس سٹرکچر

*1828۔جناب سعید الحق ڈوگر، کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے۔

(الف) سال 1993ء میں محکمہ صحت میں موجود جنرل کیڈر ڈاکٹرز کا سروس سٹرکچر منظور ہونے کے بعد گریڈ 17' 18' 19 اور 20 میں کل کتنی اسامیاں ہیں۔

(ب) سروس سٹرکچر کی منظوری کے بعد کتنے ڈاکٹرز گریڈ 19,18,17 اور 20 میں کام کر رہے ہیں اور کتنی اسامیاں خالی ہیں۔

(ج) سروس سٹرکچر کی منظوری کے بعد اب تک کتنے ڈاکٹرز کو گریڈ 18 ,19 اور 20 میں ترقی دی گئی ہے اور کتنے ڈاکٹروں کو ترقی نہیں دی گئی نیز ان کو ترقی نہ دینے کی وجوہات کیا

ہیں؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) جنرل کیڈر ڈاکٹرز کا سروس سٹرکچر 1993ء میں منظور ہونے کے بعد گریڈ 17 میں 5087 اسامیاں، گریڈ 18 میں 3324 اسامیاں، گریڈ 19 میں 1280 اسامیاں اور گریڈ 20 میں 92 اسامیاں ہیں۔

(ب) سروس سٹرکچر کی منظوری کے بعد گریڈ 17 میں 4116 ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں۔ گریڈ 18 میں 943 ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں۔ گریڈ 19 میں 106 ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں اور 66 ڈاکٹرز کی گریڈ 19 میں ترقی کا کیس آخری مراحل میں ہے جبکہ گریڈ 20 میں 8 ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں اور دو مزید ڈاکٹرز کی ترقی کا نوٹیفکیشن S&GAD نے کیا ہے اور اس طرح گریڈ 20 میں کام کرنے والوں کی تعداد 10 ہو گئی ہے اور 47 ڈاکٹرز کی گریڈ 20 میں ترقی کا کیس محکمہ ایس اینڈ جی۔اے۔ڈی کو بھیجا ہوا ہے۔

(ج) سروس سٹرکچر کی منظوری کے بعد گریڈ 18 میں 943 ڈاکٹرز گریڈ 19 میں 106 ڈاکٹرز کو ترقی دی جا چکی ہے۔ جبکہ گریڈ 19 میں ترقی کے لئے مزید 66 ڈاکٹرز کا کیس محکمہ ایس اینڈ جی۔اے ڈی کو بھیجا جا چکا ہے۔

سروس سٹرکچر کی منظوری کے بعد 20 ڈاکٹرز کو گریڈ 20 میں ترقی دی گئی تھی جن میں سے 8 کام کر رہے ہیں۔ جبکہ 12 ریٹائر ہو چکے ہیں اس کے بعد 47 ڈاکٹرز کا کیس ایس اینڈ جی اے ڈی کو بھیجا گیا تھا جن میں سے دو ڈاکٹر ترقی پا کر ریٹائرڈ ہو گئے، دو کا کیس defer ہو گیا جبکہ دو کو گریڈ 20 میں ترقی دے دی گئی اور 41 ڈاکٹرز کا کیس تاحال ایس اینڈ جی اے ڈی میں زیر غور ہے۔ اس طرح موجودہ صورت حال اس طرح سے ہے کہ اب 10 ڈاکٹرز گریڈ 20 میں کام کر رہے ہیں۔ جن ڈاکٹرز کو ترقی نہیں دی گئی اس کی وجہ ان کا نامکمل سروس ریکارڈ ہے۔ بالخصوص ان کی ACR,s نامکمل ہیں۔ مزید براں ACR کا پہلا صفحہ ڈاکٹرز نے خود پر کر کے دینا ہوتا ہے، کچھ ACR سائن کرنے والے آفیسرز ریٹائرڈ ہو جاتے ہیں۔ محکمہ صحت نے اس ضمن میں قومی پریس میں اشتہار بھی دے

رکھا ہے۔ تاہم اب محکمہ صحت کی کوششوں سے ریکارڈ کی تکمیل میں بہتری پیدا ہو رہی ہے اور جن ڈاکٹرز صاحبان کا سروس ریکارڈ مکمل ہوتا جا رہا ہے ان کی ترقی کے احکامات بتدریج جاری کئے جا رہے ہیں۔ آخری DPC میٹنگ 98-9-19 کو ہوئی۔

جناب سپیکر: 1828۔ کافی تفصیل کے ساتھ اس کا جواب آ گیا ہے۔اس پر سپلیمنٹری نہیں تو اگلے سوال پر چلتے ہیں۔ جناب جانسن مائیکل صاحب۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال بھی انہی کا ہے۔ حاجی امداد حسین صاحب۔

حاجی امداد حسین: 1895۔

حلقہ پی۔پی118 میں سرکاری ہسپتالوں کے کوائف

*1895۔حاجی امداد حسین: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

حلقہ پی۔پی 118 لاہور میں کل کتنے ہیلتھ سنٹر، ڈسپنسریاں اور کتنے ہسپتال سرکاری ہیں۔ ان کے نام، جگہ اور جو افراد تعینات ہیں ان کی تفصیل علیحدہ علیحدہ بتائی جائے؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور):

حلقہ پی پی 118 میں ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر کے زیر انتظام درج ذیل ادارہ کام کر رہا ہے۔

گورنمنٹ ڈسپنسری ہربنس پورہ (گوالہ کالونی)

نام	عہدہ
1۔ ڈاکٹر عاطفہ ناہید	وومن میڈیکل آفیسر
2۔ دلدار احمد	ڈسپنسر
3۔ صابر شکور	ڈسپنسر
4۔ بہرام خان	نائب قاصد
5۔ رفیق مسیح	خاکروب

جناب سپیکر: کوئی سپلیمنٹری؟

حاجی امداد حسین، میری گزارش یہ ہے کہ وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ گورنمنٹ ڈسپنسری ہربنس پورہ میں گوالہ کالونی میں صرف ایک ہیلتھ سنٹر ہے۔ وہاں گوالے کم اور بھینسیں زیادہ رہتی ہیں۔ کیا وزیر صاحب فرما سکتے ہیں کہ وہاں کتنے مریضوں کا علاج کیا گیا؟ جبکہ سابق مردم شماری کے مطابق پی پی-118 میں 2 لاکھ 76 ہزار ووٹرز ہیں۔ اور آج کی مردم شماری کے مطابق تقریباً 5 لاکھ ووٹرز ہیں لیکن 15 لاکھ سے زیادہ افراد یہاں رہتے ہیں۔ اور صرف ایک ہیلتھ سنٹر ہے جس میں پانچ افراد تعینات ہیں۔ اور ان کی حاضری بھی نامکمل ہے۔

جناب سپیکر، جی منسٹر ہیلتھ۔

وزیر صحت، حاجی صاحب اس ڈسپنسری میں مریضوں کی تعداد پوچھتے ہیں۔ اس کے لیے وہ مجھے سوال دیں میں ان کو وہ تعداد بھی بتا دوں گا۔ مگر لاہور میں شہر کے اندر حلقہ لاہور کے گرد و نواح میں ہمارے کافی ٹیچنگ ہسپتال اور ایسی سہولیات ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے موجود ہیں جو اس حلقے کو فیڈ کرتی ہیں۔

حاجی امداد حسین، جناب والا! میری گزارش ہے کہ قرب و جوار کی بات منسٹر صاحب نے کی۔ میں نے حلقہ 118 کی بات پوچھی ہے میں نے قرب و جوار کی بات نہیں پوچھی۔ جہاں ہیلتھ سنٹرز کی انھوں نے بات کی اگر قرب و جوار میں ہیلتھ سنٹرز ہیں تو پھر یہ گوالہ کالونی میں ہیلتھ سنٹر کا کیا کام؟ اگر گوالہ کالونی میں ایک ہیلتھ سنٹرز ہے تو باقی جگہوں پر کیوں نہیں؟

جناب سپیکر، راجہ صاحب! وہ کہہ رہے ہیں کہ میں نے صرف اسی کا ہی پوچھا ہے۔

وزیر صحت، جو انھوں نے پوچھا ہے میں نے اس سوال کا جواب دے دیا ہے۔ انھوں نے پوچھا ہے کہ میرے حلقے میں کیا ہے۔ میں نے یہ بتا دیا ہے اگر مزید اس بارے میں ان کی کوئی بات ہے تو I am ready to sit down and discuss with him اور جو ان کی سفارشات ہوں ہم اس بارے میں عمل بھی کرنا چاہتے ہیں۔ میرا یہاں کھڑے ہو کر یہ کہنے کا مقصد ہرگز نہیں کہ میں اپنے بھائیوں کو ان کے بولنے کے حق سے یا ڈیمانڈ کرنے سے روکوں۔ میں ان شاء اللہ ان کے ساتھ ہوں۔ اگر ان کی کوئی سفارشات ہیں بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں، ہم ان پر عمل کریں گے۔

حاجی امداد حسین، لیکن جناب والا! میری معزز وزیر صاحب سے ایک گزارش ہے کہ یہ پانچ افراد کی حاضری کو یقینی بنانے کا مجھے یقین دلا دیں۔ کیونکہ ان کی حاضری یقینی نہیں ہے۔

جناب سپیکر، جی ان کی حاضری کو یقینی بنایا جائے؟

وزیر صحت، ان کی حاضری کو یقینی بنایا جائے گا۔

حاجی امداد حسین، شکریہ جناب والا۔

جناب سپیکر، راؤ اقبال احمد خان صاحب۔

راؤ اقبال احمد خان، 1926۔

حلقہ پی۔پی72 میں بغیر پنکھوں کے آر۔ایچ۔سی اور بی۔ایچ۔یو کی تعداد

*1926۔راؤ اقبال احمد خان، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) حلقہ پی۔پی72 میں کل کتنے R.H.C اور B.H.U ہیں اور سال1990ء سے 1997ء تک ان کو حکومت کی طرف سے کتنے چھت والے پنکھے فراہم کئے گئے۔

(ب) کیا حلقہ پی۔پی 72 میں ایسے اب بھی بی۔ایچ۔یو ہیں جن میں چھت کے پنکھے نہ ہیں۔ ان کی تفصیل بتائی جائے؟

وزیر صحت وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)، :

حلقہ پی پی 72 میں ایک R.H.C گیارہ B.H.U کام کر رہے ہیں۔ سال 1990 سے 1997ء تک فراہم کردہ پنکھوں کی تعداد مندرجہ ذیل ہے۔ R.H.C 79, B.H.U 160

(ب) حلقہ پی پی 72 میں کوئی ایسا سنٹر نہ ہے جس میں پنکھے نہ ہوں۔

جناب سپیکر، سپلیمنٹری نہیں ہے۔ چودھری سلطان محمود گوندل صاحب۔

چودھری سلطان محمود گوندل، 1947۔

ڈسٹرکٹ ہسپتال منڈی بہاؤالدین میں عملہ اور مشینری کی کمی

*1947۔چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ ہسپتال منڈی بہاؤالدین میں الٹرا ساؤنڈ مشین موجود ہے مگر

Radiologist کی اسامی نہیں ہے اور نہ ہی میڈیکل اسپیشلسٹ ڈاکٹر موجود ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا ہسپتال میں Anaesthesist ڈاکٹر موجود ہے مگر Anaesthesia مشین موجود نہ ہے۔

(ج) اگر جز بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت عملہ اور مشینری کی ضروریات کو پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) یہ درست ہے کہ ضلع ہیڈ کوارٹر ہسپتال منڈی بہاؤالدین میں الٹرا ساؤنڈ مشین موجود ہے۔ مگر ریڈیالوجسٹ کی اسامی موجود نہ ہے اور نہ ہی میڈیکل سپیشلسٹ ڈاکٹر موجود ہے۔ امسال اس سلسلے میں ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال منڈی بہاؤالدین کے لئے ایک پی۔سی I مرتب کیا گیا ہے جس میں میڈیکل سپیشلسٹ ڈاکٹر کی اسامی کی منظوری کی درخواست بھی شامل ہے۔ محکمہ صحت پی۔سی I کی منظوری کے بعد محکمہ خزانہ کو موجودہ حکومت کی پالیسی کے تحت اس نئی پوسٹ کے لئے درخواست کرے گا۔

ایم۔ایس ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال منڈی بہاؤالدین کو درخواست کی گئی ہے۔ کہ وہ ہسپتال میں موجود کسی میڈیکل آفیسر کو الٹراء ساؤنڈ مشین کے استعمال کی تربیت دلوائیں۔ تاکہ یہ سہولت فوری طور پر عوام الناس کو بہم پہنچ سکے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں Anaesthesist موجود ہے۔ مگر Anaesthesia مشین نہیں ہے۔ مذکورہ PC-I میں اس ہسپتال کے لئے Anaesthesia مشین کی فراہمی کی درخواست بھی کی ہے جو منظوری کے بعد مہیا کر دی جائے گی۔

(ج) اس جز کا جواب اوپر جز(الف) اور (ب) میں دے دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، چودھری صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

چودھری سلطان محمود گوندل، جناب سپیکر! میں وزیر صحت سے پوچھنا چاہوں گا کہ آیا اب تک ایاس صاحب نے اس تربیت کے لیے کسی ڈاکٹر صاحب کو منتخب کر دیا ہے یا نہیں اور اس تربیت کے لیے کتنا عرصہ درکار ہو گا؟

وزیرصحت، جناب سپیکر! اس کے لیے وہاں کے ایک لوکل ڈاکٹر احسن کو کورس بھی کرا دیا گیا ہے اور اب وہ الٹراساؤنڈ کی مشین استعمال بھی کر رہا ہے۔

چودھری سلطان محمود گوندل، ٹھیک ہے جناب۔

سردار سعید انور: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ منڈی بہاؤالدین ہسپتال میں Anaesthesia Machine نہیں ہے اور Anaesthesist ہے تو جہاں Anaesthesia Machine وہاں Anaesthesist کی تقرری کا کیا جواز ہے؟

وزیرصحت، جناب سپیکر! چھوٹے آپریشنوں کے لیے Anaesthesist کی ضرورت پڑتی ہے اس کے لیے وہ استعمال ہو رہا ہے مگر میں نے گزارش کی ہے کہ ہم نے پی سی I ان شاء اللہ approve کر دیا ہے اور جلد Anaesthesia کی مشین بھی دی جائے گی۔

جناب سپیکر، اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے--- موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال جناب عبدالمنان شیخ صاحب کا ہے--- موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال بھی عبدالمنان شیخ صاحب کا ہے۔ اس کے بعد حاجی امداد حسین۔

حاجی امداد حسین، 2004۔

چلڈرن ہسپتال لاہور سے متعلق تفصیلات

*2004۔حاجی امداد حسین، کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

چلڈرن ہسپتال لاہور کا کل کتنا رقبہ ہے۔ اس کی تعمیر پر کل کتنی لاگت آئی۔ کتنے بلاک کا ہسپتال ہے۔ کتنے ڈاکٹرز' نرسیں' ڈسپنسرز تعینات ہیں اور کتنے ملازمین ہسپتال کی مرمت و تعمیر و مشینری وغیرہ کی فٹنگ کے لئے بھرتی کئے گئے اور کون کون سے ٹریڈ کے ملازمین بھرتی کئے گئے۔ بھرتی ہونے والے ملازمین کے نام' عہدہ' میرٹ اور بھرتی کرنے والے ممبران و ذمہ داران کی تفصیل بتائی جائے نیز ہسپتال کی تعمیر و تکمیل کی تاریخ، تعمیر کنندگان اور محکمہ کا نام جس کی نگرانی میں ہسپتال تعمیر ہوا بتایا جائے۔

جناب سپیکر، اسے پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔ کافی تفصیل کے ساتھ اس کا جواب آ گیا ہے۔

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)۔

چلڈرن ہسپتال لاہور کا کل رقبہ 400 کنال ہے۔ اس کی تعمیر پر 35 کروڑ لاگت آئی ہے۔ جس سے اب تک چار بلاک کا ہسپتال مکمل ہوا ہے۔ 170 ڈاکٹرز 400 نرسیں اور پانچ ڈسپنسر تعینات ہیں۔ جہاں تک ہسپتال کی مرمت و تعمیر کا مسئلہ ہے یہ محکمہ مواصلات و تعمیرات کی ذمہ داری ہے اور مشینری کی فٹنگ متعلقہ فرموں کی contractual ذمہ داری ہے۔

ہسپتال کے لئے اب تک جو ملازمین بھرتی کئے گئے ہیں اس کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس ہسپتال کی تعمیر 1991ء میں شروع ہوئی اور تکمیل شدہ حصہ کا افتتاح 18 دسمبر 1998ء کو ہوا۔ ہسپتال کی تعمیر محکمہ مواصلات و تعمیرات کی نگرانی میں ہوئی۔ تعمیر کنندگان کی فہرست مندرجہ ذیل ہے۔

LIST OF CONTRACTORS

1.	OPD	Riaz Shahzad & Co
2.	Emergency	Ch. Sharif & Co
3.	Admn. Block	Imperial Construction.
4.	Diagnostic	(a) Riaz Shahzad & Co
		(c) Ch. Sharif & Co
		(d) Ch. Associate & Co
5.	External Services	Ghulam Muhammad & Co.
6.	Ducting & False Ceiling	National Industrial Engineers.

جناب سپیکر، حاجی صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر صاحب سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میرا سوال تھا کہ،

"چلڈرن ہسپتال لاہور کا کل رقبہ کتنا ہے۔ اس کی تعمیر پر کل کتنی لاگت آئی۔ کتنے بلاک کا ہسپتال ہے۔ کتنے ڈاکٹرز، نرسیں، ڈسپنسرز تعینات ہیں اور کتنے

ملازمین ہسپتال کی مرمت وتعمیر ومشینری وغیرہ کی فٹنگ کے لیے بھرتی کیے گئے اور کون کون سے ٹریڈ کے ملازمین بھرتی کیے گئے۔ بھرتی ہونے والے ملازمین کے نام، عہدہ، میرٹ اور بھرتی کرنے والے ممبران و ذمہ داران کی تفصیل بتائی جائے نیز ہسپتال کی تعمیر وتکمیل کی تاریخ کنندگان اور محکمہ کا نام جس کی نگرانی میں ہسپتال تعمیر ہوا بتایا جائے"۔

جب کہ جناب وزیر موصوف نے یہ فرمایا ہے کہ اس ہسپتال کی تعمیر 1991ء میں شروع ہوئی اور تکمیل شدہ حصہ کا افتتاح 18 دسمبر 1998ء کو ہوا۔ میں نے تکمیل شدہ حصے کا افتتاح نہیں پوچھا، میں نے تکمیل پوچھی ہے؟

وزیرصحت، جناب سپیکر! اس کی تکمیل بھی اسی دن ہوئی جس دن افتتاح ہوا۔ اگر ان کو in writing کوئی غلط فہمی ہوئی تو میں معذرت خواہ ہوں۔ ابھی اس کے کچھ بلاک رہتے ہیں مگر ہسپتال کام کر رہا ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کا افتتاح اسی تاریخ کو کیا جس کا ہم نے ذکر کیا ہے۔

حاجی امدادحسین، میں نے میعاد نہیں پوچھی، ان کی تکمیل پوچھی ہے۔ باقی وزیر اعلیٰ صاحب نے افتتاح کیا ہے وہ تو سر ماتھے پہ، لیکن میں نے اس کی تکمیل کی تاریخ کے لیے عرض کی ہے لیکن وہ آپ نہیں فرما رہے۔

وزیرصحت، جناب سپیکر! اس کی تکمیل 18 دسمبر 1998ء کو ہوئی۔ میں آپ کو اس کی تھوڑی سی بیک گراؤنڈ بھی بتا دوں کہ یہ ہسپتال 1991ء میں شروع ہوا اور پھر 1994ء میں اس کا کام روک دیا گیا۔ پھر اس کا کام دوبارہ 1997ء میں شروع ہوا اور اس ہسپتال کو ہم نے 18 دسمبر 1998ء کو فنکشنل کیا مگر یہ ہسپتال اب بھی مکمل نہیں ہے۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب اور محکمہ صحت دن رات اس پہ کام کر رہے ہیں اور ان شاء اللہ اس ہسپتال کی تکمیل اور پورے طور پر فنکشنل جلد کر دیں گے۔

حاجی امدادحسین، جناب سپیکر! میرا ایک اورضمنی سوال ہے۔ میری گزارش ہے کہ ہسپتال کے لیے اب تک جو ملازمین بھرتی کیے گئے، کیا بھرتی پر پابندی کے باوجود بھرتی کیے گئے یا کہ بین لفٹ ہو

چکا ہے۔ کتنے بھرتی ہوئے اور اس کا میرٹ کیا تھا؟

وزیرصحت، جناب سپیکر! ہم نے اس کی زیادہ بھرتی رائٹ سائزنگ کے ذریعے کی ہے کہ ہمارے پاسپورے پنجاب میں جہاں سرپلس لوگ تھے ان کو ہم نے وہاں ٹرانسفر کیا جس کے حوالے سے کل ہمارے اپوزیشن بنچز سے تحریک بھی آئی تھی اور جس میں ہم نے کل حکم دیا تھا۔ باقی جو لوگ وہاں پر بھرتی کیے گئے وہ کنٹریکٹ پر بھرتی کیے گئے اور یہ وزیر اعلیٰ صاحب کی خصوصی اجازت سے بھرتی کیے گئے۔

جناب سپیکر، حاجی صاحب! بھرتی کیے گئے ملازمین کے پورے قواعد کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی گئی ہے۔ آپ کو کاپی ملی ہے؟

حاجی امداد حسین، جناب سپیکر! ابھی آدھا منٹ پہلے ٹیبل پہ آئی ہے۔ یہ بہت پہلے ملنی چاہیے تھی تاکہ ممبر سٹڈی کر سکے۔ بہت شکریہ' مہربانی۔

جناب سپیکر، اگلا سوال چودھری امتیاز احمد رانجھا صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری سلطان محمود گوندل صاحب۔

چودھری سلطان محمود گوندل، 2092۔

عورت کے پوسٹ مارٹم کے لیے لیڈی ڈاکٹر کی تعیناتی

*2092۔چودھری سلطان محمود گوندل، کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سوال نمبر 1083 کے جواب میں حکومت نے وعدہ فرمایا تھا کہ صوبہ کے ہر ہسپتال میں عورت کے پوسٹ مارٹم کے لئے لیڈی ڈاکٹرز کو تعینات کر دیا جائے گا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تاج بی۔بی دختر ریاض سکنہ جنڈ بوسال(F.I.R NO.275/98 تھانہ گوجرہ) کو ڈسٹرکٹ ہسپتال منڈی بہاؤالدین پوسٹ مارٹم کے لئے لایا گیا لیکن لیڈی ڈاکٹر نہ ہونے کی وجہ سے پوسٹ مارٹم دو دن کے بعد ہوا۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت ڈسٹرکٹ ہسپتال منڈی بہاؤالدین میں لیڈی ڈاکٹر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ

بتائی جائے؟

وزیرصحت(راجہ اشفاق سرور)،

(الف) صوبہ میں لیڈی ڈاکٹرز کی کمی کی وجہ سے یہ سہولت تمام ہسپتالوں کو حاصل نہ ہے تاہم اسکی کمی کو پورا کرنے کے لیے حکومت بھرپور اقدام کر رہی ہے۔

(ب) یہ بات درست ہے کہ پوسٹ مارٹم لیڈی ڈاکٹر کی چھٹی کی وجہ سے دو دن بعد ہوا۔ لیڈی ڈاکٹر کو لاہور سے بلوا کر پوسٹ مارٹم کروایا گیا ہے۔ یہاں میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ لاہور سے نہیں' یہ mis-print ہوا ہے' یہ رورل ہیلتھ سنٹر مونگ سے بلوا کر پوسٹ مارٹم کروایا گیا۔

(ج) منڈی بہاؤالدین ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں لیڈی ڈاکٹر انیلہ حبیب کام کر رہی ہیں جس کی تعیناتی دیہی مرکز صحت کھنیلہ شیخاں میں ہے' بہت جلد لیڈی ڈاکٹر کی تعیناتی اس ہسپتال میں کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر، جی' چودھری صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

چودھری سلطان محمود گوندل، جناب سپیکر! وزیرصحت سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ منڈی بہاؤالدین پوسٹ مارٹم نہ ہونے کی بنا پر نعش کو گجرات لے جایا گیا اور گجرات میں بھی کسی وجہ سے پوسٹ مارٹم نہ ہو سکا؟

جناب سپیکر، یہ اسی نعش کی بات ہے؟

چودھری سلطان محمود گوندل، جی' اسی نعش کی بات ہے۔

وزیرصحت، مجھے علم ہے یہ رورل ہیلتھ سنٹر مونگ سے لیڈی ڈاکٹر آ کر منڈی بہاؤالدین میں اس کا پوسٹ مارٹم کیا۔ تو اگر یہ رپورٹ جو مجھے مہیا کی گئی ہے میں اپنے فاضل دوست سے یہ گزارش کروں گا کا اگر یہ درست نہیں ہے تو وہ میرے علم میں لائیں' میں اس کا پورا ایکشن لوں گا کیوں کہ میں نے بیٹھ کے یہ باتیں reconfirm کی ہیں اور میں آپ کو یہ بھی بتا دوں کہ دو بجے صبح اس عورت کا قتل ہوا۔ دو بجے دوپہر کو ڈی ایچ کیو ہسپتال میں اس کی نعش لائی گئی اور پوسٹ مارٹم اگلے روز صبح

نو بجے ہوا اور ڈاکٹر کا نام بھی میرے پاس ہے جس نے پوسٹ مارٹم کیا۔ رورل ہیلتھ سنٹر مونگ کی ڈاکٹر حنا عزیز نے پوسٹ مارٹم کیا۔ تو اگر کوئی بات اس کے برعکس ہے تو میرے علم میں لائیں اور اس بات کا پورا ایکشن لوں گا۔

چودھری سلطان محمود گوندل، وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ رورل سنٹر کی لیڈی ڈاکٹر نے ہی آ کر پوسٹ مارٹم کیا یہ بات تو بالکل ٹھیک ہے۔ لیکن جب منڈی بہاؤالدین پوسٹ مارٹم نہ ہو سکا تو انھیں گجرات لے جانا پڑا اور گجرات میں بھی کسی وجہ سے پوسٹ مارٹم نہ ہوا' میں اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتا تو آخر میں مونگ کی ڈاکٹر نے اس کا پوسٹ مارٹم کیا تھا۔ یہ چیک کرا لیں اگر یہ گجرات گئے ہیں اور کسی غفلت کی وجہ سے پوسٹ مارٹم نہ ہوا ہو تو پھر اس کے خلاف ایکشن ہو جائے۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! صوبہ بھر میں ایک problem تو نہیں ہے۔ میرے سارے فاضل دوست اور آپ بھی اس بات سے متفق ہوں گے کہ ہمیں کافی problems ہیں۔ جہاں WMOs ہیں اور وہ پوسٹ مارٹم نہیں کرنا چاہتیں' اس سے ہمیں ضرور problem ہوتا ہے۔ مگر اس حوالے سے میں یہ گزارش کروں گا کہ دو دن میں نے اس لیے تسلیم کیا کہ میرے فاضل دوست نے لکھا تھا مگر 2 am صبح وہ قتل ہوئی اور ہمارے پاس ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں 2 pm کو آئی اور اگلے دن صبح 9 am پوسٹ مارٹم ہوا۔ اتنی دیر ضرور وہ وہاں موجود رہی اور WMO کی وجہ سے رہی' کیونکہ ہم نے عورت کا پوسٹ مارٹم WMO سے ہی کرانا تھا۔

جناب سپیکر، اگلا سوال سردار سعید انور صاحب کا ہے۔

تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کمالیہ میں پرائیویٹ بلاک کی تعمیر

*2107۔ سردار سعید انور، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کمالیہ میں پرائیویٹ بلاک تعمیر کیا گیا ہے۔

(ب) یہ بلاک کس محکمہ نے تعمیر کیا ہے اور اس پر کتنی لاگت آئی ہے۔

(ج) کیا یہ بلاک مکمل ہو چکا ہے۔ اگر نہیں ہوا تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)۔

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ بلاک پی۔ڈبلیو۔ڈی گورنمنٹ آف پاکستان نے تعمیر کیا ہے اور اس پر 10 لاکھ روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

(ج) یہ بلاک ابھی مکمل نہیں ہوا۔ اس پر مزید کچھ کام ہونا باقی ہے یہ بلاک وفاقی حکومت نے اپنی رقم سے شروع کیا تھا۔لیکن اس کو مکمل نہ کیا۔

سردار سعید انور، کتنا کام باقی ہے؟

وزیر صحت، میں نے اس سوال کے بعد وہاں کے متعلقہ افسران کو بلایا تھا۔ ہم نے جو latest estimate کروایا ہے' وہ 5 لاکھ 32 ہزار کا ہے اور میں نے اپنے محکمے کو حکم کیا ہے۔ اس میں ہماری limitation یہ تھی کہ پیر اسرار صاحب سینیٹر نے اپنے ڈویلپمنٹ فنڈ میں سے اس بلاک کو بنوایا اور اس پر دس لاکھ روپے لگائے۔ وہ مکمل نہیں ہوا۔ وہ اسی بات کا شکار رہا کہ وفاقی حکومت یا صوبائی حکومت کرے گی' مگر میں نے اس کی پوری ذمہ داری لیتے ہوئے اپنے پورے محکمے کو بلایا اور کہا کہ یہ پنجاب میں واقعہ ہے' پنجاب کے ہسپتال کا ایک بلاک ہے اور اسے مکمل کرنا ہماری ذمہ داری ہے۔ اس پر پانچ لاکھ 32 ہزار کا estimate لگایا گیا۔ اس کی formalities کو جلد پورا کر کے ان شاء اللہ اگلے مالی سال میں اس کو مکمل کر دیا جائے گا۔

سردار سعید انور، جناب سپیکر! میں جناب وزیر صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے جو فرمایا ہے۔ اس پر میں معلومات کے لیے یہ بھی عرض کر رہا ہوں کہ تقریباً ڈیڑھ سال ہو گیا ہے' جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے پانچ لاکھ روپے کی گرانٹ منظور کی تھی اور سیکرٹری صحت صاحب کو میرا خیال ہے کہ میں نے ہر ماہ ان پانچ لاکھ روپے کے لیے دو دو تین تین ٹیلی فون کروائے ہیں اور ملا ہوں۔ بہرحال اب میرا مسئلہ حل ہو گیا ہے۔ میں وزیر صاحب کا مشکور ہوں۔

جناب سپیکر، اگلا سوال دیوان عظمت سید محمد چشتی صاحب کا ہے' موجود نہیں ہیں۔ اس سے اگلا سوال ڈاکٹر سید خاور علی شاہ صاحب کا ہے' موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال بھی انھی کا ہے' موجود نہیں

ہیں۔ اگلا سوال میاں طارق محمود صاحب کا ہے۔

میاں طارق محمود، سوال نمبر 2233۔

ڈنگہ ضلع گجرات میں سول ڈسپنسری کی نئے سرے سے تعمیر و مرمت کرنے کے اقدامات

*2233۔میاں طارق محمود، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈنگہ ضلع گجرات میں شہر کے اندر ایک سول ڈسپنسری ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کی حالت اب استعمال کے قابل نہیں رہی۔

(ج) اگر جز(ب) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس کی ازسر نو تعمیر و مرمت کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر رکھتی تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) جی ہاں

(ب) یہ بھی درست ہے کہ ڈسپنسری کی مرمت کے بعد ہی اسے استعمال کے قابل بنایا جا سکتا ہے۔

(ج) سول ڈسپنسری ڈنگہ کی تعمیر و مرمت کا کام میاں طارق محمود ایم پی اے کے توسط سے ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی گجرات کی ترقیاتی سکیموں میں شامل کرلیا گیاہے جس کی لاگت کا تخمینہ پانچ لاکھ روپے ہے توقع ہے کہ یہ کام رواں مالی سال میں مکمل کرلیا جائے گا۔

میاں طارق محمود، میں جناب وزیر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ پانچ لاکھ روپے تو رکھے گئے ہیں لیکن یہ بات شاید صحیح نہیں کہ اس سے زیادہ رقم خرچ آتی ہے۔ اگر زیادہ رقم خرچ آتی ہے تو کیا محکمہ صحت وہ بقایا رقم فراہم کرے گا تاکہ کام مکمل ہو جائے؟

وزیر صحت، میں سب سے پہلے اس بات کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں کہ محکمہ صحت کے کام میں دلچسپی لیتے ہوئے ہمارے فاضل دوست نے اپنے ڈویلپمنٹ فنڈ میں سے پانچ لاکھ روپیہ دیا۔ میں بھی ان کا ساتھی ہوں اور مجھے علم ہے کہ یہ چھوٹی بات نہیں بڑی بات ہے۔ میں محکمہ صحت کی طرف سے ان کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں۔ دوسرا' یہ تین کمروں کا اضافہ کر رہے ہیں۔ ان شاء اللہ ان تین کمروں پر پانچ

لاکھ سے کام نہ ہوا تو یقیناً محکمہ صحت اس کو مکمل کرنے میں ضرور مدد کرے گا۔

جناب سپیکر، اگلا سوال چودھری عامر سلطان چیمہ صاحب کا ہے۔

ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہسپتال سرگودھا میں ڈپٹی نرسنگ سپرنٹنڈنٹ کی بلا ضرورت تعیناتی

*2237۔چودھری عامر سلطان چیمہ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہسپتال سرگودھا میں تقریباً ایک سو سٹاف نرسیں کام کر رہی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہسپتال میں ایک سپرنٹنڈنگ نرسنگ گریڈ 18 تعینات ہے جو ہسپتال کی ضرورت کے لیے کافی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ہسپتال میں ایک ڈپٹی نرسنگ سپرنٹنڈنٹ گریڈ 17 تعینات کر دی گئی ہے۔ جس کی اس میں ضرورت نہ ہے۔

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ ہسپتال میں گریڈ 17 کی ڈپٹی نرسنگ سپرنٹنڈنٹ تعینات کرنے کی کیا وجوہات ہیں اور کب تک گریڈ 17 کی ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کی سیٹ ختم کر دی جائے گی یا اس کا یہاں سے تبادلہ کر کے اس کو گریڈ 17 کی کسی بھی ٹیوٹر کی سیٹ پر لگا دیا جائے گا؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) درست ہے اس وقت ہسپتال ہذا میں 105نرسیں کام کررہی ہیں۔

(ب) درست ہے گریڈ 18 کی سپرنٹنڈنٹ نرسنگ ہسپتال ہذا میں تعینات ہے۔لیکن 447 بستروں پر مشتمل ہسپتال ہذا کے لئے ناکافی ہے۔یہ امر قابل ذکر ہے کہ ہسپتال کا زنانہ (گائنی) ونگ گورنمنٹ میاں مولا بخش ہسپتال میں قائم ہے۔ ہر دو شعبہ جات کا کنٹرول ان کے فرائض میں شامل ہے۔

(ج) حقیقت یہ ہے کہ گریڈ 17 میں تعینات کی گئی ڈپٹی نرسنگ سپرنٹنڈنٹ نہ ہے بلکہ یہ اسامی بھی نرسنگ سپرنٹنڈنٹ گریڈ 17 حکومت پنجاب کی چٹھی نمبری SO(dev-11)2-8/71 مورخہ 21-6-83 کی تحت مورخہ یکم جون 1983ء سے مستقل بنیاد پر منظور شدہ ہے ۔ اسامی

منظور ہونے سے قبل محکمہ کی ضرورت کو مدنظر رکھ کر ہی اسامی کو منظوری کے لئے بھجوایا جاتا ہے۔

(د) گریڈ 17 کی ڈپٹی نرسنگ سپرنٹنڈنٹ کی پوسٹ نہ ہے بلکہ یہ نرسنگ سپرنٹنڈنٹ گریڈ 17 کی اسامی ہے چونکہ مذکورہ ہسپتال 447 بستروں پر مشتمل ہے اور ہسپتال ہذا کا زنانہ (کائنی) یونٹ گورنمنٹ میاں مولا بخش ہسپتال میں قائم ہے۔ ہر دو شعبہ جات کے کنٹرول کے لئے ایک نرسنگ سپرنٹنڈنٹ ناکافی ہے۔اس لئے گریڈ 17 کی نرسنگ سپرنٹنڈنٹ کی اسامی ختم کرنے کا جواز نہ ہے ۔ مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں گریڈ 17 کی اسامی کا تبادلہ کا بھی کوئی جواز نہ ہے۔

جناب سپیکر، ضمنی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال جناب ایس اے حمید صاحب کا ہے۔

ادویات کی مد میں فنڈز بڑھانے کے اقدامات

*2269۔جناب ایس۔اے۔حمید، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) مالی سال 99-1998، گوجرانوالہ ڈویژنل ہسپتال کا مجموعی بجٹ کتنا ہے اور ہر مد میں کتنی رقم رکھی گئی ہے۔

(ب) ادویات کی مد میں کتنی رقم رکھی گئی ہے اور کیا یہ رقم ضروریات سے کم نہ ہے۔

(ج) کیا ادویات کی مد میں حکومت آئندہ سال فنڈز بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) ڈویژنل ہیڈ کوارٹر گوجرانوالہ کا مجموعی بجٹ مبلغ -/4,52,46,550 روپے ہے جبکہ ہر مد کے مطابق لسٹ لف ہذا ہے۔

(ب) ادویات کی مد میں کل رقم 60,54,200 روپے ہے اور یہ رقم ضرورت کے مطابق ہے۔

(ج) محکمہ خزانہ حکومت پنجاب تمام ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتالوں کو ان کی بیڈز کی تعداد کے مطابق ایک yardstick کے تحت فنڈز فراہم کرتی ہے حکومت اگلے سال اپنے مالی وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے ادویات کی مد میں مزید رقم فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

THE DETAILS OF BUDGET ALLOCATION FOR THE YEAR 1998-99 OF DIVISIONAL HEADQUARTER HOSPITAL, GUJRANWALA IS AS UNDER:-

Total Pay and Allowances. Rs.	29949770/-
Repair of Transport.	50320/-
Repair of Machi: Equipment.	949490/-
Repair pf Furniture & Fixt.	141840/-
T.A to G/S	167950/-
Transport of goods.	109760/-
Post & Telg:	80200/-
Telephone & Trunk Call.	201590/-
Gas Charges.	446910/-
Water Charges.	48750/-
Electricity Charges.	1860920/-
Hot & Cold Charges.	125490/-
Office Stationery.	364190/-
Printing Charges.	198770/-
News Paper/Book Charges.	30190/-
Uniform & livr:-	73280/-
Rent for Residences.	47490/-

Fair Exb: Cel:	250/-
Publicity and Advertisement.	63530/-
Cost of Other Stores.	1134420/-
Medicine Local Purchase.	1513710/-
Medicine from M.S.D	4540490/-
X-Ray Charges.	304130/-
Bedding & Clothing. Charges.	254750/-
Other Misc Charges.	2104970/-
Grand Total:	45246550/-

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! جواب میں یہ لکھا گیا ہے کہ ادویات کی مد میں کل رقم 60 لاکھ روپے رکھی گئی ہے اور گوجرانوالہ ہسپتال کا کل بجٹ 4 کروڑ 52 لاکھ روپے ہے۔ تقریباً ساڑھے سات فی صد رقم رکھی گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ فی بستر مریضوں کے علاج کے لیے yardstick کیا ہے۔

وزیر صحت، ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں فی بستر -/80 روپے ایک دن کے ہیں۔

جناب ایس اے حمید: جناب سپیکر! جب بھی ہسپتال میں مریض جاتے ہیں تو انہیں انتظامیہ کی طرف سے نفی میں جواب ملتا ہے کہ ہمارے پاس کوئی فنڈز نہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پورے پنجاب میں جو yardstick ہے یہ کب سے رائج ہے؟ کیا حکومت کی موجودہ پالیسی کے مطابق، کہ غریب لوگوں کو ادویات کی سہولت مہیا کی جائے گی، کیا اس کو revise کرنے کا پروگرام حکومت کے زیر غور ہے؟

وزیر صحت: جناب سپیکر! یہ محکمہ خزانہ سے متعلقہ بات ہے۔ مگر جس طرح فاضل دوست نے فرمایا ہے، اس کو میں endorse کرتا ہوں کہ حکومت کی پالیسی بھی ہے کہ ایمرجنسی میں اور خاص کر غریب عوام کو ادویات کی فراہمی ہمارا فرض بنتا ہے۔ ہماری سفارش اس کے لیے پہلے بھی تھی اور

آج بھی ہے اور اب بھی کئی جگہوں پر اور بھی محکمے جیسے سوشل ویلفیئر بھی شامل ہے۔ اس سے بھی بندہ مستفید ہو سکتا ہے۔ مگر میں یہ صرف محکمہ صحت کے متعلقہ بات کر رہا ہوں۔ مگر جہاں زیادہ ہو سکے تو ضرور دینا چاہیے مگر یہ yardstick محکمہ خزانہ کی طرف سے lay down کی جاتی ہے۔ انھوں نے yardstick کا پوچھا ہے کہ کب سے ہے تو وہ پانچ سال سے ہے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! کیا yardstick کو ہمیشہ محکمے کی سفارش کے مطابق تبدیل کیا جانا چاہیے؟ کیا وزارت صحت کی، پانچ سال کے عرصہ میں ادویات کی مہنگائی کی وجہ سے ان کی quantum theory میں کمی آ چکی ہے، قیمتیں تقریباً 300 فی صد بڑھ چکی ہیں۔ کیا وزارت صحت وزیر موصوف کی سربراہی میں کوئی ایسا پلان تیار کر چکی ہے کہ اب مریضوں کو ادویات بہتر طور پر مل سکیں گی؟

جناب سپیکر، جی، راجہ صاحب۔

وزیرصحت، جناب سپیکر! ملکی وسائل آپ کے سامنے ہیں اور ان کو بروئے کار لاتے ہوئے ابھی ہمارے لیے مشکل ہے کہ کسی مد میں بھی کسی قسم کا اضافہ کیا جائے۔ مگر میں نے جس طرح گزارش کی ہے کہ مختلف ذرائع سے مختلف جگہوں سے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ اس کو بہتر سے بہتر کیا جائے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! وزیر موصوف بڑا گول مول جواب دے رہے ہیں۔ میں نے ان سے صرف یہ درخواست کی ہے کہ ادویات کی مہنگائی کی وجہ سے ان کا quantum، ان کی total quantity کم ہو چکی ہے۔ کیا وزیرصحت کوئی ایسی تجاویز تیار کر رہے ہیں جو وزارت خزانہ کے پاس لائی جائیں کہ چونکہ ادویات کی quantity کم ہو چکی ہے، لہٰذا اب بجٹ بڑھنا چاہیے۔

جناب سپیکر، آپ بجٹ کو بڑھانے کے لیے پروگرام بنا رہے ہیں؟

وزیرصحت، اس سال تو نہیں، جیسا کہ میں نے گزارش کی ہے۔ پروگرام کیا ہے؟ وسائل کی کمی ہے اور اس کے لیے پیسے کی ضرورت ہے اور پیسے کی کمی وجہ سے اس سال ----

جناب سپیکر، راجہ صاحب! اس میں آپ نے جواب بھی دیا ہے۔ جواب جز (ج) میں آپ نے لکھا ہوا

ہے کہ "حکومت اگلے سال اپنے مالی وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے ادویات کی مد میں مزید رقم فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے"۔

وزیرصحت، جی' اگلے سال میں' میں آ رہا تھا۔ انھوں نے کہا ہے کہ اس سال۔ اس سال نہیں۔ میں واپس اسی سوال کی طرف آ رہا ہوں کہ یہ بات پہلے ہی زیرغور ہے اور اب جیسے آپ نے حکم دیا ہے اگلے سال ان شاء اللہ اس مد میں پیسے بڑھائے جائیں گے۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جناب سپیکر! میرا اس پر آخری ضمنی سوال یہ ہے کہ بجٹ 1998ء جون میں بنایا گیا۔ یہ 60 لاکھ روپے کی رقم کس طور پر محکمہ نے گوجرانوالہ ڈویژن ہیڈ کوارٹر کو ٹرانسفر کی۔ کب کب اور کن تاریخوں میں کی؟

وزیرصحت، جناب سپیکر! اگر یہ اس کے لیے نیا سوال دے دیں تو پھر میں ان کو اس کی تفصیل بتا سکتا ہوں کہ کب کب اور کن کن تاریخوں میں یہ رقم ٹرانسفر کی گئی۔ ایسی کوئی مشکل نہیں۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں۔ روٹین یہ ہے کہ ادویات سال کے آخر میں خریدی جاتی ہیں اور اس طرح سے پورا سال ہسپتال میں ادویات نہیں ملتیں۔ مجھے یہ بتا دیا جائے کہ ہسپتال نے سال کے آخر میں یہ ادویات کب خریدیں یا ان کا پروگرام کیا ہوتا ہے؟

وزیرصحت، جناب سپیکر! سابقہ روایت یہی رہی ہے۔ انھوں نے بالکل صحیح کہا ہے کہ سابقہ روایت یہی رہی ہے کہ وہ آخر میں ایک ماہ یا دو ماہ تک انتظار کرتے ہیں اور پھر ایم۔ ایس۔ ڈی سے انھیں bulk میں دوائیاں پوری مہیا نہیں کی جاتیں۔ مگر میں آپ کو گزارش کروں کہ یہ ان شاء اللہ پہلا سال ہوگا کہ جہاں سارا بجٹ استعمال ہو گا۔ اس میں 75 فی صد دوائیاں ایم۔ ایس۔ ڈی مہیا کرتا ہے اور 25 فی صد ڈی۔ ایچ۔ کیو لوکل پرچیز کرتے ہیں۔ اب تک دوائیوں کے لیے 35 کروڑ روپے کا بجٹ پورے پنجاب کے لیے منظور کیا گیا تھا۔ اس میں سے 20 کروڑ روپے کی ادویات مہیا کر دی گئی ہیں اور ان شاء اللہ بقیہ بھی بہت جلد مہیا کر دی جائیں گی۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جناب سپیکر! وزیر موصوف نے تسلیم کر لیا ہے کہ سال کے آخر میں ادویات دی جاتی ہیں۔ میرا ان سے آخری سوال یہ ہے کہ گیارہ مہینے مریض ادویات کہاں سے لیتا ہے؟

میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر موصوف کام کرنا چاہتے ہیں اور کام کر رہے ہیں۔ میری درخواست یہ ہے کہ اس وقت جو سسٹم چل رہا ہے اس کے مطابق ہمارے تمام ہسپتال اس وقت virtually مریضوں کو ادویات فراہم نہیں کر رہے بلکہ سال کے آخر میں ایم۔ ایس۔ ڈی سے یا لوکل پرچیزز سے بوگس بلوں کے ذریعے ادویات بھیج دیتے ہیں۔ میری درخواست یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف اس سسٹم کو جو برس ہا برس سے رائج ہے آئندہ سال تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر، کیا آپ اس سسٹم کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر صحت، instead of appreciating ہم کیا کر رہے ہیں' میں حیران ہوں۔ میں نے کہا ہے کہ اس سال پہلی دفعہ پورا بجٹ استعمال ہو رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں' نہیں۔ راجہ صاحب! ایک سیکنڈ آپ ذرا تشریف رکھیں۔ سب سے پہلے ایس۔ اے۔ حمید صاحب نے آپ کے کام کو appreciate کیا ہے اور انھوں نے تعریف کی ہے کہ وزیر صحت صاحب بہت کام کر رہے ہیں۔ اس کے بعد انھوں نے ذکر کیا ہے کہ اس پالیسی میں ایک نقص ہے۔ اس کے بارے میں انھوں نے کہا ہے کہ کیا آپ اس نقص کو دور کرنے اور اس میں بہتری لانے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر صحت، جناب سپیکر! میں پھر وہی گزارش کروں گا کہ یہ پہلا سال ہے اور مارچ تک' جون تک نہیں' مارچ تک ہماری ساری ادویات جو ہمارا بجٹ ہے اس میں جو ادویات خریدی گئی ہیں وہ سارے ہسپتالوں کو مہیا کر دی جائیں گی۔ ہم اس سال جون تک بھی انتظار نہیں کریں گے۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جناب سپیکر! میں نے وزیر موصوف کی تعریف کی ہے کہ یہ بہت کام کر رہے ہیں۔ میں ان سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مارچ بجٹ کے نو مہینے کے بعد آتا ہے۔ میں مارچ 1999ء کی بات کر رہا ہوں۔ میں نے یہی عرض کیا ہے کہ مارچ تک ادویات فراہم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جب 3/4 سال کا عرصہ گزر جائے گا تو پھر ادویات ملیں گی۔ اس نقص کو آپ ختم کریں۔ آپ اس کا اہتمام کریں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، جی' راجہ صاحب!

وزیرصحت، جناب سپیکر! اس سال پورا 35 کروڑ روپیہ allocated budget ہے۔ اس میں سے میں نے گزارش کی ہے کہ اس سال پہلے ہی 20 کروڑ روپے کی ادویات فراہم کر دی گئی ہیں۔ میں نے ان کے ساتھ یہ بات بھی endorse کی ہے کہ سابقہ روایات واقعی یہی رہی ہیں کہ till the last two, three months

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال بھی ایس۔ اے۔ حمید صاحب کا ہے۔

گوجرانوالہ ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے امراض قلب وارڈ کے لئے فنڈز کی فراہمی

*2270۔جناب ایس۔اے۔حمید، کیا وزیرصحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ اے۔ڈی۔پی میں گوجرانوالہ ڈویژنل ہیڈ کوارٹرز ہسپتال کی وارڈ امراض قلب کے لئے فنڈز مختص کئے گئے ہیں۔ ان فنڈز کی کل مالیت کیا ہے۔

(ب) کیا امراض قلب یونٹ کی تعمیر اورمشینری وغیرہ کی تنصیب' اسی سال مکمل ہو جائے گی۔ اگر نہیں تو کیوں نیز اس وقت تعمیر کس مرحلہ میں ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ سی۔سی۔یو کی تعمیر کا Process سست روی کا شکار ہے' اگر ایسا ہے تو حکومت اس کی تعمیر جلد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیرصحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) جی ہاں یہ درست ہے رواں مالی سال 99-1998ء میں 12 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔

(ب) امراض قلب یونٹ کی سکیم کی منظوری کے بعد تعمیر کا کام جلد شروع کر دیا جائے گا اور جلد مکمل کرنے کی کوشش کی جائے گی' مشینری کی تنصیب کا کام رواں مالی سال 99-1998ء میں ناممکن ہے۔

(ج) جزو (ب) میں جواب دے دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، جی' کوئی ضمنی سوال؟

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جناب سپیکر! 99 - 1998ء میں گوجرانوالہ ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں امراض قلب کا ایک یونٹ منظور ہوا ہے۔ آپ نے لکھا ہے کہ "امراض قلب یونٹ کی سکیم کی

منظوری کے بعد تعمیر کا کام جلد شروع کر دیا جائے گا"۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ سکیم کی منظوری سے کیا مراد ہے اور کب تک یہ سکیم منظور ہو گی؟ کیا کیا مشکلات ہیں؟

وزیر صحت، جناب سپیکر! یہ جو بلڈنگ کا ایک کروڑ 20 لاکھ روپیہ ہے' یہ میرے جواب میں ہے کہ " جی ہاں' یہ درست ہے کہ رواں مالی سال 99-1998ء میں 12 ملین روپے مختص کیے گئے ہیں"۔ پھر اس کے بعد جز (ب) میں ہے کہ "امراض قلب یونٹ کی سکیم کی منظوری کے بعد تعمیر کا کام جلد شروع کر دیا جائے گا"۔۔۔

جناب سپیکر، وہ پوچھ رہے ہیں کہ اس کی منظوری کب تک ہو جائے گی؟

وزیر صحت، اس کی منظوری بہت جلد ہو جائے گی اور ان شاء اللہ اس کا اسی مالی سال میں کام شروع ہو گا۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جناب سپیکر! شاید میں سمجھا نہیں سکا۔ جواب میں یہ ہے کہ "سکیم کی منظوری کے بعد"۔ میرا وزیر موصوف سے سوال یہ ہے کہ سکیم کی منظوری سے کیا مراد ہے؟ اور سکیم کی منظوری میں کون سی مشکلات حائل ہیں؟ بڑا simple سوال ہے۔

جناب سپیکر، جی۔

وزیر صحت، جناب سپیکر! ڈیپارٹمنٹ کی سب کمیٹی بیٹھے گی جو سکیم کی منظوری دے گی اور وہ سب کمیٹی بیٹھ گئی ہے اور میں نے جس طرح گزارش کی ہے کہ اس کا فوراً کام مکمل کیا جائے گا۔

جناب سپیکر، اس میں کوئی رکاوٹ تو نہیں؟

وزیر صحت، نہیں' کوئی رکاوٹ نہیں۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جناب سپیکر! یہ سال 99-1998 جو بجٹ کا سال ہے یہ ختم ہونے والا ہے۔

جناب سپیکر، نہیں۔ ابھی تو اس میں کافی ٹائم ہے۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جناب سپیکر! جنوری شروع ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر، ابھی آدھا سال باقی ہے۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، چلیں۔ مان لیتے ہیں۔ جناب سپیکر! یہ سب کمیٹی بیٹھے گی اور پھر یہ فیصلہ کرے گی۔ پھر اس کے بعد سکیم منظور ہو گی۔

جناب سپیکر، وہ پوچھنا چاہتے ہیں کہ اس میں کتنا ٹائم لگے گا؟ کہیں یہ فنڈز ہی نہ lapse ہو جائیں۔

وزیرصحت، نہیں۔ ان شاء اللہ فنڈز lapse نہیں ہوں گے۔ اس مالی سال میں اس کا کام شروع ہو جائے گا۔ اس کا جواب موصول ہونے کے بعد میں نے already اس کا آرڈر کر دیا ہے اور اس بارے میں' میں نے محکمے کی میٹنگ بھی کر لی ہے۔ میں ان شاء اللہ جلد ہی اپنے طور پر بھی ان کو اس بارے میں بتاؤں گا I keep him inforward about with the situation.

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ جی۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جناب سپیکر! دوسرا سوال یہ ہے کہ انھوں نے سی سی یو کے لیے مشینری مہیا کرنی ہے۔ کیا وہ مشینری لوکل پرچیز کریں گے یا امپورٹ کریں گے؟ بلڈنگ تو تیار ہے۔ اگر مشینری امپورٹ کرنی ہے تو اس کے لیے ایل سی کھولنی پڑے گی۔ کیا اس کے لیے یہ ساری formalities پوری کر چکے ہیں؟

جناب سپیکر، جی' منسٹر ہیلتھ۔

وزیرصحت، جناب سپیکر! اس کے لیے ہمارے فنانس ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے کوئی limitations آ جاتی ہیں۔ جو ان کی laid lay down yardstick ہے اس کے مطابق ہم مشینری کا اس وقت تک آرڈر نہیں کر سکتے جب تک بلڈنگ مکمل نہ ہو۔

جناب سپیکر، نہیں' بلڈنگ کا تو وہ کہتے ہیں کہ مکمل ہے۔

وزیرصحت، نہیں' بلڈنگ کے لیے ہی تو یہ سارا پیسہ دیا ہے۔ یہ جو ایک کروڑ اور 20 لاکھ روپیہ دیا گیا ہے یہ بلڈنگ کے لیے ہی ہے۔

جناب سپیکر، ایس۔ اے۔ حمید صاحب! آپ کیا کہہ رہے ہیں؟

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جناب سپیکر! یہ ایک کروڑ اور 20 لاکھ روپیہ مجھے نہیں پتا کہ بجٹ میں انھوں نے بلڈنگ کے لیے رکھا ہے یا مشینری' دونوں کے لیے رکھا ہے۔ میرا سوال صرف یہ ہے کہ

بلڈنگ تو ابھی شروع نہیں کی گئی۔ پہلی موجودہ بلڈنگ وہاں پر ہے۔ اس بلڈنگ میں مشینری لگانی ہے یا نئی میں لگانی ہے؟ مجھے اس کی تفصیل کا نہیں پتا؟

جناب سپیکر، نہیں، پہلی پرانی بلڈنگ میں جگہ ہے؟

جناب ایس۔ اے۔ حمید، جی۔ کام کر رہا ہے۔ لیکن مشینری کی امپورٹ کے لیے بھی کچھ وقت چاہیے۔ چھ ماہ لگ جاتے ہیں۔ کیا مشینری کی امپورٹ کے لیے انھوں نے باقاعدہ ایل سی کھول دی ہے؟

جناب سپیکر، جی، اس کی کیا صورت حال ہے؟

وزیرصحت، نہیں جناب۔ اس کے لیے ابھی ایل سی نہیں کھولی گئی مگر ان کی بات کے لیے میں نے اپنے محکمے میں خود بھی میٹنگ کی اور نہ صرف وہاں کے لیے بلکہ میں نے ان کو کہا ہے کہ پورے پنجاب میں یہ پالیسی بنائی جائے اور فنانس ڈیپارٹمنٹ کے ساتھ بات کی جائے کہ جب بنیادی مراکز صحت، آر۔ ایچ۔ سی یا ٹی۔ ایچ۔ کیو ہیلتھ ہسپتال شروع ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ مشینری کے آرڈز بھی کر دینے چاہییں، نہ کہ جب بلڈنگ تیار ہو جائے تو پھر دو سال ہم انتظار کریں۔ میں اس پر بھی اپنے محکمے کی ایک میٹنگ کر رہا ہوں۔ مگر یہ جو laid down rules ہیں They are by the Finance Department not by Health Department

جناب سپیکر، جی، ان کا بھی کہنے کا مقصد یہی ہے۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید، وزیر موصوف نے بالکل ٹھیک طور پر نشان دہی فرمائی ہے۔ میرا پوائنٹ یہی ہے کہ بلڈنگ مکمل ہے۔ مثلاً گوجرانوالہ میں اس وقت آپریشن تھیٹر مکمل ہے۔۔۔

جناب سپیکر، جی، وہ بات ہو گئی ہے۔ اب آگے چلیں۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید: جناب سپیکر! میں وزیرصحت سے یہ درخواست کرنا چاہوں گا کہ اس کے لیے کوئی وقت مقرر فرما دیں کہ کب تک یہ مکمل ہو جائے گا۔ آیا یہ چھ ماہ، سال یا دو سال میں مکمل ہو گا؟

وزیرصحت: جناب والا! ایس اے حمید صاحب، بلڈنگ کے بارے میں پوچھ رہے ہیں یا کہ مشینری

کے بارے میں کہہ رہے ہیں؟

جناب سپیکر: بلڈنگ اور مشینری دونوں کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔

وزیر صحت: جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ اسے جلد از جلد مکمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ میرا خیال ہے کہ مشینری تو اگلے مالی سال میں ہی لی جا سکے گی' بہر حال میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ ان شاء اللہ اگلے مالی سال کے دوران یہ مکمل ہو جائے گا۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید: جناب سپیکر! میری معلومات کے مطابق اس کے لیے ایک کمیٹی بن چکی ہے' گورنر صاحب بھی اس کمیٹی میں شامل ہیں لیکن اس کی ابھی تک کوئی میٹنگ نہیں ہوئی۔ اگر معاملات یونہی چلتے رہے تو پھر سال اسی طرح نکل جائے گا اور کوئی پیش رفت نہیں ہو سکے گی۔ میں وزیر موصوف سے یہ درخواست کروں گا کہ گوجرانوالہ ڈویژن ایک کروڑ بیس لاکھ آبادی پر مشتمل ڈویژن ہے' تمام شہروں گجرات' سیالکوٹ' وزیر آباد' حافظ آباد' منڈی بہاؤ الدین اور نارووال سے لوگ یہاں پہ آتے ہیں۔ موجودہ صورت حال بڑی گمبھیر ہے' لوگ مجبور ہو کر لاہور کی طرف رش کرتے ہیں۔ لہذا میری درخواست ہوگی کہ ایک میٹنگ کروانے کے بعد ایل سی کھلوا دیں' موجودہ بلڈنگ میں بھی اس مشینری کو نصب کیا جا سکتا ہے۔ یہ کوئی ایسی مشینری نہیں کہ دوبارہ حنفٹ نہ ہو سکے' معمولی سے مانیٹر ہوتے ہیں جو کہ دوبارہ حنفٹ ہو سکتے ہیں۔ اگر وزیر موصوف اس میں دلچسپی لیں تو یہ مسئلہ حل ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! ایس۔ اے۔ حمید صاحب کا point بالکل valid ہے۔ کیونکہ اگر دور دراز کے کسی دیہات کے رہنے والوں کو کوئی ایمرجنسی ہو جائے تو گوجرانوالہ کے علاوہ کوئی دوسری ایسی جگہ نہیں کہ جہاں یہ لوگ جا سکیں۔ گوجرانوالہ ہی ڈویژنل ہیڈکوارٹر بنتا ہے اور یہاں سہولت نہ ہونے کے باعث انھیں لاہور آنا پڑتا ہے۔

وزیر صحت: I will look in to it. اور ان شاء اللہ میں اس معاملے کو جلدی سے حل کرانے کی کوشش کروں گا۔

جناب ایس۔ اے۔ حمید: جناب والا! وزیر موصوف صاحب کوئی وقت بتا دیں کہ کب تک؟

جناب سپیکر: راجہ صاحب! اسی مالی سال میں اسے مکمل کرنے کی کوشش کریں۔

وزیر قانون: بہتر ہے' میں کوشش کروں گا۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! بلڈنگ بنانے کا کام محکمہ صحت کا نہیں' یہ کام محکمہ C&W کا ہے۔ جب تک وہ ان کو سپرد نہیں کریں گے اس وقت تک وہ بلڈنگ ان کی ملکیت نہیں بنے گی اور اس میں ان کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال میاں عمران مسعود صاحب کا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال ملک ممتاز احمد بھچر صاحب کا ہے۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: سوال نمبر 2384 (ملک ممتاز احمد بھچر کے ایما پر دریافت کیا)

ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میانوالی میں علاج معالجہ کے لئے سہولتوں کی فراہمی

*2384۔ملک ممتاز احمد بھچر: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میانوالی میں سٹاف مکمل ہے۔ اگر نہیں تو کون سی اسامیاں خالی ہیں' کیا حکومت ان اسامیوں کو پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ب) کیا صوبہ کے دیگر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کی طرح ضلع میانوالی کے ہسپتال میں بھی علاج معالجے کی تمام سہولتیں میسر ہیں۔ اگر نہیں' تو کن کن سہولتوں کی کمی ہے۔ کیا حکومت یہ جدید سہولتیں فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور):

(الف) ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میانوالی میں تمام عہدہ منظور شدہ اسامیوں پر موجود ہے۔ ماسوائے مندرجہ ذیل ملازمین جو کہ بوجہ بھرتی پر پابندی کی وجہ سے خالی ہیں۔

1.	Head Nurse	Bs N 16 One
2.	Charge Nurse	Bs N 14 Three
3.	Dental Tech	Bs N 9 One
4.	Sweeper	Bs N 1 Four (@Persons appointed on Contract @ Rs. 950/- P. M.
5.	Mali	Bs N 1 One
6.	Cook	Bs N 1 One
7.	Dobi	Bs N 1 One

(ب) ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتال میانوالی میں بھی صوبہ پنجاب کے دوسرے ضلعی ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں کی طرح علاج معالجہ کی تمام سہولتیں میسر ہیں۔

جناب سپیکر: اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں' اگلا سوال بھی ملک ممتاز احمد بھچر صاحب کا ہے۔

سردار نسیم اللہ خان شاہانی: سوال نمبر 2386 (ملک ممتاز احمد بھچر کے ایماء پر دریافت کیا)

رورل ہیلتھ سنٹرز میں سینئر میڈیکل آفیسرز کی خالی اسامیاں پر کرنے کے اقدامات

*2386۔ملک ممتاز احمد بھچر، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبے کے کتنے رورل ہیلتھ سنٹرز میں سینئر میڈیکل آفیسرز کام کر رہے ہیں۔

(ب) ضلع میانوالی کے کن کن رورل ہیلتھ سنٹرز میں سینئر میڈیکل آفیسرز کام کر رہے ہیں اور کس کس رورل ہیلتھ سنٹر میں یہ اسامیاں خالی ہیں۔ تفصیل بتائی جائے۔

(ج) کیا حکومت یہ اسامیاں پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) صوبہ پنجاب میں کل 287 رورل ہیلتھ سنٹرز کام کررہے ہیں ان میں کل 73 رورل ہیلتھ سنٹرز ایسے ہیں جن میں سینئر میڈیکل آفیسر کام کررہے ہیں۔

(ب) ضلع میانوالی میں کل 9 رورل ہیلتھ سنٹرز ہیں۔ کسی رورل سنٹر میں بھی سینئر میڈیکل آفیسر کام نہیں کر رہا۔

(ج) حکومت سینئر میڈیکل آفیسر کی خالی اسامیاں پُر کرنے کا مکمل ارادہ رکھتی ہے اور حال ہی میں کچھ اسامیاں بذریعہ پروموشن پر کردی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: اس پہ کوئی ضمنی سوال نہیں' اگلا سوال چودھری امتیاز احمد رانجھا صاحب کا ہے۔ وہ موجود نہیں ہیں۔ سوالات ختم ہوئے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

نشتر ہسپتال میں سی۔ٹی سکین مشین کی دیکھ بھال

*1175۔مولوی محمد سلطان عالم انصاری، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) نشتر ہسپتال ملتان میں سی۔ٹی سکین مشین کب فراہم کی گئی۔ اس کی دیکھ بھال کے لئے کتنی رقم فراہم کی جارہی ہے۔

(ب) اس مشین کی دیکھ بھال کے لئے فراہم کی جانے والی رقم کیوں بند کر دی گئی اور اس کی دیکھ بھال کا معاہدہ کیوں منسوخ کیا گیا۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ یہ مشین اب کافی عرصہ سے خراب ہے جس کی وجہ سے ملتان کے عوام اس سہولت سے محروم ہیں اور سکین کے لئے اب پرائیویٹ ہسپتالوں کو مریض ریفر کئے جا رہے ہیں۔ اس مشین کی مرمت کے لئے کیا انتظامات کئے گئے ہیں۔

(د) اگر جز (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ مشین کی مرمت کے لئے کوئی اقدامات کرنے کو تیار ہے اگر تیار ہے تو کب تک؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) نشتر ہسپتال ملتان میں سی۔ٹی سکین مشین مورخہ 27-10-94 کو فراہم کی گئی۔ اس کی دیکھ بھال کے لئے تقریباً 17 لاکھ روپے کی رقم درکار ہے۔ اس رقم کی منظوری کے لئے محکمہ صحت نے کیس محکمہ خزانہ حکومت پنجاب کو بھجوا دیا ہے۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ معاہدہ خریداری کے مطابق سال 1996ء تک کمپنی بغیر کسی معاوضہ کے سروس مہیا کرنے کی پابند تھی۔ اس طرح سی۔ٹی سکین مشین کی دیکھ بھال کا معاہدہ سال 1996-97ء سے مؤثر ہے جس کے لئے کمپنی کے ساتھ شرائط طے کی جا چکی ہیں اور اس طرح یہ پہلا معاہدہ ہے جو ہر سال تجدید کے بعد لاگو ہو گا۔

(ب) سی۔ٹی سکین مشین کی دیکھ بھال کے لئے رقم بند نہ کی گئی ہے اور نہ ہی اس کی دیکھ بھال کا معاہدہ منسوخ کیا گیا ہے۔ بلکہ سپلائی کرنے والی فرم کے ساتھ ایسی شرائط طے کی گئی ہیں کہ مشین پورے سال کے دوران 95 فی صد ٹائم کے ساتھ چلتی رہے اور مریضوں کو سہولت میسر رہے۔ مشین جتنی دیر یا کتنے عرصہ کے لئے خراب ہو گی فرم کو اسی تناسب سے جرمانہ ادا کرنا ہوگا۔ اس کے علاوہ بھی چند اہم شرائط کے ساتھ معاہدہ محکمہ خزانہ کی منظوری کے لئے اور فنڈز کی فراہمی کے لئے بھیجا جا چکا ہے۔ اس معاہدہ کے مؤثر ہوتے ہی عوام کی دیرینہ شکایات کا ازالہ ہو جائے گا۔

(ج) مشین مذکورہ 18-5-97 سے عارضی طور پر بند کی گئی ہے۔ فرم کے ساتھ معاہدہ طے پانے اور محکمہ خزانہ سے فنڈز کی منظوری کے بعد سی۔ٹی سکین مشین بہت جلد مریضوں کی سہولت کے لئے کھول دی جائے گی۔

(د) جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ دیکھ بھال کے لئے معاہدہ کی محکمہ خزانہ سے منظوری اور فنڈز کی فراہمی کے فوراً بعد بغیر کسی تاخیر کے محکمہ صحت اس مشین کو عوام کی سہولت کے لئے مرمت کروائے گا۔

پی۔پی129 کے ہسپتال اور ڈسپنسریوں میں خالی اسامیاں پُر کرنا

*1423۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی۔پی129 لاہور میں کتنے ہسپتال اور ڈسپنسریاں قائم ہیں۔ ان میں تعینات ڈاکٹر، لیڈی ڈاکٹر اور دیگر عملہ کے نام کیا ہیں۔

(ب) ان میں کتنے ہسپتال اور ڈسپنسریوں میں کس کس اسامی کی جگہ خالی ہے نیز خالی اسامیاں کب تک پُر کر دی جائیں گی؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) حلقہ پی۔پی 129 لاہور میں محکمہ صحت کے زیر اہتمام کوئی ڈسپنسری اور ہسپتال نہ ہے۔ مذکورہ حلقہ کے ساتھ نواحی علاقوں میں (125) بستر کا گورنمنٹ میاں محمد منشی ہسپتال بند روڈ، گورنمنٹ میٹرنٹی ہسپتال چوہان روڈ (20بستر) قائم ہے اس کے علاوہ فلٹر کلینک بلال گنج، گورنمنٹ ڈسپنسری ریواز گارڈن، اس کے علاوہ میوہسپتال اور جناح ہسپتال لاہور بھی علاقہ کے عوام کو طبی سہولتیں فراہم کر رہے ہیں۔

(ب) کوئی نہ ہے۔

سروسز ہسپتال لاہور کی ضروریات کے مطابق فنڈ مہیا کرنا

*1424۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سروسز ہسپتال، لاہور کب اور کتنی مدت میں تعمیر ہوا تھا۔

(ب) اس وقت اس ہسپتال میں تعینات ڈاکٹروں کے نام اور عرصہ تعیناتی بتایا جائے؟

(ج) اس ہسپتال میں سالانہ کتنے مریض داخل ہوتے ہیں اور اس کے لئے 1996ء سے آج تک سالانہ کتنا فنڈ دیا گیا ہے۔

(د) کیا فراہم کردہ فنڈ اس ہسپتال کی ضروریات کے لئے کافی تھا اگر نہیں تو اس کی وجوہات' نیز کیا حکومت آئندہ مالی سالوں میں اس ہسپتال کی ضروریات کے مطابق فنڈز فراہم کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)۔

(الف) سروسز ہسپتال کی تعمیر 1960ء میں شروع ہوئی۔ جو کہ عرصہ دو سال کے دوران 1962ء میں مکمل ہوئی۔

(ب) تعینات ڈاکٹروں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سروسز ہسپتال میں داخل ہونے والے مریضوں کی تعداد سالانہ اوسط (3,89,318) تین لاکھ انانوے ہزار تین سو اٹھارہ ہے۔ سال 1996ء سے فراہم کردہ فنڈ درج ذیل ہے۔

سال 1996ء -/20,48,94000 روپے بیس کروڑ اڑتالیس لاکھ چورانوے ہزار روپے

1997-98ء -/19,66,87,000 روپے انیس کروڑ چھیاسٹھ لاکھ ستاسی ہزار روپے

1998-99ء -/22,32,78350 روپے بائیس کروڑ بتیس لاکھ اٹھتر ہزار تین سو پچاس روپے

(د) فراہم کردہ فنڈز ہسپتال کی ضرورت کے لیے ناکافی ہیں۔ کیونکہ ادویات' ایکس رے فلم کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں' بجلی اور گیس کے ریٹ بھی زیادہ ہو گئے ہیں۔ اس لئے فراہم کردہ بجٹ میں ہسپتال کی ضرورت پوری نہیں کر سکتا۔ تاہم صوبہ کی مالی پوزیشن بہتر ہونے پر ہسپتالوں کو مزید فنڈز فراہم کئے جائیں گے۔

بنیادی مرکز صحت میں ایکس رے مشین کو استعمال میں لانے کے لئے اقدامات

*1614۔ چودھری خالد جاوید وڑائچ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) بنیادی مرکز صحت موضع وجھ تحصیل شاہ پور (سرگودھا) میں علاج معالجے سے متعلق مشینری کی تعداد کیا ہے؟

(ب) مذکورہ مرکز صحت میں ایکس رے مشین خریدنے پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے اور یہ کب سے استعمال میں نہ ہے' نیز محکمہ ایکس رے مشین کو استعمال میں لانے کا ارادہ رکھتا ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)۔

(الف) بنیادی مرکز صحت موضع وجو تحصیل شاہ پور ضلع سرگودھا کو ایک عدد 50MA ۔ایکس رے مشین صاحبزادہ نصیر الدین سیالوی نے 1991ء میں بطور عطیہ دی۔

(ب) اس کا جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔ چونکہ محکمہ صحت حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق بنیادی مراکز صحت میں ایکس رے مشین کی سہولت بحال فراہم نہ کر سکتا ہے جس کے لئے بجلی کا ٹرانسفارمر ڈارک روم اور ریڈیو گرافر درکار ہیں۔ لہذا یہ عطیہ میں ملی ہوئی ایکس رے مشین مذکورہ بنیادی مرکز صحت میں غیر استعمال شدہ ہے۔ اس مشین کو جلد از جلد استعمال میں لانے کے لئے ڈونر donor کی رضا مندی سے رورل ہیلتھ سنٹر ساہیوال ضلع سرگودھا، جسے تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال کا درجہ دے دیا ہے وہاں منتقل کر دی گئی ہے اور بلڈنگ مکمل ہوتے ہی اس کی تنصیب عمل میں لائی جائے گی اور علاقہ کے لوگوں کو بہتر طبی سہولت اسی سال ملنی شروع ہو جائے گی۔

غیر قانونی تقرری اور موٹر سائیکل کے استعمال میں بے قاعدگیوں کے خلاف کارروائی کرنے کے اقدامات

*1723۔چودھری خالد جاوید وڑائچ۔ کیا وزیر صحت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسٹر عاصم ریاض کو ڈائرکٹر جنرل ہیلتھ سروسز کے شعبہ ڈرگ لیسنسنگ لیبارٹری میں قواعد و ضوابط کے خلاف اسسٹنٹ کی اسامی پر تعینات کیا گیا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ غیر قانونی تعیناتی سے سینئر کلرکس کی ترقی رک گئی ہے جس سے ملازمین میں بے چینی پائی جاتی ہے

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ اسسٹنٹ نے غیر قانونی طور پر سرکاری موٹر سائیکل اپنے زیر استعمال رکھا ہوا ہے جو کہ فیلڈ سٹاف کے لئے ہوتا ہے

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان بے قاعدگیوں کا ازالہ کرنے کو تیار ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)۔

(الف) مسٹر عاصم ریاض جو کہ دفتر ہذا میں مورخہ 15-8-90 کو لیو ویکنسی پر تقرری بذریعہ آرڈر نمبر 81-G/242/5521/Admn مورخہ 15-8-90 کو بطور اسسٹنٹ کی گئی۔ اس وقت تقرری پر پابندی نہ تھی۔ تقرری کے احکامات میں اس وقت کے وزیر صحت کی سفارشات کو ترجیح دیتے ہوئے واضح کر دیا گیا تھا کہ جب بھی مستقل اسسٹنٹ کی اسامی خالی ہوگی تو اسے اس پوسٹ پر تعینات کر دیا جائے گا۔ لہذا ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری میں مستقل جگہ خالی ہونے پر باقاعدہ DPC کمیٹی اور اس وقت کے D.G.H.S پنجاب کے آرڈر کے مطابق ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری میں تعینات کر دیا گیا۔ اس وقت کے جونیئر کلرک مرزا جاوید اقبال نے عاصم ریاض کی ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری میں تقرری کے خلاف لاہور ہائی کورٹ میں پہلے ہی رٹ دائر کی ہوئی ہے۔ جس کا تاحال فیصلہ نہیں ہوا۔ اور ہیرنگ (hearing) جاری ہے۔ لہذا تا وقت فیصلہ دفتر ہذا اس کیس میں محکمانہ کارروائی کرنے سے قاصر ہے۔

(ب) کسی بھی سینئر کلرک کی پروموشن بطور اسسٹنٹ اس کی تعیناتی کی وجہ سے اثر نہیں پڑا ہے۔ کیوں کہ ریجنل ریکروٹمنٹ رولز 1964 (برائے منسٹیریل سٹاف)50% اسسٹنٹ کی منظور شدہ اسامیوں پر براہ راست گریجویٹس سے پر کی جاتی ہیں۔

(ج) درست نہیں۔ دفتر ہذا کے ریکارڈ کے مطابق مسٹر عاصم ریاض کو کوئی سرکاری موٹر سائیکل ایشو نہیں کی گئی۔

(د) حکومت (محکمہ صحت پنجاب) عدالت کے فیصلہ کی روشنی میں اگر کوئی بے قاعدگی پائی گئی تو اس کا ازالہ کیا جائے گا۔

ٹی۔ایچ۔ کیو حاصل پور میں ڈاکٹرز کو تعینات کرنے کے اقدامات

*1857۔جناب جانسن مائیکل، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹی۔ایچ۔ کیو حاصل پور میں ڈاکٹرز کی کل 15 اسامیاں ہیں لیکن اس میں صرف 5 ڈاکٹرز تعینات ہیں۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب ہاں میں ہے تو حکومت باقی ڈاکٹرز کب تک تعینات کرنے کو تیار ہے

اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) ٹی۔ایچ۔ کیو ہسپتال حاصل پور میں میڈیکل سپرنٹنڈنٹ سمیت کل چودہ اسامیاں ہیں۔ جبکہ خالی اسامیاں صرف 5 ہیں جن میں صرف 2 اسامیاں سی۔ ایم۔او کے لئے مختص ہیں جو کہ بوجہ عدم دستیابی ڈاکٹرز صاحبان خالی پڑی ہیں۔

(ب) حکومت ان اسامیوں کو جلد از جلد پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اب تک پر نہ ہونے کی وجہ ڈاکٹرز صاحبان کی عدم دستیابی ہے۔

ٹی۔ایچ۔ کیو حاصل پور میں ڈاکٹرز اور نرسز کے لئے کوارٹرز تعمیر کرنے کے اقدامات

*1858۔جناب جانسن مائیکل، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹی۔ایچ۔ کیو حاصل پور میں ڈاکٹرز کے لئے کوئی کوارٹرز تعمیر نہیں کئے گئے اور 8 نرسز کے لئے صرف چار کوارٹرز تعمیر ہیں۔

(ب) اگر یہ درست ہے تو حکومت کب تک ڈاکٹرز اور نرسز کے لئے کوارٹرز تعمیر کرنے کے لئے تیار ہے تا کہ ڈاکٹرز اور نرسز رہائش پذیر ہو سکیں؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال حاصل پور میں ڈاکٹروں کے لئے 6 رہائش گاہیں موجود ہیں اور نرسز کے لئے چار رہائش گاہیں موجود ہیں۔ البتہ گورنمنٹ کی yardstick کے مطابق مزید دو رہائش گاہیں ڈاکٹروں کے لئے اور 4 عدد رہائش گاہیں نرسز کے لئے درکار ہیں جس کے لئے متعلقہ ڈائرکٹر ہیلتھ سروسز کو ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ وہ سکیم جلد بنا کر محکمہ صحت کو بھجوائے جس کی منظوری کے بعد کام شروع کر دیا جائے گا۔

(ب) اس کا جواب جزو(الف) میں دے دیا گیا ہے۔

ڈسپنسر B.H.U چک نمبر 120 جنوبی ضلع سرگودھا کا تبادلہ

*1962۔چودھری عامر سلطان چیمہ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسٹر محمد ابرار ڈسپنسر B.H.U چک نمبر 120 جنوبی تحصیل و ضلع سرگودھا کا تبادلہ آرڈر نمبر S.O(G-III)15-30/98 مورخہ 24-8-98 سے کر دیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ڈسپنسر کے خلاف ڈویژنل خدمت کمیٹی سرگودھا نے بھی B H.U چک نمبر 120 جنوبی سے تبدیل کرنے کی سفارش کی تھی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ B H U چک نمبر 120 جنوبی کے انچارج ڈاکٹر حنیف احمد قمبر کو اس ڈسپنسر نے threat کیا تھا اور D.H.O سرگودہا نے بمطابق چٹھی نمبر 24179 مورخہ 2-9-98 کے ذریعے اس کے خلاف SHO پولیس اسٹیشن کو Case رجسٹر کرنے کے لئے لکھا تھا۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ڈسپنسر کے خلاف محکمانہ انکوائری کر کے اس کا تبادلہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور):

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست نہ ہے مذکورہ چٹھی میں ڈسٹرکٹ ہیلتھ آفیسر سرگودھا نے متعلقہ میڈیکل آفیسر کو ہدایت کی تھی کہ آپ خطرہ محسوس کرتے ہیں تو پولیس سے رجوع کریں۔

(د) مذکورہ ڈسپنسر کا تبادلہ بیسک ہیلتھ یونٹ چک نمبر 120/SB سے رورل ہیلتھ سنٹر چک 104/NB ضلع سرگودھا میں کر دیا گیاہے ۔اور مزید کارروائی کے لئے پرنسپل پیرا میڈیکل سکول سرگودھا کو انکوائری آفیسر مقرر کیا گیا ہے۔

جنرل ہسپتال کوٹ خواجہ سعید کے سالانہ اخراجات کی تفصیل

*1987۔**جناب عبدالمنان شیخ:** کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) جنرل ہسپتال کوٹ خواجہ سعید کب اور کتنے رقبے پر تعمیر کیا گیا۔ اس کے عملہ اور سالانہ اخراجات کی تفصیل کیا ہے۔

(ب) محکمہ مذکورہ ہسپتال کے ڈاکٹروں کی رہائش کی بہتری کے لئے رہائش گاہ کا منصوبہ کب

تک شروع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) گورنمنٹ کوٹ خواجہ سید ہسپتال کا کل رقبہ تقریباً 91/1/2 کنال ہے جو کہ نزول لینڈ ہے۔ لیکن گورنمنٹ کے قبضہ میں 42 کنال 14مرلہ اور 204 فٹ زمین ہے۔ باقی زمین پر پرائیویٹ لوگوں نے قبضہ کیا ہوا ہے۔ ناجائز قابضین کے پاس 27 کنال 8 مرلہ اور 93 فٹ زمین ہے اور 19 کنال 5 مرلے 59 فٹ پر ایل۔ایم۔سی نے سکول تعمیر کیا ہوا ہے۔

اس ہسپتال کے اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

عملہ کی سالانہ تنخواہیں -/86,98,888 روپے

ادویات کا سالانہ خرچہ -/10,94,457 روپے

دیگر اخراجات -/17,09,137 روپے

کل اخراجات -/1,15,02,522 روپے

(ب) سرکاری زمین پر ناجائز قابضین اور ایل۔ایم۔سی سکول کی وجہ سے ڈاکٹروں کی رہائش کا منصوبہ شروع نہیں کیا جا سکا۔ حکومت ناجائز قابضین سے زمین خالی کروانے کے لئے کوشاں ہے۔ جونہی زمین دستیاب ہوئی ہسپتال کی رہائش گاہیں تعمیر کی جائیں گی۔

ہسپتال کی تعمیر

*1988۔جناب عبدالمنان شیخ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کوہلو گھر گراؤنڈ مصری شاہ میں ہسپتال کی تعمیر کا منصوبہ منظوری کے بعد اب تک التواء میں پڑا ہوا ہے۔

(ب) اگر ایسا ہے تو حکومت اس ہسپتال کے منصوبہ کو کب تک پایہ تکمیل پر پہنچانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) یہ درست نہ ہے۔ محکمہ صحت کے زیر غور مصری شاہ میں کوئی ہسپتال تعمیر کرنے کا منصوبہ نہ ہے۔

(ب) جزو(الف) میں جواب دے دیا گیا ہے۔

B.H.U میں ڈاکٹر اور ایمبولینس مہیا کرنے کے اقدامات

*2061۔چودھری امتیاز احمد رانجھا، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) حلقہ پی۔پی 101 ضلع منڈی بہاؤالدین میں B.H.U اور R.H.C کی کتنی تعداد ہے اور ان میں کتنی اسامیاں ہیں۔ ان اسامیوں کی تعداد بتائی جائے؛

(ب) کیا یہ درست ہے کہ B.H.U رکن کے علاوہ کسی بھی ہسپتال میں ڈاکٹر تعینات نہ ہے۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو حکومت کب تک ڈاکٹر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کسی بھی B.H.U میں ایمبولینس کی سہولت میسر نہ ہے۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت B.H.U میں ایمبولینس مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) حلقہ پی۔پی 101 میں بارہ بنیادی مراکز صحت کام کر رہے ہیں۔ اس حلقہ میں رورل ہیلتھ سنٹر کوئی نہ ہے۔ اسامیوں کی تعداد لف ہے۔

(ب) یہ درست ہے B-H-U رکن کے علاوہ دو اور بنیادی مراکز صحت میں بھی ڈاکٹرز تعینات ہیں اور بقیہ جگہ پر ڈینٹی میڈیکل آفیسر اور میڈیکل ٹیکنیشن تعینات ہیں۔ حکومت بذریعہ اشتہارات کنٹریکٹ پر ڈاکٹر بھرتی کر رہی ہے جونہی ان اسامیوں کے لئے ڈاکٹرز دستیاب ہوں گے، خالی اسامیوں پر تعینات کر دیا جائے گا۔

(ج) یہ درست ہے کہ کسی بھی بنیادی مراکز صحت میں ایمبولینس کی سہولت میسر نہ ہے۔ یہ سہولت صرف رورل ہیلتھ سنٹروں تک محدود ہے۔ حکومت کی پالیسی کے تحت ابھی بنیادی مراکز صحت میں ایمبولینس مہیا کرنے کا کوئی پروگرام نہ ہے۔

اسامیوں کی تعداد حلقہ PP-101 ضلع منڈی بہاؤالدین

نمبر شمار	نام اسامی	اسامیاں منظور	تعینات	خالی
1۔	میڈیکل آفیسر	12	3	9

2۔	ڈپٹی میڈیکل آفیسر	1	1	_
3۔	میڈیکل ٹیکنیشن	11	11	_
4۔	لیڈی ہیلتھ وزیٹر	12	8	4
5۔	سینٹری انسپکٹر	12	3	9
6۔	ڈسپنسر	12	12	_
7۔	مڈوائف	12	12	_
8۔	نائب قاصد	12	12	_
9۔	چوکیدار	12	12	_
10۔	سینٹری ورکر	10	10	_

ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال پاکپتن کا درجہ بڑھانا

*2124۔دیوان عظمت سید محمد چشتی، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سول ہسپتال پاک پتن کتنے بیڈز پر مشتمل ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال قرار دینے کے بعد کیا اس ہسپتال میں ڈسٹرکٹ لیول کی عمارت تعمیر کی گئی ہے۔ اگر عمارت تعمیر نہیں کی گئی تو اس کی وجہ کیا ہے۔

(ج) کیا سول ہسپتال میں اس وقت جو عملہ کام کر رہا ہے وہ ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال کی ضروریات پوری کرتا ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) سول ہسپتال پاک پتن اس وقت 60 بستروں پر مشتمل ہے۔

(ب) ہسپتال کا درجہ 125 (بستروں) تک بڑھانے کے لئے محکمہ صحت کی طرف سے شروع سے ہی کارروائی کی جا رہی ہے۔ صرف ایک ہی مسئلہ درپیش تھا کہ آیا نئی عمارت موجودہ جگہ پر تعمیر کی جائے یا نئی جگہ پر آخر کار یہ فیصلہ ہوا کہ مزید 65 بستروں کی نئی عمارت موجودہ جگہ پر تعمیر کی جائے ۔لہذا محکمہ بلڈنگ نے اب تخمینہ جات تقریباً63.259 ملین تیار کر لئے ہیں۔ جونہی سکیم منظور ہو گی۔ تعمیر کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

(ج) اس ہسپتال میں جو عملہ کام کر رہا ہے وہ ہسپتال کی ضروریات کے لئے کافی ہے۔ تاہم موجودہ ہسپتال کا درجہ بڑھانے کے بعد اس کی ضروریات کے مطابق مزید عملہ تعینات کیا جائے گا۔

سروسز ہسپتال کے لئے مشینری اور آلات کی خرید

*2182۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) سروسز ہسپتال لاہور کو سال 1996ء سے آج تک کتنی رقم فراہم کی گئی ہے، کس کس مد کے لئے فراہم کی گئی ہے اور کس کس مد پر خرچ ہوئی ہے۔

(ب) ان سالوں کے دوران اس ہسپتال کے لئے کتنے آلات اور مشینیں خرید کی گئیں۔ کس کس فرم، ملک سے اور کس کس قیمت پر خرید کی گئیں۔

(ج) ان میں سے کتنی مشینیں اور آلات اب تک خراب ہو چکے ہیں اور کتنے چالو حالت میں ہیں نیز ان کی مرمت پر سالانہ کتنی رقم خرچ ہوئی ہے۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) سروسز ہسپتال کو سال 1996ء سے آج تک مشینری اور آلات کے لئے کل رقم 1,68,00,000/-(ایک کروڑ اڑسٹھ لاکھ) روپے فراہم کی گئی۔ یہ رقم ڈویلپمنٹ کی مد کے لئے فراہم کی گئی ہے اور اس مد پر خرچ ہوئی۔ مزید تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	فراہم کردہ رقم	خرچ شدہ رقم
1996-97ء	کوئی نہیں	کوئی نہیں۔
1997-98ء	52,40,000/-	41,94,706/- (اکتالیس لاکھ چورانوے ہزار سات سو چھ روپے باون لاکھ چالیس ہزار خرچ) کا تخمینہ اس لئے کم ہے کہ مشینری پرچیز سیل نے ارزاں قیمت پر خریدی۔
1998-99ء	1,42,60,000/- (ایک کروڑ بیالیس لاکھ ساٹھ ہزار)	ابھی تک کوئی بھی آلات و مشینری نہیں خریدے گئے البتہ انڈنٹ پرچیز سیل میں بھیجے جا چکے ہیں۔

(ب) تفصیل درج ذیل ہے۔

مالی سال	نام آلات	تعداد	فرم	ملک	قیمت
1996-97ء	کوئی نہیں	کوئی نہیں	کوئی نہیں	کوئی نہیں	کوئی نہیں۔
1997-98ء	ہیماٹالوجی اینالائزر (Haemtology Analyzer)	ایک	ایس اعجاز الدین	جاپان	سترہ لاکھ (17,00, 000/-)
	ویڈیو اینڈوسکوپی Video Endo Scopy	ایک	ایم۔ٹی ٹریڈنگ سنگاپور کارپوریشن		چوبیس لاکھ چورانوے ہزار سات سو چھ (24,94,706/-)

1998-99ء ابھی تک کوئی آلات نہیں خریدے گئے البتہ انڈنٹ پرچیز سیل میں ان کے متعلق کارروائی شروع ہے۔ جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) دونوں مشینیں درست حالت میں ہیں اور ان کی مرمت پر تاحال کوئی خرچہ نہیں ہوا۔

ایم۔ایس۔ڈی میں ادویات کی خرید

*2184۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ: کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 1996ء سے آج تک ایم۔ایس۔ڈی کو کتنی گرانٹ فراہم کی گئی ہے۔

(ب) اس سے کتنی مالیت کی ادویات کس کس کمپنی، فرم یا ادارے سے خرید کی گئیں۔

(ج) کیا ادویات خرید کرنے سے قبل ان کی خرید کے لئے ٹینڈر اخبارات میں مشتہر کئے گئے تھے۔تو ان اخبارات کے نام اور نقل فراہم کی جائے۔

(د) اس عرصہ کے دوران ادویات کی خرید میں کتنی بے قاعدگیوں کا انکشاف ہوا۔ ان کے ذمہ دار افراد کے خلاف لی گئی کارروائی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور):

(الف) سال 1996ء سے آج تک حکومت نے میڈیکل سٹور ڈپو کے لیے ادویات کی فراہمی کی مد میں درج ذیل فنڈز فراہم کئے ہیں۔

سال	فنڈز
1996-97ء	Rs,28,00,00,000/- (اٹھائیس کروڑ روپے)
1997-98ء	Rs,32,37,50,000/- (بتیس کروڑ سینتیس لاکھ پچاس ہزار روپے)
1998-99ء	Rs,16,18,74,500/- (سولہ کروڑ اٹھارہ لاکھ چوہتر ہزار پانچ صد روپے)

بقیہ فنڈز برائے مالی سال 99-1998ء کے لیے محکمہ خزانہ سے استدعا کی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ بالا عرصہ کے دوران ایم۔ایس۔ڈی نے کوئی ادویات نہیں خریدیں۔ کیونکہ ادویات کی خرید کا کام پرچیز سیل محکمہ صحت کا ہے۔ پرچیز سیل محکمہ صحت نے سال 1996ء سے آج تک جن ادویات کا آرڈر دیا گیا ان کی تفصیل Annexures A,B,C پر ہے جو کہ ایوان کی میز پر برائے ملاحظہ رکھ دی ہیں۔

(ج) جی ہاں۔ پرچیز سیل محکمہ صحت ہر سال ادویات کے خرید کی لئے اشتہار ڈائرکٹر جنرل پبلک ریلیشنز پنجاب لاہور کو بھجواتا ہے۔ جو خود ہی مختلف اخبارات کو مشتہر ہونے کے لیے جاری کرتا ہے۔ مذکورہ بالا تین مالی سالوں کے دوران ڈائرکٹر جنرل پبلک ریلیشنز پنجاب لاہور نے جن اخبارات کو اشاعت کے لیے بھجوائے ان میں روزنامہ جنگ' Dawn(ڈان) روزنامہ جاسوس' روزنامہ صداقت' نوائے وقت' The News روزنامہ خبریں' اعلان' وغیرہ شامل ہیں اور ان کی نقول ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(د) مذکورہ عرصہ کے دوران ادویات کی خرید میں کسی بے قاعدگی کی شکایت پرچیز سیل محکمہ صحت کو نہیں کی گئی۔ لہذا کسی کے خلاف کارروائی کرنے کا جواز نہ ہے۔

بی۔ایچ۔یو میں فرنیچر کی فراہمی

*2281۔میاں عمران مسعود، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بی۔ایچ۔یو دوہٹہ عظمت ضلع حافظ آباد میں فرنیچر نہ ہے اور عملہ زمین پر بیٹھنے پر مجبور ہے۔

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک بی۔ایچ۔یو میں فرنیچر مہیا کرنے کا

ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ب) بی۔ایچ۔یو دوہٹہ عظمت (Dohatta Azmat) ضلع حافظ آباد کو فرنیچر فراہم کر دیا گیا ہے۔

بنیادی مرکز صحت میانوال رانجھا میں میڈیکل آفیسر کی تعیناتی

*2479۔چودھری امتیاز احمد رانجھا، کیا وزیر صحت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) بنیادی مرکز صحت میانوال رانجھا کے قیام سے اب تک اس میں کتنے میڈیکل آفیسر تعینات کئے گئے۔ ان کے نام اور عرصہ تعیناتی بتایا جائے۔

(ب) مذکورہ بنیادی مرکز صحت میں کب سے میڈیکل آفیسر کی اسامی خالی ہے اور حکومت کب تک میڈیکل آفیسر تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے' اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر صحت (راجہ اشفاق سرور)،

(الف) بنیادی مرکز صحت میانوال رانجھا میں 18-5-86 سے 4-7-87 تک ڈاکٹر محمد شفیق اور 1-7-91 سے 3-3-93 تک ڈاکٹر اکرام تعینات رہے اور اب ڈاکٹر محمد الیاس گوندل کو تعینات کیا گیا ہے۔

(ب) مذکورہ بنیادی مرکز صحت میں خالی اسامی پر ڈاکٹر تعینات کردیا گیا ہے۔

جناب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں وزیر صحت کو آج ان کی بہتر تیاری' ہاؤس کو بہترین انداز میں جوابات دینے اور ممبران کو مطمئن کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ میں توقع کرتا ہوں کہ آئندہ بھی وہ اسی طرح تیاری کر کے آئیں گے۔

وزیر صحت: جناب والا! میں healthy note اور اچھی بات کی تعریف کرنے پر ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ یہ ان کی روایت کے تو خلاف ہے' بہرحال میں ان کا مشکور ہوں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب والا! ہم تو ہمیشہ صحیح بات کرتے ہیں لیکن ان میں صحیح بات سننے اور برداشت کرنے کا حوصلہ نہیں۔ وہ اپنی روایت پر چلیں اور ہم اپنی روایت پہ چلتے رہیں گے۔

جناب سپیکر: سعید اکبر خان صاحب کا بھی ایک بات پہ شکریہ ادا کرتے ہیں کہ آج وہ بے شک تاخیر سے ہاؤس میں آئے لیکن انھوں نے کورم point out نہیں کیا۔

جناب سعید اکبر خان : جناب سپیکر! چونکہ آج پرائیویٹ ممبرز ڈے تھا' اس لیے میں نے کورم کی نشان دہی نہیں کی' اگر قانون سازی ہوتی تو میں کورم کی نشان دہی کرتا۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔ جناب معظم جہانزیب احمد خان وٹو صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 25' جو کہ پیش ہو چکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔

دفاتر سے افسران و ملازمین کی غیر حاضری

(جاری)

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ چیئرمین خدمت کمیٹی ضلع لاہور ہمراہ ممبران کمیٹی میٹروپولیٹن کارپوریشن کے زون نمبر 7 اور زون نمبر 8 کے دفاتر پر مورخہ 23 جنوری 1999ء کو بوقت 8 بج کر 20 منٹ پر آئے۔ ممبران کمیٹی نے مین گیٹ بند کروا دیا اور حاضری رجسٹرز چیک کیے۔ آدھے سے زیادہ عملہ اپنی حاضری لگا چکا تھا۔ عملے کے مزید افراد نے اپنی حاضری لگانا چاہی مگر ممبران کمیٹی نے انھیں اس کی اجازت نہ دی۔ زون کے سیکرٹری' مجسٹریٹ صاحبان میٹنگ میں چیف کارپوریشن آفیسر کے پاس گئے ہوئے تھے۔ یہ درست نہ ہے کہ سینکڑوں ملازمین غیر حاضر پائے گئے۔ مزید عرض ہے کہ زون نمبر 7 اور 8 کی حاضری کو مزید فعال بنا دیا گیا ہے اور صبح 8 بج کر 15 منٹ پر جو اہل کار حاضر نہ ہوگا اسے غیر حاضر تصور کیا جائے گا۔ جناب والا! ان دونوں زونوں کے کل ملازم 32 ہیں' جن میں سے 19 حاضر تھے' موجود تھے۔ باقی جو غیر حاضر تھے ان کی غیر حاضری لگا دی گئی اور غیر حاضری لگانے کا مقصد یہ ہے کہ ان کی ایک دن کی چھٹی کٹ جائے گی۔ تو یہ حالات تھے جو کہ میں نے آپ کی وساطت سے فاضل رکن کی خدمت میں پیش کر دیے ہیں۔ لہذا اب میں درخواست کروں گا کہ وہ اپنی تحریک کو پریس نہ کریں۔

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو: جناب سپیکر! میری تحریک کا مقصد صرف میٹروپولیٹن کارپوریشن کے ملازمین کی حاضری کا معاملہ پیش کرنا نہیں' بلکہ تمام سرکاری محکموں میں یہی صورت حال ہے۔ یہ ایک نہایت ہی سنجیدہ مسئلہ ہے کہ تمام سرکاری ملازمین اپنے کام کو قطعاً سنجیدگی سے نہیں لیتے۔ چند ہفتے قبل عید کی چھٹیاں تھیں لیکن اس کے چند دن بعد تک بھی دفتروں میں کوئی کام ہوتا ہوا نظر نہیں آیا۔ جب بھی کوئی سائل جاتا ہے تو اسے انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اکثر ملازمین فالتو چھٹیاں کرتے ہیں' غیر حاضریاں کرتے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک نہایت ہی اہم مسئلہ ہے لہذا اس پر بحث کی جانی چاہیے۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! تحریک التوائے کار کسی ایک specific معاملے پہ پیش کی جا سکتی ہے' اسے آپ generalise نہیں کر سکتے۔ فاضل رکن اگر کسی اور دفتر یا آفیسر کی طرف نشان دہی کرنا

چاہتے ہیں تو اس بارے میں دوسری تحریک التوائے کار لے آئیں۔

جناب معظم جمال زیب احمد خان وٹو: جناب سپیکر! میں ایک تجویز دینا چاہتا ہوں کہ ایک چھاپہ مار ٹیم بنا دی جائے جو دفتروں میں جا کر حاضری چیک کرے۔

جناب سپیکر: یہ تو پہلے ہی ہر دفتر کا سربراہ اپنے دفتر کی حاضری چیک کرتا ہے۔ بہر حال آپ کی تجویز اچھی ہے کہ انھیں چیک کرنے کا کوئی سسٹم ہونا چاہیے۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں فاضل رکن کو یہ اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ تمام محکمہ جات کے سیکرٹری صاحبان اور وزرائے کرام آٹھ سوا آٹھ بجے اپنے دفاتر میں موجود ہوتے ہیں۔ وزیراعلیٰ پنجاب ٹھیک آٹھ بجے اپنے دفتر کی کارروائی شروع کر دیتے ہیں۔ ماضی کا دور اب نہیں رہا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، یہ تو پہلے ہی ہر دفتر کا سربراہ اپنے دفتر کی حاضری چیک کرتا ہے۔ بہر حال آپ کی تجویز اچھی ہے کہ انھیں چیک کرنے کا کوئی سسٹم ہونا چاہیے۔ یہ disposed of "تصور کی جاتی ہے۔ سید ذی شان الٰہی شاہ کی تحریک التوائے کار نمبر 29 pending ہے۔ راجہ صاحب! کیونکہ یہ کل ہی circulate ہوئی تھی' کیا اس کا جواب آ گیا ہے؟

وزیر قانون، جناب والا! اس کا تحریری جواب نہیں آیا لیکن میں نے متعلقہ ڈی ایس پی کو بلایا ہوا ہے۔ اس لیے معزز رکن سے میری استدعا ہو گی کہ اجلاس کے بعد پانچ منٹ مجھے دے دیں تاکہ میں ان کا point of view سن لوں اور مسئلے کو بھی حل کروا دوں گا۔

جناب سپیکر، شاہ صاحب چونکہ یہ کل ہی circulate ہوئی تھی' اس لیے pending کی تھی۔ اب راجہ صاحب نے ڈی ایس پی کو بلا لیا ہے' اس لیے اجلاس کے بعد آپ مل لیں۔ تو اس وقت تک کے لیے اسے pending کرتے ہیں۔

سید ذی شان الٰہی شاہ، ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر، تحریک التوائے کار نمبر 30 جناب سعید اکبر خان صاحب اور خالد جاوید وڑائچ صاحب کی طرف سے ہے یہ پیش ہو چکی ہے۔ اس کا جواب آنا تھا۔ جی وزیر صحت!

سرکاری ہسپتالوں میں لیبارٹریز کی خستہ حالی

---------(جاری)

وزیرصحت (راجہ اشفاق سرور) جناب والا! یہ درست ہے کہ صوبائی دارالحکومت میں سرکاری ہسپتالوں کے علاوہ پرائیویٹ سیکٹر میں بھی لیبارٹریز کام کر رہی ہیں۔ سرکاری ہسپتالوں میں کوالیفائیڈ پیتھالوجسٹ اور تجربہ کار ٹیکنیشنز کی زیر نگرانی مختلف ٹیسٹ ہو رہے ہیں۔ پرائیویٹ سیکٹرز میں لیبارٹریز قائم ہیں لیکن یہ بات درست نہیں کہ تمام سرکاری ہسپتالوں کے پیتھالوجسٹ نے اپنی ذاتی لیبارٹریاں قائم کر رکھی ہیں اور ڈاکٹروں کا لیبارٹریز سے کمیشن کا بھی کوئی ثبوت موجود نہیں۔ میو ہسپتال کی پیتھالوجی لیبارٹری میں ڈاکٹر عابدہ اقبال تعینات نہیں ہیں' بلکہ یہاں پر انچارج ڈاکٹر عاشق رسول پیتھالوجسٹ ہیں مزید برآں ڈائرکٹر جنرل ہیلتھ سروسز پنجاب نے تمام ڈویژنل ڈائرکٹرز ' ڈی ایچ اوز اور ایم ایس کو تحریری ہدایت بھی جاری کی ہے کہ وہ پرائیویٹ لیبارٹریز پر کڑی نظر رکھیں تاکہ عوام کا اعتماد مجروح نہ ہوا۔

جناب سپیکر، جی سعید اکبر خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! ہمارا کام ہے کہ کوئی بھی ایسی بات جو ہمارے نوٹس میں آئے تو ہم اسے گورنمنٹ کے نوٹس میں لائیں۔ منسٹر صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ ہم نے تحریری طور پر آرڈرز بھیج دیئے ہیں تاکہ ان کی کڑی نگرانی کی جائے۔ تو میں ان کے اس جواب سے مطمئن ہوں اور اسے پریس نہیں کرتا۔

جناب سپیکر، یہ تحریک التوائے کار disposed of تصور کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 31 جناب سعید احمد خان منیس' معظم جہاں زیب احمد خان وٹو' چودھری خالد جاوید وڑائچ اور جناب سعید اکبر خان صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ بھی پیش ہو چکی ہے لیکن اس کا جواب آنا تھا۔ جی چودھری اقبال صاحب!

راجباہ لادھوکا ضلع پاک پتن کے آباد چکوک کو پانی کی غیر مؤثر بہم رسانی

---------(جاری)

وزیر آب پاشی و قوت برقی (چودھری محمد اقبال)،جناب والا! راجباہ لادھوکا نیل لوئر سوہاگ برانچ سے نکلتا ہے جس کی لمبائی 97000 ہزار فٹ اور 19.4 میل ہے چونکہ یہ راجباہ لوئر دیپالپور کینال

سسٹم کی ٹیل پر واقع ہے اس میں ہر سال بھل پڑ جاتی ہے۔ گزشتہ کئی سالوں سے فنڈز کی کمی کے باعث اس راجباہ پر بھل صفائی کا کام نہ ہو سکا جس کی وجہ سے راجباہ کے آخری حصہ میں پانی کی قلت رہی۔ اس سال سالانہ work plan میں اس راجباہ کی بھل صفائی کا پروگرام بنایا گیا ہے اور نیشنل ڈرینج پروگرام کے تحت مکمل راجباہ کی صفائی کا کام کروا لیا جائے گا۔ اس مقصد کے لیے ٹینڈر مورخہ 8-2-99 کو موصول کیے جائیں گے۔ یہ راجباہ ششماہی ہے اور اس میں پانی 16 اپریل سے 15 اکتوبر فصل خریف تک چلایا جاتا ہے۔ راجباہ کی بھل صفائی کا کام ان شاء اللہ 15-4-99 تک مکمل کروا دیا جائے گا جس کے بعد ٹیل تک واقع تمام چکوک کو نہری پانی میسر آ جائے گا۔ جہاں تک موگوں سے پانی کی چوری روکنے کا تعلق ہے اس سلسلے میں محکمہ نے ان تھک کوشش کی ہے اور کسی قسم کی کوتاہی نہ کی ہے۔ موجودہ سال فصل خریف 1998ء کے دوران اس راجباہ پر چھ عدد موگہ جات توڑ کر پانی چوری کرنے کے کیس پکڑے گئے جو رجسٹر کروائے گئے اور ملزمان کے خلاف تاوان کی کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔ علاوہ ازیں جو چکوک فصل خریف 1998ء کے دوران پانی سے محروم رہے ان کو آبیانہ نہیں لگایا گیا۔ جناب والا! ہم اس میں کوئی کوتاہی نہیں کر رہے اور ان شاء اللہ یہ کام اس سال میں ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، جی سعید اکبر خان صاحب!

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! آپ کو معلوم ہے کہ چودھری اقبال صاحب اگر کوئی کام نہ بھی کرانا چاہیں تو اسے بھی ہمیشہ خوب صورت انداز میں بیان کرتے ہیں اور آدمی مجبور ہو جاتا ہے کہ ان کو زیادہ pressurise نہیں کر سکتا۔ لیکن چونکہ اس کام میں انھوں نے بڑی یقین دہانی فرمائی ہے اور وہ جس طریقے سے یقین دہانی فرما رہے تھے کہ یہ عام لوگوں اور چھوٹے کاشت کاروں کا مسئلہ ہے تو میں ان کے جواب سے مطمئن ہوں۔

جناب سپیکر، تو یہ تحریک التوائے کار disposed of تصور کی جاتی ہے۔ تحریک التوائے کار نمبر 32 سردار سعید انور صاحب کی ہے۔

محکمہ زراعت میں زائد المیعاد کیڑے مار ادویات کے ذخائر کو ٹھکانے لگانا

سردار سعید انور، شکریہ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے

کہ کافی عرصہ پہلے محکمہ زراعت نے کیڑے مار زرعی ادویات کی فروخت بند کر دی۔ بہت مقدار میں محکمہ کے پاس کیڑے مار زرعی ادویات سٹور میں پڑی تھیں۔ اب یہ ادویات نہ صرف ماحول کو آلودہ کر رہی ہیں بلکہ ان کے سٹوریج پر کثیر سرمایہ خرچ ہو رہا ہے۔ اس کی ڈسپوزل کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جا رہی جس سے انسانی جانوں کو بھی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے۔ اس لیے گزارش ہے کہ میری تحریک پر بحث کی جائے اور اس اہم مسئلہ کو حل کیا جائے۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں یہ آج ہی circulate ہوئی ہے؟

وزیر آب پاشی، جناب والا! مجھے تو ابھی تک اس کی کاپی نہیں ملی۔

جناب سپیکر، سردار صاحب! چونکہ یہ آج ہی circulate ہوئی اس لیے اسے pending کرتے ہیں۔

مجلس مواعید کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سردار سعید انور، جناب والا! میں مجلس مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع کی تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی۔

سردار سعید انور، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

"کہ تحریک مواعید نمبر 1 پیش کردہ میاں عبدالستار ایم پی اے کے بارے میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 مارچ تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

"کہ تحریک مواعید نمبر 1 پیش کردہ میاں عبدالستار ایم پی اے کے بارے میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 مارچ تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

سردار سعید انور، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

"کہ تحریک مواعید نمبر 2 پیش کردہ سردار سعید انور ایم پی اے کے بارے میں

مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 مارچ تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے،

"کہ تحریک مواعید نمبر 2 پیش کردہ سردار سعید انور ایم پی اے کے بارے میں مجلس برائے سرکاری مواعید کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 مارچ تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

وزیر جنگلات و ماہی پروری (ملک سلیم اقبال)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی ملک سلیم اقبال صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر جنگلات و ماہی پروری، جناب سپیکر! 31 جنوری جمعرات کے روز نامہ "نوائے وقت" کے آرٹیکل بعنوان "سرراہ" میں یہ لکھا گیا کہ، "جمعرات کے روز پنجاب اسمبلی میں زبردست گرما گرمی دیکھنے میں آئی۔ اراکین اسمبلی نے شوگر مز کی طرف سے گنے کے کاشت کاروں کو پیسوں کی عدم ادائیگی پر وزیر خوراک ملک سلیم اقبال کو تنقید کا نشانہ بنایا۔ وہ اراکین کو اطمینان دلاتے رہے کہ حکومت کاشت کاروں کے مسائل جلد حل کر دے گی لیکن اراکین ان کے وعدوں پر یقین کرنے کو تیار نہیں تھے"۔ اس کے آگے جو کچھ لکھا گیا ہے میں اسے دہرانا نہیں چاہتا۔ میں آپ کی وساطت سے صحافی برادری کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ کم از کم ناموں کی تصحیح کر دیا کریں اور انھیں یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ کون سے محکمے کا کون سا وزیر ہے۔ ویسے تو anonymous letters پر بھی تین چار کالمی آرٹیکل لکھ دیئے جاتے ہیں لیکن لکھنے سے پہلے کم از کم نام کی تصحیح کر لینی چاہیے۔

جناب سپیکر، جی، ٹھیک ہے۔ آج غیر سرکاری ارکان کی کارروائی کا دن ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! میں بھی اسی حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، دستی صاحب! وہ بات تو ہو گئی ہے کیا آپ کچھ اور کہنا چاہتے ہیں؟

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! وہ بات تو ہو گئی ہے لیکن کیا ملک سلیم اقبال صاحب بھی یہ اعتراف کرتے ہیں کہ وزیر خوراک کے ساتھ ان کا نام چپک جانا باعث بد نامی ہے؟ اور کیا یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا نام آنے سے یہ جھوٹ کے بادشاہ بن گئے ہیں؟

جناب سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی، اس سلسلے میں' میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر خوراک سے یہ گزارش کروں گا کہ بجائے اس کے کہ گنے کی ملوں کے مالکان کے یہ ایڈووکیٹ بنیں اور ان کی وکالت کریں یہ کاشت کاروں کی وکالت کریں۔

جناب سپیکر، اس بحث کے لیے پہلے ہی ایک گھنٹہ رکھا گیا ہے ---

سردار امجد حمید خان دستی، دوسرے جناب والا جس طرح آپ نے بیان دیا ہے کہ چودھری شوگر مل کے ذمے کاشت کاروں کا ایک پیسہ بھی بقایا نہیں ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ مل مالکان خود یہ بیانات دیں۔بجائے اس کے کہ ان کی وکالت جناب وزیر خوراک کریں اور ملوں کے متعلق غلط بیانی کریں۔

جناب سپیکر، اس دن بات ہو جائے گی ایک گھنٹہ صبح رکھا ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! میں آپ کے نوٹس میں ایک اور بات بھی لانا چاہتا ہوں کہ انھوں نے فرمایا تھا کہ کین کمشنر یا ڈپٹی کمشنر------

جناب سپیکر، وہ دستی صاحب! پھر اس دن کریں گے' کل کے لیے ایجنڈے پر ہے اور اس کے لیے ایک گھنٹہ فکس کیا ہوا ہے۔اس میں آپ بات کریں۔

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

کراچی میں قیام امن کے لیے کیے گئے اقدامات کی تائید و حمایت

جناب سپیکر، اب مفاد عامہ سے متعلق قرار داد لیتے ہیں۔ یہ جناب خواجہ سعد رفیق صاحب کی طرف سے ہے۔ خواجہ صاحب! آپ یہ قرار داد پیش کر دیں۔

خواجہ سعد رفیق، پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان کراچی میں قیام امن کے لیے کیے گئے وفاقی حکومت کے تمام اقدامات کی مکمل تائید و حمایت کرتا ہے اور وزیر اعظم پاکستان اور ان کے رفقاء کو مبارک باد پیش کرتا ہے۔

جناب سپیکر، یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ،

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان کراچی میں قیام امن کے لیے کیے گئے وفاقی حکومت کے تمام اقدامات کی مکمل تائید و حمایت کرتا ہے اور وزیر اعظم پاکستان اور ان کے رفقاء کو مبارک باد پیش کرتا ہے"۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر، خواجہ سعد رفیق صاحب۔

خواجہ سعد رفیق، جناب سپیکر! کراچی عروس البلاد' جو روشنیوں کا شہر تھا' کراچی جو پاکستان کی معاشی شہ رگ ہے۔ پچھلے کئی برس سے دہشت گردی' بھتہ خوری اور قتل وغارت گری کی بھینٹ چڑھ چکا ہے۔ کراچی جو شہر قائد ہے' اس شہر کو نظر لگ گئی ہے۔ اس شہر کو نظر اس طرح لگی کہ کراچی کے مہاجروں کے معصوم نوجوانوں کے ہاتھوں سے ڈگریاں لے کر ان کے ہاتھوں میں کلاشنکوف تھما دی گئی۔اسی کراچی میں حکیم سعید جیسے عظیم محب وطن کا قتل ہوا' اسی کراچی میں پاکستان کے قومی پرچم کو نذر آتش کیا گیا' اسی کراچی میں معزز عدلیہ کے اراکین کا قتل کیا گیا۔ اسی کراچی میں فرض شناس پولیس افسران کو ایم کیو ایم کے دہشت گردوں نے موت کے گھاٹ اتارا۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب پریس گیلری کی طرف سے ایک نوٹ آیا ہے' پریس گیلری کے صدر کی طرف بتایا گیا ہے کہ انھوں نے واک آؤٹ کیا ہے۔ میرے خیال میں اگر آپ اور چودھری اقبال صاحب اکٹھے جا کر انھیں واپس لے آئیں۔خواجہ صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا! میں یہی پوائنٹ آؤٹ کرنا چاہتا تھا جو آپ نے پہلے ہی مہربانی فرمائی ہے۔ آپ نے یہ نہیں بتایا کہ وہ کس لیے واک آؤٹ کر گئے ہیں۔

جناب سپیکر، وہ چنا کرنے گئے ہیں ابھی آجاتے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، میرے خیال میں وہ----

جناب سپیکر، نہیں آپ اپنا خیال اپنے پاس رکھیں۔ راجہ صاحب کو آنے دیں۔خواجہ سعد رفیق صاحب آپ فرمائیں۔

خواجہ سعد رفیق، جناب سپیکر! میں گزارش کر رہا تھا کہ کراچی کو ایم کیو ایم کے دہشت گردوں نے اپنی دہشت گردی کا نشانہ بنا لیا اور ایک عالمی سازش کے مہرے کے طور پر کراچی کو خون میں نہلا دیا گیا۔ میں اس معزز ایوان میں جناب سپیکر! اس قرارداد کو oppose کرنے والے معزز رکن سے یہ سوال کرتا ہوں اور ان سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ وہ جائیں کراچی اور وہاں جا کر کراچی کے شہریوں سے پوچھیں کہ ان پر کیا قیامت ٹوٹی ہے کیا قیامت بیتی ہے۔ پاکستان کی سیاسی تاریخ میں یہ پہلی مرتبہ ہوا کہ مسلم لیگ کی اپنی حکومت نے اپنی صوبائی منتخب حکومت کو اس لیے ختم کرکے اور آئینی تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے وہاں گورنر راج کا نفاذ کیا تاکہ کراچی کے لوگ سکھ کا سانس لے سکیں۔ امن وامان قائم ہو اور شہر قائد دوبارہ روشنیوں کا شہر بن سکے۔ جناب سپیکر! واقعتاً کراچی کے اندر قتل و غارت گری، دہشت گردی اور بھتہ خوری کے واقعات میں نمایاں ترین کمی واقع ہوئی ہے۔ گاڑیاں چھیننے، موٹر سائیکل چھیننے اور چھوٹی بڑی وارداتوں کی شرح میں نمایاں کمی ہوئی ہے۔ امن عامہ کی صورت حال بہتر ہوئی ہے اور وہ کراچی جہاں قومی پرچم ہماری عزت کی علامت تھا حسن سکوائر کے سامنے شرپسندوں نے اسے نذر آتش کردیا۔اسی کراچی میں حکیم سعید، جو کہ متنازع شخصیت نہ تھے اور پاکستان کے عظیم محسن تھے، ان کو بھی بے دردی کے ساتھ قتل کیا گیا۔ پھر جناب سپیکر! وزیر اعظم پاکستان نے کراچی کے حالات کو بہتر بنانے کے لیے گورنر راج سے پہلے کون سی سیاسی کوشش نہیں کی؟ انھوں نے ایم کیو ایم کو سیاسی دھارے میں شامل کرنے کی کوشش کی۔انھوں نے ایم کیو ایم کے منتخب لوگوں کو حکومت میں پاور شیئرنگ دی تاکہ ان کے اندر اگر کوئی frustration ہو تو وہ بھی دور ہو سکے۔ لیکن جناب سپیکر! یہ مسئلہ frustration کا نہ تھا۔ یہ در اصل عالمی سازش کے مہرے بنے ہوئے تھے۔ جو پاکستان کو disintegrate کرنا چاہتے تھے۔ اس لیے جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی کے فلور پر یہ میری سوچی سمجھی رائے ہے اور اس لیے میں نے یہ قرار داد پیش کی ہے۔ وفاقی حکومت نے، جناب وزیر اعظم پاکستان نے کراچی میں پائیدار امن کے قیام کے لیے کراچی میں کراچی کے شہریوں کو سکھ کا سانس دلانے کے لیے کوشش کی ہے۔ کراچی جس میں ایک دن کی ہڑتال سے 2 ارب روپے کا نقصان ہوتا ہے۔ قوم کو ملک کو اس معاشی نقصان سے بچانے کے لیے وہاں پر انھوں نے گورنر راج کا نفاذ کیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب سپیکر! یہ بات

بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ وہاں جسٹس نظام جیسے ایک معزز جج کو قتل کیا گیا۔ ججز کو قتل کی دھمکیاں دی گئیں۔ گواہوں کو اغواء کر لیا جاتا تھا۔ تو وہ کون سا طریقہ تھا جس سے کراچی کا امن قائم کیا جا سکتا؟ آئین کا چراغ نہیں رگڑا جا سکتا تھا۔ ایک ہی طریقہ تھا جس کی اجازت آئین پاکستان دیتا تھا اور وہ گورنر راج کا نفاذ تھا۔ میں اپنی قرار داد کی حمایت میں اپنے دلائل پیش کر چکا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ ہمارے ساتھی جو اپوزیشن کے بنچوں پر بیٹھے ہیں وہ بھی ان دلائل سے اتفاق کرتے ہوئے کراچی جو کہ قومی ناسور کی حیثیت اختیار کر چکا تھا اس پر ہمارے موقف پر ہمارا ساتھ دیں گے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، جناب سعید احمد خان منیس! دس منٹ میں بات ختم کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ' جناب سپیکر۔ جناب والا! معزز خواجہ صاحب کی جو قرار داد ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان کو صرف حکومت کو ہی مبارک بادیں دینے کے لیے انجمن ستائش باہمی کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔ جناب سپیکر! یہاں امن عامہ پر حکومت بحث نہیں رکھتی وہاں صرف مبارک بادیں دینے سے کام مکمل نہیں ہو سکتا۔ جناب سپیکر! میں قیام امن کے خلاف نہیں ہوں جن باتوں کی خواجہ صاحب نے نشان دہی کی ہے' دیکھنا اب یہ ہے کہ ان کو روکنے میں کیا حکومت کے اقدامات قابل ستائش ہیں یا وہ ایجنسیز جو یہ کام کر رہی ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ وفاقی حکومت کے اقدامات جو کہ اکثر غیر جمہوری اقدامات ہیں ان کی تائید اور حمایت نہیں کی جا سکتی۔ اگر ہم یہ کہیں کہ گورنر راج لگا دیا گیا اور اس سے قیام امن ہوا ہے اور اس کی مبارک باد دی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک غیر جمہوری قدم ہے۔ اس کو سراہا نہیں جا سکتا۔ اگر وہاں پر ملٹری کورٹس لگا دی گئی ہیں جو کہ ایک متوازی جوڈیشل نظام ہے' تو میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو مبارک باد دینا قابل ستائش نہیں ہے۔ آئینی عدالتوں میں رکاوٹ ان پر عدم اعتماد کے مترادف ہے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ democratic norms کے خلاف ہے۔ مبارک باد ہم کس بات کی حکومت کو دیں گے؟ کیا اس بات کی دیں گے کہ کراچی میں virtually ******؟ کیا مبارک باد ہم اس لیے دیں گے کہ پرائم منسٹر پاکستان کو کراچی جانے کے لیے متعدد بار سکیورٹی کلیرنس نہیں دی گئی؟ کیا ہم اس لیے مبارک باد

****(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

دیں کہ سپیکر صوبائی اسمبلی سندھ کو ان کے اپنے دفتر میں جانے سے روک دیا گیا۔ اور اس کے بعد عدالت عالیہ کے حکم پر اور ان کی مداخلت پر ان کو وہاں جانے دیا گیا؟ جناب والا! مبارک باد حکومت کو اس وقت دی جا سکتی ہے جب یہ گورنر راج ہٹ جائے۔ مارشل لاء کے یہ ملٹری کورٹس ہٹ جائیں۔ اور حکومت خود قیام امن میں کامیاب ہو۔ جناب والا! اگر مبارک باد دینی ہے۔

جناب سپیکر، یہ ذرا ٹھیک کر لیں۔ **** نہیں ہے۔ ملٹری کورٹس ہیں۔ یہ تصحیح کر لیں اور **** کا لفظ کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں نے اس لیے کہا ہے کہ وہاں virtually ******

جناب سپیکر، وہاں ****** نہیں ہے۔ وہاں آرمی کورٹس ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، میں آپ سے یہ عرض کروں گا اور آپ کی وساطت سے معزز محرک کو بھی۔ کہ یہ مبارک باد اگر دینی ہے تو حکومت کو انھی' یہ مبارک باد آرمڈ فورسز آف پاکستان کو دینی چاہیے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ خواجہ صاحب کی بات تو اس پر ہوگئی۔ اب اختر محمود ایڈووکیٹ صاحب نے اس پر بات کرنی تھی۔

جناب اختر محمود ایڈووکیٹ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ بہت شکریہ جناب سپیکر! خواجہ سعد رفیق صاحب نے اس ایوان میں بہت اعلیٰ قرار داد پیش کی ہے۔ جس میں وفاقی حکومت اور وزیر اعظم پاکستان کے ان اقدامات کو سراہا گیا ہے جو کراچی کے حوالے سے ہیں۔ جناب والا! جب ہم کراچی کا ذکر کرتے ہیں تو ہمیں یہ جاننا چاہیے کہ کراچی Door Way to Pakistan ہے۔ کراچی پاکستان کی معاشیات کی شہ رگ ہے۔ کراچی میں تمام بنکس اور انشورنس کمپنیوں کے ہیڈ کوارٹر ہیں' کراچی میں ملک کے تمام مالی وسائل کا ارتکاز ہے۔ کراچی میں ہماری تمام انڈسٹری کا ایک بہت میجر پورشن واقع ہے۔ اس کراچی کے خلاف عالمی سطح پر ایسی سازش کی گئی کہ وہاں پر امن و امان کی ایسی صورت حال پیدا کر دی جائے کہ پھر وہاں پر بیرونی سرمایہ نہ آسکے وہاں معاشی سرگرمیاں نہ ہوسکیں'

****(بحکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

وہاں پاکستان کی معاشی سرگرمیوں کو معطل کر دیا جائے۔ اور اس سے پاکستان غیروں کا دست نگر بن کر رہ جائے۔ چنانچہ ان ہی سازشوں کے حوالے سے وہاں پر قتل و غارت گری کا جو بازار گرم کیا گیا۔ وہاں جس طرح بوریوں میں بند لاشوں کا انبار لگایا گیا' وہاں پر جس طرح لوگوں کے ہاتھوں میں کتابوں کی بجائے کلاشنکوفیں تھما دی گئیں۔ وہاں جس طرح نوجوانوں کو ان کے حقیقی مقاصد سے دور کر دیا گیا۔ جہاں پر قومی امنگوں کا قتل عام کیا گیا' جہاں پورے پاکستان میں پشاور سے لے کر کوئٹہ تک تمام محب وطن پاکستانی اس پر انتہائی دل گرفتہ ہوتے ہیں کہ کراچی میں کچھ سازشی عناصر نے پاکستان اور مقاصد پاکستان کے خلاف عمل کیا' پاکستان کے امن و امان کے مسائل میں گویا اس انداز سے اضافہ کیا کہ بیرونی ادارے پاکستان کی معاشی سرگرمیوں کے بارے میں مختلف قسم کی آراء اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے۔

جناب سپیکر، جناب وزیر قانون

وزیر قانون، جناب والا! آپ کے حکم کے مطابق جناب چودھری اقبال صاحب اور میں پریس گیلری کے دوستوں کے پاس گئے اور ان سے ان کا موقف معلوم کیا۔ آج کا یہ جو واک آؤٹ ہے' بنیادی طور پر انھوں نے روز نامہ "جنگ" کے کارکنوں کے ساتھ اظہار یک جہتی کے طور پر ایک ٹوکن واک آؤٹ کیا۔ جہاں تک اس وقت روزنامہ "جنگ" کے مالکان اور حکومت کے درمیان جو ایک سلسلہ ٹیکس کے حوالے سے یا بقول "جنگ" کے مالکان کی انتقامی کارروائی کے حوالے سے ان کا اپنا پوائنٹ آف ویو ہے وہ چل رہا ہے۔ اس سے کارکنوں کا کوئی تعلق نہیں۔ کارکن اپنے مفادات اور اپنی ملازمت کا تحفظ چاہتے ہیں۔ جنگ کے کارکنوں کے ساتھ اظہار یک جہتی کے لیے پریس گیلری نے واک آؤٹ کیا۔ اور ان کا موقف یہ ہے کہ وہ یہ بات تسلیم کرتے ہیں کہ یہ معاملہ بنیادی طور پر وفاقی حکومت سے متعلق ہے اور صوبائی حکومت کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔ لیکن ان کا یہ موقف اور ان کی یہ بات وفاقی حکومت تک پہنچا دی جائے۔ تو میں نے اور چودھری اقبال صاحب نے ان سے اس بات کا وعدہ کیا ہے کہ ہم ان کا موقف ان تک پہنچائیں گے۔ اور جس طرح انھوں نے جنگ کے کارکنوں کے ساتھ اظہار یک جہتی کے طور پر واک آؤٹ کیا ہے۔ ان کے اس یک جہتی کے اظہار کو بھی ہم وفاقی حکومت تک پہنچائیں گے۔ اور میں اپنے پریس گیلری کے صحافی بھائیوں سے امید کرتا ہوں کہ میری

اس یقین دہانی کے بعد وہ اس ایوان میں تشریف لے آئیں گے۔ اور ان کا یہ موقف من و عن جس طرح انھوں نے مجھے تحریری طور پر دیا ہے میں ان شاء اللہ تعالیٰ وفاقی حکومت تک ضرور پہنچاؤں گا۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی اختر محمود صاحب۔

جناب اختر محمود ایڈووکیٹ: جناب والا! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ پاکستان محض خطہ زمین نہیں ہے۔

(اس مرحلے پر پریس گیلری کے رپورٹرز واک آؤٹ ختم کر کے پریس گیلری میں تشریف لے آئے)

بلکہ پاکستان ایک ایسی نظریاتی مملکت ہے جس میں ملت واحدہ کا تصور اس کی بنیاد تھا۔ ہم اپنی ملت اسلامیہ کے لیے جو برصغیر میں بس رہی تھی اس کے لیے ایک وطن حاصل کرنا چاہتے تھے جو وہاں کے رہنے والوں کے لیے دارالسلام ہو۔ امن و سلامتی کا گہوارہ ہو جو برصغیر کے مسلمانوں کے لیے دارالامان ہو۔ جو عالم اسلام کے لیے ایک آہنی حصار ہو۔ اور افراط و تفریط کی انتہاؤں میں بھٹکتی اور سسکتی ہوئی انسانیت کے لیے روشنی کا ایک مینار ہو۔ اس پاکستان کے مقاصد کی تکمیل کے لیے دس لاکھ نوجوانوں نے اپنا گرم اور جوان خون پیش کیا۔ ڈیڑھ کروڑ انسانوں نے اپنے آباو اجداد کی ہڈیوں کو چھوڑا۔ اس کے بعد یہ پاکستان بنا۔ یہ اس لیے نہیں بنا تھا کہ یہاں یہاں پر سندھی' بلوچی' پٹھان ' پنجابی اور مہاجر کا مسئلہ کھڑا کیا جائے۔ یہ اس لیے نہیں بنا تھا کہ یہاں پر چند شر پسند عناصر امن و امان کی فضا پیدا کر کے پاکستان کو اس کی منزل سے دور کر دیں اس کے حقیقی مقاصد سے دور کر دیں' اس کے ملی مقاصد کو اس کی نظروں سے اوجھل کر دیں۔ بلکہ پاکستان اس لیے بنایا گیا تھا کہ یہاں پر یک جہتی ہو یہاں امن و امان ہو یہاں ترقی کرنے اور زندہ رہنے کے مناسب اور یکساں مواقع حاصل ہوں۔ چنانچہ ان مقاصد جلیلہ کی تکمیل کے لیے مسلم لیگ کی حکومت نے ان تھک جدو جہد کی۔ شبانہ روز کوششیں کیں اور انھوں نے یہ تہیا کیا کہ ان مقاصد کو ہم شروع کریں گے جہاں سے قائد اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ اقبال اس عظیم کام کو ان کے ذمے لگا کر چھوڑ گئے تھے۔ مادر پاکستان ہونے کے حوالے سے مسلم لیگ کی یہ ذمہ داری ہے کہ ملک میں امن و امان کی فضا قائم کرے۔ وہ ملک کو اس کی گم گشتہ منزل کی طرف دوبارہ نشان دہی کرے' وہ ایک sense of direction دے۔ چنانچہ اسی حوالے سے میاں نواز شریف نے معاشی معاملات کو سدھارنے کے لیے' یہاں امن و امان کے

مسائل کو سدھارنے کے لیے یہاں پر ان قوتوں کو قومی دھارے میں شامل کرنے کے لیے۔ شبانہ روز کوششیں کیں لیکن افسوس کہ شر پسند عناصر اپنے غیر ملکی آقاؤں کی شہ پا کر یہاں پر جس قسم کے مقاصد حاصل کرنے کے لیے جو عمل کر رہے تھے اس کے خلاف بالآخر یہ قدم اٹھانا پڑا۔ میں اپنے فاضل دوست قائد حزب اختلاف کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے آئین پاکستان کا ایک آرٹیکل 245 ہے۔ اس کے تحت قائم کی جانے والی عدالتوں کو آئین کا مکمل طور پر تحفظ حاصل ہے۔ کوئی ماورائے آئین وہاں پر اقدام نہیں کیا گیا۔ کوئی ایسا عمل نہیں کیا گیا جس سے یہاں کی آئینی حکومت کو کسی نوع کا نقصان پہنچے۔ اپنی ہی صوبائی حکومت کو معطل کرنا' یہ آئین کے عین تقاضوں کے تحت ہے اور ہمیں اپنی صوبائی حکومت اتنی عزیز نہیں جتنے پاکستان کے اعلیٰ ترین مقاصد عزیز ہیں۔ یہاں کی معاشی جد و جہد کے حوالے سے یہاں امن و امان کی فضا قائم کرنے کے حوالے سے' یہاں کے لوگوں کو زندگی کی مناسب اور یکساں سہولتیں فراہم کرنے کے حوالے سے اور یہاں پر معاشی سرگرمیاں قائم کرنے کے حوالے سے جو اقدامات کیے اسے انہوں نے ہی نہیں غیروں نے بھی سراہا ہے۔ اور آج دنیا نے دیکھا کہ رمضان شریف میں اسی کراچی میں عروس البلاد کی روشنیوں کا وہ منظر دوبارہ پوری قوم نے دیکھا۔ یہ دیکھا گیا کہ وہاں پر لوگ سکھ اور چین سے جی رہے ہیں' وہاں لوگ خریداری کر رہے ہیں' وہاں لوگ بازاروں میں اپنی اجتماعی سرگرمیوں میں موجود ہیں۔ وہاں نوجوان رات کو کرکٹ بھی کھیل رہے ہیں' وہاں خواتین رات گئے تک بازاروں میں خریداری بھی کر رہی ہیں۔ وہاں امن و امان کا وہ ماحول ایک بار دوبارہ پیدا ہوا ہے جو ہماری ایک دیرینہ آرزو تھی۔ جو ہماری جستجو تھی' جو ہماری خواہش تھی' جو ہماری امنگ تھی جو ہماری لگن تھی جو ہماری تڑپ اور کسک تھی۔ آج پورے پاکستان کے عوام نے اس پرسکھ کا سانس لیا کہ ہمیں ایک دفعہ پھر وہ کراچی کی رونقیں دوبارہ دیکھنے کا موقع ملا۔ یہ اتنا بڑا اقدام ہے جس کی تحسین کی جانی چاہیے۔ مگر اس کا کیا کیا جائے کہ اگر وزیر اعظم پاکستان ایٹم بم کا فیصلہ کرتے ہیں اور ایک عظیم فیصلہ پاکستان کی تاریخ میں اس کے ماتھے کا جھومر بن جاتا ہے تو اس پر بھی انھیں توفیق نہیں ہوتی کہ وہ وزیر اعظم پاکستان کو خراج تحسین پیش کریں' ان کی اس political will کو خراج تحسین پیش کریں' بلکہ اس پر بھی وہ آئیں بائیں شائیں کرتے رہتے ہیں۔ ان میں اتنی اخلاقی جرأت ہونی چاہیے کہ وہ ان سچائیوں کا ادراک

کر سکیں، ان حقائق کو جان سکیں اور سچی بات کا ساتھ دے سکیں۔ آج وزیر اعظم پاکستان کے ان مجاہدانہ اقدامات نے، ان آئینی اقدامات نے کراچی کی رونقوں کو بحال کیا ہے۔ اس پر وہ یقیناً ہماری اور پوری قوم کی طرف سے شکریے کے مستحق ہیں، ہماری طرف سے دلی مبارک باد کے مستحق ہیں۔ اور جناب والا! خواجہ صاحب کو کہا گیا کہ ان کی قرار داد کا متن شاید "مبارکباد" اور "انجمن ستائش باہمی" میں کہتا ہوں کہ کچھ لوگ اپنے جھوٹ پر شرمندہ نہیں ہوتے۔ ہمیں اپنے سچ پر شرم سار ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اور میں ہمیشہ یہ کہا کرتا ہوں کہ زندگی ان کی بھی گزر جاتی ہے جو جاہ و جلال کے لیے جیتے ہیں مر وہ بھی جاتے ہیں جو مال و منال کے لیے جیتے ہیں۔ زندگی بسر وہ بھی کر جاتے ہیں جو خد و خال کے لیے جیتے ہیں۔ مرنا ان کا بھی نصیبا ہے جو کسب کمال کے لیے جیتے ہیں۔ مگر جینا صرف ان کا جینا ہے جو خدمت بنی نوع بشر کے لیے جیتے ہیں۔ جو حیات کائنات کی زلفیں سنوارنے کے لیے جیتے ہیں۔ جن کو اس ملک کے پھولوں ہی سے نہیں یہاں کے کانٹوں سے بھی پیار ہوتا ہے۔ جو غریبوں کے آنسو پونچھنے، جو بیواؤں کے سروں پر چادریں دینے اور جو یتیموں کی داد رسی کرنے کے لیے جیتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور آج وزیر اعظم پاکستان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ پاکستان کی تعمیر، پاکستان کی صورت گری، پاکستان کے غریب عوام کی خوش حالی اور پاکستان کی بکھری ہوئی، لٹی ہوئی معیشت کی بحالی کے لیے وقف ہو رہا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) ہم اس قرار داد کی مکمل تائید و حمایت کرتے ہوئے اپنے دوستوں سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ اس قرار داد کو متفقہ طور پر منظور ہونا چاہیے۔ بہت شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب معظم وٹو صاحب!

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو: شکریہ۔ جناب والا! میرے بھائی خواجہ سعد رفیق صاحب نے یہ ایک قرار داد پیش کی ہے۔ انھوں نے صوبہ سندھ میں حکومت کے کیے جانے والے اقدامات پر وزیر اعظم صاحب کو خراج تحسین پیش کرنے کے لیے یہ قرار داد پیش کی ہے۔ جناب والا! میں نے اس کو اپوز کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ صوبہ سندھ کے حالات میں جو خرابی ہے اس کی وجہ بھی حکومتی پالیسی ہے۔ میں معزز اراکین اسمبلی سے، اس سے پہلے کہ وہ اس قرار داد کی حمایت کریں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اسی حکومت نے اقتدار سنبھالنے کے بعد کیا ایک جماعت کے سینکڑوں

کارکنوں کو رہا نہیں کیا؟ ان کو پیرول پر رہا نہیں کیا گیا؟ کیا ایک جماعت کو کروڑوں روپیہ ادا نہیں کیا گیا؟ وہی لوگ جب جیلوں میں سے نکلے تو انھوں نے قتل و غارت اور دہشت گردی شروع کی۔ پہلے آپ دہشت گردوں کو رہا کرتے ہیں پھر آپ کی پالیسی میں ایک U ٹرن آتا ہے اور آپ وہاں پر آپریشن شروع کر دیتے ہیں۔

(اس مرحلے پر جناب اختر محمود ایڈووکیٹ کرسئ صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ ڈیموکریسی پر یقین رکھتے ہیں۔ اور پھر آپ ایک ڈیموکریٹک گورنمنٹ کو' ایک elected گورنمنٹ کو dismiss کرتے ہیں اور گورنر راج لگاتے ہیں؟ یہ جمہوریت ہے کہ ایک منتخب حکومت کو جس کو اس صوبے کے عوام نے مینڈیٹ دیا ہے' اس کو آپ dismiss کر دیتے ہیں۔ کیا پنجاب میں قتل و غارت نہیں ہوتی؟ کیا یہاں پر دہشت گردی نہیں ہوتی؟ پنجاب میں کیوں گورنر راج نہیں لگایا جاتا؟ جناب چیئرمین! اس حکومت کے اقدامات کا ہی نتیجہ ہے کہ کراچی میں دہشت گردی ہو رہی ہے۔ اور آج دیکھیں کہ کیا وہاں پر کوئی امن ہوگیا ہے یہ جو حالات ہیں' یہ عارضی ہیں۔ دہشت گرد وقتی طور پر چھپ گئے ہیں۔ اور یہ حالات کوئی پائیدار امن نہیں۔ آپ مبارک باد تب دیں جب ایک منتخب حکومت بحال ہو چکی ہو اور امن ہو چکا ہو۔ پھر جناب والا! جو حکومت کے اقدامات ہیں اس سے صوبوں میں نفرت پیدا ہو رہی ہے۔ آپ ایک پنجابی کو وہاں پر آئی جی لگاتے ہیں اور پھر وہاں پر آپریشن کرواتے ہیں۔ یہ حکومت کے اقدامات کا نتیجہ ہے کہ آج صوبہ سندھ میں وفاق کے خلاف اور صوبہ پنجاب کے خلاف شدید نفرت کے جذبات دیکھنے میں آ رہے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ نہایت تشویش کی بات ہے کہ ایک صوبہ میں وفاق کے خلاف اور دوسرے صوبوں کے بارے میں اس طرح کے جذبات پیدا ہوں۔ جناب والا! یہ کسی صورت بھی مناسب نہیں کہ صوبائی اسمبلی پنجاب سے اس طرح کی قرار داد منظور ہو۔ یہ تب ہو سکتا ہے جب پائیدار امن ہو۔ میں اس قرار داد کی حمایت کروں گا لیکن اس صورت میں کہ ایک ڈیموکریٹک گورنمنٹ وہاں پر بحال ہو اور وہاں پر پائیدار امن ہو۔ پھر اس کی حمایت ہو سکتی ہے۔

جناب چیئرمین، اب جناب آصف علی ملک صاحب۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ (جناب آصف علی ملک)، جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ

آپ نے مجھے اظہار خیال کا موقع دیا۔ میں خواجہ سعد رفیق صاحب کی اس قرار داد کی مکمل حمایت کرتے ہوئے چند گزارشات عرض کرتا ہوں۔ جناب والا! نہایت افسوس کا مقام ہے کہ آج قائد حزب اختلاف نے وہ قرار داد جو ایک معزز رکن نے پیش کی اس کی مخالفت کرکے یہ امر واضح کر دیا کہ وہ مخالفت برائے مخالفت پر زیادہ اظہار کرتے ہیں۔ پاکستان مسلم لیگ کی حکومت 3 فروری 1997ء کو جب آئی تو سب سے پہلے قائد محترم نے جس بات کی طرف توجہ دی وہ یہ تھی کہ تمام اقدامات آئین کے مطابق ایسے ہونے چاہییں جس میں عوام الناس کی جان و مال اور عزت کی طرف توجہ دی جائے۔ دوسری طرف کراچی کی ایک کروڑ کی آبادی گزشتہ ادوار سے دہشت گردی کا شکار ہو رہی تھی' جہاں پر لاشیں بوریوں میں بند کرکے بھیجی جا رہی تھیں' جہاں پر قتل عام ایک وتیرہ بن گیا تھا۔ اس کی طرف حکومت وقت نے خصوصی توجہ دی۔ اور اپنی حکومت کو قربان کرکے اس طرف رجوع کیا کہ اگر اس طریقے سے آئین کی شق 245 کے مطابق اگر آئین میں ملٹری کورٹس کا بنانا ضروری ہے جس سے عوام کا جان و مال بچ سکے تو اس کو بنانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔ 15 اکتوبر کے بعد سے آپ نے دیکھا کہ آج تک جناب والا ان سنہری اقدامات سے عوام کی جان و مال اور عزت کا تحفظ کرتے ہوئے کراچی کے وہ امن والے حالات واپس آ رہے ہیں جس کے لیے کراچی کے حالات مشہور ہیں میں اپنے حزب اختلاف کے بھائیوں کو دعوت فکر دیتا ہوں کہ حکیم سعید کا دہشت گردی کے ذریعے قتل اور ان کے بھائی کا وہ اظہار آج بحیثیت مسلمان ہمارے لیے باعث شرم بھی ہے کہ جب ان کے بھائی نے یہ کہا تھا کہ حکیم سعید جب پاکستان کی تخلیق کے بعد وہاں پر جانا چاہ رہے تھے تو میں نے بارہا انھیں کہا کہ اب ہمارا کاروبار یہاں پر منظم ہے۔ یہ صحیح ہے لیکن حکیم سعید (مرحوم) نے بارہا کہا کہ میں ایک ایسے خطے کی طرف گامزن ہونا چاہتا ہوں جو کلمہ طیبہ کی بنیاد پر معرض وجود میں آ رہا ہے۔ جہاں پر حق گوئی ہوگی جہاں پر مسلمان اپنے کلمے کی بنیاد پر اپنا رہن سہن مناسب طریقے سے کریں گے۔ اور پھر جب دہشت گردی کے ذریعے ان کا قتل ہوا تو ان کے بھائی نے یہ کہا کہ حکیم سعید! میں نے اس دن بھی کہا تھا اور آج بھی یہ بات دھرا رہا ہوں کہ تم مدینہ میں بھی رہ کر غیر محفوظ ہوکر قتل ہو گئے ہو۔ اور میں کربلا میں بھی رہ کر اپنے آپ کو محفوظ سمجھ رہا ہوں۔ اس کی نشان دہی کربلا سے مراد ہندوستان تھی کہ جہاں پر تمام غیر مسلموں کی اکثریت ہے اور مدینہ سے مراد

پاکستان ہے جس کی اکثریت مسلمان تھے۔ میری یہ دعوت فکر قائد حزب اختلاف اور حزب اختلاف کے بھائیوں کی طرف ہے کہ آج دیکھیں کہ پانچ مہینوں میں میرے قائد محترم کے اس اقدام سے کیا حالات آئے ہیں اور آج بھی وہ اس کی مخالفت کر رہے ہیں! میں یہ کہوں گا کہ مخالفت برائے مخالفت کا وتیرہ چھوڑ کر قرار داد کی مکمل طریقے سے حمایت کریں اور اپنی مخالفت واپس لیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، جناب سعید اکبر خان صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! شکریہ۔

جناب چیئرمین! میرے محترم بھائی خواجہ سعد رفیق نے جو قرارداد پیش کی ہے اس سے نہایت ہی اہم بحث چلی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس پر بحث میں ہمارے تمام ممبران حصہ لیں گے اور اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ انھوں نے صرف خوشامد ہی کرنی ہے' کچھ صحیح باتیں جو اس قرارداد کا تقاضا ہیں ہمیں اس ہاؤس میں پیش کرنی ہیں۔ جناب چیئرمین! آپ نے بھی بڑی بھرپور تقریر فرمائی۔ ہم آپ کے تقریر کے فن سے ہمیشہ متاثر ہوتے ہیں اور ہم ہمیشہ اس کی تعریف کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین، بہت شکریہ۔

جناب سعید اکبر خان، جناب چیئرمین! ہمیں ان اسباب کو دیکھنا ہوگا کہ کراچی جو اس ملک کا ایک معاشی شہر ہے اور معاشی شہ رگ ہے۔ آج وہ کیوں کلاشنکوف کی نذر ہو گیا ہے؟ ہمیں ان حقائق کو ضرور پرکھنا ہوگا اور ان وجوہات کو ضرور دیکھنا ہوگا۔ جناب چیئرمین! یہ حالات ہم خود پیدا کرتے ہیں' یہ حالات اس وقت کی حکومتوں کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ چھوٹے صوبوں میں نفرتیں کیوں پیدا ہوئی ہیں؟ اگر ان کے تمام حالات پہ گہری نظر ڈالی جائے تو شاید ہم اس بات کو مان لیں کہ اس میں ہمارا بھی قصور ہے۔ جناب چیئرمین! آج یہ جس کلاشنکوف کی بات کر رہے ہیں اس کلاشنکوف کے لیے کس نے رقم مہیا کی؟ ان آدمیوں کو بھی دیکھنا پڑے گا کہ اس کلاشنکوف خریدنے کے لیے 30 کروڑ کس حکومت نے دیا؟ وہ کون ہیں جن کے ہاتھ سے 30 کروڑ روپیہ ان مجرموں کے لیے دیا گیا جن مجرموں کی آج یہ مذمت کر رہے۔ جناب چیئرمین! ہم نے ہمیشہ سیاسی مصلحتوں کے تحت فیصلے کیے جس کی وجہ سے یہ ملک دہشت گردی کی بھینٹ چڑھ گیا۔ ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ 89-1988ء میں کس

نے انھی کے بڑے بڑے سٹیجز پہ جا کر لیڈر بننے کے لیے تقاریر کیں اور ان کو کہا کہ آپ کے ہر کام کی ہم حمایت کرتے ہیں۔ آپ جو بھی کریں گے ہم آپ کے ساتھ ہوں گے۔ ہزاروں مجرموں کو کس نے جیلوں سے نکالا؟ کیا عدالتی فیصلوں نے ان کو بری کیا؟ کیا عدالتوں نے ان کو ضمانت پہ رہا کیا؟ جناب چیئرمین! نہیں، ہم نے سیاسی مصلحتوں کے تحت اپنے آپ کو مضبوط کرنے کی خاطر ان تمام کو جیلوں سے باہر کر دیا۔ ملک کو کمزور کیا اور اپنے آپ کو سیاسی طور پر طاقت ور کیا۔ جناب چیئرمین! آج بھی میں on the floor of the House یہ کہنے کے لیے تیار ہوں کہ اب انھوں نے جو بھی اقدام کیا ہے، ملک کی خاطر نہیں کیا۔ اب ان کی اپنی بقا خطرے میں تھی۔ اب وہ ان کے گلے پڑ رہے تھے اور انھوں نے شریعت بل کی حمایت نہ کی جس سے ان کی ناراضگی ہوئی اور یہ ان کے خلاف ہوئے اور کراچی میں یہ "سمی مارشل" لگایا گیا۔

جناب چیئرمین: میرا خیال ہے کہ "سمی مارشل" کا لفظ کوئی مناسب لفظ نہیں---

جناب سعید اکبر خان: جناب چیئرمین! اگر یہ بات آپ کو بری لگتی ہے تو میں یہ الفاظ واپس لے لیتا ہوں۔

جناب چیئرمین: جی، شکریہ۔

جناب سعید اکبر خان: میں کوئی اور لفظ ڈھونڈتا ہوں۔ اگر مجھے کوئی آسان لفظ مل گیا تو میں آپ سے یہ عرض کر دوں گا۔ جناب چیئرمین! یہ کیا وجوہات ہیں کہ ان کی سب باتیں مصلحت کے تحت ہو رہی ہیں؟ جب انھوں نے شریعت بل پہ اختلاف کیا تو پھر وہ غدار بھی ہو گئے، مجرم بھی ہو گئے، دہشت گرد بھی ہو گئے۔ ایک دن پہلے تو ان کے وزیر جاتے ہیں، ان کی منتیں کرتے ہیں، لندن میں دس دس ملاقاتیں کرتے ہیں۔ ہمارے قائد ایوان خود تشریف لے جاتے ہیں اور ان کو مناتے ہیں۔ ان کے ساتھ گفتگو کراتے ہیں، میٹنگز کرتے ہیں۔ وہ اس دن دہشت گرد نہیں تھے، مجرم نہیں تھے۔ اس دن وہ سب پاک تھے ایک دن کے بعد ان میں سب پاکی ختم ہو گئی اور تمام برائیاں آ گئیں۔ جناب چیئرمین! میرے بھائی ملک آصف نے فرمایا کہ ہم تمام کام آئین کے مطابق کر رہے ہیں۔ میں مانتا ہوں کہ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 245 میں ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ اپنی مدد کے لیے فوج کو طلب کر سکتی ہے۔ جناب چیئرمین! اس کی تشریح سپریم کورٹ کر دے گی۔ میرے ذہن میں اس

آرٹیکل کے مطابق یہ نہیں کہ اس سے کورٹس بنائی جا سکتی ہیں اگر لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال خراب ہو اس مدد کے لیے آرمی کو بلایا جا سکتا ہے۔ جناب چیئرمین! میں اس پہ زیادہ بات نہیں کرنا چاہتا' کیوں کہ یہ معاملہ کورٹ میں پینڈنگ ہے اور کورٹ نے ان کے فیصلوں پر عمل درآمد پر سٹے دیا ہوا ہے---

جناب آصف علی ملک، جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔ سٹے صرف سزائے موت پر عمل درآمد پہ ہے' سزاؤں پہ نہیں۔

جناب سعید اکبر خان: جناب چیئرمین! ملک صاحب صحیح فرما رہے ہیں۔ ان کو سٹے ہے کہ جن کو موت کی سزا ہو گئی ہے اس پہ عمل درآمد نہیں ہو سکتا۔ میں نے یہی کہا ہے۔ انہوں نے زیادہ بہتر انداز میں کہہ دیا اور یہ سارے کام آئین کے مطابق ہو رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! میں یہ بھی کہنے کے لیے تیار ہوں کہ سپریم کورٹ پہ حملہ بھی آئین کے تحت ہوا تھا۔ وہ بھی ایک آئینی حق تھی جس کی وجہ سے انھوں نے سپریم کورٹ پر حملہ کیا۔ جناب چیئرمین! یہ تمام کام آئین کے مطابق کرتے ہیں۔ اس وقت جو جو اقدامات ہو رہے ہیں آپ تمام صوبوں میں دیکھیں کہ اس ملک کے خلاف نفرت کی ایک لہر اٹھ گئی ہے جو ہمارے لیے قابل افسوس ہے۔ یہ لمحۂ فکریہ ہے۔ ہم اس پر سوچیں کہ اس کی وجوہات کیا ہیں۔ جناب چیئرمین! ہمیں ان تمام باتوں پر غور کرنا ہوگا۔ اس حکومت کے تمام فیصلوں نے اس ملک کی جڑیں اکھاڑ کر رکھ دی ہیں۔ انھوں نے جو جو بھی فیصلے کیے ہیں اس میں انھوں نے دوسرے صوبوں کو کبھی مدنظر نہیں رکھا۔ انھوں نے صدر کا فیصلہ کیا اس میں انھوں نے دوسرے صوبوں کا کوئی خیال نہیں رکھا۔ انھوں نے چیئرمین سینٹ کا فیصلہ کیا اس میں دوسرے صوبوں کا کوئی خیال نہیں رکھا۔ یہ تمام عوامل ہیں جو اس وقت اس حد تک پہنچ چکے ہیں کہ دوسرے صوبوں کے تمام لوگ چاہے وہ کوئی مہاجر کمیونٹی سے تعلق رکھتا ہے' چاہے وہ سندھ سے تعلق رکھتا ہے' چاہے وہ بلوچستان سے تعلق رکھتا ہے' چاہے وہ فرنٹیئر سے تعلق رکھتا ہے۔ ان کی بہت observations ہو گئی ہیں۔ جناب چیئرمین! مجھے اس سے بھی زیادہ کچھ نظر آ رہا ہے۔ ہماری دعا ہے ہے اللہ تعالیٰ اس ملک کو قائم رکھے۔ ہر آدمی کی یہ دعا ہے کہ اس ملک میں دہشت گردی ختم ہو۔ اس دہشت گردی کی لہر کو کم کیا جائے بلکہ اس کو جڑ سے اکھاڑا جائے۔ لیکن جناب چیئرمین!

ان کے طریقہ کار سے یہ جڑ سے اکھڑتی ہوئی نظر نہیں آتی۔ یہ مجھے زمین کے اندر پلتی ہوا نظر آ رہی ہے۔ ختم ہوتی ہوئی نظر نہیں آ رہی اسی لیے ہم نے اس قرارداد کو اپوز کیا۔

جناب چیئرمین: جناب محمد اعظم چیمہ صاحب۔

چودھری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! شروع کرتا ہوں رب العزت کے نام سے جس کے قبضہ قدرت میں یہ جان ہے۔

جناب والا! آج ایک قرارداد پیش ہوئی کہ ملک میں امن و امان قائم رکھنے کے لیے خصوصی اور واقعات کے پیش نظر جو اقدامات کیے گئے ہیں ان کے بارے میں خراج تحسین پیش کیا جائے اور مبارک باد دی جائے لیکن کچھ دوستوں کو مبارک باد کے لفظ پر شاید اعتراض ہے۔ جہاں تک کراچی کے حالات و واقعات کا تعلق ہے انھوں نے من و عن تسلیم کیا۔ یہ کہا گیا کہ امن کے سلسلے میں یہ طریقہ چاہیے تھا' یہ نہیں چاہیے تھا بلکہ کوئی parallel تجویز بھی نہیں دی گئی۔ باقی میرے ایک فاضل رکن محترم نے یہ کہا کہ ان حالات کے پیدا کرنے میں یہ یہ محرکات تھے۔

جناب والا! میں لمبی چوڑی بات نہیں کرنا چاہتا۔ اس ملک کی پچاس سالہ زندگی میں ووٹ کے سلسلے میں عوامی لحاظ سے تین دفعہ انقلاب رونما ہوا ہے۔ پہلی دفعہ اس وقت جب اس ملک کا وجود قائم ہوا' حضرت قائد اعظم کے حق میں ووٹ کا حق عوام نے استعمال کیا اور یہ ملک بن گیا۔ دوسری دفعہ 1970ء میں جب بھٹو نے غربت کے خلاف ایک نعرہ بلند کیا تو لوگوں نے ووٹ دیا۔ تیسری دفعہ میاں نواز شریف کی آواز پر مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے انقلاب برپا ہوا۔ آج یہ کہا گیا کہ فلاں جماعت کو تحفظ دینے والے کون تھے؟ جب 1970ء کا انقلاب آیا' جب لوگوں نے ووٹ دیے' اس وقت کی جماعت نے اس ووٹ کے برعکس اور عوامی مینڈیٹ کے برعکس جو گل کھلائے اس کا نتیجہ آج ہمیں بھگتنا پڑ رہا ہے۔ الذوالفقار تنظیم کس نے بنائی تھی؟ ہوائی جہاز کس نے اغواء کیے تھے؟ بہن نے بھائی کو کس طرح قتل کیا تھا؟ اس ملک کی معیشت کو کس طرح تباہ کیا گیا؟ اس ملک کے حالات کو کس طرح بگاڑا گیا؟ قومی اسمبلی کے ممبران کو کس نے قتل کرایا اور اس ملک میں گورنر راج کی بنیاد کی اینٹ کس نے رکھی تھی؟ عالی جاہ! تھوڑا سا یاد کرنے کے بعد آپ کو یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ کس پارٹی نے اس ملک کو قائد اعظم کے دیے ہوئے اصولوں کو تباہ کیا؟ اس

ملک کو برباد کیا؟ اس ملک کے اخلاق کو برباد کیا؟ اس ملک کی معیشت کو برباد کیا؟ اس ملک کی صنعت کو برباد کیا؟ ایوب خان کے لگائے ہوئے اداروں کو کس نے برباد کیا؟

جناب والا! پچھلا دور دیکھیے۔ یہ کہا گیا کہ فلاں وزیر داخلہ نے وہاں امن قائم کیا تھا۔ کیا فوج کی ایجنسیاں اس وقت کام نہیں کر رہی تھیں؟ کیا ملیشیا تعینات نہ تھی؟ کیا فوج کے ادارے نہ تھے؟ عالیٰ جاہ! جب پرائم منسٹر کو' جب ایک قائد ایوان کو' جب اس ملک کے لیڈر کو یہ مینڈیٹ ملتا ہے تو ساری ایجنسیاں' سارا ماحول' ہر معاملہ اس کے تابع ہوتا ہے۔ کوئی آدمی امن یقین اور اصول سے انصاف پیدا کرتا ہے۔ کراچی جو کہ باب پاکستان ہے۔ محمد بن قاسم سے لے کر اسلام کے ظہور سے لے کر آپ دیکھ لیں اور اس کے بعد اس ملک کے وجود کو دیکھ لیں' کراچی کی معیشت کو دیکھ لیں' جیساکہ انھوں نے خود تعریف کی' وہاں امن قائم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ اس اصول کی بناء پر کہ ہر ایجنسی کو ہر طریقے سے ملک کو قائم رکھنے کے لیے اور غداروں کو نکالنے کے لیے' بے ایمانوں اور بے غیرتوں سے جان چھڑانے کے لیے یہ حکومت وقت کا فرض ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ آج تک کوئی قانون دان اور کوئی پارلیمنٹیرین یہ ثابت نہیں کر سکا کہ وزیر اعظم کو کون سے اقدامات کرنے چاہییں تھے؟ اس کے پاس کون سا الہ دین کا چراغ تھا کہ وہ اس معاملے کو ان ایجنسیوں کے بغیر حل کر دیتا۔ میں ایک قانون کا طالب علم ہونے کی حیثیت سے یہ عرض کرتا ہوں کہ ہمارا قانون سپیڈی ٹرائل کی اجازت نہیں دیتا' ہمارا قانون سمری ٹرائل کی اجازت نہیں دیتا۔ فوج کو اس لیے تعینات کرنا پڑا' اس عدالت کو اس لیے قائم کرنا پڑا کہ مجرموں کو فوری طور پر نیست و نابود کیا جا سکے۔ اس ملک کو انصاف دیا جا سکے۔ اس کی جائیداد کو تحفظ دیا جا سکے۔ اس کے اصولوں کو تحفظ دیا جا سکے اور ملک کو قائم رکھنے کے لیے وہاں پر ان کا قیام لازمی تھا۔ ایسی ایجنسیوں کو حرکت میں لانا لازمی تھا۔ عالیٰ جاہ! اگر انصاف کی کوشش کی جائے۔ مسلم لیگ نے آج تک کسی کو اصولی طور پر بددیانتی کی بناء پر' بے غیرتی کی بناء پر کبھی victimize کرنے کی کوشش نہیں کی۔ تاریخ گواہ ہے کہ ہمیشہ حکومت نے victimize کرنے کی کوشش کی ہے لیکن میرٹ کو بحال کرنے میں' انصاف کو بحال کرنے میں' اصول کو بحال کرنے میں اور امن کو قائم کرنے میں۔ جہاں تک یہ تجاویز ہیں کہ سارے صوبوں میں اس لحاظ سے کہ یہ ایک بین الاقوامی تخریب کاری شروع ہو

چکی ہے جب تک ہم سپیڈی طور پر' انصاف کو بروئے کار لاتے ہوئے اصولی طور پر ایسے اقدامات نہیں کریں گے اس وقت تک اس ملک میں انصاف ناممکن ہے۔ ناممکن ہے۔ ناممکن ہے۔

جناب والا! وزیر اعظم نے یا اس حکومت نے جو بھی اقدامات کیے' جو وزیر داخلہ کی کوشش ہے' جو وزیر اعظم نے کوشش کی' جو قومی اسمبلی کے ممبران نے اس بات کو پاس کیا' باقی قوانین قومی اسمبلی پاس کرتی ہے' اگر قومی اسمبلی گورنر راج کو قائم کرنے میں کوئی مینڈیٹ پاس کرتی ہے' کوئی فیصلہ دیتی ہے' کسی عدالت کے قیام کا فیصلہ دیتی ہے تو وہ بھی آئین کی نظر میں' اصولی طور پر ایک جمہوری فیصلہ ہے۔ ہمیں اسے صحیح ماننا چاہیے۔ جب ہم قانون کے تابع ہیں' یہ ملک قانون کے تحت چل رہا ہے' آئین کے تحت چل رہا ہے' وہ اقدامات درست ہیں۔اس لحاظ سے وزیر اعظم' ان کے ساتھی اور یہ قومی حکومت مبارک باد کی مستحق ہے اور ان کو مبارک باد کھلے دل سے دینی چاہیے تاکہ ملک میں امن و امان قائم ہو۔ کراچی میں امن و امان قائم ہو اور سارے ملک میں' چاہے پنجاب ہو یا دوسرے صوبے ہوں ہمیں ہر قسم کی غنڈہ گردی' بے انصافی' اور بے اصولی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ختم کرنی چاہیے۔ اگر وہ تاریخ کو دہرائیں گے' اگر وہ بات کریں گے تو پھر بھٹو دور کا نام آئے گا۔ بے اصولی کا نام آئے گا۔ الذوالفقار تنظیم کا نام آئے گا۔ ان اغواء شدہ طیاروں کا نام آئے گا۔ ان قتل ہونے والے لوگوں کا نام آئے گا اور جن لوگوں کو انھوں نے رہا کیا' جن لوگوں کی انھوں نے پیروی کی' اصولی طور پر ان تمام باتوں کا بھی ذکر ہو گا۔ تو میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ اس قرار داد کو ہمیں متفقہ طور پر پاس کرنا چاہیے۔ اگر انھیں اس میں کسی لفظ پر اعتراض ہے تو وہ اس کے لیے ترمیم کا کہہ سکتے تھے لیکن ایسی بات ہاؤس میں پیش نہیں کیگئی۔ قرار داد صحیح۔ اصولی اور انصاف پر مبنی ہے۔ ہمیں انصاف اور اصول کا ساتھ دینا چاہیے۔ ہمارا حق بنتا ہے کہ ہم اسے پاس کریں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، میاں سعید احمد شرقپوری صاحب۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ ۔ جناب چیئرمین! آج مجھے 1994ء کا سال یاد آ گیا کہ جب میں روزانہ دو' دو گھنٹے تقریر کیا کرتا تھا' راجہ صاحب سپیکر ہوتے تھے اور اب دو سال ہو گئے ہیں کہ میں خاصا خاموش خاموش ہوں۔ مجھ پر نقشبندیت طاری تھی۔ کبھی کبھار

بولتا ہوں۔ لیکن آج ان شاء اللہ 1994ء کی یاد تازہ ہو جائے گی۔

جناب چیئرمین! خواجہ سعد رفیق صاحب نے کراچی کے مسئلے پر وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف صاحب کو مبارک باد کی قرار داد پیش کی ہے کہ کراچی میں ان کی کوششوں سے امن و امان قائم ہو گیا ہے۔ وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف صاحب نے بلاشبہ کراچی میں امن و امان قائم کیا ہے اور وہ مبارک باد کے مستحق ہیں۔

(اس مرحلہ پر چودھری محمد اعظم چیمہ کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سعید منیس صاحب نے فرمایا کہ کراچی میں ملٹری کورٹس قائم ہو چکی ہیں اور ان ملٹری کورٹس کو منیس صاحب نے مارشل لاء قرار دیا ہے۔ انھیں پتا ہونا چاہیے کہ مارشل لاء اور ملٹری کورٹس میں بڑا فرق ہوتا ہے۔ جناب والا! پتا نہیں فوج کے ساتھ ان لوگوں کی کیا دشمنی ہے؟ آج ان کی لیڈر، محترمہ بےنظیر بھٹو صاحبہ کا بیان آیا ہے کہ مختلف شعبوں میں فوج کو involve کیا گیا ہے۔ منیس صاحب نے چند دن پہلے فوج کے بارے میں کہا تھا کہ یہ مختلف شعبوں میں کیوں آئی ہے۔ جناب والا! فوج کا کام ملک کا دفاع کرنا ہوتا ہے۔ پاکستان کی فوج اگر مختلف محکموں میں آئی ہے تو وہ کرپٹ لوگوں کو ٹھیک کرنے کے لیے آئی ہے۔ کراچی میں ملٹری کورٹس دہشت گردی کے خاتمے کے لیے قائم کی گئی ہیں اور ان کی وجہ سے کراچی میں امن و امان بحال ہو چکا ہے۔ سعید اکبر خان صاحب نے کہا ہے کہ ایم کیو ایم کے ساتھ مسلم لیگ کا اتحاد تھا اور اب جب کہ ایم کیو ایم نے شریعت بل کی مخالفت کی ہے تو ایم کیو ایم کو غدار کہا گیا ہے، شریعت بل کی مخالفت کرنے پر ایم کیو ایم کو ملک کا دشمن قرار دیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! جو شریعت کا مخالف ہے وہ ملک کا بھی دشمن ہے، وہ ملک کا غدار ہے اور اس کا مسلم لیگ سے کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔ میاں نواز شریف صاحب نے اگر الطاف حسین کو اس لیے چھوڑا ہے کہ وہ دہشت گرد ہے، اس لیے چھوڑا ہے کہ وہ شریعت کا مخالف ہے تو ٹھیک کیا ہے۔ جناب والا! میں کہتا ہوں کہ جو جو بھی شریعت کا مخالف ہے وہ ہمارا ساتھی نہیں ہو سکتا۔ جناب سپیکر! حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ غزوہ بدر میں موجود تھے، قبول اسلام کے بعد باپ بیٹے کا مقابلہ ہوا۔ بیٹے نے باپ سے کہا، ابا جی! جنگ بدر میں آپ میری تلوار کی زد میں آ چکے تھے لیکن محبت پدری نے آپ کو بچا لیا۔ بیٹے کے یہ الفاظ سن کر خون

صدیقی جوش میں آیا' حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا' "خدا کی قسم! اے میرے بیٹے عبدالرحمٰن اگر تو جنگِ بدر میں میری تلوار کی زد میں آ جاتا' تو میں تجھے بیٹا سمجھ کر ہرگز معاف نہ کرتا بلکہ دشمنِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمجھ کر تیرا سر تن سے جدا کر دیتا" جناب والا! محبت الٰہی' محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میاں نواز شریف صاحب کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اور الطاف حسین اس سے خالی ہے' وہ اللہ و رسول کے نظام کا دشمن ہے' وہ دہشت گرد ہے۔ اسی لیے میاں نواز شریف صاحب نے ایم کیو ایم کو چھوڑا ہے۔ جناب والا! کراچی میں امن و امان قائم ہو چکا ہے۔ ان کی سمجھ میں نہیں آتا' معلوم نہیں یہ کیا پڑھتے ہیں' ان کی کوالیفکیشن کیا ہے' ان کی سیاست کیا ہے' ان کا تجربہ کیا ہے؟ یہ ماضی کی باتیں دہراتے رہتے ہیں۔ کراچی کے حالات اب درست ہو چکے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ ایم کیو ایم سے شریعت کی وجہ سے دوری ہوئی ہے۔ جناب والا! آپ کی قائد شریعت کی مخالف ہے' آپ کے لوگ شریعت کے مخالف ہیں' آپ لوگ خود نہیں چاہتے کہ شریعت نافذ ہو۔ جناب سپیکر! یہ طاہر القادری جو کہ دن رات جھوٹ بولتا ہے' اس نے اعتکاف کیا اور پیپلز پارٹی کے لوگ جو کہ نہ اسلام سمجھتے ہیں' نہ دین سمجھتے ہیں انھوں نے اعتکاف کے دوران طاہر القادری کے ساتھ میٹنگ کی۔ یہ لوگ نہ دین چاہتے ہیں' نہ نظام مصطفٰی چاہتے ہیں۔ ان لوگوں نے طاہر القادری کے ساتھ دوران اعتکاف دنیاوی میٹنگ کی' جس کی وجہ سے طاہر القادری کا اعتکاف ٹوٹ گیا۔ پیپلز پارٹی کے لوگوں کی اکثریت شریعت بل کے خلاف ہے' بے نظیر شریعت بل کی مخالف ہیں' طاہر القادری شریعت بل کے مخالف ہیں۔ جناب والا! شریعت بل کے مخالفوں سے ہمارا کوئی تعلق نہیں' کوئی تعلق نہیں' کوئی تعلق نہیں۔

جناب چیئرمین: خاکوانی صاحب! آپ بھی بات کرنا چاہتے ہیں؟

وزیر خوراک: جی ہاں۔

جناب چیئرمین: تو فرمائیے!

وزیر خوراک (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی) بسم اللہ الرحمٰنِ الرحیم۔ شکریہ' جناب چیئرمین! جناب والا! سب سے پہلے تو میں اپنے عزیز' بھائی اور دوست خواجہ سعد رفیق کو مبارک پیش کرتا ہوں کہ انھوں نے آج یہاں یہ قرار داد پیش کی ہے' یہ سعادت ان کے حصے میں آئی ہے۔ یقیناً ان کی اس کوشش

میں، ان کی اس کاوش میں ہم بھی اپنا حصہ وافر مقدار میں ڈالیں گے۔ جناب چیئرمین! اگر آج کسی گھر میں کوئی تین چار ڈاکو گھس جائیں، ایک ضعیف العمر باپ کے سامنے اس کی بیٹیوں کی عزت تار تار کی جائے، پھر مزاحمت کرنے پر آٹھ یا سات بہنوں کے اکلوتے بھائی کے سینے میں گولیاں مار دی جائیں، باپ کو بچوں کے سامنے قتل کر دیا جائے، اس گھر کا تمام اثاثہ لوٹ کر، اس گھر کی عزت تار تار کر کے وہ ڈاکو باہر چلے جائیں اور پھر اتفاق سے پکڑے جائیں۔ یقین کیجیے جناب چیئرمین! صرف اس گھر کے مکین ہی نہیں بلکہ اس پوری آبادی، محلے اور کالونی کے لوگوں کی بھی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ان کو ابھی چوک میں کھڑا کر کے گولی مار دی جائے، پھانسی دے دی جائے۔ لیکن اتفاق کہ موجودہ سسٹم اس کی اجازت نہیں دیتا کہ انھیں ہم دو دن کے اندر یا عوام کی خواہش کے مطابق موقعہ پر سزا دیں۔ لیکن اگر میرے قائد میاں محمد نواز شریف نے کراچی کی روشنیوں کو دوبارہ سمیٹا ہے، اکٹھا کیا ہے۔ تو یہ لوگ اس بات پہ بھی اعتراض کرتے ہیں۔ جناب والا! کئی سالوں کے بعد گزشتہ عید پر رات کے دو بجے تک کراچی میں شاپنگ ہوتی رہی، لوگوں نے وہاں خوشیاں منائیں اور اس پر اگر مبارک باد دینے کے لیے میرے بھائی خواجہ سعد رفیق نے یہ قرار داد پیش کی ہے تو اس پہ میرے اپوزیشن کے بھائی معترض ہیں۔ میں اپوزیشن کے دوستوں سے یہ کہوں گا، انھیں کیا پتا کہ جب خواجہ سعد رفیق کے والد کو شہید کیا گیا، وہ ایک معصوم بچے کی مانند جب اپنے باپ کے لاشے کو دیکھ رہے تھے۔ تو یہ درد صرف وہی محسوس کر سکتے ہیں۔ جناب سپیکر! موقر حلقوں میں یہ بات بڑی شدت کے ساتھ کہی جاتی رہی کہ اگر ایم کیو ایم سے پیار و محبت کے ساتھ معاملات طے کیے جاتے تو شاید کراچی کے یہ حالات نہ ہوتے۔ اس وقت نصیر اللہ بابر کے یا ان کی حکومت کے جو بھی اقدامات تھے، ماورائے عدالت قتل وغیرہ ان کو تنقید کا نشانہ بنایا جاتا رہا۔ میرے قائد میاں نواز شریف نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ ایم کیو ایم کو قومی دھارے میں لانے کی کوشش کی، ان سے پیار محبت کیا۔ ان کو کہا کہ آپ بھی پاکستانی ہیں۔ آئیے! مل کر اس پاکستان کو ترقی کی طرف لے چلیں۔ لیکن ان تمام اقدامات کے بعد اگر وہ بیماری جس کا علاج عام طریقہ علاج سے ممکن نہیں تھا۔ اور اس کے لیے ایک آپریشن ناگزیر تھا اور آپریشن کیا گیا۔ اس آپریشن کے بعد واقعی صحت یابی ہوئی ہے جو کہ نظر آ رہی ہے۔ جناب چیئرمین! آپ سینیئر ہیں اور

اس چیز کے گواہ ہیں کہ یہاں اپنی سیاسی مجبوریوں کے تحت 100 ممبروں کو 17 ممبروں کے لیے یرغمال بنا دیا جاتا تھا' اپنے سوا سو ممبروں کو 18 ممبروں کے ساتھ یرغمال بنا کر پورے صوبے کو یرغمال بنا دیا گیا پورے ملک کو یرغمال بنا دیا گیا۔ لیکن یہاں ہم مصلحتوں کے قائل نہیں ہیں اگر میاں نواز شریف مصلحتوں یا سیاسی مجبوریوں کے تحت ان کو اپنے ساتھ رکھنے کے لیے کوئی بھی قربانی دیتے یا ملک کا کوئی بھی حصہ داؤ پر لگاتے تو یہ اس پر تنقید کرتے اچھے لگتے ۔ یہاں تو الٹ کام ہوا ہے۔ انھوں نے تو سیاسی مجبوریوں کو بالائے طاق رکھتے ہوئے سندھ میں اپنی ہی حکومت کو معطل کر کے وہ اقدامات کیے کہ آج الحمد للہ صرف پاکستانی نہیں بلکہ انٹرنیشنل میڈیا بھی اس کو تسلیم کر رہا ہے کہ کراچی میں دوبارہ امن قائم ہو گیا ہے۔

جناب والا! تین ماہ پہلے کے اعداد و شمار ہیں کہ صرف کراچی میں ایک مہینے میں پونے تین سو افراد قتل کیے جاتے رہے اس کے بعد دو سو پھر ڈیڑھ سو پھر 80 کے قریب۔ لیکن آج الحمد للہ پورے جنوری میں صرف آٹھ قتل ہوئے ہیں جو کہ مزید نیچے آئے گا۔ ویسے بھی ایک کروڑ کی آبادی والے شہر میں آٹھ قتل ہوئے ہیں ان شاء اللہ ان میں بھی کمی آئے گی۔ یہ وہ اقدامات ہیں جو وزیر اعظم نواز شریف نے اٹھائے ہیں اور جن کا نتیجہ ہمارے سامنے ہے۔ مجھے ہمیشہ افسوس ہوتا ہے لیکن آج بڑا دکھ ہوا کہ ہم چاہتے ہیں کہ معظم جہاں زیب وٹو صاحب کی بڑی اچھی نشو نما ہو۔ لیکن شاید ان کی تربیت ایسے ماحول میں ہوئی ہے اور وہ چیزیں ان کے ذہن میں سمائی ہوئی ہیں اور آج انھوں نے on the floor of the House یہ کہا کہ ایک پنجابی آئی جی کو وہاں لگا دیا گیا ہے۔ جناب والا! یہ کس بات کی طرف جا رہے ہیں؟ ایک بیس گریڈ کا افسر جو کہ پورے پاکستان کا ملازم ہے اس کو کہیں بھی تعینات کیا جا سکتا ہے۔ ہمارے ذہنوں میں پنجابی' سندھی ' مہاجر' پٹھان ' بلوچی کا تصور نہیں۔ ہم تو پاکستانیت پر یقین رکھتے ہیں۔ یہ تو انکی تنگ نظری ہے کہ ہر بات کو اس angle سے دیکھتے ہیں۔ اب پاکستان کی مسلح افواج پر تنقید کی جا رہی ہے۔ جناب والا! آپ قانون کے طالب علم ہیں اور آپ بہتر جانتے ہیں کہ ایک ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ایک ڈپٹی کمشنر کسی مجبوری کے تحت یا کسی وقت کے آنے پر فوج کو طلب کر سکتا ہے' چہ جائیکہ کہ وزیر اعظم۔ کیا زمینی اور آسمانی آفات کے موقع پر ہماری مسلح افراد کے جوان اگر اپنا تن من دھن قربان کر کے پاکستان کی عوام کی خدمت کے لیے اپنے آپ کو پیش کرتے ہیں تو اس وقت یہ تنقید نہیں کرتے۔ مگر جب جغرافیائی سرحدوں

کو خطرہ لاحق ہے اور وہ اندرونی اسباب ہیں اگر انھیں ختم کرنے کے لیے ہم انھیں call کرتے ہیں تو یہ کہتے ہیں کہ ہم مارشل لاء کی طرف جا رہے ہیں۔ در اصل مارشل لاء ان کے ذہنوں پر سوار ہے یہ مارشل لاء کو پسند کرتے ہیں۔ جمہوریت تو یہ ہے کہ آج ہم ان کو برداشت کر رہے ہیں وگرنہ خواجہ سعد رفیق کی قرارداد کے لیے ہمیں ان کی تائید کی ضرورت بھی نہیں تھی۔ لیکن اس لاحاصل بحث پر میں ان کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ یہاں آپ حکومت کی ہر بات پر تنقید کرتے ہیں۔ لیکن آج میں ایجنڈے میں دیکھ رہا تھا کہ قائد حزب اختلاف کی طرف سے پاکستان کی کرکٹ ٹیم کی کامیابی پر انھیں مبارک باد کے لیے قرارداد پیش کی گئی ہے' ایک چھوٹے سے مسئلے پر ! جناب والا! ہماری روایات ہیں کہ اگر کوئی اچھا کام ہے تو اس پر مبارک باد دی جاتی ہے۔ اگر ایک مریض ایک پرانی بیماری سے صحت یاب ہو تو آپ کی اور ہماری روایات ہیں کہ ہم اسے مبارک باد دیتے ہیں۔ کراچی کا ایک بہت پرانا مسئلہ ہے لیکن آج الحمد للہ وزیر اعظم نواز شریف جو اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر' ان کے راستوں میں بم دھماکے کیے جاتے ہیں انھیں threat کیا جاتا ہے لیکن اگر انھوں نے اپنی جان کی پروا نہ کرتے ہوئے کراچی کے حالات کو بہتر کیا ہے تو ہم خواجہ سعد رفیق کو مبارک باد پیش کرتی ہے اور بلا شک و شبہیہ پورا ایوان بلکہ پوری پاکستانی قوم وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کو مبارک باد پیش کرتی ہیں۔ہم سب مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی قیادت میں پاکستان کو امن و امان اور ترقی کا ایک نمونہ بنائے گا۔ جناب چیئرمین! میں اس موقع کی مناسبت سے آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ ابھی پچھلے دنوں میں عمرے پر گیا اللہ تعالیٰ نے کئی مرتبہ موقع دیا لیکن اس مرتبہ ہم نے ایک خاص بات محسوس کی کہ پاکستان کے بارے میں سعودی عرب میں یکسر رائے تبدیل ہو چکی ہے وہاں مصر کے لوگ تھے دوسرے ممالک کے لوگ بھی تھے ان سے باتیں ہوئی ہیں اب پاکستان کے بارے میں ان کا ایک image ہے ۔اب وہ پاکستان کو ایک تحسین کی نظر سے دیکھتے ہیں کہ Pakistan is something آج پاکستان کو بین الاقوامی طور پر ایک باوقار ملک کی حیثیت سے جو قائد محترم میاں نواز شریف نے مقام دلایا ہے اگر آج اس پر انھیں appreciate نہ کریں تو کیا کریں؟ ہمیں تو فخر ہے کہ الحمد اللہ یہ دونوں بھائی چوبیس گھنٹے کام کر کے پاکستان کو دنیا میں ایک ترقی یافتہ ملک کے طور پر متعارف کرانا چاہتے ہیں۔ اس کے لیے میں آپ کی خدمت میں دست بستہ گزارش کروں گا کہ یہ نہایت کم ظرفی ہوگی' اور اگر میرے یہ الفاظ سخت ہیں تو میں پھر بھی اس پر قائم ہوں کہ یہ اگر ہم وزیراعظم کے ان اقدامات کو نہ سراہیں اور ان کو مبارک باد نہ دیں

تو یہ نہایت کم ظرفی ہوگی۔ میں تو کہتا ہوں پوری پاکستانی قوم کی طرف سے پورے، پنجاب کے سات کروڑ عوام کی طرف سے اور اس پورے ہاؤس کی طرف سے وزیر اعظم پاکستان کو صد مبارک باد۔ میں آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اس قرارداد کو منظور کر کے پنجاب کی عوام کے طرف سے یہ تحفہ وزیر اعظم نواز شریف کو پیش کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، اب سوال یہ ہے کہ،

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان کراچی میں قیام امن کے لیے کیے گئے وفاقی حکومت کے تمام اقدامات کی مکمل تائید و حمایت کرتا ہے اور وزیر اعظم پاکستان اور اس کے رفقاء کو مبارک باد پیش کرتا ہے۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب چیئرمین، اگلی قرارداد جناب جانسن مائیکل، جناب عادل شریف گل، جناب پیٹر گل اور جناب رستم سی قیصر کی طرف سے ہے وہ اسے پیش کریں۔

قومی اسمبلی کی طرف سے بھارت میں مسیحیوں پر مظالم کے بارے میں منظور کردہ قرارداد کی تائید و حمایت

جناب پیٹر گل، میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ،

"یہ ایوان بھارت میں مسیحیوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کے بارے میں قومی اسمبلی کی طرف سے منظور کردہ قرارداد کی مکمل تائید کرتا ہے اور وفاقی حکومت کو خراج تحسین پیش کرتا ہے کہ اس نے قومی اسمبلی میں مؤثر آواز اٹھائی اور قرارداد بھی منظور کی۔ اور وفاقی حکومت سے امید کرتا ہے کہ وفاقی حکومت اس معاملے کو بین الاقوامی سطح پر مؤثر طور پر اٹھائے گی۔"

جناب چیئرمین، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ،

"یہ ایوان بھارت میں مسیحیوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کے بارے میں قومی اسمبلی کی طرف سے منظور کردہ قرارداد کی مکمل تائید کرتا ہے اور وفاقی حکومت کو خراج تحسین پیش کرتا ہے کہ اس نے قومی اسمبلی میں مؤثر آواز اٹھائی اور قرارداد بھی منظور کی۔ اور وفاقی حکومت سے امید کرتا ہے کہ وفاقی حکومت اس

معاملے کو بین الاقوامی سطح پر مؤثر طور پر اٹھائے گی۔"

(اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی)

جناب چیئرمین یہ قرار داد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"یہ ایوان بھارت میں مسجیوں پر ڈھائے جانے والے مظالم کے بارے میں قومی اسمبلی کی طرف سے منظور کردہ قرار داد کی مکمل تائید کرتا ہے اور وفاقی حکومت کو خراج تحسین پیش کرتا ہے کہ اس نے قومی اسمبلی میں مؤثر آواز اٹھائی اور قرار داد بھی منظور کی اور وفاقی حکومت سے امید کرتا ہے کہ وفاقی حکومت اس معاملے کو بین الاقوامی سطح پر مؤثر طور پر اٹھائے گی"۔

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب چیئرمین، ایک قرار داد خواجہ محمد اسلام کی ہے اسے پیش کریں (تشریف نہیں رکھتے)۔اگلی قرار داد مولوی محمد سلطان عالم انصاری صاحب کی ہے وہ اسے پیش کریں۔ (تشریف نہیں رکھتے)۔ایک قرار داد چودھری محمد صفدر شاکر صاحب کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

ٹاؤن کمیٹی ماموں کانجن کے سیم نالے کی پختگی

چودھری صفدر شاکر،میں یہ قرار داد پیش کرتا ہوں کہ،

"کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ ٹاؤن کمیٹی ماموں کانجن کی شہری حدود میں گزرنے والے سیم نالے کو پختہ کیا جائے۔تاکہ شہری نالہ کے تیزابی پانی سے پھیلنے والی بیماریوں سے محفوظ رہ سکیں"۔

جناب چیئرمین، یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ،

"کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ ٹاؤن کمیٹی ماموں کانجن کی شہری حدود میں گزرنے والے سیم نالے کو پختہ کیا جائے۔تاکہ شہری نالہ کے تیزابی پانی سے پھیلنے والی بیماریوں سے محفوظ رہ سکیں"۔

وزیر آب پاشی،جناب والا! مجھے ایک منٹ دے دیں میں اس کے بارے میں عرض کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، یہ قرار داد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے:

وزیر آب پاشی، جناب والا! مجھے پہلے ایک منٹ دے دیں۔

جناب چیئرمین، آپ کچھ فرمانا چاہیں گے؟

وزیر آب پاشی، جناب والا! میں اس کے بارے میں صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ سیم نالہ سمندری شہر سے گزرتا ہے اور اس کے اندر.....

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! قرار داد ہاؤس کے اندر پیش ہوتی ہے تو اس کو oppose کیا جاتا ہے۔ جب کوئی oppose کرے تو اس کے بعد اس پر بحث ہوسکتی ہے۔ میں یہ سمجھوں کہ وزیر موصوف اس کو oppose کر رہے ہیں اور اس کے بعد یہ تقریر فرما رہے ہیں۔ میں یہ رولز کی بات کر رہا ہوں۔ کیونکہ یہ اصول کی بات ہے۔ وہ اٹھ کر یہ کہیں کہ میں اس قرار داد کی مخالفت کرتا ہوں۔ جب وہ oppose کریں گے تو محرک اس پر اپنے خیالات کا اظہار کرے گا۔

وزیر آب پاشی، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے نہایت ادب سے یہ گزارش کروں گا کہ میں نے جناب سے ایک منٹ مانگا ہے کہ میں باہر تھا مجھے ایک منٹ دے دیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! کس چیز کا ایک منٹ مانگا ہے۔

وزیر آب پاشی و قوت برقی، میں نے اس قرار داد کو اس حد تک oppose کیا ہے کہ میں اس میں تھوڑی سی صورت حال آپ کو واضح کر سکوں۔ ابھی میں نے بات شروع نہیں کی تو وہ اٹھ کر کھڑے ہو گئے ہیں۔

جناب چیئرمین، ان کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے کہ پہلے آپ اسے oppose کرتے۔

وزیر آب پاشی، جناب' میں اسے اس حد تک oppose کرتا ہوں کہ اس میں کچھ ترمیم کر لی جائے۔ پھر مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ میں آپ کو صورت حال واضح کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سعید اکبر خان، پہلے آپ oppose کریں۔

جناب چیئرمین، وہ oppose نہیں کرتے۔ آپ ترمیم کے لیے کوئی تجویز پیش کریں۔

وزیر آب پاشی، تجویز پیش کرنا چاہتا ہوں۔ جناب والا! اس میں صورت حال یہ ہے کہ ...

جناب چیئرمین، اس طرح سے نہیں۔ پہلے آپ ترمیم دیں۔ کیا ترمیم آپ چاہتے ہیں؟

وزیر آب پاشی، جناب والا! اس میں' میں یہ ترمیم پیش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ نالہ شہر کے اندر سے گزرتا ہے۔ اس میں یہ ترمیم کر لی جائے۔ سیم نالہ واقعی محکمہ نہر سے متعلقہ ہے لیکن اس میں جو خرابی پیدا ہوئی ہے وہ شہر کے سیوریج کا پانی ڈالنے سے ہوئی ہے اور وہ محکمہ نہر کی ذمہ داری نہیں ہے۔ اس میں اتنی ترمیم کر لی جائے۔ سمندری کی ٹاؤن کمیٹی یا میونسپل کمیٹی جو بھی ہے وہ اس کے اخراجات برداشت کرنے کے لیے تیار ہے۔ہم ان کو ہرقسم کی فنی سہولت دینے کے لیے تیار ہیں۔ اس پر اگر محرک رضامند ہوں تو ہم اس کو بیٹھ کر بنا لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین، ویسے چودھری صاحب! کوئی بھی کام قواعد و ضوابط سے اگر کیا جائے تو وہ ذرا خوب صورت انداز میں ہوگا۔ مسئلہ آپ کے ذہن میں یہ ہے ٹاؤن کمیٹی اور محکمہ نہر' یہ بات آپ کے ذہن میں ہے لیکن سوال یہ ہے کہ یہ قرار داد ہے اس میں محکمہ نہر کا ذکر نہیں ہے' اس میں ٹاؤن کمیٹی کا بھی ذکر نہیں ہے۔ یعنی قرار داد منظور ہونے کے بعد That will be called as a reference to the government. گورنمنٹ آپ کے محکمے میں بھیجے یا بلدیات میں بھیجے۔ وہ دونوں محکمے بعد میں آپس میں settle کرلیں۔ اس کا خوب صورت طریقہ یہ ہے یہ جو قرار داد پیش ہوئی ہے اس کا سوال put کرتے ہیں۔ یہ منظور ہوگی تو آپ کے پاس گورنمنٹ کے پاس refer ہوگی' اگر آپ کے پاس جاتی ہے تو آپ ٹاؤن کمیٹی کے افسران کو involve کرنے کے بعد وہ فیصلہ کرلیں کہ اگر وہ اس ایریا میں سے گزرتی ہے تو لازمی طور پر ٹاؤن کمیٹی خرچہ برداشت کرے گی۔اگر باہر وہ متصل میں سے گزرتی ہے تو آپ کا محکمہ مہربانی کرے گا۔

وزیر آب پاشی، جناب چیئرمین! میں آپ کا صرف ایک منٹ لوں گا۔ میں شاید اپنی بات کی وضاحت اچھے طریقے سے نہیں کرسکا۔ میں صرف یہی کہہ سکتا ہوں کہ میں نے محرک کو صرف تجویز پیش کی ہے کہ اگر وہ اس قرار داد کو میرے ساتھ بیٹھ کر amend کرنے کے لیے تیار ہوں تو ہم اپنی ہرقسم کی فنی خدمات پیش کر رہے ہیں۔ اگر انھیں اعتراض ہے تو بڑی خوشی سے اسی طرح جانے دیں' مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

جناب چیئرمین، چودھری صاحب آپ اس سے پہلے ترمیم کے لیے اتفاق کرتے ہیں یا منظور ہونے کے بعد جو محکمہ بھی ہو اس کو بنائے؟

چودھری صفدر شاکر، جناب والا! آپ میری قرارداد کو منظور ہونے دیں اور میں یہ مسئلہ اس سے پہلے بھی اسمبلی میں پیش کر چکا ہوں اور متعلقہ وزرائے کرام یقین دہانی کروا چکے ہیں۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ ہم اپنی ذات کے لیے یہاں بات نہیں کرتے۔ ہمیں پنجاب کے عوام نے ووٹ دیا ہے' ان کے مسائل یہاں پیش کرنا ہمارا حق ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)۔ یہ میرے شہر کا مسئلہ ہے وزیر موصوف کو تو محکمے نے رپورٹ بھیجی ہے۔ یہ وہاں site visit کروا چکے ہیں۔ ان کی رپورٹیں آ چکی ہیں اور محکمہ ماحولیات نے یہ رپورٹ دی ہے کہ تیزابی پانی کی وجہ سے واقعی وہاں پر problem ہے۔ جناب چیئرمین! آپ یقین مانیے وہاں پر اس وجہ سے دو تین اموات ہو چکی ہیں۔ اس لیے یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔

جناب چیئرمین، نہیں' انھیں اس بات سے اختلاف نہیں ہے اور کسی کو بھی اختلاف نہیں۔ سوال صرف اتنا ہے کہ انھوں نے جو یہ تجویز پیش کی ہے کہ اس کو بیٹھ کر خوب صورت انداز میں طے کرلیں تاکہ متعلقہ محکمے کے پاس چلی جائے اور delay نہ ہو۔ آپ یہ چاہتے ہیں یا اس کے بعد فیصلہ ہوتا رہے؟

چودھری صفدر شاکر، جناب والا! یہ بعد میں فیصلہ ہو جائے گا۔ آپ اس قرار داد کو پیش کریں منظوری کے بعد فیصلہ ہو جائے گا۔

وزیر آب پاشی، جناب والا! اگر وہ بعد میں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ چلنے دیں میں نے تو اپنی رائے دی ہے۔

جناب چیئرمین، یہ قرار داد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ ٹاؤن کمیٹی ماموں کانجن کی شہری حدود میں گزرنے والے سیم نالہ کو پختہ کیاجائے۔ تاکہ شہری نالہ کے تیزابی پانی سے پھیلنے والی بیماریوں سے محفوظ رہ سکیں"۔

(قرار داد منظور ہوئی)

مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کے میعاد میں توسیع

وزیر خزانہ، جناب والا! اگر اجازت دیں تو اگلی قرار داد پیش کرنے سے پہلے۔ میں ایک سپیشل کمیٹی

کی رپورٹ کی توسیع چاہتا ہوں وہ پیش کردوں۔

جناب چیئرمین: بسم اللہ کیجیے۔

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:

"کہ سوال نمبر 379 پیش کردہ رانا ثناء اللہ خان صاحب ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں اگلے اجلاس تک توسیع کر دی جائے"۔

جناب چیئرمین: یہ تحریک پیش کی گئی ہے:

"کہ سوال نمبر 379 پیش کردہ رانا ثناء اللہ خان صاحب ایم پی اے کے بارے میں مجلس خصوصی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں اگلے اجلاس تک توسیع کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

وزیر خزانہ: شکریہ، جناب والا!

پاکستانی کرکٹ ٹیم کی جانب سے بھارت کو بھارت کی سرزمین پر شکست دینے پر مبارک باد

جناب چیئرمین: جناب سعید احمد خان منیس (قائد حزب اختلاف) نے قواعد انضباط کار کو معطل کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ جی، منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:

"کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997ء کے قاعدے 234 کے تحت قاعدہ 115(1) کو معطل کر دیا جائے"

جناب چیئرمین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:

"کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997ء کے قاعدے 234 کے تحت قاعدہ 115(1) کو معطل کر دیا جائے"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا میں تحریک پیش کروں یا قرارداد پیش کروں؟

جناب چیئرمین، قرارداد پیش کریں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں قرار داد پیش کرتا ہوں کہ،

"یہ ایوان پاکستان کرکٹ ٹیم کو شان دار کھیل کا مظاہرہ کرتے ہوئے بھارت کو اسی کی سرزمین پر شکست دینے پر مبارک باد پیش کرتا ہے۔ اور اپنے کھلاڑیوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہے کہ انھوں نے جذبہ ایمانی سے کام لیتے ہوئے بال ٹھاکرے کی دھمکیوں کو پاؤں کی ٹھوکر پر رکھا اور ذرا بھی خوف زدہ نہ ہوئے۔ ٹیم نے یقیناً پوری قوم کا سر فخر سے بلند کر دیا ہے۔ یہ ایوان میچ کی ناقص امپائرنگ پر بھی شدید تشویش کا اظہار کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ امپائرنگ کا معیار بہتر بنوایا جائے۔ امپائر جانب داری کی بجائے سپورٹس مین سپرٹ سے کام لیں"۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ(جناب آصف علی ملک)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی۔

جناب آصف علی ملک(پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ)، جناب والا! پاکستان کے چودہ کروڑ عوام کی طرح قائد حزب اختلاف نے جو قرار داد پیش کی ہے میں من و عن صرف آخری تین لائنوں کی حد تک ، ایک پرائیویٹ ممبر ہونے کی پوزیشن سے صرف آخری تین لائنوں پر اختلاف کرتا ہوں۔ باقی چودہ کروڑ عوام اس میں شامل ہو کر پاکستانی ٹیم کی کارکردگی پر مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ قائد حزب اختلاف کے ساتھ میں بھی شامل ہوں۔ صرف آخری تین لائنوں پر مجھے اختلاف ہے۔ اور وہ جنابوالا! یہ ہے کہ "یہ ایوان میچ کی ناقص امپائرنگ پر شدید تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ اور مطالبہ کرتا ہے کہ امپائرنگ کا معیار بہتر بنوایا جائے۔ امپائر جانب داری کی بجائے سپورٹس مین سپرٹ سے کام لیں۔" جناب والا ہماری جیت on merit ہوئی ہے۔ ہماری جیت potential پر ہوئی ہے۔ ہماری جیت بہتر کارکردگی پر ہوئی ہے۔ ٹیلنٹ پر ہوئی ہے۔ جناب والا! میں اپنے بھائی سے استدعا کروں گا کہ ہم نے ناقص امپائرنگ کی وجہ سے ہندوستان کو ہرایا نہیں ہے بلکہ ہم نے neutral امپائر کی موجودگی میں ان کے ہوم گراؤنڈ پر۔۔۔۔

جناب چیئرمین، ایک منٹ آپ تشریف رکھیں۔ اس کو مجھے پڑھ لینے دیں۔ پھر آپ اسے اپوز کریں۔پھر اس کے بعد جو بات آپ نے کرنی ہو کریں گے۔

جناب آصف علی ملک، جناب والا! اپوز نہیں کر رہا۔ میں پاکستان کا شہری ہوں اور ایک کھلاڑی ہوں۔میں کہتا ہوں کہ میں دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ میرا آخری تین لائنوں پر اختلاف ہے۔

جناب چیئرمین، میری بات سنیں۔ یہ آپ جو کچھ بھی کر رہے ہیں۔ وہ پہلے اپوز کی شکل میں ہوگا۔ پھر اس میں جو آپ ترمیم دیں گے۔ پھر اس ترمیم کی اجازت دینی پڑے گی۔ اس میں تھوڑا سا قانونی طور پر چلنا پڑے گا۔

جناب آصف علی ملک، میں تو اختلاف کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ صرف آخری تین لائنوں پر اختلاف ہے۔

جناب چیئرمین، ملک صاحب! یہی اپوز ہے۔ اور اس کی ترمیم ہے۔ میں اسے پڑھ لوں۔

جناب چیئرمین، یہ قرار داد پیش کی گئی ہے کہ،

> "یہ ایوان پاکستان کرکٹ ٹیم کو شان دار کھیل کا مظاہرہ کرتے ہوئے بھارت کو اسی کی سرزمین پر شکست دینے پر مبارک باد پیش کرتا ہے۔ اور اپنے کھلاڑیوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہے کہ انھوں نے جذبہ ایمانی سے کام لیتے ہوئے بال ٹھاکرے کی دھمکیوں کو پاؤں کی ٹھوکر پر رکھا اور ذرا بھی خوف زدہ نہ ہوئے ٹیم نے یقیناً پوری قوم کا سر فخر سے بلند کر دیا ہے۔ یہ ایوان میچ کی ناقص امپائرنگ پر بھی شدید تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ اور مطالبہ کرتا ہے کہ امپائرنگ کا معیار بہتر بنوایا جائے۔ امپائر جانب داری کی بجائے سپورٹس مین سپرٹ سے کام لیں"۔

جناب آصف علی ملک، جناب والا میں اس کو oppose کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، ملک صاحب اپوز کرتے ہیں۔ منیس صاحب! پہلے پھر آپ کچھ فرمائیں گے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! شکریہ' آپ نے مجھے موقع عنایت فرمایا ہے اس قرارداد پر

بات کرنے کے لیے۔ میں نے یہ قرارداد ایک قومی جذبے کے تحت پیش کی ہے۔ اور اس میں اگر معزز رکن جنھوں نے اپوز کیا ہے۔ اس قرار داد کو معزز رکن نے ہی نہیں بلکہ اسے گورنمنٹ نے اپوز کیا ہے۔ قومی جذبے کے تحت ایک قرار داد پیش کی۔ ایک مخالف ملک، جو کہ ایک بدترین مخالف ملک ہے کے مقابلے میں اگر ہماری ٹیم جیتتی ہے اور اس کو خراج تحسین پیش کیا جاتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اپنی نوعیت کا اہم اور منفرد واقعہ ہے کہ حکومت ایک ایسی قرار داد کی مخالفت کر رہی ہے۔ ایک ایسا ملک جس سے پچھلے 52 سال سے مخالفت چلی آ رہی ہے اور ہر معاملے میں وہ ہمیں نیچا دکھانے کی کوشش کرتا ہے۔ اور اس خاص معاملے میں پاکستان نے ان پر سبقت حاصل کی ہے۔ میں حیران ہوں کہ حکومت اس کی مخالفت کر رہی ہے۔ میں اپنی قرارداد کی حمایت کرتے ہوئے جناب والا کی وساطت سے معزز ایوان سے استدعا کروں گا کہ اس قرارداد کو منظور کیا جائے۔

جناب چیئرمین، جی۔

وزیر خوراک (حافظ محمد اقبال خان خاکوانی)، جناب والا! کوئی ذی شعور پاکستانی پاکستان کی کرکٹ ٹیم کی کامیابی پر اس کی مخالفت یا خدا نخواستہ اس کو مبارک باد دینے میں بخل سے کام نہیں لے سکتا۔ جس طرح آپ نے فرمایا کہ ہمیں یہاں تکنیکی بات کرنی چاہیے۔ ملک آصف صاحب نے بھی بجا فرمایا کہ جب کوئی ٹیم جیتتی ہے اور اس جیت کے اوپر امپائرنگ پر اعتراض کیا جائے۔ تو تکنیکی اعتبار سے وہ جیتی ہوئی ٹیم کے خلاف بات جاتی ہے کہ شاید یہ بے ایمانی کی گئی، ناقص امپائرنگ کی گئی جس کی وجہ سے وہ ٹیم جیتی ہے۔ اسی لیے ہمیں اس قرار داد کی آخری دو لائنوں پر اعتراض ہے۔ کہ ناقص امپائرنگ کی گئی ہے، آئندہ کے لیے مزید بہتر کیا جائے۔ دو لفظی بات ہے الحمد للہ میں یہاں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ یہ کریڈٹ ایک دفعہ پھر میرے قائد میاں نواز شریف کو جاتا ہے کہ جنھوں نے ذاتی دلچسپی لے کر کرکٹ ٹیم کی کپتانی کے مسئلے کو حل کرتے ہوئے وسیم اکرم کو کپتان بنایا اور ان کو تھپکی دیتے ہوئے کہا کہ جذبے کے ساتھ جاؤ اور ہندوستان کی سرزمین پر کھ گاڑ کر آؤ۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور اس نے یہ ثابت کیا اور الحمدللہ ہم بھی اس حد تک، بلکہ اس سے بھی آگے جانے کے لیے تیار ہیں کہ پوری قوم ان کی اس خوشی میں مبارک باد دینے کے لیے تیار ہے، مبارک باد دیتی ہے لیکن ان آخری دو لائنوں پر ہمارا اعتراض ہے، کیوں کہ یہ جیتی ہوئی ٹیم کے خلاف جاتی ہے۔ جناب چیئرمین! آپ اس کو اگر ایک ہی سانس سے پڑھیں تو اس میں پھر بات

یہ بنتی ہے کہ شاید ہماری ٹیم کوئی غلط امپائرنگ کی وجہ سے جیتی ہے' اسی لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ ترمیم کرتے ہوئے باقی قرارداد کو ہم بالکل متفقہ طور پر قبول کرتے ہیں۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔ میں کچھ سمجھنے سے قاصر رہا ہوں کہ جب ہمارے ملک کے وزیر اعظم نے' صدر نے اور سب نے جیت کے اوپر مبارک باد دی ہے اور ایک صوبائی وزیر اس کو ٹیکنیکل بنانے کے لیے صرف مخالفت برائے مخالفت کر رہے ہیں۔ جناب والا! میں اس پہ عرض کروں گا کہ یہ پھر بھی ٹیکنیکل نہیں بنتی اگر آپ اس تحریر کو سمجھیں اور ہم نے جو یہاں موو کی ہے اس میں تھا کہ ان کی غلط امپائرنگ کے باوجود یہ ٹیم جیتی ہے اور وہ زیادہ تعریف کی بات ہے۔ جناب والا! اس میں وزیر صاحب فرما رہے تھے کہ وزیر اعظم نے ان کو بھیجا کہ وہاں جا کر کھ گاڑ آئیں۔ یہ تو خالصتاً ایک حمایت ہے۔ اس میں کھ گاڑا نہیں جاتا اس میں ہمیشہ اچھی گیم دکھائی جاتی ہے بعض دفعہ ٹیم ہار بھی جاتی ہے۔ مگر اس میں یہ صرف اس چیز کو اپوز کر رہے ہیں حالانکہ ان کو تو اس چیز کو خوش آمدید کرنا چاہیے تھا کہ ہم ساری قوم کی طرف سے ترجمانی کر رہے تھے۔ انھوں نے خواہ مخواہ اس کی مخالفت کی ہے۔

وزیر قانون: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! میرے خیال میں یہ کوئی ایسا معاملہ نہیں کہ جس پر اس طرح سے ایشو بنایا جائے۔ ملک آصف صاحب نے اور پھر محترم خاکوانی صاحب نے جس امر کی نشان دہی کی ہے وہ ایک جائز بات ہے۔ کل بھی قائد حزب اختلاف سے میری بات ہوئی تھی ہمیں قرارداد پر قطعی کوئی اعتراض نہیں ہے آپ کے توسط سے ان کی خدمت میں میری استدعا ہوگی کہ وہ دو منٹ کے لیے خاکوانی صاحب اور ملک صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں اور اس میں ترمیم کر کے متفقہ طور پر قرارداد لے آئیں۔ اس میں کوئی ایسی اعتراض والی بات نہیں۔ اور اگر قابل اعتراض حصہ کو کاٹ دیا جائے تو کوئی فرق نہیں پڑتا' اس لیے میرے خیال میں آپ اجازت فرمائیں صرف دو منٹ کے لیے آپس میں بیٹھ جائیں۔

میاں عبدالستار (پی پی 234): جناب چیئرمین! اس کو مسئلہ نہ بنایا جائے اور قائد حزب اختلاف اس پہ توجہ دیں۔

جناب چیئرمین: ملک صاحب! بات تو آپ اسی پہ کریں گے کہ دو لائنیں ہیں۔ میں پوچھ لیتا ہوں۔

مطلبہ تو یہی ہے جو حافظ صاحب اور وزیر قانون نے بھی کہا۔ پھر بھی آپ بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب سعید اکبر خان، جناب چیئرمین! ہمیں اس بات پہ قطعاً اعتراض نہیں۔ اگر اس میں یہ لکھ دیا جائے کہ "ناقص امپائرنگ کے باوجود بھی ہماری ٹیم جیتی" یہی الفاظ چاہتے وہ ہیں۔ ہمیں اس میں اعتراض نہیں۔ لیکن خاکوانی صاحب نے خوشامد کی دھجیاں بکھیرنی اور انھوں نے تمام حدیں کراس کرنی ہیں چاہے جو بھی موقع آئے گا۔

جناب چیئرمین، آپ تشریف رکھیں۔ لیڈر کی خوشامد ویسے بھی ٹھیک ہے۔ عام لوگ بھی کرتے ہیں۔ آپ کے منہ سے بھی وہ باتیں نکلتی ہیں۔ کوئی ایسی بات نہیں۔

جناب سعید اکبر خان، نہیں' جناب! میں نے تو کہا کہ ہمیں اس بات پہ کوئی اعتراض نہیں۔

جناب چیئرمین، تشریف رکھیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے معزز دوستوں نے غالباً اخبارات نہیں پڑھے جس میں ناقص امپائرنگ کا ذکر کیا ہوا ہے اور وہاں یہ بھی دیا ہوا تھا کہ پاکستانی بیٹسمین کو غلط طریقے سے آؤٹ قرار دیا جاتا رہا اور انھوں نے مین آف دی میچ بھی غلط دیا۔ یہ اس ضمن میں تھا۔ میرے خیال میں اس میں ترمیم کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اس میں بڑی واضح بات ہے کہ آپ اپنے ملک کی ٹیم کو اس کی شان دار کامیابی پہ مبارک باد دے رہے ہیں اور جیسے میرے بھائی نے پہلے ہی کہا کہ اس میں بات صرف یہی ہے کہ ناقص امپائرنگ کے باوجود اور میں نے ناقص امپائرنگ کی بات اس لیے کی ہے کہ میڈیا پہلے آپ کو بتا رہا ہے کہ ناقص امپائرنگ سے امپائر پاکستانی بیٹسمین کو غلط آؤٹ قرار دیتے رہے ہیں اور انھوں نے مین آف دی میچ بھی غلط قرار دیا ہے۔ تو اگر اس لحاظ سے دیکھا جائے تو اس میں ترمیم کی ضرورت نہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کو اسی طریقے سے پاس کیا جائے۔ اور میرا خیال ہے کہ میں حکومت کو کچھ تھوڑا سا سمجھانے میں شاید کامیاب ہو گیا ہوں۔

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ قائد حزب اختلاف جن خبروں کے حوالے سے بات کر رہے ہیں اگر قرارداد میں اس کا ذکر آ جائے اور یہ ابہام دور ہو جائے

تو اس میں اعتراض کیا ہے؟ ہم تو صرف ابہام دور کرنا چاہتے ہیں۔

جناب چیئرمین، ایک منٹ' میں پوچھتا ہوں۔ منیس صاحب! پچھلے دنوں بھی ایک فاضل رکن کی طرف سے قرارداد پیش ہوئی اور آپ نے اعتراض کیا تھا۔ شاید چیئر پر میں تھا یہ کوئی اور دوست تھے اور یہ بات ابھی سمجھی گئی تھی کہ دونوں طرف سے اسے ترمیم کر کے خوب صورت انداز میں لیا گیا تھا۔ تو میرا خیال ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔ جو بات آپ زبانی طور پر تسلیم کرتے ہیں کہ ناقص امپائرنگ کے باوجود ٹیم جیت گئی۔ یہ دو لفظ شامل کر لیے جائیں اور باقی کو کاٹ دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! میں نے جو بات کی ہے اور میں نے باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ میرا مطمح نظر بڑا واضح ہے اور اگر اس کے باوجود حکومت اس کی مخالفت کرنا چاہتی ہے تو مخالفت کریں میں اپنی اس قرارداد پر سٹینڈ کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین، یعنی آپ اس پہ ترمیم نہیں چاہتے۔

وزیر خزانہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! میں آپ سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ فاضل رکن جناب سعید اکبر خان نوانی صاحب نے جب کہا کہ ہمیں کوئی اعتراض نہیں تو کیا وہ قائد حزب اختلاف کی اجازت کے بغیر کہہ رہے تھے؟ انھوں نے تو یہاں on the floor of the House کہا ہے کہ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میری ذاتی رائے ہو سکتی ہے۔ چونکہ محرک سعید احمد خان ہیں فیصلہ انھوں نے کرنا ہے۔ لیکن میری ذاتی رائے ہے۔ میں نے تو کہا کہ اس طریقے سے ہو جائے تو اس میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ لیکن۔۔۔۔

وزیر خزانہ، جناب چیئرمین! انھوں نے فرمایا کہ ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔ انھوں نے "ہمیں" لفظ جمع کا استعمال کیا۔

جناب سعید اکبر خان، میں اب بھی تسلیم کرتا ہوں کہ مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! لفظ "میں" نہیں، "ہمیں"۔

جناب چیئرمین، ہاں "ہمیں"۔

جناب سعید اکبر خان، جناب چیئرمین! چلو میں نے "ہمیں" کہا۔ لیکن final consent تو محرک نے دینی ہے کہ آیا وہ اپنی قرارداد میں ترمیم چاہتے ہیں یا نہیں چاہتے۔ میں اب بھی چاہتا ہوں کہ اگر اس میں ترمیم آ جائے تو کوئی بات نہیں۔ لیکن یہ سٹینڈ تو اس محرک کا ہے کہ وہ اس میں اجازت دیتا ہے یا نہیں۔

جناب چیئرمین، مینس صاحب! اسے انا کا مسئلہ نہیں بنانا چاہیے۔ آپ سے میری گزارش ہے کہ اس میں کوئی بات نہیں۔ آپ کا مطلب بھی یہی ہے جیسا کہ لغاری صاحب نے بھی کہا' خان صاحب نے بھی کہا اور آپ بھی یہ کہہ رہے ہیں تو آپ دو الفاظ کو اس میں شامل کرلیں' ورنہ مجھے سوال put کرنا پڑے گا۔ اور دیکھیں! پچھلے دنوں میں نے اس بات کی تائید کی تھی کہ یہ بات اس طرح ہونی چاہیے۔ پریس بھی یہ بات سن رہا ہے۔ تو اگر اصل اخبارات میں ریلیز ہوگی اور ہر آدمی اسے خوب صورت انداز میں پڑھے گا۔ پھر؟

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! میں نے یہ قرارداد پیش کر دی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس میں ترمیم نہ ہو۔ تو آپ اس پہ سوال put کر دیں۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! ہم ترمیم نہیں چاہ رہے۔ "باوجود یہ کہ" کا اضافہ چاہ رہے ہیں۔ باقی وہی کی وہی رہ جائے۔ اب اس میں انا کا مسئلہ نہیں بنانا چاہیے۔

جناب چیئرمین، سردار صاحب! پھر آپ یہ قرارداد سامنے رکھیں۔ آپ اس میں جو لفظ شامل فرمانا چاہیں وہ شامل کریں تاکہ سوال put کیا جائے۔ پہلے ترمیم put کرلیں میں ذرا اسے نوٹ کر لوں۔ کہاں اور کیسے؟

وزیر خزانہ، جناب والا! جیسے فاضل رکن ملک صاحب نے آخری دو سطور کے بارے میں کہا تھا کہ " یہ ایوان میچ کی ناقص امپائرنگ کے باوجود پاکستان ٹیم کی اس شاندار کامیابی پر فخر کرتا ہے" اور پھر یہ آ جائے کہ " شدید تشویش کا اظہار کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ امپائرنگ کا معیار بہتر بنوایا جائے"۔ بس صرف بیچ میں ایک جملہ add کرنا پڑے گا۔

جناب چیئرمین، آپ میری گزارش سن لیں۔ میں اسے repeat کر کے دو لفظ تجویز کرتا ہوں۔

وزیر قانون، جہاں پر لائن ختم ہوتی ہے کہ " سر فخر سے بلند کر دیا" اس کے آگے اور "ناقص اسپائرنگ کے باوجود اپنی برتری ثابت کی" یہ add فرمالیا جائے۔

جناب چیئرمین، " دھمکیوں کو پاؤں کی ٹھوکر پر رکھا اور ذرا بھی خوف زدہ نہ ہوئے۔ ٹیم نے یقیناً پوری قوم کا سر فخر سے بلند کر دیا اور ناقص اسپائرنگ کے باوجود اپنی برتری ثابت کی" یہاں adjust کر دیا جائے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! اگر اس قرارداد میں کوئی ترمیم کرنی ہے تو اس ترمیم کو پیش کرنے کے لیے پہلے تحریک پیش کرنے کی اجازت چاہی جائے گی۔ جب ہاؤس اجازت دے گا تو پھر وہ ترمیم کی تحریک پیش ہو گی اور اس کے مطابق یہ قرارداد میں ترمیم ہو گی۔

جناب چیئرمین، لاءمنسٹر صاحب نے اس کی ترمیم پیش کی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، لاءمنسٹر صاحب کو پہلے آپ ہاؤس سے اجازت لے کر دیں گے تو پھر وہ ترمیم پیش کریں گے۔ اجازت ہاؤس نے دینی ہے۔

جناب چیئرمین، جو بھی ترمیم ہو' اس کے لیے ہاؤس کی permission کی ضرورت نہیں جو سپیکر چیئر پر ہو اس نے اجازت دینی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! ترمیم کی اجازت ہاؤس ہی دے سکتا ہے۔ move کرنے کی اجازت بھی ہاؤس ہی دے گا۔ قرارداد پیش کرنے کی اجازت بھی ہاؤس نے دی ہے' اس سے پہلے قرارداد پیش کرنے کی تحریک جب قائد حزب اختلاف نے پیش کی تو اس کی اجازت ہاؤس سے لی گئی ہے۔ اس میں اگر کوئی ترمیم پیش کرنی ہے تو ترمیم پیش کرنے کی تحریک کی اجازت بھی ہاؤس ہی دے گا۔

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! May I assist the Chair. جیسا کہ ملک آصف علی خان صاحب نے اس وقت اجازت چاہی تھی کہ اس میں صرف آخری جملوں میں ترمیم کر لی جائے۔ وہی سوال آپ ہاؤس میں put کر دیں' ہاؤس سے اجازت لے لیں۔

ب چیئرمین، انھوں نے زبانی بات کی تھی، تحریری نہیں دیا تھا۔ تحریری طور پر تو کرنا پڑے

زیر خزانہ، ابھی کر دیتے ہیں۔ ترمیم پیش کریں۔

زیر قانون، جناب سپیکر! میں اجازت چاہتا ہوں کہ مجھے ترمیم پیش کرنے کی اجازت فرمائی جائے۔

ناب چیئرمین، جی۔

زیر قانون، جناب سپیکر! میں ترمیم شدہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ،

"یہ ایوان پاکستانی کرکٹ ٹیم کو شان دار کھیل کا مظاہرہ کرتے ہوئے بھارت کو اسی کی سرزمین پر شکست دینے پر مبارک باد پیش کرتا ہے اور اپنے کھلاڑیوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہے کہ انھوں نے جذبہ ایمانی سے کام لیتے ہوئے بال ٹھاکرے کی دھمکیوں کو پاؤں کی ٹھوکر پر رکھا اور ذرا بھی خوف زدہ نہ ہوئے۔ ٹیم نے یقیناً پوری قوم کا سر فخر سے بلند کر دیا اور ناقص امپائرنگ کے باوجود اپنی برتری ثابت کی۔"

جناب چیئرمین، یہ قرارداد پیش ہوئی ہے اور سوال یہ ہے کہ،

"یہ ایوان پاکستانی کرکٹ ٹیم کو شاندار کھیل کا مظاہرہ کرتے ہوئے بھارت کو اسی کی سرزمین پر شکست دینے پر مبارک باد پیش کرتا ہے اور اپنے کھلاڑیوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہے کہ انھوں نے جذبہ ایمانی سے کام لیتے ہوئے بال ٹھاکرے کی دھمکیوں کو پاؤں کی ٹھوکر پر رکھا اور ذرا بھی خوف زدہ نہ ہوئے۔ ٹیم نے یقیناً پوری قوم کا سر فخر سے بلند کر دیا اور ناقص امپائرنگ کے باوجود اپنی برتری ثابت کی۔"

سردار رفیق حیدر لغاری، میں کورم پوائنٹ آؤٹ کرنے کے لیے اٹھا ہوں۔

وزیر قانون، جناب چیئرمین! رولز میں بھی یہ بات موجود ہے کہ جب چیئر سوال put کر رہی ہو تو پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہوتا۔ آپ پہلے اپنی بات مکمل کر لیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! آج یہ جو سلسلہ چلا ہے اور میں نے اس لیے اسے آگے بڑھایا تھا کہ ہاؤس کو رولز کا پتہ چلے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب معزز وزیر قانون صاحب نے ایک ترمیم پیش کی ہے تو اس کے بعد آپ نے ان کی وہ ترمیم پڑھی ہے۔ اسے پڑھنے کے بعد اب آپ نے سوال put کرنا ہے۔ کیونکہ جب تک آپ پڑھیں گے ہی نہیں تو ہمیں کیا پتہ چلے گا۔

جناب چیئرمین! آپ کے سامنے سیکرٹریٹ کی طرف سے ایک فائل دی گئی تھی اس میں یہ چیزیں نہیں تھیں۔ میرے خیال میں آپ خود اس معاملے میں clear نہیں تھے۔ اس کی وجہ سے یہ تمام معاملہ آگے بڑھا ہے۔ میں اب بھی یہ عرض کرتا ہوں کہ جب معزز وزیر قانون صاحب نے یہ ترمیم پیش کی اس کے بعد آپ ترمیم ایک دفعہ پڑھیں گے اور پھر آپ سوال put کریں گے۔

جناب چیئرمین، میری بات سنیں۔ یہ بات آپ نہ کہیں کہ میں clear نہیں تھا' یا میں نہیں سمجھتا تھا۔ میں سمجھتا تھا لیکن میں نے اخلاقی طور پر اور اصولی طور پر اس بات کی کوشش کی کہ یہ بات پاکستان کی ہے' یہ بات ملک کی ہے' یہ بھارت کے خلاف ہے اور ہمیں اصولی طور پر اسے متفقہ طور پر کرنا چاہیے۔ اس لیے میں نے اپنی طرف سے بہترین طریقے سے آپ سے گزارش بھی کی ہے' درخواست بھی کی ہے' حالانکہ چیئر کا کام درخواست کرنا نہیں کہ متفقہ طور پر یہ قرارداد منظور ہو۔ لیکن وزیر قانون صاحب نے اسے put کیا ہے' میں نے اسے repeat کیا ہے' میں نے اسے put کیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، مجھے صرف یہ اعتراض ہے کہ آپ نے ایک دفعہ پڑھنا ہے اور اس کے بعد آپ نے put کرنا ہے۔ یہ طریقہ کار ہے۔

جناب چیئرمین، آپ پوائنٹ آؤٹ کچھ اور کرنا چاہتے ہیں تو آپ کو قانون سازی میں موقع ملے گا۔ اب میں سوال put کر چکا ہوں' اس پر میں فیصلہ دوں گا۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! قائد حزب اختلاف چیئر کو اس طرح سے ہدایات نہیں دے سکتے۔ آپ نے سوال put کر دیا ہے' اس پہ "ہاں" کا جواب آ چکا ہے۔ اب آگے آپ نے "نہ" والوں سے کہنا ہے اور اس کے بعد آپ نے فیصلہ دینا ہے۔

سردار رفیق حیدر لغاری، میں چیئر کی رولنگ چاہوں گا کہ میں نے کورم پوائنٹ آؤٹ کیا تھا۔

رانا ثناء اللہ خان، کورم پوائنٹ آؤٹ ہو ہی نہیں سکتا۔

وزیر قانون، جناب چیئرمین! میں نے بھی یہی گزارش کی تھی کہ جب آپ نے ایک سوال put کر دیا ہے تو کورم پوائنٹ آؤٹ نہیں ہو سکتا اور وہی بات رانا ثناء اللہ صاحب پوائنٹ آؤٹ کر رہے ہیں۔ اب آپ سوال put کریں اور اس پر "ہاں' نا" میں جواب لیں اور اس کے بعد انھیں موقع دیں کہ اپنے پوائنٹ آف آرڈر پر بولیں۔ میں رولز کے مطابق بات کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین، معاملے کو حل کرنے کے لیے میں دوبارہ پڑھتا ہوں۔

ترمیم شدہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان پاکستانی کرکٹ ٹیم کو شان دار کھیل کا مظاہرہ کرتے ہوئے بھارت کو اسی کی سرزمین پر شکست دینے پر مبارک باد پیش کرتا ہے اور اپنے کھلاڑیوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہے کہ انھوں نے جذبہ ایمانی سے کام لیتے ہوئے بال ٹھاکرے کی دھمکیوں کو پاؤں کی ٹھوکر پر رکھا اور ذرا بھی خوف زدہ نہ ہوئے۔ ٹیم نے یقیناً پوری قوم کا سر فخر سے بلند کر دیا اور ناقص امپائرنگ کے باوجود اپنی برتری ثابت کی۔"

جناب چیئرمین، اب سوال یہ ہے کہ:

"یہ ایوان پاکستانی کرکٹ ٹیم کو شان دار کھیل کا مظاہرہ کرتے ہوئے بھارت کو اسی کی سرزمین پر شکست دینے پر مبارک باد پیش کرتا ہے اور اپنے کھلاڑیوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہے کہ انھوں نے جذبہ ایمانی سے کام لیتے ہوئے بال ٹھاکرے کی دھمکیوں کو پاؤں کی ٹھوکر پر رکھا اور ذرا بھی خوف زدہ نہ ہوئے۔ ٹیم نے یقیناً پوری قوم کا سر فخر سے بلند کر دیا اور ناقص امپائرنگ کے باوجود اپنی برتری ثابت کی۔"

(ترمیم شدہ قرار داد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب چیئرمین، میں آپ کا شکرگزار ہوں' بات یہ ہے کہ میں افہام وتفہیم چاہتا ہوں۔ یہ نہیں کہ اس کو پتہ نہیں چلا' وہ confuse ہوا' یہ ہوا ' وہ ہوا۔ میں یہ چاہتا تھا کہ یہ قرارداد جو بڑی اہم ہے' ہمیں متفقہ طور پر منظور کرنی چاہیے۔ میں منیں صاحب اور ان کے ساتھیوں کا بھی شکرگزار ہوں۔

وزیر خوراک، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین! میں آپ کی سیاسی بصیرت پر تہ دل سے آپ کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور معترف ہوں کہ اتنی سی بات تھی فسانہ بن گئی۔ ایک ہی سانس میں ٹیم کو مبارکباد بھی دے رہے تھے اور اپنی جیت کو مشکوک بھی بنا رہے تھے۔ اسی لیے ایک فقرے میں اب یہ قرارداد متفقہ طور پر کامیاب ہوگئی ہے۔

جناب چیئرمین، وہ ہمیشہ تعاون کرتے ہیں اور بڑی مہربانی کرتے ہیں۔ میں چیئر کی طرف سے کہہ رہا ہوں کہ آپ اس خوشی میں سب گنے والوں کو payment کروا دیں۔

وزیر خوراک، جناب چیئرمین! فی الحال میں اس خوشی میں آپ کا منہ میٹھا کراتا ہوں۔

(وزیر خوراک نے گولیاں ٹافیاں جناب چیئرمین کو بھجوائیں)

رانا ثناء اللہ خان، جناب چیئرمین! ایوان میں کوئی کھانے والی چیز پیش کرنا اور کھانا منع ہے۔ یہ دونوں چیزیں غلط ہیں۔ آپ یہ انھیں واپس کریں۔

جناب چیئرمین، آپ میرے دوست ہیں' میں انھیں بھیجوں گا۔

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم) بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی' بابت 1997ء

MR CHAIRMAN: Now, we take up legislation. i.e Bahauddin Zakariya University(Amendment) Bill, 1997" (Bill No 27 of 1997).

Mian Abdul Sattar may move the motion.

MIAN ABDUR SATTAR: Sir, I move:-

"That Bahauddin Zakariya University (Amendment) Bill, 1997"

as recommended by the Select Committee on Education be taken into consideration at once."

MR CHAIRMAN: The motion moved is:-

"That Bahauddin Zakariya University (Amendment) Bill, 1997" as recommended by the Select Committee on Education be taken into consideration at once."

The motion was not opposed by any of the member.

MR CHAIRMAN: Now, the motion moved and the question is:-

"That Bahauddin Zakariya University (Amendment) Bill, 1997" as recommenc by the Select Committee on Education be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

MR CHAIRMAN: Now, we take up the Bill Clause by Clause.

CLAUSE 2

MR CHAIRMAN: Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is amendment in it. The question is:-

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 2 do stand part of the Bill.

CLAUSE 1

MR CHAIRMAN: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. Since the is no amendment in it. The question is:-

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 1 do stand part of the Bill.

PREAMBLE

MR CHAIRMAN: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:-

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

The Preamble do stand part of the Bill.

LONG TITLE

MR CHAIRMANT: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is :-

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Long Title do stand part of the Bill.

MR CHAIRMAN: Third Reading of Bill starts. Mian Abdul Sattar may move the motion.

MIAN ABDUL SATTAR: Sir, I move:-

"That Bahauddin Zakariya University (Amendment) Bill, 1997 be passed."

MR CHAIRMAN: The motion moved is:-

"That Bahauddin Zakariya University (Amendment) Bill, 1997 be passed."

The motion was not opposed.

MR CHAIRMAN: Now, the motion moved and the question is:-

"That Bahauddin Zakariya University (Amendment) Bill, 1997 be passed."

(The motion was carried)

The Bill was passed.

MR CHAIRMAN: The House is adjourned for tomorrow at 9.30 a.m.

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیرھواں اجلاس)

بدھ 3۔ فروری 1999ء

(یوم الاربعا 16۔ شوال المکرم 1419ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس، اسمبلی چیمبر، لاہور میں صبح 10 بجے زیر صدارت جناب سپیکر چودھری پرویز الٰہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَلَا تَلْبِسُوا الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ
وَتَكْتُمُوا الْحَقَّ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۲﴾ وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ
وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِيْنَ ﴿۴۳﴾ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ
اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۴۴﴾

سورۃ البقرہ آیات 42 تا 44

اور حق کو باطل کے ساتھ نہ ملاؤ اور سچی بات کو جان بوجھ کر نہ چھپاؤ ۝ اور نماز پڑھا کرو اور زکوٰۃ دیا کرو اور (اللہ تعالیٰ کے آگے) جھکنے والوں کے ساتھ جھکا کرو ۝ (یہ) کیا (عقل کی بات ہے کہ) تم لوگوں کو نیکی کرنے کو کہتے ہو اور اپنے تئیں فراموش کیے دیتے ہو حالانکہ تم کتاب الٰہی بھی پڑھتے ہو کیا تم سمجھتے نہیں؟ ۝

وما علینا الا البلاغ ۝

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ جات امور ملازمت اور انتظام عمومی و خزانہ)

جناب سپیکر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O آج محکمہ جات امور ملازمت و انتظام عمومی و خزانہ کے سوالات ہیں۔سب سے پہلا سوال رانا ثناء اللہ خان صاحب کا ہے۔

محکمہ انٹی کرپشن کے بجٹ کی تفصیل

*256۔رانا ثناء اللہ خان، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ انٹی کرپشن فیصل آباد ریجن میں کون کون سے اضلاع شامل ہیں۔

(ب) محکمہ انٹی کرپشن فیصل آباد کی کل نفری کتنی ہے اور محکمانہ کارکردگی کی انجام دہی کے لیے گاڑیوں یا دیگر حاصل سہولتوں کی تفصیل کیا ہے۔

(ج) محکمہ انٹی کرپشن فیصل آباد ریجن کا کل کتنا بجٹ ہے اور ملازمین کی تنخواہوں کے علاوہ کتنی رقم محکمہ کے انتظام و انصرام کے لیے مختص ہے؟

جناب سپیکر، کافی تفصیل کے ساتھ اس کا جواب آ گیا ہے اس لیے یہ پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون، (جناب محمد بشارت راجہ)

(الف) محکمہ انٹی کرپشن فیصل آباد میں مندرجہ ذیل سات اضلاع شامل ہیں۔

1۔ فیصل آباد 2۔ جھنگ 3۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ 4۔ سرگودھا

5۔ خوشاب 6۔ میانوالی 7۔ بھکر

(ب) محکمہ انٹی کرپشن کی نفری کی تعداد 111 ہے۔ جن کی تفصیل لف ہے۔ محکمانہ کارکردگی کی انجام دہی کے لیے صرف چار گاڑیاں اور دو موٹر سائیکل ہیں اور کوئی سہولت میسر نہ ہے۔

(ج) مالی سال 97-1996ء کے لیے انٹی کرپشن فیصل آباد سے ملازمین کی تنخواہوں کے لیے مبلغ -/58,36,254 روپے اور اس کے علاوہ محکمہ کا نظام چلانے کے لیے مبلغ -/14,47,252 روپے مختص ہوئے۔

محکمہ انٹی کرپشن کی نفری کی تفصیل

نمبر شمار	نام پوسٹ	سکیل	تعداد
1-	ایڈیشنل ڈائرکٹر	19	1
2-	ڈپٹی ڈائرکٹر	18	4
3-	اسسٹنٹ ڈائرکٹر	17	10
4-	ایڈمن آفیسر	17	1
5-	آفس سپرنٹنڈنٹ	16	1
6-	انسپکٹر	16	8
7-	ڈویژنل اکاؤنٹنٹ	13	1
8-	سٹینو گرافر	12	7
9-	اسسٹنٹ	11	1
10-	ڈرافٹسمین	11	1
11-	اوورسیئر	11	1
12-	اے۔ایس۔آئی	9	5
13-	ہیڈ کانسٹیبل	7	1
14-	سینئر کلرک	7	10
15-	جونیئر کلرک	5	5
16-	پراسیس سروئیر	5	4
17-	کانسٹیبل	5	30
18-	ڈرائیور	4	3
19-	نائب قاصد	1	14
20-	مالی	1	1
21-	چوکیدار	1	1

22-	خاکروب	1	1
	کل تعداد		111

جناب سپیکر، رانا صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے؟

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! فیصل آباد زیکن میں سات اضلاع ہیں۔لیکن ان کی کارکردگی کے لیے جو سہولتیں حاصل ہیں وہ جواب میں لکھا ہے کہ سات اضلاع کے لیے چار گاڑیاں اور دو موٹر سائیکلیں ہیں۔ تو میں اس سلسلے میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو یہ اعداد و شمار ایوان میں آئے ہیں حکومت کوئی ارادہ رکھتی ہے کہ اس صورت حال کو بہتر بنایا جائے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ جس طرح جواب میں کہا گیاہے کہ فیصل آباد زیکن میں چار گاڑیاں اور دو موٹر سائیکلیں ہیں لیکن وسائل کی کمی کے پیش نظر فوری طور پر تو کچھ نہیں کیا جا سکتا تھا لیکن اگر میں جناب کی توجہ allocation of funds کی طرف مبذول کراؤں جو کہ سالانہ اس محکمے کو کیے جاتے ہیں تو آپ ملاحظہ فرمائیں کہ 97-1996ء میں 79 لاکھ روپے اس کے بعد 98-1997ء میں 84 لاکھ روپے اور پھر اس رواں مالی سال میں تقریباً 86 لاکھ روپے فیصل آباد زیکن کے لیے مختص کیے گئے ہیں۔ میرے عرض کرنے کا یہ مقصد تھا کہ جس طرح ہمیں وسائل دستیاب ہوں گے ان شاء اللہ اسی طرح سہولیات بھی فراہم کی جائیں گی اور صورت حال کو بہتر بنانے کی کوشش کی جائے گی۔

راجہ محمد خالد خان، جناب والا! وزیر موصوف نے تذکرہ فرمایا ہے کہ ان کے پاس وسائل نہیں ہیں تو میں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ انٹی کرپشن کے پاس اپنے اتنے وسائل ہیں کہ وہ ایک نہیں کئی گاڑیاں خرید سکتے ہیں۔ تو اس بارے میں ان کی کیا تجویز ہے کیونکہ وہ انٹی کرپشن تو ہے نہیں یہ تو pro-corruption ہے۔ اگر انھیں free hand دے دیا جائے تو یہ اپنی گاڑیوں کا خود بندوبست کر لیں گے۔

وزیر قانون، جناب والا! یہ سوال نہیں ہے بلکہ ان کی تجویز ہے۔

سردار سعید انور، جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس محکمہ پر اتنی خطیر رقم خرچ کی جاتی ہے۔ ان کی سالانہ تنخواہ 58 لاکھ 36 ہزار 254 روپے ہے تو اس کے عوض ان کی کارکردگی کیا ہے؟ اگلا سوال چودھری زاہد محمود گورایہ صاحب کا ہے۔

زیر سماعت مقدمات کی تعداد

*750۔چودھری زاہد محمود گورایہ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) اس وقت صوبے میں سیشن جج، ایڈیشنل سیشن جج اور سول جج کی کل کتنی اسامیاں ہیں اور کتنی خالی ہیں ضلع وار تفصیل ایوان میں پیش کی جائے۔

(ب) متذکرہ عدالتوں میں کتنے مقدمات زیر سماعت ہیں۔ ضلع وار تفصیل بتائی جائے۔

(ج) خالی اسامیوں کو کب تک پر کر دیا جائے گا؟

وزیر قانون(جناب محمد بشارت راجہ):

(الف) اس وقت صوبے میں سیشن جج، ایڈیشنل جج اور سول جج صاحبان کی اسامیوں کی تفصیل درجہ وار منسلکہ ہے۔

(الف)	ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحبان		
	منظور شدہ اسامیوں کی تعداد=		35
	کام کرنے والے جج صاحبان کی تعداد		71
	ضلعی عدالت ہائے میں =		35
	بیرون کیڈر میں =	36	71
(ب)	ایڈیشنل ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحبان		
	منظور شدہ اسامیوں کی تعداد =		163
	کام کرنے والے جج صاحبان کی تعداد		166
	ضلعی عدالت ہائے میں =		146
	بیرون کیڈر میں =	20	166
	خالی اسامیاں =		17
(ج)	سول جج /جوڈیشل مجسٹریٹ صاحبان		
	منظور شدہ اسامیوں کی تعداد =		410
	کام کرنے والے سول جج صاحبان کی تعداد =		371

ضلعی عدالت ہائے میں	=		352
بیرون کیڈر میں		19	371
خالی اسامیاں			58

(ب) بمطابق وضاحت منسلکہ "الف" ہے۔

(ج) جہاں تک ایڈیشنل ڈسٹرکٹ و سیشن جج صاحبان کی 13 خالی اسامیوں کا تعلق ہے، لاہور ہائی کورٹ پہلے ہی تقرری کے لیے اشتہار دے چکا ہے۔ ضروری چھان بین اور قانونی تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مذکورہ اسامیاں عدالت عالیہ جلد پُر کرے گی۔

علاوہ ازیں سول جج/جوڈیشل مجسٹریٹ صاحبان کی 58' اسامیوں کا تقرر قواعد کے مطابق پنجاب پبلک سروس کمشن کے ذریعہ ہو گا جو پہلے سے ہی اس سلسلہ میں کام شروع کر چکا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! جواب میں جو ڈسٹرکٹ وار pendency دی گئی ہے۔ اس میں تقریباً ساڑھے تین لاکھ کیسیز ایسے ہیں جو کہ سیشن کورٹ میں pending ہیں۔ میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اتنی زیادہ pendency کے پیش نظر جوڈیشل آفیسرز کی تعداد بڑھانے کا حکومت کا کوئی ارادہ ہے۔ اس pendency کو کس طرح سے dispose of کرنا چاہیں گے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! ججز کی تعداد بڑھانے کا حکومت کا ارادہ ہے اور اس سلسلے میں ہائی کورٹ میں مناسب کارروائی کی جا رہی ہے۔ ابھی حال ہی میں ایڈیشنل سیشن ججز کی بھرتی کا عمل بھی پبلک سروس کمشن کے پاس چل رہا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ کوشش کی جا رہی ہے کہ ہائی کورٹ کو وسائل مہیا کیے جائیں تاکہ ججز کی تعداد بڑھائی جا سکے۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ جو ججز یا سول ججز اور ایڈیشنل سیشن ججز اس وقت حکومت میں کام کر رہے ہیں ان کو واپس بھجوانے کا ان کا کوئی ارادہ ہے؟ کیونکہ ججز کی تعداد کم ہے۔ بہت سے ایسے لوگ ہیں جن کا اس محکمے سے تعلق ہے لیکن وہ ایگزیکٹیو میں کام کر رہے ہیں۔ کیا ان کو واپس بھجوانے کا ارادہ ہے تاکہ وہ کمی پوری کی جا سکے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! وہ ججز جو اپنے ضلعی ہیڈ کوارٹرز پر یا جوڈیشری کی جو اپنی پوسٹیں ہیں ان کے علاوہ کام کر رہے ہیں وہ ایکس کیڈر پوسٹ میں آتے ہیں۔ وہ وہاں پر بھی ایگزیکٹیو کا کام نہیں

کرتے، بلکہ judiciary کا کام کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر بنکنگ کی کورٹس ہیں، انٹی کرپشن کی کورٹس ہیں یا کسٹم کی کورٹس ہیں وہاں پر وہ کام کرتے ہیں۔ لیکن اگر وہاں سے ہم انھیں واپس بلا لیں گے تو پھر وہاں کا کام متاثر ہوگا۔ اس لیے اس کا بہترین حل یہ ہے کہ ہم ان کی تعداد بڑھا دیں۔ جس کے لیے کوششیں جاری ہیں۔

جناب سپیکر، رانا ثناء اللہ صاحب۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اس میں صورت حال یہ ہے کہ سیشن جج پورے صوبے میں 35 ہیں۔ ایڈیشنل سیشن جج 163 ہیں۔ ایک پریذائڈنگ آفیسر جو ہے، جوڈیشل آفیسر جو ہے وہ ایک مہینے میں چھ سے لے کر آٹھ کیسیز کا فیصلہ کرتا ہے۔ ان کے جو ماہانہ یونٹس ہیں ان میں بھی اتنے کیسز بنتے ہیں۔ اس حساب سے یہ جو موجودہ ساڑھے تین لاکھ کیسز کی pendency ہے، یہ تو آئندہ چالیس سال میں موجودہ تعداد dispose of نہیں کر سکتی۔

جناب سپیکر، اس کا حل تو یہ ہے کہ جج کی تعداد بڑھائی جائے۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! انھوں نے جو یہ فرمایا ہے کہ وہ اس سلسلے میں exercise کر رہے ہیں۔ اس میں تو صرف یہ ہے کہ جو اسامیاں خالی ہیں یعنی منظور شدہ اسامیوں میں سے بھی 13 خالی ہیں۔ کیا ان کو پُر کرنے کے لیے وہ کوشش کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر، یعنی اسامیاں بڑھانے کی ضرورت ہے آپ کا یہ خیال ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں صرف اتنی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ سیشن جج کے متعلق محترم رانا صاحب نے فرمایا ہے، سیشن جج کی منظور شدہ اسامیاں 35 ہیں اور 35 سیشن جج ان اسامیوں پر کام کر رہے ہیں۔ سیشن جج کی کوئی اسامی اس وقت خالی نہیں ہے۔ ایڈیشنل سیشن جج کی اسامیاں اس وقت خالی ہیں جن کو پُر کرنے کے لیے میں نے گزارش کی ہے کہ اقدامات کیے جا رہے ہیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب سپیکر! وزیر قانون نے جو یہ بات فرمائی ہے کہ انٹی کرپشن میں یا دوسرے کورٹس میں جج کام کر رہے ہیں۔ میں نے جو بات عرض کی تھی وہ یہ تھی کہ محکمہ قانون میں جو جج کام کر رہے ہیں کیا ان کو آپ واپس بھجوا سکیں گے تاکہ وہ کمی پوری کی جا سکے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! ان کو واپس بھجوانے کے بعد کام کس سے لیا جائے گا؟

جناب سپیکر، ظاہر ہے کہ پھر وہاں سے ہی ان کو لینا پڑے گا۔ یہ تو اس کا کوئی حل نہیں۔ اس کا حل یہی ہے کہ اسامیوں کی تعداد بڑھائی جائے۔ نئی بھرتی ہو اور اس طرح سے کمی پوری ہو۔ جو ان کو replace کریں گے وہ بھی تو وہاں سے ہی آئیں گے۔

جناب ایس اے حمید، وہ دوسرے لوگ بھی آ سکتے ہیں۔ یہ جو ڈیپوٹیشن پر لوگ آئے ہیں بارہ بارہ سال سے بیٹھے ہوئے ہیں۔چودہ سال سے بیٹھے ہوئے ہیں اگر وزیر قانون اس کی وضاحت کر دیں۔ ان کی تفصیل لے لیں۔

جناب سپیکر، اس کی وضاحت ہو گئی ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! معزز رکن نے اس سارے معاملے کو confuse کر دیا ہے۔ پہلی بات انھوں نے یہ کی تھی جو لوگ جوڈیشری سے دوسرے محکموں میں گئے ہوئے ہیں انھیں واپس بلایا جائے تاکہ کمی کو پورا کیا جا سکے۔اب یہ بات کر رہے ہیں جو بارہ بارہ سال سے باہر بیٹھے ہوئے ہیں' اگر وہ واپس چلے جائیں گے تو ان کی جگہ پھر کوئی جوڈیشری کا آدمی آئے گا۔

جناب سپیکر، جی ظاہر ہے۔ اگلا سوال بھی رانا ثنااللہ خان صاحب کا ہے۔

انٹی کرپشن مقدمات کی تعداد

*1224۔رانا ثناء اللہ خان۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) یکم جنوری 1992ء سے 1997ء تک محکمہ انٹی کرپشن پنجاب نے کل کتنے مقدمات درج رجسٹر کیے۔

(ب) کل درج شدہ مقدمات میں کتنے مقدمات عدالت مجاز کے سپرد ہوئے اور کتنے بوجہ راضی نامہ عدم ثبوت یا بوجہ بے بنیاد ہونے داخل دفتر ہوئے۔ علیحدہ علیحدہ تعداد بتائی جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) یکم جنوری 1992ء سے 1997ء تک محکمہ انٹی کرپشن پنجاب نے 7989 مقدمات رجسٹر کیے۔

(ب) عدالت مجاز کو کل 2155 مقدمات بھیجے گئے۔ 157 مقدمات بوجہ راضی نامہ 2376 مقدمات (بوجہ عدم ثبوت یا بوجہ بے بنیاد داخل دفتر ہوئے۔

نوٹ۔ جزو(الف) میں درج شدہ مقدمات میں سے 512 مقدمات میں مجاز اتھارٹی نے ملزمان کے

خلاف محکمانہ کارروائی منظور کی۔ بقیہ 2789 مقدمات زیر تفتیش ہیں۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! جواب میں لکھا گیا ہے کہ 157 مقدمات بوجہ راضی نامہ داخل دفتر ہوئے۔ انٹی کرپشن ایکٹ میں کوئی بھی جرم قابل راضی نامہ نہیں ہے۔ کس ضابطے کے تحت 157 کیسیز داخل دفتر کیے ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! محرک نے ایک اچھا پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔ اس سلسلے میں میں بھی کل جب بریفنگ لے رہا تھا تو میں نے یہ پوائنٹ آؤٹ کیا تھا۔ راضی نامہ سے مراد یہاں پر جو figure دیے گئے ہیں یہ وہ ہیں۔ جہاں پر مدعی یا گواہ resile کر جاتے ہیں۔ یہ 157 وہ figure ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! راضی نامہ کی جو term ہے وہ بالکل علیحدہ ہے۔ اس کو اس حوالے سے نہیں لیا جا سکتا کہ مدعی یا گواہ resile کر گیا ہے۔ راضی نامہ اور چیز ہے resile کرنا اور چیز ہے۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب! یہ میرا خیال ہے' لکھنے میں رہ گیا ہے۔

وزیر قانون، اس لیے جناب والا! میں نے وضاحت کی ہے۔ جناب والا یہ جو راضی نامہ کا لفظ لکھا ہوا ہے یہ وہ ہیں جہاں پر شکایت کنندہ resile کر جاتا ہے یا گواہ resile کر جاتا ہے۔ یہ وہ کیسز ہیں۔ میں خود ان کی وضاحت کر رہا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اس میں آپ خود دیکھیں کہ 157 مقدمات بوجہ راضی نامہ اور 376 مقدمات بوجہ عدم ثبوت یا بوجہ بے بنیاد داخل دفتر ہوئے۔ یہ دونوں چیزیں علیحدہ علیحدہ لکھی گئی ہیں۔ وضاحت اس جواب سے tally نہیں کرتی۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! 157 کے متعلق میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ وہ مقدمات ہیں جہاں پر مدعی یا گواہ resile کر جاتے ہیں۔ عدم ثبوت سے ہماری مراد یہ ہے کہ contest ہوتا ہے شکایت کنندہ contest بھی کرتا ہے۔ لیکن محکمہ یہ محسوس کرتا ہے کہ یہ ثبوت چالان کے لیے کافی نہیں ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔

رانا ثناء اللہ خان، اس محکمے کی کارکردگی کو اسی صورت میں بہتر بنایا جا سکتا ہے اور اس کے بہتر نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جب مدعی اور ملزم دونوں انٹی کرپشن کے کسی آفیسر یا انویسٹی گیشن آفیسر

کے پاس آتے ہیں۔ وہاں پر محکمہ ثالث کا کام کرتا ہے ۔ ان دونوں کا بھی مک مکا کروا دیتا ہے اور اپنا حصہ علیحدہ وصول کر لیتا ہے ۔ یہ کیسز جو بوجہ عدم ثبوت یا بے بنیاد داخل دفتر ہوتے ہیں۔ وزیر موصوف فرمائیں کہ کتنے گواہان یا مدعیان کے خلاف انھوں نے سیکشن 182 کے تحت کارروائی کی ہے؟

جناب سپیکر، سیکشن 182 کے تحت کوئی کارروائی ہوئی ہے؟

وزیر قانون، جناب والا! یہ نیا سوال بنتا ہے ۔ اگر نیا سوال دیں تو ہم اس کی تفصیل بتا دیں گے۔

جناب سپیکر، یہ تو اتنی تفصیل آ نہیں سکتی۔

وزیر قانون، جناب والا! انھوں نے مقدمات کا پوچھا تھا ہم نے بتا دیا ہے۔ اگر کارروائی کا پوچھیں گے تو وہ بھی ہم دینے کے لیے تیار ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! انھوں 157 مقدمات بوجہ راضی نامہ داخل دفتر کیے ۔ جب کہ اس کی کوئی پروبرن ہی نہیں۔ اب یہ اس کی وضاحت کر رہے ہیں کہ وہ resile کر گئے تھے۔ اگر resile کر گئے تھے تو یہ بتائیں کہ ان کے خلاف انھوں نے کیا کارروائی کی ہے؟

جناب سپیکر، یہ تو واقعی نیا سوال بنتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان ، ٹھیک ہے جی' پھر نیا سوال دے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر، دیکھیں ان کی تعداد 157 ہے ۔ 157 کی ان کے پاس figures تو نہیں ہوسکتیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! یہ جو وضاحت کر رہے ہیں کیا یہ اپنے پاس سے ہی کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر، اس کے لیے نیا سوال کر دیں۔ جی ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب والا! کل مقدمات 7989 درج ہوئے ہیں۔ اور انھوں نے 512 مقدمات کو آگے محکمانہ کارروائی کے لیے بھیجا۔ اور 2789 مقدمات زیر تفتیش ہیں۔ باقی مقدمات کا کیا بنا ہے؟ یہ انھوں نے سات سال میں صرف 512 مقدمات بھیجے ہیں۔ اس کارگزاری پر کیا وزیر قانون مطمئن ہیں؟

جناب سپیکر، جی راجہ صاحب!۔

وزیر قانون، جناب والا! یہ نمبرز بالکل صحیح ہیں۔ 512 مقدمات مجاز اتھارٹی نے ملزمان کے خلاف محکمانہ کارروائی کے لیے بھیجے ہیں۔ اب یہ کہ میں اس سے مطمئن ہوں یا نہیں۔ ظاہری بات ہے کہ میں اپنے

محکمے کی کارکردگی پر عدم اطمینان کا اظہار نہیں کر سکتا۔ لیکن بہتری کی گنجائش ہر وقت رہتی ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ کارروائی کو مزید بہتر بنایا جائے۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب، سیکرٹری؛

ڈاکٹر سید غاور علی شاہ، یہ کوئی ٹائم مقرر کریں گے کہ یہ جو زیر تفتیش مقدمات ہیں ان کے لیے مزید کتنے سال چاہییں؛

وزیر قانون، جناب والا! کوئی ٹائم لمٹ نہیں رکھی جا سکتی۔ لیکن کوشش کریں گے کہ ان کو جلد از جلد محکمانہ کارروائی کے لیے بھجوا دیا جائے۔

جناب سپیکر، اس طرح سے ٹائم لمٹ ہو نہیں سکتی کئی کیسز زیادہ وقت لیتے ہیں کئی جلدی حل ہونے والے ہوتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! اس سوال کا سارا جواب ہی defective ہے۔ جز (ب) میں سوال یہ تھا کہ کل درج شدہ مقدمات میں کتنے مقدمات عدالت مجاز کے سپرد ہوئے؛ جواب یہ دے رہے ہیں کہ جز (الف) میں درج شدہ مقدمات میں سے 512 مقدمات میں مجاز اتھارٹی نے ملزمان کے خلاف محکمانہ کارروائی منظور کی۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں یہ ہو گا کہ 512 مجاز عدالت میں گئے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، نہیں جی مجاز اتھارٹی کی طرف سے یہ ڈیپارٹمنٹل بالکل علیحدہ چیز ہے۔

جناب سپیکر، عدالت میں کتنے مقدمات گئے ہیں؛

وزیر قانون، اس کے اوپر 2155 مقدمات اس کا جواب ہے جز (ب) کا جواب جز (ب) میں ہی دیا جا چکا ہے۔ عدالت مجاز کو کل 2155 مقدمات بھیجے گئے۔

جناب سپیکر، 2155 مقدمات عدالت مجاز کو بھیجے گئے۔

سردار سعید انور، جناب والا! سپلیمنٹری۔ میں نے پچھلے سوال میں فیصل آباد ڈویژن کے متعلق پوچھا تھا۔

جناب سپیکر، فیصل آباد ڈویژن کے متعلق آپ کو علیحدہ سوال کرنا پڑے گا۔

سردار سعید انور، جی ہاں پچھلا فیصل آباد زیبن کا ہی سوال تھا۔ بہرحال یہ پنجاب کا آ گیا ہے۔ عدالت میں مجاز کو 1992 to 1997ء، کل 2155 مقدمات پانچ سال میں یہ کہتے ہیں کہ بھیجے گئے ہیں۔ اور 2789 مقدمات ابھی تک زیرتفتیش ہیں۔ کارکردگی تو سامنے آگئی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو 2155 مقدمات بھیجے گئے ہیں ان کا رزلٹ کیا ہے ان میں سے کسی کا فیصلہ ہوا ہے یا نہیں؟

وزیر قانون، جناب والا! محکمے کے پاس اس کا ریکارڈ نہیں ہوتا۔ جناب والا کی اطلاع کے لیے ہے کہ گزشتہ اجلاس میں جب اس محکمے کے سوالات کے جوابات دیئے جا رہے تھے تو یہی پوائنٹ بعد میں کیسز کو follow up کرنے کا رانا ثناء اللہ صاحب نے اٹھایا تھا۔ اور اس سلسلے میں آپ نے ایک کمیٹی قائم کی تھی کہ جو کمیٹی بعد میں ایک strategy evolve کرے گی کہ مقدمات جو محکمے کو بھیجے جاتے ہیں محکمانہ کارروائی کے لیے یا عدالت میں بھیجے جاتے ہیں ان کو follow up کس طرح کیا جائے۔ وہ کمیٹی قائم ہو چکی ہے، اس کمیٹی کے دو اجلاس بھی ہو چکے ہیں۔ وہ سفارشات ہم مرتب کرکے حکومت کو بھیجیں گے اور یہ strategy formulate کی جائے گی۔

جناب سپیکر، اگلا سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں لائے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید خاور علی شاہ صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، 1949۔

سرکاری کوارٹروں کی الاٹمنٹ

*1949۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) لاہور میں گورنمنٹ رہائشی کالونیوں، چوبرجی گارڈن اسٹیٹ، وحدت کالونی، پونچھ ہاؤس اور علامہ اقبال ٹاؤن میں 16۔ اگست 1997ء سے خالی ہونے والے کوارٹروں کی تعداد اور ان کے نمبر اور خالی ہونے کی تواریخ کیا ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جزو(الف) میں خالی ہونے والے کوارٹرز میرٹ پر ملازمین کو الاٹ کر دیے گئے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو ہر کوارٹر کا نمبر اور اس کو الاٹ کرنے کی تاریخ اور الاٹی کا نام بتایا جائے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بعض کوارٹر جناب وزیر اعلیٰ کی ہدایت پر الاٹ کیے گئے ہیں۔

اگر ایسا ہے تو ان ملازمین کے نام مع کوارٹر نمبر اور تاریخ بتائی جائے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کوارٹرز الاٹ کرنے میں کافی عرصہ لگا۔ جس کی وجہ سے کوارٹرز خالی پڑے رہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں اور گورنمنٹ کو کرایے کی صورت میں نقصان پہنچانے والے ذمہ دار افراد کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا):

(الف) 16۔ اگست 1997ء سے لے کر آج تک خالی ہونے والے کوارٹروں کی تعداد مندرجہ ذیل ہے اور تفصیل لف ہے۔

1۔ چوبرجی	3
2۔ وحدت کالونی	26
3۔ پونچھ ہاؤس	10
4۔ علامہ اقبال ٹاؤن	1

(ب) درست ہے خالی ہونے والے تمام کوارٹرز میرٹ پر الاٹ کر دیئے گئے ہیں جن کی تفصیل لف ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔ موجودہ وزیر اعلیٰ نے کبھی سرکاری ملازم کو کوئی کوارٹر الاٹ کرنے کی کوئی ہدایت بھی جاری نہیں کی۔

(د) یہ درست نہ ہے کہ ان کی الاٹمنٹ میں کافی وقت لگا۔ ضمناً عرض ہے کہ گورنمنٹ نے سرکاری گھروں کی الاٹمنٹ کے لیے پہلی دفعہ میرٹ پر استحقاق کے مطابق پہلے آؤ اور پہلے پاؤ کی بنیاد پر گھر الاٹ کرنے کا فیصلہ کیا اور مفصل پالیسی وضع کی۔ 16 اگست 1997ء کی پالیسی ہذا کے اجراء کے بعد کچھ عرصہ کے لیے سرکاری گھروں کی الاٹمنٹ بند کی گئی تاکہ ملازمین کی تفصیلی میرٹ لسٹ بعد از درستی ریکارڈ مرتب کی جائے۔ ریکارڈ کے مطابق اس دوران کوئی گھر خالی نہ تھا۔ جیسے ہی کوئی گھر خالی ہوتا یا الاٹمنٹ کے لیے دستیاب ہوتا ہے وہ گھر میرٹ پر الاٹ کر دیا جاتا ہے۔ بعض دفعہ سرکاری گھروں کے الاٹی بوجہ حکم امتناعی عدالتی خالی شدہ گھروں میں فوری طور پر منتقل نہیں ہو پاتے اور بعض سرکاری ملازم اپنے بچوں کی

تعلیم وغیرہ کی غرض سے اپنی الاٹمنٹ کسی دوسری کالونی میں کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔ جس سے گھر کی الاٹمنٹ کی تبدیلی میں کچھ وقت صرف ہوتا ہے جو بہت معمولی ہے۔ اگر کوئی الاٹی قبضہ کے لیے دستیاب سرکاری گھر کو بلاوجہ تین ماہ تک خالی رکھے تو اس کی الاٹمنٹ نوٹس دیے جانے کے بعد منسوخ کر دی جاتی ہے۔ بعض گھر اس کارروائی کی وجہ سے بھی کچھ عرصہ کے لیے خالی رہتے ہیں۔ ان وجوہات کی بناء پر خالی رہنے والے سرکاری مکان کو کرایہ کی کٹوتی ممکن نہ ہے۔ کسی بھی ذمہ دار افسر نے خالی گھروں کے الاٹمنٹ دانستہ طور پر نہ کر کے گورنمنٹ کو کرایہ کی شکل میں نقصان نہیں پہنچایا۔

Sr. No.	Quarter No.	Name of New Allottee	Date of Allotment	Date of Possession of New Allottee	Date of Vacation of Ex-Allottee
1.	N-11/W.C	Muhammad Rashid	18-11-97	15-12-97	15-12-97
2.	J-2/W.C	Muhammad Aslam	02-06-98	09-08-98	09-08-98
3.	K-15/W.C	Muhammad Ashraf	15-07-98	14-10-98	14-10-98
4.	B-156/PHC	Sheikh Muhammad Safdar	22-07-99	04-08-98	10-07-98
5.	B-120/PHC	Mumtaz Ahmad	25-04-98	16-10-98	13-10-98
6.	B-100/PHC	Ashfaq Ahmad Malik	13-03-98	10-06-98	27-04-98
7.	B-86/PHC	Mubasher Iqbal	03-03-98	11-03-98	03-03-98
8.	FD-20/W.C	Muhammad Tahir	29-05-98	01-07-98	23-07-98
9.	0-7/W.C	Mr. Pervez Ali	15-10-98	20-10-98	31-10-98
10.	C-21/W.C	Ch. Muhammad Afzal	19-01-98	18-02-98	18-02-98
11.	FA-18/W.C	Muhammad Qayyum	11-02-98	01-09-98	01-09-98
12.	FE-27/W.C	Ahdul Hamid Khan Sumbal	30-07-98	01-09-98	
13.	C-48/W.C	Muhammad Hussain Ajmal	01-03-98	25-04-98	25-04-98
14.	FE-58/W.C	Ghulam Murtaza Bhatti	11-02-98	10-03-98	
15	FE-90/W.C	Muhammad Kamran	11-02-98	03-03-98	03-03-98
16.	FE-1/W.C	Irshad Ullah Khan	10-05-98	18-02-98	18-02-98
17.	C-46/W.C	Muhammad Bashir Butt	06-02-98	28-02-98	28-02-98
18.	FB-17/W.C	Anwar ul Haq	25-05-98	01-06-98	27-04-98
19.	B-12/W. C	Azmat Ali	29-06-98	13-08-98	13-08-98
20.	FB-35/W.C	Mr. Khalid Mehmood	04-08-98	01-09-98	16-09-98
21.	FE-60/W.C	Inayat Ullah	31-07-98	16-06-98	18-02-98
22.	B-17/W.C	Iqbal tabbasam	28-07-98	04-08-98	04-08-98
23.	FE-2/ W.C	Rana Abdul Rahim Khan	10-02-98	17-05-98	17-05-98
24.	FE-7/W. C	Sumera Bashir	19-05-98	01-06-98	17-05-98

Sr. No.	Quarter No.	Name of New Allottee	Date of Allotment	Date of Possession of New Allottee	Date of Vacation of Ex-Allottee
25.	A-55/PHC	Mr. Muhammad Irshad	15-12-97	01-09-98	01-09-98
26.	A-39/PHC	Masood ul Hassan	21-07-98	21-07-98	30-05-98
27.	H-92/W.C	Sarbiund Khan	15-10-98	03-11-98	28-09-98
28.	I-61/ W.C	Miss Iffat Saeed	02-11-98	03-11-98	03-11-98
29.	P-5/CGE	Shaukat Bhatti	22-04-98	12-05-98	12-05-98
30.	B-77/PHC	Muhammad Sharif	29-05-98	01-06-98	16-05-98
31.	L-20/CGE	Muhammad Ashgar	09-07-98	10-07-98	10-07-98
32.	I-95/W.C	Allah Rakha Goraya	07-10-98	31-10-98	21-04-98
33.	FB-89/W.C	Nazir Ahmad Javid	03-11-98	06-11-98	08-06-98
34.	I-38/W.C	Fozia Begum	25-09-98	06-11-98	06-11-98
35.	B-17/PHC	Munwar Shuja	16-02-98	30-10-98	20-10-98
36.	E-24/WC	Abdul Manan	20-10-98	20-10-98	20-10-98
37.	P-6/CGE	Habib ur Rehman	28-02-98	25-05-98	25-05-98
38.	B-75/PHC	Munwar Hussain Gorayan	29-07-98	02-11-98	02-11-98
39.	B-5/PHC	Umar Farooq	26-09-98	28-09-98	25-07-98
40.	A-14/AIT	Mr. Suhail Sadiq Khan	13-10-98	Allotement of previous Allottee who did not occupy was cancelled	01-01-98

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، اس میں میرا سپلیمنٹری یہ ہے کہ ماشاء اللہ میرٹ پر سارے کوارٹر تقسیم ہوئے ہیں۔ اس میں ایسا کوئی کوارٹر hard ship کی بنیاد پر تو الاٹ نہیں ہوا؟

جناب سپیکر، hard ship cases پر بھی کسی کو کوئی کوارٹر الاٹ ہوا ہے؟

وزیر قانون، جناب والا! محرک نے کوارٹرز کی تعداد پوچھی تھی ان کی الاٹمنٹ پوچھی تھی اور ان کی تاریخیں پوچھی تھیں وہ ہم نے دے دیں۔ اب اس کے جواب میں ہم نے یہ بھی گزارش کی ہے کہ کوارٹر میرٹ کے مطابق دیے گئے ہیں۔ میرٹ پر آگے hard ship بھی آتا ہے۔ اور اس وقت میرے پاس تفصیل موجود نہیں ہے۔ شاید ان میں سے کوئی hard ship case بھی ہو۔ لیکن میرے پاس اس وقت اس کی تفصیل نہیں ہے۔

جناب سپیکر، سیکرٹری راجہ صاحب۔

راجہ محمد خالد خان، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ 26 کوارٹروں کی تفصیل کیٹگری وائز فراہم کی جائے۔ اور کیا ان میں سے کوئی کوارٹر کسی کو parent scheme کے تحت بھی الاٹ ہوا ہے۔ اس کا نام اور اس کے والد کا نام اور محکمہ بتائیں؟

وزیر قانون، جناب والا! اس کی تفصیل میرے پاس موجود نہیں۔ اگر یہ پوچھا جاتا کہ کس پالیسی کے تحت یہ ہوا؟ تو پھر تھا۔

راجہ محمد خالد خان، جناب والا! میں نے سکیم پوچھی ہے کہ parent scheme کے تحت بھی الاٹ ہوا ہے؟

جناب سپیکر، یہ ویسے اگر آپ نمبر 10 پر دیکھیں تو اس میں کافی تفصیل بھی ہے اور نام بھی اس میں ہیں۔

راجہ محمد خالد خان، ڈاکٹر صاحب نے hard ship scheme پوچھی۔ میں نے تو parent scheme پوچھی ہے کہ اگر کسی کا والد فوت ہوگیا ہو اور اس کے تحت بھی کوئی کوارٹر الاٹ ہوا ہو؟

وزیر قانون، جناب والا! میں نے عرض کیا ہے کہ اس وقت حکومت نے سرکاری رہائش گاہیں خاص طور پر یہ جن کوارٹرز کی بات ہو رہی ہے ان کی الاٹمنٹ کے لیے ایک الاٹمنٹ پالیسی بنائی ہے۔ اس میں hard ship cases بھی آتے ہیں۔ parent policy کے کیسز بھی آتے ہیں۔ اور خاص طور پر میں سمجھتا ہوں کہ جس بات پر ہم سب سے زیادہ زور دے رہے ہیں وہ ہے کہ پہلے آؤ پہلے پاؤ۔ یعنی priority پر جس کی درخواست پہلے ہوتی ہے اس کا استحقاق بھی سب سے پہلے لیا جاتا ہے۔ جو اس پالیسی کے تحت یہ سارے میرٹ پالیسی کے مطابق وہ کوارٹرز الاٹ ہوئے ہیں۔ اب آگے ان کی

تفصیل کہ اس کا بتایا جائے کہ parent policy کے تحت کتنے آئے ہیں یا hard ship cases کے کتنے آئے ہیں۔ تو یہ نیا سوال دیں گے تو میں اس کا جواب بتا سکتا ہوں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال ڈاکٹر سید خاور علی شاہ صاحب۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، 2028۔

P.C.S کیڈر کے گریڈ 18 کے افسران کو Proforma Promotion دینے کے اقدامات

*2028۔ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1996ء سے آج تک PCS کیڈر کے گریڈ 18 کے کتنے افسران کی Proforma Promotion زیر التواء ہے۔ ان افسران کے نام کیا ہیں۔

(ب) ان افسران کی Proforma Promotion کیوں نہیں کی گئی۔ کیا حکومت اس تساہل کا باعث بننے والے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے۔

(ج) حکومت مذکورہ افسران کی Proforma Promotion کب تک کرنے کو تیار ہے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) سال 1996ء سے پی۔سی۔ایس کیڈر کے گریڈ 18 کے جن افسران کے پروفارما پروموشن کیس زیر عمل ہیں ان کے نام یہ ہیں،

1۔ نسیم الاسلام پاشا
2۔ منیر اکبر خان
3۔ حسن عباس نقوی
4۔ چودھری ممتاز احمد
5۔ عمران الحق
6۔ تاج محمد خٹک
7۔ محمد سعید اختر
8۔ خان زمان ملک

(ب) پنجاب سول سرونٹس (اپوائنٹمنٹ اینڈ کنڈیشنز آف سروس) رولز 1974ء کے رول 9 کی شق 2 کے مطابق پروموشن یا پروفارما پروموشن گورنمنٹ ملازم کا استحقاق نہیں بنتا۔ تاہم پروفارما پروموشن پالیسی مجریہ 16۔اکتوبر 1973ء کے مطابق درج ذیل صورتوں میں پروفارما پروموشن کی درخواست پر غور کیا جا سکتا ہے۔

1۔ اگر دو ملازمین کی سنیارٹی متنازع ہو۔ اگر سینئر اہل کار کی ترقی ہو جائے اور بعد میں جونیئر اہل کار کی سنیارٹی بحال ہو جائے۔

2۔ اہل کار معطل ہو یا اس کے خلاف محکمانہ انکوائری ہو اور اس کی ترقی کو مؤخر کر دیا جائے اور بعد میں اس کو الزامات سے بری کر دیا جائے۔ تو اس کو اس تاریخ سے پروفارما پروموشن دی جائے گی۔ جس دن سے اس کی ترقی ہونا تھی۔

3۔ ملازم کی سالانہ کارکردگی کی رپورٹوں میں اس کے خلاف Adverse Remarks کی بناء پر اس کو ترقی کے لیے نااہل قرار دیا جائے اور وہ Adverse Remarks بعد میں ختم کر دیے جائیں۔

4۔ بہت کم کیسوں میں اگر ملازم کو دفتر اہل کار کی غلطی کی بناء پر نظر انداز کر دیا گیا ہو۔

درج بالا پالیسی سے واضح ہوتا ہے کہ پروفارما پروموشن کے کیس صرف اسی صورت میں زیر غور لائے جا سکتے ہیں جب۔

(I) اہل کار نہ تو معطل ہو اور نہ ہی اس کے خلاف کوئی انضباطی کارروائی ہو۔

(II) اس کی سالانہ کارکردگی کی رپورٹیں تسلی بخش اور ایڈورس ریمارکس سے مبرا ہوں۔

(III) پروفارما پروموشن کی تاریخ تک متعلقہ اہل کار کا ریکارڈ مکمل موجود ہو۔

(IV) اہل کار کی سنیارٹی بحال ہو جائے۔

(V) دفتری غلطی کی وجہ سے یا سہواً اس کا نام پہلے زیر غور نہ لایا گیا ہو۔

اس ضمن میں متعلقہ اہل کار ملازم کی درخواست کا مختلف پہلوؤں سے جائزہ لینا پڑتا ہے کہ واقعی پروفارما پروموشن کا کیس قانون کے دائرہ کار میں آتا ہے یا نہیں۔ بعد ازاں کیس پروفارما پروموشن کمیٹی اور پھر صوبائی سلیکشن بورڈ کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ جن کی سفارشات مجاز اتھارٹی / وزیر اعلیٰ کے سامنے پیش کی جاتی ہیں۔ اس عمل میں عرصہ درکار ہوتا ہے تاکہ کیس کا صحیح پہلوؤں سے جائزہ لیا جا سکے اور کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ لہذا پروموشن یا پروفارما پروموشن ایک مسلسل عمل ہے جس میں وقت کی کوئی قید نہیں۔

(ج) درج بالا پالیسی کے مطابق جن اہل کاران کا ریکارڈ درست پایا جاتا ہے ان کے کیس تکمیل کے بعد متعلقہ کمیٹی یا بورڈ کے سامنے پیش کر دیے جاتے ہیں۔ اس وقت جو اہل کاران

مطلوبہ معیار پر پورا اترتے ہیں ان کے کیس پروفارما پروموشن کمیٹی اور صوبائی سلیکشن بورڈ کی اگلی میٹنگ میں پیش کر دیے جائیں گے۔ جبکہ باقی افسران کے کیس مطلوبہ شرائط پوری ہونے پر متعلقہ کمیٹی یا بورڈ کو بھیج دیے جائیں گے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، جناب والا! یہ نمبر 2 پر منیر اکبر خان کا نام لکھا ہوا ہے۔ ان کے کیس کے بارے میں یہ کوئی بتا سکیں گے کہ کب تک ان کا یہ مسئلہ حل ہو جائے گا؟

وزیر قانون، جناب والا! اس میں latest position یہ ہے کہ اس وقت پراونشل سلیکشن بورڈ کے پاس کوئی کیس پینڈنگ نہیں ہے، تمام کیسز مع منیر اکبر خان صاحب کے finalize کر دیئے گئے ہیں۔ جس کا محرک ذکر فرما رہے ہیں۔

جناب سپیکر، جی اس کا کیس بھی ہو گیا ہے۔

راجہ محمد خالد خان، جناب والا! ان افراد کے کیس کس کس وجہ سے زیر التوا رہے ہیں اور ایک ضمنی سوال پوچھنا چاہوں گا کہ صوبائی سلیکشن بورڈ کی میٹنگ قواعد کے تحت کتنے عرصہ کے اندر ہونی چاہیے؟

جناب سپیکر، میٹنگ کتنے عرصے کے اندر ہونی چاہیے؟

وزیر قانون، جناب والا! سب سے پہلا سوال محرک کا یہ ہے کہ یہ کیسز پینڈنگ کیوں رہے؟ میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بات as a matter of right نہیں ہوتی، جس طرح وہ qualify کرتے ہیں یا جو ان کے ستم ہوتے ہیں وہ دور کرتے ہیں حکومت کو اپنا کیس بھیجتے ہیں تو ساتھ ساتھ ان کو زیر غور لایا جاتا ہے۔ last میٹنگ صوبائی سلیکشن بورڈ کی 17-9-98 کو ہوئی تھی۔ اور اب آخری میٹنگ کل یعنی 2-2-98 ہوئی ہے جس میں تمام کیسز finalize کر دیے گئے ہیں۔ اور کوئی اس قسم کی خاص laid down policy نہیں ہے کہ اتنے عرصے کے بعد میٹنگ ہو۔

راجہ محمد خالد خان، صوبائی سلیکشن بورڈ میں کن کن عہدے کے اراکین شامل ہوتے ہیں۔ اور یہ کس گریڈ کے افراد کا معاملہ طے فرماتے ہیں؟

وزیر قانون، صوبائی سلیکشن بورڈ چیف سیکرٹری صاحب کی سربراہی میں کام کرتا ہے۔ ایڈمنسٹریٹو سیکرٹریز اس کے ممبر ہوتے ہیں۔ گریڈ اٹھارہ، انیس، بیس، اکیس اور بائیس کی پروموشن کو deal

کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، شکریہ جی۔ اگلا سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔ اگلا سوال جناب شاہد محمود بٹ صاحب۔

سردار سعید انور، سوال نمبر 2153 (جناب شاہد محمود بٹ کے ایماء پر دریافت کیا)

سلیکشن گریڈ اسسٹنٹ کی اسامی کو ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کا نام دینا

*2153۔جناب شاہد محمود بٹ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے سیکرٹریٹ کے سلیکشن گریڈ 15 کے اسسٹنٹوں کا عہدہ اسسٹنٹ سے بدل کر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کر دیا ہے۔

(ب) کیا حکومت سیکرٹریٹ کے ملحقہ محکمہ جات میں بھی یہی طریقہ رائج کرنے کو تیار ہے اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

جناب سپیکر، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے۔ کہ سیکرٹریٹ کے سلیکشن گریڈ 15 کے اسسٹنٹ کا عہدہ اسسٹنٹ سے بدل کر 1994ء میں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ (بی۔ایس۔15) کر دیا گیا ہے۔ تفصیل (منسلکہ الف) پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پنجاب سول سیکرٹریٹ اور اس کے ملحقہ محکمہ جات میں کام کی نوعیت مختلف ہونے کی بناء پر عہدے مختلف ہیں۔نیز سیکرٹریٹ اور اس کے ملحقہ محکمہ جات کے قوانین ملازمت بھی مختلف ہیں۔پنجاب سول سیکرٹریٹ کے ملازمین پنجاب سیکرٹریٹ (عملہ محرری) قوانین ملازمت 1982ء کے تحت آتے ہیں۔جبکہ اس کے ملحقہ محکمہ جات کے ملازمین پر دوسرے مختلف قوانین کا اطلاق ہوتا ہے۔پنجاب سول سیکرٹریٹ میں گریڈ 17 کے افسر کو سیکشن افسر کہا جاتا ہے جبکہ دوسرے محکمہ جات میں گریڈ 17 کے افسر کو اسسٹنٹ ڈائریکٹر /انتظامیہ افسر وغیرہ کہا جاتا ہے۔ اسی طرح سیکرٹریٹ میں ڈپٹی سیکرٹری، ایڈیشنل سیکرٹری اور سیکرٹری

ہوتے ہیں جبکہ سیکرٹریٹ کے ملحقہ محکمہ جات میں ڈپٹی ڈائرکٹر، ڈائرکٹر اور ڈائرکٹر جنرل کے عہدے ہیں۔ مزید براں پنجاب سول سیکرٹریٹ میں 30% سیکشن افسروں (بی۔ایس17) کو سلیکشن گریڈ (بی۔ایس18) دیا جاتا ہے اور وہ انڈر سیکرٹری کہلاتے ہیں۔ پنجاب سول سیکرٹریٹ کے سلیکشن گریڈ (بی۔ایس15) کے اسسٹنٹ کو اسی بنیاد پر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کا نام دیا گیا ہے۔ سیکرٹریٹ کے ملحقہ محکمہ جات میں ایسی صورت نہیں۔ لہذا سیکرٹریٹ کے ملحقہ محکمہ جات کے سلیکشن گریڈ (بی۔ایس15) کے اسسٹنٹ کے لیے یہ طریقہ رائج کرنے کی کوئی تجویز زیر غور نہیں۔

جناب سپیکر، اگلا سوال چودھری امتیاز احمد رانجھا صاحب۔ موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، سوال نمبر 2242۔

چک دولت تاسکھو سڑک کی تعمیر

*2242۔راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مواصلات و تعمیرات نے اپنے ایک لیٹر NO.263/-33/11' مورخہ 12-9-98 کے تحت سیکرٹری خزانہ کو تحصیل گوجر خان کی ایک سڑک چک دولت تاسکھو کے بارے میں فنڈز defreeze کرنے کا لکھا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سڑک کی تعمیر کے لیے وزارت ماحولیات، مقامی حکومت و دیہی ترقی کی طرف سے محکمہ خزانہ کو پچیس لاکھ کی رقم ملی تھی۔

(ج) اس گرانٹ سے کل کتنی رقم خرچ ہوئی ہے اور کتنی محکمہ خزانہ کے پاس ہے۔

(د) اس کام کی تکمیل کے لیے کب تک محکمہ خزانہ ٹھیکیدار کو رقم جاری کرے گا۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) محکمہ مواصلات و تعمیرات کی تحریری رپورٹ کے مطابق مذکورہ چٹھی بنام سیکرٹری خزانہ جاری نہیں کی گئی اور نہ ہی بظاہر اس قسم کی کوئی چٹھی ان کی طرف سے محکمہ خزانہ کو

موصول ہوئی ہے۔

(ب) جواب نفی میں ہے۔

(ج) جزو (الف) اور (ب) کے جوابات منفی میں ہیں۔

(د) ایضاً۔

راجا محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! یہ سکیم گزشتہ دور حکومت میں پیپلز پروگرام کے تحت شروع ہوئی تھی لیکن اس کو مکمل نہیں کیا گیا' ادھورا چھوڑ دیا گیا۔ چونکہ ہماری حکومت کی یہ پالیسی بھی ہے کہ جتنے بھی نامکمل منصوبے ہیں چاہے وہ کسی بھی دور میں شروع کیے گئے ہوں مفاد عامہ کے تحت ان کو مکمل کیا جائے گا۔ تو میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہاں تو یہ جواب دیا گیا ہے کہ محکمہ مواصلات و تعمیرات کی تحریری رپورٹ کے مطابق مذکورہ چٹھی بنام سیکرٹری خزانہ جاری نہیں کی گئی اور نہ ہی بظاہر اس قسم کی کوئی چٹھی ان کی طرف سے محکمہ خزانہ کو موصول ہوئی ہے۔ انھوں نے جواب نفی میں دیا ہے۔ لیکن کیا اگر میں محترم وزیر صاحب کو یہ چٹھی مہیا کر دوں تو وہ اس پر غور کرنے کے لیے تیار ہیں؟

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! اس میں کوئی شبہ ہی نہیں کہ اگر یہ دوبارہ تصدیق کر دیں تو ہم اس پہ عمل کریں گے۔

جناب سپیکر، سردار صاحب! ان کو سمجھ نہیں آئی' ذرا اس کو دہرا دیں۔

وزیر خزانہ، انھوں نے یہاں جس چٹھی کا حوالہ دیا ہے وہ اس محکمے کو نہیں پہنچی۔ وہ کہتے ہیں کہ اگر وہ اس چٹھی کی دوبارہ تصدیق کر دیں تو ہم اس پہ عمل کریں گے؛ تو یقیناً کریں گے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال بھی راجا محمد جاوید اخلاص صاحب کا ہے۔

راجا محمد جاوید اخلاص، 2244۔

دو سڑکوں کی Provincialization کرنے کے اقدامات

*2244۔راجہ محمد جاوید اخلاص، کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مواصلات و تعمیرات نے اپنے ایک مراسلہ نمبر

Dated Lahore the 18th August 1998 'NO-SOH1(C&W)11-61/97(RWP)

سیکرٹری محکمہ خزانہ کو دو سڑکوں کی provincialization کے نوٹیفکیشن جاری کرنے کا لکھا ہے۔

(ب) اگر یہ درست ہے تو اس مراسلہ پر اب تک کیا کارروائی ہوئی ہے اگر نہیں ہوئی تو اس پر عمل درآمد کے لیے مزید کتنا عرصہ درکار ہے؟

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) جی ہاں۔ یہ چٹھی مورخہ 28-11-1998 کو محکمہ خزانہ میں وصول ہوئی۔

(ب) مذکورہ بالا چٹھی موصول ہوتے ہی محکمہ خزانہ نے مذکورہ سڑکوں کی (provincialization) بذریعہ چٹھی نمبر FD(D-1)1-17/98(AQ) مورخہ 02-12-1998، جاری کر دیے ہیں۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؟

راجا محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میں نے پروونشلائزیشن کے لیے 5 سڑکوں کی سفارش کی تھی تو اس میں دو سڑکوں کا ذکر ہے۔ تو وہ دو سڑکیں کون سی ہیں؟

وزیر خزانہ، جناب سپیکر! ایک سڑک لنک روڈ ادھی مسوال' ادھی ڈھونگ ٹو ملحل مغلاں اور دوسری گوجر خان سکھو دوتانہ روڈ ہے۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال ملک مظہر عباس راں صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید غاور علی شاہ، سوال نمبر 2261۔ (ملک مظہر عباس راں کے ایماء پر دریافت کیا)

پنجاب پبلک سروس کمشن کے زونل آفسز کو کام کرنے سے روکنے کی وجوہات

*2261۔ملک مظہر عباس راں، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

پنجاب پبلک سروس کمشن کے زونل آفسز جو راولپنڈی اور ملتان میں قائم کیے گئے تھے۔ ان کو کام کرنے سے کیوں روک دیا گیا ہے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجہ)،

اس ضمن میں وضاحت ہے کہ راولپنڈی اور ملتان میں قائم کردہ پنجاب پبلک سروس کمشن کے ریجنل دفاتر معمول کے مطابق کام کر رہے ہیں اور انہیں کام کرنے سے روکے جانے کی اطلاع حقیقت پر مبنی نہیں۔

جناب سپیکر، ڈاکٹر صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سید غاور علی شاہ، جناب سپیکر! اس میں یہ وضاحت فرمائیں گے کہ ملتان جو پبلک سروس کمشن کا زونل آفس ہے اس نے پچھلے دو سال میں کتنے آدمیوں کے انٹرویو لیے کیوں کہ وہ تنخواہ لے رہے ہیں انھوں نے کوئی انٹرویو بھی لیا ہے یا نہیں؟

وزیر قانون، یہ ہمارے علاقائی دفاتر ہیں۔ ان میں یہ ضروری نہیں کہ وہاں پہ انٹرویوز لیے جائیں۔ جب بھی پنجاب پبلک سروس کمشن کسی پوسٹ کو مشتہر کرتا ہے تو امیدوار ان علاقائی دفاتر میں درخواستیں جمع کرواتے ہیں اور وہ ان کو tabulate کر کے ہیڈکوارٹر پر پہنچا دیتے ہیں۔ اگر کسی جگہ پر یہ محسوس کیا جائے کہ اس ریجنل آفس میں امیدواروں کی تعداد اتنی ہے کہ وہاں پر انٹرویو کا بندوبست کیا جائے تو اس صورت میں کیے جاتے ہیں' نہیں تو انٹرویوز ہیڈ کوارٹر پر ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر سید غاور علی شاہ، جناب سپیکر! پوسٹ آفس کے طور پر کام کرنے کا فائدہ تو اس علاقے کے عوام کو نہیں ہو سکتا جب تک وہاں پر علاقائی بنیاد پر تقسیم کر کے وہاں پہ انٹرویوز کی سہولت دی جائے۔ تو صرف درخواست لینے تک تو کام کرنا کوئی درست نہیں۔ درخواست تو ویسے بھی لاہور آ سکتی ہے۔

جناب سپیکر، تو آپ کے خیال میں بند کر دینا چاہیے؟

ڈاکٹر سید غاور علی شاہ، نہیں' ڈاؤن سائزنگ کرتے یا پھر وہاں پہ انٹرویو لیتے۔ یہی مسئلہ حل کرنے کے لیے علاقائی دفاتر بنے تھے اور وہاں پر وہ انٹرویو لیتے نہیں۔

وزیر قانون، ہمارے جو علاقائی دفاتر کام کر رہے ہیں ان کی وجہ سے عوام کو بہت زیادہ سہولت ہے۔ فارم لینے کے لیے لاہور آنا اور پھر فارم پر کر کے دینے کے لیے لاہور آنا' وہ اس طرح کے مسائل سے بچ جاتے ہیں۔ لیکن محکمے کو اس بات پر قطعی کوئی اعتراض نہیں کہ اگر درخواست گزاروں کی ایک مناسب تعداد اس علاقے سے آئے تو وہاں پہ انٹرویوز کا بندوبست کیا جا سکتا ہے۔

ڈاکٹر سید غاور علی شاہ، جناب سپیکر! پورے جنوبی پنجاب کو ملتان آفس فیڈ کرتا ہے اور وزیر موصوف یہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں اتنی درخواستیں نہیں آ سکتیں۔ کیا انھیں پتا ہے کہ اس پورے علاقے کی آبادی کتنی ہے؟ تو اس بارے میں میں یہ چاہتا ہوں کہ 1990، میں علاقائی دفتر کی ہمیں جو سہولت

ملی تھی اور بعد میں اس کو زیادہ آگے نہیں بڑھایا گیا' کیا اس سلسلے میں بھی کچھ کرنے کے لیے تیار ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! جہاں تک پنجاب کے جنوبی علاقے کی آبادی کا تعلق ہے میں محرک کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ انھیں مردم شماری کی بک سے آبادی مل سکتی ہے۔ لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ یہاں پر انٹرویوز کا بندوبست کیا جائے تو میں پھر اپنے جواب کو دہراتا ہوں کہ اگر یہاں سے ہمیں ایک مناسب تعداد میں درخواستیں ملیں' کیوں کہ اس میں پبلک سروس کمشن کے چیئرمین اور ممبران کو وہاں پہ جا کر انٹرویو لینے پڑیں گے اور اس طرح باقی علاقوں سے ہیڈکوارٹر پہ آئے ہوئے لوگوں کو انتظار کرنا پڑے گا لیکن میں یہاں پر پھر کہتا ہوں کہ اگر ہمیں مناسب تعداد میں درخواست گزار ملیں تو ہمیں وہاں پر انٹرویو کا بندوبست کرنے میں کوئی عار نہیں۔

ڈاکٹر سید خاور علی شاہ، وہاں پہ انھوں نے کوئی ممبر مقرر کیا ہے یا کلیریکل سٹاف بٹھایا ہوا ہے؟ اگر یہ وہاں کوئی ممبر مقرر کر دیں تو ہمارے اس علاقے کا احساس محرومی دور ہو سکتا ہے۔ اس بارے میں ہماری حکومت کیا کر رہی ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! ہمارے ان علاقائی دفاتر کے سربراہ ڈپٹی ڈائرکٹرز ہیں جو گریڈ 17 کے آفیسر ہیں۔ وہاں پر کسی ممبر کو تعینات نہیں کیا جاتا۔

جناب سپیکر، وہاں ممبر کی ضرورت نہیں ہے۔ اگلا سوال جناب سید اکبر خان صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ اگلا سوال بھی جناب سید اکبر خان صاحب کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی' خواجہ صاحب۔

خواجہ ریاض محمود، میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ ایجنڈے میں جو سوال آتے ہیں اور یہاں ان کے جواب پیش کیے جاتے ہیں تو ہمارے بعض ساتھی حاضر نہیں ہوتے۔ تو یہ جو عدم دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں۔ حکومت ان کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر، یہ پوائنٹ آف آرڈر جائز نہیں۔ جی' ارشد عمران سلہری صاحب۔

جناب ارشد عمران سلہری، 2410-

صوبائی ملازمین کو موواوور پر Pre-mature ترقی دینا

*2410-جناب ارشد عمران سلہری، کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جب کسی بھی گریڈ کے صوبائی ملازم کو موواوور دیا جاتا ہے تو اس کو pre-mature increment نہیں دی جاتی بلکہ اس ملازم کی موواوور میں ملنے والے گریڈ میں pay fix کی جاتی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ وفاقی محتسب اعلیٰ نے کیس نمبر Reg-H/16183/97-202 مورخہ 26مئی 1998ء کو فیصلہ دیا کہ تمام سرکاری ملازمین کو موواوور پر ایک pre-mature increment دی جائے۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ سپریم کورٹ میں یہ معاملہ پیش ہوا تو عدالت عظمیٰ نے بھی اس امر کا فیصلہ صادر کیا کہ pre-mature increment ملنی چاہیے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ وفاقی حکومت نے اس پر باقاعدہ عمل درآمد بھی شروع کر دیا ہے' لیکن پنجاب حکومت نے ابھی تک متذکرہ احکامات پر عمل درآمد شروع نہیں کیا۔

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا صوبائی حکومت بھی متذکرہ احکامات پر عمل درآمد کا نوٹیفکیشن جاری کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) وفاقی محتسب اعلیٰ صرف وفاقی محکمہ جات /ملازمین کے معاملات کے بارے میں فیصلہ دینے کا اختیار رکھتے ہیں۔

(ج) صوبائی حکومت کے علم میں نہ ہے۔

(د) صوبائی حکومت کے علم میں نہ ہے۔ جیسا کہ جز"ب" میں بیان کیا گیا ہے وفاقی محتسب اعلیٰ

کے فیصلہ جات کا اطلاق صرف وفاقی محکموں پر ہوتا ہے۔

(ہ) صوبائی حکومت نے اپنے ملازمین کے لیے اپنے مالی وسائل کے مطابق قواعد و ضوابط مقرر کر رکھے ہیں جن میں تبدیلی کا فی الحال جواز نہ ہے۔

جناب ارشد عمران سلہری، جناب سپیکر! میں اس جواب سے مطمئن ہوں۔

وزیر خزانہ: شکریہ۔

جناب سپیکر، اگلا سوال حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اگلا سوال بھی حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ایس۔ڈی۔او کے خلاف انکوائری

*1798۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسٹر پرویز' ایس۔ڈی۔او (حال تعینات ضلع کونسل لاہور) اور دیگر افسران پر ضلع کونسل شیخوپورہ میں 97-1995ء تعیناتی کے دوران ضلع کونسل شیخوپورہ کے فنڈز میں سے دو کروڑ روپے کی خورد برد کرنے کا الزام ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مسٹر پرویز ایس۔ڈی۔او (حال تعینات ضلع کونسل لاہور) کے خلاف ڈی۔سی شیخوپورہ اور ڈائرکٹر انٹی کرپشن لاہور کے حکم پر مورخہ 3-4-97 کو تھانہ ACE لاہور ریجن لاہور میں رشوت ستانی پر مقدمہ درج ہوا۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت مسٹر پرویز' ایس۔ڈی۔او کو معطل کرکے اس کے خلاف انکوائری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) مسٹر پرویز سابقہ ایس۔ڈی۔او اور دیگر افسران ضلع کونسل شیخوپورہ نے رٹ پٹیشن نمبری ہائے

3311/98,2688/98, 23381/97 عدالت عالیہ لاہور میں دائر کر رکھی ہیں۔ جن پر عدالت نے جملہ افسران کے خلاف بسلسلہ بے ضابطگی ہائے تعمیری منصوبہ جات تکمیل کردہ دوران سال 93 تا96 بشمول منصوبہ متذکرہ ایف۔ آئی۔ آر نمبر 25/97 مورخہ 97-4-3 پر مزید کارروائی روک رکھی ہے۔ جملہ رٹ ہائے میں جاری کردہ احکامات امتناعی کے خلاف متفرق درخواست ہائے داخل کی ہیں۔ حکم امتناعی خارج ہوتے ہی محکمہ فوری طور پر قواعد کے مطابق ضروری کارروائی کرے گا۔

پنجاب آڈٹ اینڈ اکاؤنٹس ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ پر آنے والے اخراجات کی تفصیل

*2051۔حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) پنجاب آڈٹ اینڈ اکاؤنٹس ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کس جگہ واقع ہے۔

(ب) اس انسٹی ٹیوٹ میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت کیا کیا ہے۔ ان کی تنخواہوں اور دیگر اخراجات پر سالانہ کتنی رقم خرچ ہوتی ہے۔

(ج) سال 1996ء سے آج تک اس انسٹی ٹیوٹ سے کتنے ملازمین کو ٹریننگ دی گئی ہے۔ ان کا تعلق کس کس محکمہ سے تھا اور ان پر کتنے اخراجات آئے ہیں۔

(د) 1996ء سے آج تک اس انسٹی ٹیوٹ کو حکومت کی طرف سے کتنی رقم فراہم کی گئی۔ اس کے خرچ کی تفصیل فراہم کی جائے۔

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) پنجاب آڈٹ اینڈ اکاؤنٹس ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ 1996ء میں 9 زمان پارک، کینال بنک میں واقع تھا۔ یہ انسٹی ٹیوٹ جون 1997ء میں پنجاب ٹریننگ کمپلیکس کی نئی عمارت واقع ایر مال سکیم میں منتقل ہو گیا۔ 24 اکتوبر 1997ء کو حکومت پنجاب نے پنجاب اکاؤنٹس ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ اور دیگر دو اداروں یعنی سٹاف ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ اور پراجیکٹ ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ کو باہم ضم کر کے ایک نیا ادارہ تشکیل دیا۔ جس کا نام پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف ہیومن ریسورس ڈویلپمنٹ رکھا گیا۔ بعدازاں جولائی 1998ء میں ریونیو اکیڈمی کو بھی اس نئے ادارہ میں مدغم کر دیا گیا۔

(ب) پنجاب آڈٹ اینڈ اکاؤنٹس ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ 24 اکتوبر1997ء کو نئے ادارے میں ضم ہوا۔ تاہم اس وقت جو افسران اور عملہ اس ادارے میں کام کر رہا تھا اس کی تفصیل منسلکہ "الف" پر موجود ہے۔ تنخواہوں اور دیگر اخراجات کے لیے اس ادارہ کو سال 1996ء کے بجٹ میں -/3639500 روپے فراہم کیے گئے جس میں سے 32,10,409 روپے خرچ ہوئے۔

(ج) سال 1996ء سے 24 اکتوبر 1997ء تک پنجاب آڈٹ اینڈ اکاؤنٹس ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ نے مختلف محکمہ جات کے 342 ملازمین کو تربیت دی۔ ان کے محکمہ جات کی تفصیل منسلکہ "ب" پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس ادارے کو تربیتی مقاصد کی انجام دہی کے لیے 1996-97ء کے بجٹ میں -/36,39,500 روپے فراہم کیے گئے جن میں سے اس مالی سال کے دوران 32,10,409 روپے

(د) سال 1996ء سے لے کر 24 اکتوبر1997ء (ضم ہونے تک) فراہم کی گئی رقم اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مدت	فراہم کردہ رقم	کل اخراجات
1996-97	36,39,500	32,10,409
1997-98	31,77,000	11,48,466
میزان	68,16,500	43,58,875

اخراجات کی تفصیل

مدت	تنخواہ جات ملازمین	متفرق دفتری اخراجات
1996-97ء	13,42,218	18,68,191
1997-98ء	9,23,845	2,24,621
میزان	22,66,063	20,92,812

پبلک مقامات پر سگریٹ نوشی پر پابندی

*2185۔چودھری امتیاز احمد رانجھا، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) پبلک ٹرانسپورٹ، پبلک مقامات اور سرکاری دفاتر میں سگریٹ نوشی پر پابندی عائد ہے۔

اگر ہے تو اس کی خلاف ورزی کرنے پر کیا جرمانہ یا سزا ہوئی ہے اور اس قانون کے تحت 1998ء میں کتنے افراد کے خلاف کارروائی کی گئی ہے۔

(ب) خلاف ورزی کرنے والے کو چیک کرنے کا اختیار کس اتھارٹی کے پاس ہے۔ کیا وہ مؤثر ہے اگر جواب نفی میں ہے تو اس پر عمل درآمد کرانے کے لیے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)۔

(الف) موجودہ حکومت نے ذمہ داری سنبھالنے کے بعد مختلف نوعیت کے احکامات جاری کیے ہیں ان میں ایک حکم نامہ پبلک ٹرانسپورٹ 'پبلک مقامات اور سرکاری دفاتر میں سگریٹ نوشی پر پابندی سے متعلق ہے۔اس ضمن میں تمام محکمہ جات کو ضروری ہدایات جاری کی جا چکی ہیں ۔ علاوہ ازیں ابلاغ عامہ کے تمام ذرائع بشمول اخبارات و الیکٹرانک میڈیا کے ذریعہ بھی اس کی بھر پور اور موثر تشہیر کی گئی ہے۔

(ب) سگریٹ نوشی پر پابندی وزیر اعظم کے ایک حکم نامہ (DIRECTIVE) کے ذریعہ عائد کی گئی ہے اس ضمن میں کوئی مخصوص قانون نہ ہے جس کے تحت خلاف ورزی کے مرتکب افراد کے خلاف کوئی کارروائی کی جا سکے۔

مسٹر صابر شاہ' ڈائریکٹر کے خلاف کارروائی کے اقدامات

*2299۔جناب سعید اکبر خان، کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مسٹر صابر شاہ' ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ کو 1985ء میں راولپنڈی میں تعیناتی کے دوران اٹک کے ایک رہائشی شخص سے مبلغ -/30,000 روپے رشوت لیتے ہوئے رنگے ہاتھوں گرفتار کر لیا گیا تھا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سال 1992ء میں اسپیشل جج اینٹی کرپشن راولپنڈی نے مسٹر صابر شاہ کو ایک سال قید سخت اور مبلغ -/2000 روپے جرمانہ کی سزا دے کر جیل میں بھجوا دیا۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈائرکٹر مذکور کے خلاف زیر دفعہ 420,409,471,468 پی۔پی۔سی اور 5(2)47 پر مقدمہ درج ہوا اور محکمہ انٹی کرپشن فیصل آباد نے ایک بار پھر گرفتار کر

کے جیل بھجوا دیا۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈائرکٹر مذکور نے ضلع کونسل اوکاڑہ میں بطور اے۔ڈی آڈٹ تعیناتی کے دوران بھی لاکھوں روپے کی غیر قانونی ادائیگیاں کر کے سرکاری خزانے کو لاکھوں روپے کا نقصان پہنچایا۔

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایسے بدعنوان اورسنگین نوعیت کے مقدمات میں ملوث اور سزا یافتہ اہل کار کو کیفر کردار تک پہنچانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز ڈائریکٹر مذکور نے سرکاری ملازمت کا آغاز کب کیا اور کہاں کہاں تعینات رہے تفصیل بتائی جائے؟

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علیٰ خان کھوسہ)۔

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) درست ہے تاہم افسر مذکور کو لاہور ہائی کورٹ راولپنڈی بنچ میں اپیل دائر کرنے پر مورخہ 29-4-92 کو بری کر دیا گیا تھا۔

(ج) درست ہے تاہم جیل بھیجنے اور گرفتار ہونے کی کوئی سرکاری اطلاع نہیں۔ اس کیس میں بھی سپیشل جج اینٹی کرپشن سرگودھا نے مورخہ 18-2-1998 کو تمام ملزمان بشمول مسٹر صابرحسین شاہ کو شک کی بناء پر بری کر دیا تھا۔ تاہم محکمہ انٹی کرپشن کی اپیل لاہور ہائی کورٹ میں زیر التواء ہے۔

(د) آفیسر مذکور مورخہ 29-7-92 کو ضلع کونسل اوکاڑہ میں تعینات ہوا اور وہاں سے بطور ڈویژنل ڈائرکٹر ترقی پانے پر جون 1993ء میں تبدیل ہوا۔ ستمبر 1998ء تک آفیسر مذکور کی ضلع کونسل اوکاڑہ میں تعیناتی کے دوران کسی بھی غیر قانونی ادائیگی کے بارے میں کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی۔ تاہم اگست 1998ء میں ڈویژنل ڈائرکٹر لوکل فنڈ آڈٹ لاہور نے آفیسر مذکور کے خلاف بہت سے الزامات لگائے جن میں سے ایک الزام یہ بھی ہے کہ اس کے عرصہ تعیناتی میں مبلغ -/1,63,636 روپے کی ادائیگیوں کے بل اس کے دستخطوں کے بغیر پاس کیے گئے۔ اس طرح مبلغ -/4,27,485 روپے کے بل آڈیٹر نے اسسٹنٹ ڈائرکٹر

کی بجائے خود پاس کیے۔ ان ادائیگیوں کا غیر قانونی یا مالی بے ضابطگیوں کے بارے تعین کرنا ابھی باقی ہے جس کے بارے ابتدائی تحقیقات کی جا رہی ہے۔ الزامات ثابت ہونے پر افسر مذکور کے خلاف ضروری کارروائی کی جائے گی۔

(ہ) مقدمات میں بری ہونے کی بناء پر متعلقہ اہل کار کے خلاف کارروائی نہیں کی جا سکتی۔ تاہم ضروری تحقیقات کے مکمل ہونے پر اگر اہل کار مذکور ملوث پایا گیا تو ضروری کارروائی کی جائے گی۔ آفیسر مذکور پنجاب پبلک سروس کمشن کی سفارشات پر مورخہ 84-6-5 کو بحیثیت اسسٹنٹ ڈائرکٹر لوکل فنڈ آڈٹ بھرتی ہوا۔ بعد میں وہ مندرجہ ذیل اداروں میں تعینات رہا۔

راولپنڈی امپرومنٹ ٹرسٹ 85-3-3 سے لے کر 85-10-9 تک اسسٹنٹ ڈائرکٹر ہیڈ کوارٹر پراونشل ڈائرکٹر، لوکل فنڈ آڈٹ لاہور 86-1-27 سے 88-1-24 تک

اکاؤنٹ آفیسر دفتر ڈائرکٹر جنرل لوکل گورنمنٹ پنجاب جنوری 88 سے مارچ 1989ء تک

آڈٹ آفیسر بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن فیصل آباد مارچ 1989ء سے مئی 1990ء تک

رُیذیڈنٹ آڈیٹر زرعی یونیورسٹی فیصل آباد مئی 1990ء سے مارچ 1992ء تک

ضلع کونسل اوکاڑہ جولائی 1992ء سے جون 1993ء تک

ڈویژنل ڈائرکٹر لوکل فنڈ آڈٹ سرگودھا ڈویژن جون 1993ء سے جولائی 1997ء تک

ڈائرکٹر آڈٹ میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور مارچ 1997ء سے جولائی 1997ء تک

ریذیڈنٹ ڈائریکٹر آڈٹ لیپا (LDA) جولائی 1997ء سے تا حال

سرکاری ملازمین کو Out of Turn قرضہ کی فراہمی

*2380۔ جناب سعید اکبر خان، کیا وزیر خزانہ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے سرکاری ملازمین کو مکان کی خرید کے لیے قرضہ کی سہولت Out of Turn دی ہے اور اس مد میں بجٹ میں رقم مختص کی ہے۔

(ب) حکومت نے سال 99-1998ء کے لیے بجٹ میں کتنی رقم رکھی ہوئی ہے۔ اور اس رقم کو کب تک ملازمین میں تقسیم کیا جائے گا۔

(ج) اس وقت تک Out of Turn کی کتنی درخواستیں محکمہ خزانہ کے پاس ہیں اور کتنی درخواستوں پر قرضہ دینے کے احکامات جاری ہوئے ہیں۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)،

(الف) جی ہاں۔

(ب) مبلغ پچاس ملین روپے کی رقم اس مد میں مختص کی گئی ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ جلد ہی یہ رقم ملازمین میں تقسیم کر دی جائے گی۔

(ج) مختلف ذرائع سے موصول ہونے والی درخواستوں کی کل تعداد 3800 ہے جن میں سے 3615 درخواستوں پر وزیر خزانہ نے امسال فنڈز کی دست یابی کی شرط پر آؤٹ آف ٹرن قرضہ جاری کرنے کے احکامات دیے ہیں۔

چیف منسٹر انسپکشن ٹیم کی طرف سے انکوائریوں کی تفصیل

*2460۔حاجی امداد حسین، کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) چیف منسٹر انسپکشن ٹیم نے 3 فروری 1997ء سے آج تک کون کون سے منصوبہ جات کی انکوائری کی ہے۔ ہر منصوبہ کا نام، انکوائری آفسروں کے نام، جن شخصیات کے خلاف انکوائری افسران نے لکھا ان کے نام، عہدہ اور موجودہ تعیناتی بتائی جائے اور جن ملازمین کو بے گناہ قرار دیا گیا ان کے نام بتائے جائیں اور جو کارروائی کی اس کی تفصیل بتائی جائے۔ جن ملازمین کو گناہ گار ثابت کیا ان کے خلاف کون کون سی دفعہ اور کیا سزا تجویز کی۔

(ب) مذکورہ دفتر کے 3 فروری 1997ء سے آج تک آنے والے اخراجات کی تفصیل بتائی جائے۔

(ج) مذکورہ دفتر میں 3 فروری 1993ء سے آج تک جو ممبران تعینات رہے یا ہیں، ان کے عہدے، نام اور عرصہ تعیناتی بتایا جائے؟

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)،

(الف) چیف منسٹر انسپکشن ٹیم نے 3 فروری 1997ء سے آج تک جن منصوبہ جات کی انکوائری ہائے مکمل کی ہیں ان منصوبہ جات کے نام، انکوائری افسران کے نام، جن شخصیات کے خلاف انکوائری افسران نے لکھا، ان کے نام جن ملازمین کو بے گناہ قرار دیا گیا، ان کے

نام اور جو کارروائی ہوئی، اس کی تفصیل اور جو سزا تجویز کی گئی اس کے بارے میں مکمل معلومات جھنڈی "الف" پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ البتہ جن شخصیات کے خلاف انکوائری افسران نے لکھا ان کی موجودہ تعیناتی کے بارے میں محکمہ متعلقہ سے استفسار کیا جاوے۔

(ب) 3 فروری 1997ء سے آج تک آنے والے اخراجات کی تفصیل جھنڈی "ب" پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ دفتر میں 3 فروری 1993ء سے آج تک جو ممبران تعینات رہے یا ہیں ان کے عہدے، نام اور عرصہ تعیناتی کے بارے میں تفصیل جھنڈی "ج" پر ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر، سوالات ختم ہوتے ہیں اس لیے وقفۂ سوالات بھی ختم ہوتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر، ایک تحریک التوائے کار عثمان ابراہیم صاحب کی ہے، یہ pending چلی آ رہی ہے۔ اب تشریف لے آئے ہیں۔ آپ اسے پیش کریں۔

جی ٹی روڈ گوجرانوالہ ناجائز تجاوزات کے باعث ٹریفک میں رکاوٹ

جناب عثمان ابراہیم، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جی۔ٹی روڈ گوجرانوالہ شہر کے وسط سے گذرتی ہے اور اس وجہ سے سارے شہر کی ٹریفک کا صبح سے لے کر شام تک بے حد دباؤ رہتا ہے۔ پرانے کارپوریشن آفس سے لے کر ریلوے اسٹیشن تک کے جی ٹی روڈ کے حصہ کی چوڑائی ناجائز تجاوزات کی وجہ سے بہت تنگ ہو گئی ہے۔ اب اس چوڑائی کو مزید تنگ کرنے کے لیے شہر کی ایک بااثر شخصیت نے اپنے پلازہ کے باہر تقریباً 10 فٹ چوڑا فٹ پاتھ بنوا لیا ہے۔ حالانکہ اس پلازہ سے پیچھے اسی فٹ پاتھ کی چوڑائی 3 فٹ ہے۔ اس فٹ پاتھ کے نیچے پانی کے نکاس کے لیے ڈرینج تعمیر کیا گیا ہے۔ لیکن اس بااثر شخصیت نے اپنے پلازہ کے سامنے فٹ پاتھ کی چوڑائی دس فٹ کروا کر ڈرینج اپنے پلازہ سے 10 فٹ دور divert کروا کر نکالا ہے۔ جو اس پلازہ کے

سامنے سے گزرنے کے بعد واپس اپنی لائن کی سیدھ میں آگے چلا جاتا ہے۔ اس فٹ پاتھ کے آگے جی ٹی روڈ پر ایک فٹ کی سیڑھیاں بھی بنائی گئی ہیں تاکہ سڑک سے فٹ پاتھ پر چڑھ کر پلازہ میں داخل ہونے میں آسانی ہو۔

یہ عجیب و غریب صورت حال نہ صرف ٹریفک میں رکاوٹ پیدا کر رہی ہے بلکہ قانون کی خلاف ورزی کی ایک زندہ مثال پیش کر رہی ہے۔ ٹریفک میں رکاوٹ کی وجہ سے اس جگہ سارا دن ٹریفک جام رہتی ہے۔ محکمہ سی اینڈ ڈبلیو ہائی وے نے اس خلاف قانون تعمیر کردہ فٹ پاتھ کو گرانے کے لیے آج تک کوئی قدم نہ اٹھایا ہے۔ اس صورت حال سے نمٹنے کے لیے ٹریفک پولیس نے اس حصہ میں سڑک کے درمیان تارکول کے خالی ڈرم رکھ کر اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن اس سے ٹریفک کے مسائل میں مزید اضافہ ہو گیا ہے۔

یہ تمام صورت حال ایک بااثر شخصیت کے پلازے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے۔ جس سے عوام میں سخت اشتعال اور غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ اس ایوان کی معمول کی کارروائی روک کر اہمیت عامہ رکھنے والے اس اہم مسئلہ پر بحث کی جائے۔

(اس مرحلہ پر جناب اختر محمود، ایڈووکیٹ کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب چیئرمین، جی۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)، جناب چیئرمین! یہ درست ہے کہ جی ٹی روڈ گوجرانوالہ کے شہر کے وسط سے گزرتی ہے اور اس پر صبح سے شام تک ٹریفک کا بے حد دباؤ رہتا ہے۔ یہ بھی درست ہے کہ جی ٹی روڈ کے ساتھ تین فٹ چوڑا پختہ نالہ چھتا ہوا ہے، برائے نکاسی آب محکمہ جی۔ڈی۔اے (گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی) نے تعمیر کیا ہے، جو فٹ پاتھ کا کام بھی دیتا ہے۔ خان پلازہ کے ساتھ یہ نالہ تقریباً چھ سے سات فٹ باہر سڑک کی طرف بنایا گیا ہے۔ جی۔ڈی۔اے سے رابطہ کرنے کے بعد ان کا جواب حاصل کیا گیا ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

"گوجرانوالہ ترقیاتی ادارہ نے جی ٹی روڈ کی حفاظت کے لیے بارشی پانی کے نکاس کے لیے ایک نالہ تعمیر کیا ہے۔ جس کی لمبائی تقریباً دو ہزار فٹ اور چوڑائی تقریباً تین فٹ ہے۔ یہ نالہ چھتا ہوا ہے، جو کہ فٹ پاتھ کا کام بھی دیتا ہے۔ یہ

نالہ گوندلانوالہ روڈ سے لے کر اڈا سلیمان پہلوان تک تعمیر کیا گیا ہے، جو کہ راستے میں خان پلازہ کی جی ٹی روڈ کی طرف بیرونی دیوار سے متصل ہو کر گزارنا تھا لیکن راستے میں محکمہ ٹیلی فون کے optical fibre cable وغیرہ اور واپڈا پول کی موجودگی کی وجہ سے تھوڑی سی diversion کرنا پڑی جس کی وجہ سے نالے کو خان پلازہ کی بیرونی دیوار سے کچھ فاصلے سے ہو کر گزارنا پڑا۔ دوران تعمیر یہ مسئلہ درپیش ہونے پر کچھ عرصہ کام بند رہا اور معاملہ مقامی انتظامیہ کے علم میں لایا گیا۔ میاں محمد جمیل کمشنر گوجرانوالہ ڈویژن بمع افتخار خان ڈی۔جی گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی ہمراہ متعلقہ حکام نے موقع ملاحظہ کرنے کے بعد یہ فیصلہ کیا کہ نالے کی تعمیر کے ساتھ ساتھ T&T department کی main cable جس سے گوجرانوالہ کا رابطہ تمام دنیا سے قائم ہے اور جو کہ ملکی دفاعی تنصیبات کے حوالے سے بھی نہایت اہم ہے۔ اس کو بچانا بھی بہت ضروری ہے لہذا نالے کو divert کرنے کے احکامات دیے گئے اور نالہ تعمیر کر دیا گیا۔ جس کو مکمل ہوئے بھی تقریباً ایک سال کا عرصہ گزر چکا ہے لیکن اس بارے میں آج تک کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی، کیونکہ یہ پختہ نالہ سڑک کی حفاظت کے لیے تعمیر ہوا ہے اور سڑک کی جگہ پر واقع ہے، اس لیے یہ encroachment کے زمرے میں نہیں آتا"۔

جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے فاضل رکن کو یہ استدعا کروں گا کہ اس وضاحت کے بعد اسے press نہ کریں۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار محکمہ سی اینڈ ڈبلیو سے متعلقہ ہے۔ میرا اپنا خیال تھا کہ وزیر متعلقہ یہاں تشریف رکھتے ہیں، وہ اس کا جواب دیں گے۔ لیکن یہ تحریک التوائے کار کسی دوسرے محکمے کو دے دی گئی، کھوسہ صاحب تو محکمہ لوکل گورنمنٹ کو represent کر رہے ہیں۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کا موقف بھی سن لیا جائے، پھر میں کچھ گزارش کروں گا۔

جناب چیئرمین، آپ اس جواب سے مطمئن نہیں ہوئے؟

جناب عثمان ابراہیم: نہیں، جناب، بالکل نہیں، کیونکہ متعلقہ وزیر محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کے ہیں۔ یہ وہ جائیں گے کہ ان کی جگہ encroach ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب محمد افضل ساہی): جناب سپیکر! جیسا کہ تفصیل کے ساتھ کھوسہ صاحب نے جواب دیا ہے، اس میں انھوں نے فرمایا ہے کہ محکمہ سی اینڈ ڈبلیو نے یہ نالہ تعمیر نہیں کیا، بلکہ گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے تعمیر کیا ہے اور گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی محکمہ لوکل گورنمنٹ کے under آتی ہے۔ اس لیے جواب کھوسہ صاحب دے رہے تھے۔ جہاں تک میرے بھائی کا سوال ہے کہ وزیر سی اینڈ ڈبلیو جواب دے تو میری یہ گزارش ہے، چونکہ نالہ گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے تعمیر کیا تھا لیکن اس کے لیے فنڈز محکمہ سی اینڈ ڈبلیو نے مہیا کیے تھے۔ انھوں نے ذکر کیا ہے کہ encroachment ہوئی ہے اور محکمہ سی اینڈ ڈبلیو نے آج تک کیا اقدامات اس سلسلے میں اٹھائے ہیں۔ میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کی ملکیت تھی اور ہائی وے کی جگہ تھی۔ ہائی وے کی جگہ پہ سڑک کی حفاظت کے لیے بارشی پانی سے بچاؤ کے لیے یہ نالہ تعمیر کیا گیا تھا اور سڑک کی جگہ پہ ہی یہ واقع ہے، اس لیے یہ encroachment کے زمرے میں نہیں آتا۔ رہا تعلق کہ محکمہ سی اینڈ ڈبلیو نے آج تک اس پر کیا قدم اٹھایا ہے، محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کو آج تک اس بارے میں کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی۔ یہ نالہ تقریباً ایک سال قبل تعمیر ہوا تھا اور اس کو تعمیر ہوتے ہوتے کوئی چھ ماہ لگ گئے تھے۔ اس ڈیڑھ سال کے عرصے میں قطعاً کسی شہری کی طرف سے، کسی معزز رکن کی طرف سے آج تک محکمہ سی اینڈ ڈبلیو کو کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی۔ آج چونکہ یہ مسئلہ میرے معزز بھائی نے ایوان میں اٹھایا ہے تو یہ میرے چیمبر میں تشریف لے آئیں، میں اپنے محکمے کے متعلقہ انجینئرز کو بھی بلا لیتا ہوں۔ تو ان شاء اللہ تعالیٰ اس پر کوئی بات ہو سکتی ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے، عثمان ابراہیم صاحب! آپ ان سے مل لیں۔

جناب عثمان ابراہیم: یہ مسئلہ بہرحال انھوں نے تفصیل کے ساتھ بتایا ہے، میں ان کا مشکور ہوں۔ لیکن میری ان سے صرف یہ گزارش ہے کہ چیمبر کی بجائے اگر ہم اس جگہ پر چلے جائیں، کیونکہ جو T&T کا استدلال ہے کہ وہاں کروڑوں روپے کی cables بچھائی جا رہی ہیں اور ساری دنیا سے رابطہ ہے، وہ بالکل غلط ہے۔ حقیقت میں جو فیصلہ ہوا ہے، وہ سیاسی دباؤ کے تحت ہوا ہے۔ اس میں ٹیکنیکل

وجوہات یہ تھیں، جو مجھے بتائی گئی ہیں کہ صرف آٹھ لاکھ روپے کا فرق تھا۔ محکمہ کہہ رہا تھا کہ ہم cables کو دوسری طرف divert نہیں کر سکتے، کیونکہ وہ خراب ہو جائیں گی۔ ہمیں نئی cabels لگانی پڑیں گی اور ہمیں آٹھ لاکھ روپیہ لگانا پڑے گا۔ تو صرف آٹھ لاکھ روپے کو بچانے کے لیے جی ٹی روڈ کو آٹھ فٹ تنگ کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! عام فہم نہیں ہے کہ ایک طرف تو حکومت کروڑوں روپے کی جائیدادیں خرید کر تنگی کو دُور کر رہی ہے۔ آپ دیکھیں کہ چوبرجی کے چوک کے لیے حکومت نے کروڑوں روپے خرچ کر کے پرائیویٹ پراپرٹی خریدی ہے تاکہ ٹریفک کے بہاؤ میں رکاوٹ نہ ہو۔ لیکن دوسری طرف صرف آٹھ لاکھ روپیہ بچانے کے لیے اس سڑک کو تنگ کر دیا گیا ہے۔ میں وزیر موصوف کے چیمبر میں جانے کے لیے تیار ہوں۔ لیکن میری ان سے یہ گزارش ہوگی کہ وہ موقع پر جائیں اور موقع پر جا کر سارے انجینئرز کی میٹنگ گوجرانوالہ میں کریں اور وہاں یہ فیصلہ کریں۔ اگر آٹھ لاکھ روپے کا مسئلہ ہے تو یہ ایک اور بھی مسئلہ ہے کہ ہم اس نالے کو پلازے سے لگانے کی بجائے روڈ cut کر کے دوسری طرف جو نالہ جا رہا ہے وہاں drop کر سکتے ہیں۔ اس وجہ سے یہ سڑک بھی چوڑی ہو جائے گی۔ تو میری آپ کے توسط سے وزیر سی اینڈ ڈبلیو سے یہی گزارش ہوگی کہ وہ موقع پر تشریف لے جائیں اور گوجرانوالہ میں جا کر یہ میٹنگ کریں۔

سردار امجد حمید خان دستی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی، سردار صاحب!

سردار امجد حمید خان دستی: جناب چیئرمین! جس پردہ نشین کے پلازے کی بات ہو رہی ہے، نہ وزراء صاحبان نے اس کا نام بتایا ہے اور نہ ہی یہ تحریک پیش کرنے والے نے بتایا ہے۔ مہربانی کر کے یا وزراء صاحبان اس پردہ نشین کا نام بتائیں یا پھر محرک بتائے۔

جناب چیئرمین، جی، منسٹر صاحب! انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ آپ گوجرانوالہ میں تشریف لے جا کر موقع پر اس کو دیکھ لیں۔ تو یہ ظاہر ہے کہ وہ آپ سے رابطے میں رہیں گے یا آپ ان سے رابطے میں رہیں اور اس مسئلے کو موقع پر جا کر ان کی satisfaction کے مطابق عوامی مفاد میں، جو بھی ممکن العمل ہو، اس کو حل کر لیا جائے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب چیئرمین! اگر آپ کی اجازت ہو تو ان کے جواب دینے سے

پہلے میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین، جی۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، فاضل محرک نے ایک سانس میں تو یہ کہا کہ اس میں کیبلز وغیرہ کا کوئی تعلق نہیں' اسی سانس میں پھر وہ خود فرماتے ہیں کہ اگر ان کیبلز کو شفٹ کرتے تو اس میں نقصان ہوتا' وہ ضائع ہو جاتیں' نئی کیبلز ڈالنی پڑتیں' لہذا اس پر 8 لاکھ روپیہ لگتا۔ جتنا بھی لگتا' اس مسئلے کو تو وہ خود تسلیم کر گئے کہ کیبلز کا ہے۔ اب وہ جی۔ ٹی۔ روڈ جو ہے وہ سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ کی نہیں ہے وہ نیشنل ہائی وے اتھارٹی کی ہے اور گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے کام کیا ہے۔ منسٹر سی اینڈ ڈبلیو کو کس زمرے میں پابند کیا جا رہا ہے کہ وہ جائیں اور وہاں جا کر موقع کا ملاحظہ کریں؟

جناب چیئرمین، نہیں' چونکہ انھوں نے خود offer کیا ہے کہ وہ چیمبر میں تشریف لائیں اور وہ متعلقہ حکام اور انجینئرز کو بلا کر ان کی satisfaction کے مطابق اس مسئلے کو سلجھا دیں گے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، نیشنل ہائی وے اتھارٹی کے حکام کو بلائیں گے یا جی۔ ڈی۔ اے کے حکام کو بلائیں گے؟

جناب چیئرمین، یہ تو اب منسٹر صاحب پر depend کرتا ہے کہ وہ کس کو بلانا چاہتے ہیں۔ کیونکہ انھوں نے خود ان کو offer کیا ہے۔ اس وجہ سے انھوں نے فرمایا ہے کہ چیمبر کی بجائے موقع پر جا کر معاملات کو دیکھیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، پھر میں منسٹر سی اینڈ ڈبلیو پر چھوڑ دیتا ہوں۔

جناب عثمان ابراہیم، جناب چیئرمین! انھوں نے خود offer کیا ہے کہ میں ان کے چیمبر میں آؤں تو میں نے یہی کہا ہے کہ چیمبر کی بجائے ہم گوجرانوالہ میں میٹنگ کر لیتے ہیں۔ اس میں تو کوئی فرق نہیں پڑتا۔

جناب چیئرمین، جی' منسٹر سی اینڈ ڈبلیو اس بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات، جناب سپیکر! کھوسہ صاحب نے بڑی وضاحت کے ساتھ اس کا جواب دیا ہے کہ جب یہ نالہ تعمیر ہو رہا تھا تو اس وقت بھی گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے یہ محسوس کیا کہ آگے کیبلز وغیرہ آ گئے ہیں اور واپڈا کا pole بھی ہے۔ پھر کمشنر گوجرانوالہ' ڈی۔ جی' جی۔ ڈی۔ اے اور

متعلقہ حکام موقع پر گئے اور انھوں نے موقع ملاحظہ کرنے کے بعد کمشنر نے اور ڈی۔ جی' جی۔ ڈی۔ اے نے یہ فیصلہ کیا کہ نالے کو تھوڑا سا divert کر کے گزار دیا جائے تاکہ کیبلز وغیرہ disturb نہ ہوں۔ جیسا کہ معزز رکن نے خود ہی کہا ہے کہ اگر کیبلز وغیرہ کو وہاں سے ہٹ کریں تو پھر 8 لاکھ روپے لاگت آتی ہے۔ 8 لاکھ روپے بہت بڑی رقم ہے اور نالہ اگر دو چار فٹ دائیں بائیں ہو گیا ہے تو میرا خیال ہے کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ رہا میرا وہاں جا کر موقع دیکھنا یا ادھر چیمبر میں بات کرنا' تو وہ اگر معزز رکن اس پر بضد ہیں تو بات کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن میری یہ گزارش ہے کہ اس تحریک کو ڈسپوز آف کیا جائے اور معزز رکن اس پر زور نہ دیں۔

جناب چیئرمین، عثمان ابراہیم صاحب! پھر ٹھیک ہے۔

جناب عثمان ابراہیم: جناب چیئرمین! یہ مسئلہ چونکہ pending رہے گا' اس لیے تحریک کو بھی pending رکھیں۔ میں ان کا مشکور ہوں کہ انھوں نے گوجرانوالہ جانے کی میری دعوت قبول کی ہے۔ تو جہاں تک انھوں نے یہ کہا ہے کہ واقعی نالہ divert کیا جا سکتا ہے۔ صرف نالے کو divert کر کے جی۔ ٹی۔ روڈ کی چوڑائی کم کرنا مقصد نہیں۔ مقصد یہ ہے کہ نالے کو divert کیا جائے یا کیبلز کو بچایا جائے۔ ہم نالے کو divert کر کے سڑک کے across پر بھی لے جا سکتے ہیں جس سے سڑک کی چوڑائی بھی کم نہیں ہو گی اور کیبلز کو بھی کوئی فرق نہیں پڑے گا اور یہ اسی صورت میں ممکن ہے کہ گوجرانوالہ میں جیسے انھوں نے خود voluntarily کہا ہے۔ تو میری یہی گزارش ہو گی کہ اس کو pending رکھیں اور ہم اگلے اجلاس تک اس مسئلے کو دیکھ لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں' جب وہ on the floor of the House یہ فرما رہے ہیں کہ وہ خود موقع پر بھی جا کر آپ کا اطمینان کر دیں گے تو کیا اس صورت میں بھی آپ اس کو pending کروانا چاہتے ہیں؟

جناب عثمان ابراہیم: جناب سپیکر! اس صورت میں اس کے بعد اگر وہ مناسب سمجھیں یا یہ فیصلہ ہو کہ نالے کو یا تو divert کیا جائے یا ٹیلی گراف اینڈ ٹیلی کمیونیکیشن ڈیپارٹمنٹ 8 لاکھ روپیہ خرچ کر کے کم از کم سڑک کی چوڑائی پوری کر دے تو پھر میں اس کو press نہیں کرتا۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! اس پر میری یہ گزارش ہو گی کہ اس نالے کو بنے

ہوئے ایک سال گزر چکا ہے۔ فاضل محرک جو 8 لاکھ کا ذکر کر رہے ہیں وہ اس وقت کے 8 لاکھ تھے۔ آج ان کے کیا چارجز ہوں گے یا کس قیمت تک وہ بڑھ جائیں گے' وہ ہم نہیں کہہ سکتے اور نہ ہی فاضل محرک کہہ سکتے ہیں' کیونکہ یہ ایک ٹیکنیکل شعبہ ہے۔ وہ خود ہی بتا سکتے ہیں۔ جب منسٹر سی اینڈ ڈبلیو نے ایک assurance بھی دے دی ہے۔ اس کے بعد اب اگر ان کے کوئی مقامی سیاسی اختلافات ہوں تو اس سے ہمیں تعلق نہیں۔ جو حقائق ہیں وہ یہاں ہاؤس میں بیان ہو چکے ہیں۔ اس کے بعد اس تحریک کے لیے یہ press کرنا کہ اسے pending رکھا جائے' اس کا کوئی جواز نہیں ہو گا۔ لہذا میں پھر فاضل محرک سے یہ درخواست کروں گا کہ اسے press نہ کریں۔

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے کہ ان کی اس assurance کے بعد اس کو ڈسپوز آف کرتے ہیں۔ وہ موقع پر جا کر آپ کی satisfaction کے مطابق اس مسئلے کو سلجھا دیں گے۔

جناب عثمان ابراہیم، ٹھیک ہے۔ لیکن اس میں' میں ایک addition یہ کرنا چاہتا ہوں کہ فاضل وزیر جناب کھوسہ صاحب نے فرمایا ہے کہ رقم بڑھ گئی ہے۔ تو میں یہ offer کر سکتا ہوں کہ نالے کو divert کرنے میں جتنی بھی رقم ہو گی وہ میں اپنے ڈویلپمنٹ فنڈز' اگر کوئی گوجرانوالہ کے لیے مختص ہوئے ہیں تو میں اس میں سے وہ رقم دینے کے لیے تیار ہوں۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ اس کو پھر ڈسپوزڈ آف تصور کیا جاتا ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب سپیکر! میں نے گزارش کی تھی کہ جس پردہ نشین کی دو وزراء باری باری صفائی دے رہے ہیں اور defend کر رہے ہیں' اس کا نام تو بتائیں۔ محرک بتائیں یا وزراء صاحبان میں سے کوئی بتائے کہ وہ کون سی بااثر شخصیت ہے؟

جناب چیئرمین، جی' اگلی تحریک التوائے کار نمبر 14 راجہ جاوید اخلاص صاحب کی ہے۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، میں نے یہ پڑھ دی تھی۔ اس کا جواب آنا ہے۔

جناب چیئرمین، جی' یہ پیش ہو گئی تھی۔ اس کا جواب آنا ہے۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب سپیکر! مجھے جواب نہیں ملا۔

جناب چیئرمین، اب وہ تحریک ڈسپوز آف ہو گئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب آپ کو بھی اس بات کو چھوڑ دینا چاہیے۔ اب وہ اگلی تحریک التوائے کار کا جواب دے رہے ہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، کوئی ایسی بات ہے کہ جس سے کسی کی بے عزتی کا خدشہ ہے۔ آپ کم از کم یہ نام تو بتائیں۔ یہ پبلک کے مفاد میں ہے کہ کون صاحب ہیں جنھوں نے یہ encroachment کی ہے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی، جناب چیئرمین! اگر آپ کی اجازت ہو تو میں عرض کروں کہ فاضل رکن نام پر غور فرمالیں۔ خان پلازہ کا نام کہا گیا ہے۔

جناب چیئرمین، جی' جی۔ جناب لاہنسٹر!

کاشت کاروں کے لیے گرین ٹریکٹر سکیم کا اجراء

----------(جاری)

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، جناب سپیکر! راجہ جاوید اخلاص صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 14 راولپنڈی ضلع میں گرین ٹریکٹر کی قرعہ اندازی سے متعلق تھی۔ انھوں نے اس امر کی نشان دہی کی تھی کہ کچھ applicants' جو کہ generally qualify کرتے تھے' ان کو نظرانداز کیا گیا اور ان کا نام قرعہ اندازی میں شامل نہیں کیا گیا۔ محرک نے تحریک پیش کر دی تھی۔ اس کے بعد میری استدعا پر انھوں نے اس کو pend کرنے کے لیے اتفاق کیا تھا اور یہ pending چلی آ رہی تھی۔ اس میں ایگریکلچرل ڈیپارٹمنٹ نے ڈپٹی کمشنر راولپنڈی سے رپورٹ مانگی تھی۔ وہ رپورٹ میں محرک کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آ گئی ہے اور اس رپورٹ میں محرک کے point of view سے تقریباً اتفاق کیا گیا ہے اور چونکہ یہ پالیسی وزیر اعلیٰ کے خصوصی احکامات کے تحت ترتیب دی گئی تھی تو اس پر اب وزیر اعلیٰ صاحب کے احکامات درکار ہیں۔ ڈپٹی کمشنر کی رپورٹ کے مطابق ڈیپارٹمنٹ نے سمری بنا کر وزیر اعلیٰ صاحب کو ضروری احکامات کے لیے بھیجی ہے۔ جیسے ہی وزیر اعلیٰ صاحب کے احکامات موصول ہوں گے ان کی روشنی میں مناسب کارروائی کی جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری اس وضاحت کے بعد محرک اپنی تحریک پر press نہیں فرمائیں گے اور اس کو ڈسپوزڈ آف تصور کیا جائے گا۔

جناب چیئرمین، جی' راجہ جاوید اخلاص صاحب!

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب چیئرمین! اس سلسلے میں میری دو منٹ کی گزارش ہے کہ یہ جو گرین ٹریکٹر سکیم چیف منسٹر صاحب کی ہدایت پر پورے پنجاب میں شروع کی گئی تھی۔ اس کا بڑا impact

ہوا ہے اور خاص طور پر اس میں چھوٹے زمینداروں کو بہت ہی فائدہ ہوا ہے۔ لوگ حکومت کی اس پالیسی کو بڑی اچھی نظر سے دیکھ رہے ہیں۔ جیساکہ میری اس تحریک التوائے کار سے یہ بات عیاں ہے، چونکہ اس ضلع میں راجہ بشارت صاحب جو قرضہ اندازی کرنے والی کمیٹی تھی اس کے چیئرمین تھے اور میں بھی اس کا ممبر تھا۔ اور یہ بات بھی عیاں ہے کہ پورے پنجاب میں پانچ ہزار ٹریکٹر تقسیم کیے گئے اور آبادی کی بنیاد پر ہر تحصیل کا یہ تقسیم کا کوٹہ مقرر تھا۔ لیکن ہماری تحصیل گوجر خان اور کہوٹہ کے لوگوں کا یہ مسئلہ پیدا ہوا کہ مقامی تحصیل سے کسی clerical mistake یا کسی سپرنٹنڈنٹ کی نااہلی کی وجہ سے درخواست دہندگان کے نام قرضہ اندازی میں شامل کرنے کے لیے نہیں بھیجے گئے حالانکہ وہ qualify کرتے تھے، وہ eligible تھے اور جس دن وہ قرضہ اندازی تھی اس دن وہ سارے لوگ وہاں پر پہنچے ہوئے تھے، کیونکہ اسسٹنٹ کمشنر جو متعلقہ تحصیلوں کے تھے ان کی طرف سے ان لوگوں کو ــــ

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا! محرک یہ ساری باتیں اپنی short statement میں کہہ چکے ہیں اور میں نے تسلیم کیا ہے کہ ان کی بات پر ہم نے comments مانگے ڈپٹی کمشنر نے ان کی بات کی تصدیق کی ہے اور اس کو ہم نے وزیر اعلیٰ کے پاس احکامات کے لیے بھیج دیا ہے ۔ اب سارے facts دوبارہ narrate کرنا میں سمجھتا ہوں مناسب نہیں۔ جب ایک بات ہو چکی ہے اور ان کے موقف کو تسلیم کر لیا گیا ہے ۔

راجہ محمد جاوید اخلاص ، اگر جناب، تسلیم کر لیا گیا ہے تو ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین، تو پھر اس کو disposed of تصور کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار جناب سید ذی شان الہیٰ شاہ صاحب کی ہے ۔

مہر محمد انور حیات خان لک، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! وزیر موصوف سے میرا سوال یہ ہے کہ اس قرضہ اندازی کو کافی عرصہ ہو گیا ہے ، کسان پریشان ہیں کہ حکومت ہمیں یہ دے گی بھی یا نہیں۔ تو یہ ٹریکٹر کب تک تقسیم کر دیے جائیں گے؟

وزیر قانون، جناب والا! یہ وقفۂ سوالات نہیں ہے اور میں تو تحاریک التوائے کار کا جواب دے رہا تھا اور جو پنڈی کا ایک specific case تھا میں اس کے بارے میں بتا رہا تھا۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے ---- اگلی تحریک جناب سید ذی شان الہیٰ شاہ صاحب کی ہے جس کا نمبر 29 ہے۔ یہ pending چلی آ رہی ہے۔ فاضل ممبر ہاؤس میں تشریف نہیں رکھتے۔ ----- اس سے اگلی تحریک التوائے کار نمبر 32 سردار سعید انور صاحب کی ہے۔ یہ move ہو چکی ہے۔ اس کا ابھی جواب آنا ہے۔

وزیر قانون، جناب والا! میری استدعا ہو گی کہ اس کو pend فرمالیں، کیونکہ وزیر زراعت اس کا جواب دینا پسند فرمائیں گے۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے اس کو بھی pend کیا جاتا ہے۔ --- اب تحریک التوائے کار نمبر 33 کو لیتے ہیں، یہ راجہ محمد جاوید اخلاص صاحب کی ہے۔ جی راجہ صاحب۔

دربار شاہ نذر دیوان تحصیل گوجر خان کی تزئین و آرائش پر اٹھنے والے اخراجات کے لیے فنڈز کی فراہمی

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ وزیر اعظم پاکستان کے حکم پر موضع سید تحصیل گوجر خان میں دربار شاہ نذر دیوان کی تزئین و آرائش اور دربار تک راستہ کی تعمیر اور حفاظتی دیوار کا کام منظور ہوا جو محکمہ لوکل گورنمنٹ، رورل ڈویلپمنٹ راولپنڈی نے تقریباً مکمل کر لیا جس پر تقریباً 20 لاکھ روپے لاگت آئی ہے مگر کام کروانے کے بعد محکمے نے کنٹریکٹر کو ادائیگی سے معذوری ظاہر کر دی جس نے ہنگامہ کھڑا کیا ہوا ہے، آئے دن اخبارات کے ذریعے اور ممبران اسمبلی کے پاس وفود لے کر آ رہا ہے نیز دربار شریف کے معتقدین اور پیروکاروں میں تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے اور دربار کی عقیدت کی وجہ سے لوگ حکومت سے فنڈز کے اجراء کا پرزور مطالبہ کر رہے ہیں۔ لہذا اس معاملہ کو زیر بحث لایا جائے۔

جناب چیئرمین، جی۔ وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، (جناب محمد بشارت راجا)، جناب والا! اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا یہ کل circulate ہوئی ہے اس کو pending فرمالیں اس کا کل تک جواب آ جائے گا۔

جناب چیئرمین، تو کل تک کے لیے اسے pending کیا جاتا ہے۔ --- تحریک التوائے کار نمبر 34

راجہ جاوید اخلاص صاحب کی ہے۔ جی راجہ صاحب۔

آزاد کشمیر اور پنجاب کے مابین اساتذہ کے تبادلے پر پابندی

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ تعلیم پنجاب نے ان اساتذہ کی ٹرانسفر پر ایک پالیسی کے تحت مستقل پابندی لگا دی ہے جو آزادکشمیر میں تعلیمی خدمات سرانجام دیتے ہیں اور جو آزادکشمیر سے پنجاب میں تبادلہ کروانا چاہتے ہیں' نیز وہ لوگ بھی متاثر ہوئے ہیں جو پنجاب سے آزادکشمیر میں تبادلہ کروانا چاہتے ہیں جب سے پاکستان بنا ہے ان تبادلوں پر کوئی پابندی نہ تھی۔ لیکن اب اچانک یہ پابندی عائد کر دی گئی ہے کہ آزادکشمیر پاکستان کا حصہ نہ ہے محکمہ تعلیم اور محکمہ خزانہ کے اس فیصلے سے پنجاب اور آزادکشمیر کے عوام میں تشویش کی لہر دوڑ گئی ہے اور لوگ اس پابندی کی وجہ سے انتہائی پریشان ہیں لہذا یہ معاملہ زیر بحث لایا جائے۔

جناب چیئرمین، جی۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، جناب اس کو بھی کل کے لیے pending فرمائیں۔ یہ آج ہی circulate ہوئی ہے اس کا جواب ابھی موصول نہیں ہوا۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے اس کو pending کیا جاتا ہے۔ --- اگلی تحریک التوائے کار نمبر 35 جناب سعید اکبر خان صاحب کی ہے۔ جی خان صاحب۔

مزنگ میں اقبال ٹاؤن کے نوجوان کا قتل

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ "جنگ" لاہور کی 2 فروری 1999ء کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ "مزنگ میں اقبال ٹاؤن کا نوجوان قتل کر دیا گیا"۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ مزنگ کے علاقہ میں دو نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے فائرنگ کر کے 27 سالہ نوجوان عارف کو قتل کر دیا۔ رضا بلاک اقبال ٹاؤن کا عارف اپنی سیمنٹ ایجنسی پر بیٹھا تھا

کہ دو موٹر سائیکل سواروں نے شام کے وقت اس کے سینے میں گولی مار دی اسے گنگا رام ہسپتال پہنچایا گیا جہاں وہ دم توڑ گیا۔ دہشت گردی کی بڑھتی ہوئی وارداتوں سے امن و امان تباہ ہو کر رہ گیا ہے اور اس ضمن میں حکومت اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے میں ناکام ہو گئی ہے لہٰذا استدعا ہے کہ اسے فوری طور پر زیر بحث لایا جائے۔

جناب چیئرمین: جی۔

وزیر قانون: جناب یہ بھی ابھی موصول ہوئی ہے ۔ اس کو بھی pending فرمایا جائے۔

جناب چیئرمین: چونکہ یہ ابھی موصول ہوئی ہے اس لیے اسے بھی pending کیا جاتا ہے۔

مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب چیئرمین: جناب سعید احمد چودھری! رپورٹ کی توسیع کے لیے تحریک پیش کریں۔

جناب سعید احمد چودھری: جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

"کہ مسودہ قانون ترمیم پنجاب حصول اراضی مصدرہ 1998، مسودہ قانون نمبر 3 بابت 1998، پیش کردہ حاجی عبدالرزاق ایم ۔ پی ۔ اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 مارچ تک توسیع کر دی جائے"۔

جناب چیئرمین: تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے ۔

"کہ مسودہ قانون ترمیم پنجاب حصول اراضی مصدرہ 1998، مسودہ قانون نمبر 3 بابت 1998، پیش کردہ حاجی عبدالرزاق ایم ۔ پی ۔ اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 مارچ تک توسیع کر دی جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

مسودات قانون

مسودہ قانون (دسویں ترمیم) مقامی حکومت، پنجاب مصدرہ 1998ء

جناب چیئرمین: اب سرکاری کارروائی شروع کی جاتی ہے۔ فرسٹ ریڈنگ شروع ہوتی ہے۔

Now we take up "The Punjab Local Government (Tenth Amendment) Bill, 1998 is under consideration. Minister for Law to move:-

MINISTER FOR LAW: Sir, I move -

> "That Punjab Local Government (Tenth Amendment) Bill, 1998 as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development be taken into consideration at once."

سردار رفیق احمد خان لغاری، جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، لغاری صاحب۔

سردار رفیق احمد خان لغاری، جناب والا! قانون سازی ہو رہی ہے ہاؤس کو in order کیا جائے۔ ایوان میں کورم پورا نہیں ہے۔

وزیر مال: جناب والا! انھوں نے کورم point out نہیں کیا۔ انھوں نے کہا ہے کہ ہاؤس کو in order کیا جائے۔

جناب چیئرمین: آپ نے ہاؤس in order کرنے کے لیے کہا ہے، یا کورم کی نشان دہی کی ہے؟

سردار رفیق احمد خان لغاری: جناب والا! میں نے کورم کی نشان دہی کی ہے۔

جناب چیئرمین: انھوں نے کورم point out کیا ہے۔

وزیر قانون: جناب چیئرمین! اس سے قبل کہ آپ گنتی شروع کروائیں، میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ معزز رکن اسمبلی نے یہ فرمایا ہے کہ انتہائی اہم قانون سازی شروع ہونے لگی ہے، اس لیے ہاؤس کو in order کیا جائے اور کورم پورا کیا جائے۔ ان کے point کو تو آپ قانون کے مطابق take

up کریں لیکن میری استدعا ہوگی کہ آج پورے اجلاس کے دوران محرک کی contribution کو بھی مدنظر رکھا جائے کہ اس اہم قانون سازی میں ان کی contribution کیا ہو گی۔

سردار رفیق احمد خان لغاری: جناب چیئرمین! میں نے کورم کی نشاندہی کی ہے' لہذا پہلے ہاؤس میں کورم پورا کیا جائے' پھر کارروائی چلائی جائے۔

جناب چیئرمین: چونکہ اب لغاری صاحب نے کورم کی نشان دہی کر دی ہے۔ اس لیے گنتی کی جائے ------(گنتی کی گئی)----- کورم نہیں ہے' پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی جائیں-----پانچ منٹ کے لیے گھنٹیاں بجائی گئیں-----دوبارہ گنتی کی جائے----- گنتی کی گئی-----اب کورم پورا ہے۔

MR CHAIRMAN: The motion moved is:

> "That the Punjab Local Government (Tenth Amendment) Bill 1998, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once".

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I oppose it, Sir.

MR CHAIRMAN: There are two amendments in it The first amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan.

Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I move:

> "That the Punjab Local Government (Tenth Amendment) Bill, 1998 as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 28th of February,

1999".

MR CHAIRMAN: The motion moved is:

"That the Punjab Local Government (Tenth Amendment) Bill, 1998 as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 28th of February, 1999".

MINISTER FOR LAW: Sir, I oppose it.

جناب چیئرمین: وزیر قانون صاحب اسے oppose کرتے ہیں۔ جی منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس: جناب چیئرمین! یہ The Punjab Local Government Ordinance, 1979ء جو کہ 31 جولائی 1979ء کو promulgate کیا گیا تھا' اس میں حکومت ترمیم چاہتی ہے۔ انھی ترامیم کی بنیاد پر پہلے ہی لوکل گورنمنٹ کے الیکشن ہو چکے ہیں۔ جناب چیئرمین! ہر دور میں successive governments نے اپنی مرضی کرنے کے لیے 'اپنے من پسند' چہیتے افراد کو کھپانے کے لیے قانون میں ترامیم کی ہیں۔ یہ بل بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اگر آپ پنجاب کوڈ اٹھا کر دیکھیں' لوکل گورنمنٹ آرڈی ننس پہ ایک نظر ڈالیں تو آپ کو یہ اندازہ ہوگا کہ اس میں کتنی ترامیم ہو چکی ہیں۔ اتنی زیادہ ترامیم کی جا چکی ہیں کہ اگر آپ اسے پڑھنے بیٹھیں تو آپ اس میں سے relevant مواد نہیں ڈھونڈ سکتے۔ جناب والا! successive حکومتوں نے اپنے مفادات کو حاصل کرنے کے لیے اپنے من پسند افراد کو نوازنے کے لیے بار بار ترامیم کیں۔ موجودہ الیکشن بھی ان proposed ترامیم کے مطابق ہوئے ہیں۔ یہ اس انداز میں ہوئے ہیں کہ اگر ان کو صوبے کے بدترین دھاندلی والے الیکشن کہا جائے تو بے جا نہیں ہوگا۔

جناب چیئرمین! پہلے وزیر اعظم پاکستان نے ایک اعلان کیا کہ چاروں صوبوں میں ایک ہی دن بلدیاتی الیکشن کرائے جائیں گے۔ گو وہ اعلان پایۂ تکمیل تک نہ پہنچ سکا لیکن وزیر اعظم کا یہ اعلان کر میں سمجھتا ہوں کہ صوبائی خود مختاری میں دخل اندازی کے مترادف ہے' کیونکہ یہ ایک خالصتاً صوبائی مسئ

تھا اور اس اعلان سے آئین کی خلاف ورزی ہوئی، آئین کو پامال کیا گیا اور اس کے بعد جو الیکشن کرائے گئے ان میں بدترین قسم کی دھاندلی ہوئی ہے۔ آپ delimitation سے شروع کریں وہاں سے دھاندلی شروع ہوئی اور پولنگ اسٹیشن، پولنگ سٹاف حتیٰ کہ ووٹران کی فہرستوں تک دھاندلی چلتی رہی اور ابھی حال ہی میں پنجاب میں سات ماہ کی تاخیر سے بلدیاتی اداروں کے سربراہوں کے انتخابات ہنگاموں شور شرابے، لاٹھی چارج اور آنسو گیس کے دھوئیں کے دوران مکمل ہوئے۔ بیشتر شہروں کے بلدیات کے چیئرمین، میئرز اور ضلع کونسل کی چیئرمینی پر مسلم لیگی قابض ہو گئے۔ اس میں دیکھنے والی بات یہ ہے کہ ان ہنگامہ آرائیوں اور پرتشدد حالات کے بعد جو انتخابات ہوئے ان میں بھی 19 بلدیاتی اداروں کے انتخابات ملتوی کیے گئے۔ بہاول پور میں نتائج روک دیے گئے۔ کوٹ ادو میں باقاعدہ فائرنگ ہوئی۔ دریا خان کا ٹاؤن ہال نذر آتش کر دیا گیا۔ بھکر میں چیئرمین کے امیدوار سمیت پانچ کونسلروں کو اغوا کر لیا گیا۔ اسی طریقے سے اور بھی بہت سے اضلاع جن میں راولپنڈی بھی شامل ہے وہاں بھی اس قسم کی حرکتیں ہوئیں۔ ملتان میں اسی قسم کا کام ہوا لیکن صرف وہاڑی ایک ایسی جگہ تھی جہاں پر مسلم لیگ جناح کا میونسپل کمیٹی میں وائس چیئرمین منتخب ہوا۔ اس پر بھی میرے محترم بھائی رکن صوبائی اسمبلی میاں ثاقب خورشید صاحب نے احتجاجاً استعفیٰ پیش کیا۔ ایک سرکاری رکن، ایک پارلیمانی سیکرٹری نے استعفیٰ پیش کیا اور ان کے ساتھ وہاں کے 15 کونسلرز نے بھی استعفیٰ پیش کیا۔۔۔

میاں ثاقب خورشید: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب چیئرمین! قائد حزب اختلاف نے میرا نام لے کر جو الزام تراشی کی ہے۔ اس بارے میں، میں اصل حقیقت بیان کرنا چاہتا ہوں کہ ہم پارٹی ڈسپلن کے پابند ہیں اور ہمارے قائد محترم نے جو حکم دیا تھا ہم نے تعمیل کی۔ میں نے کسی ذاتی وجہ سے یا کسی شخص کے وجہ سے استعفیٰ نہیں دیا تھا بلکہ وہاں پر ہماری مقامی لیڈر نے پارٹی ڈسپلن کی خلاف ورزی کی تھی جس پر میں نے احتجاجاً استعفیٰ دیا تھا۔ جب میرے قائد نے حکم دیا کہ میں فیصلہ کروں گا اور فیصلے کی پابندی ہوگی اور انھوں نے ٹیلی فون پر انھیں message convey کر دیا تو میں نے اپنا فیصلہ واپس لے لیا۔ تو اب قائد حزب اختلاف صریحاً خلاف ورزی کر رہے ہیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین: میرے خیال میں انھوں نے ذاتی وضاحت کر دی ہے۔ اب اگر آپ ترمیم کے حوالے سے relevant رہیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! یہ جنرل کلاز ہے اور میں بات کر رہا ہوں کہ کیا کیا

دھاندلیاں ہوئی ہیں اور میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہا ہوں کہ خود سرکاری اراکین بھی فرما رہے ہیں کہ قائد کا حکم ملا۔ پہلے قائد کے حکم کی خلاف ورزی کی تو استعفیٰ دے دیا' پھر قائد نے حکم دیا تو استعفیٰ واپس لے لیا۔

میاں محمد ثاقب خورشید، جناب والا! انھوں نے پارٹی ڈسپلن کی خلاف ورزی کی تھی اور جب پارٹیوں میں سیاسی فیصلے ہوتے ہیں تو اس وقت ہمیں کارکنوں کا فیصلہ ماننا پڑتا ہے۔

جناب چیئرمین، میں فاضل پارلیمانی سیکرٹری کو یہ عرض کروں گا کہ جب بھی انھوں نے بات کرنی ہو تو وہ کھڑے ہو کر Chair سے اجازت لیں۔ اور ہاؤس میں cross talk کی بالکل اجازت نہیں۔

میاں محمد ثاقب خورشید، جناب والا! میں معذرت خواہ ہوں۔

جناب چیئرمین، جی منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! میں صرف یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ اس میں عوام کی رائے کا احترام نہیں کیا گیا۔۔۔

جناب سعید الحق ڈوگر، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں قائد حزب اختلاف سے عرض کروں گا کہ وہ اپنا ریکارڈ درست کرلیں کہ صرف وہاڑی میں نہیں بلکہ کافی اضلاع میں پیپلز پارٹی کے وائس چیئرمین اور عہدے دار منتخب ہوئے ہیں' کیونکہ یہ بالکل fair election تھا جس میں پیپلز پارٹی کے لوگ بھی کامیاب ہو کر آئے ہیں۔

جناب چیئرمین، جی منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! ان انتخابات میں جو کچھ بھی ہوا ہے انھیں افسوس ناک ہی قرار دیا جا سکتا ہے۔ ان انتخابات کو مکمل ہونے میں ایک ریکارڈ عرصہ لگا۔ پاکستان اور اس صوبے کی تاریخ میں بلدیاتی انتخابات کو اتنا لمبا عرصہ کبھی نہیں لگا۔ جناب چیئرمین! پاکستان ایک جمہوری تحریک اور جمہوری عمل کے نتیجے میں قائم ہوا لیکن بدقسمتی سے جمہوری نظام چلانے والوں نے اس نظام کی جڑوں پر ہمیشہ کلہاڑا مارا اور وطن عزیز کا ایک بہت لمبا عرصہ غیر جمہوری نظام کے سائے میں گزرا۔ یہ انتخابات جن کا میں ذکر کر رہا ہوں یہ بھی اسی زمرے میں آتے ہیں' کیونکہ اس میں عوامی رائے کو مد نظر نہ رکھتے ہوئے حکم رانوں نے اپنی من مرضی' اپنا حکم اور اپنا آرڈر چلاتے ہوئے اپنے من پسند لوگوں

کو نوازا۔ جناب چیئرمین! بلدیاتی سربراہوں کے انتخابات کے جو نتائج سامنے ہیں ممکن ہے کہ حکومت کے لیے آج کی ضرورت کے مطابق ہوں لیکن اسے جمہوری نظام کے استحکام کے لیے نیک فال نہیں قرار دیا جا سکتا اور میں سمجھتا ہوں کہ وزیر اعظم پاکستان اور وزیر اعلیٰ پنجاب جنھوں نے ہمیشہ میرٹ کی بات کی ہے اور بلند و بانگ دعوے کیے ہیں کہ وہ ہر معاملے میں میرٹ کو سامنے لائیں گے' میرے خیال میں یہ جو بلدیاتی انتخابات کے نتائج تھے یہ ان کے اس اعلان کی نفی کرتے ہیں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کو یہ سوچنا پڑے گا کہ آیا ان کے یہ اقدام جمہورت کے حق میں صحیح تھے یا نہیں۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ بھاری مینڈیٹ کے نعرے لگانے والوں نے جس طریقے سے بلدیاتی انتخابات میں سلوک کیا وہ فسطائیت کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ عوام کی رائے کا احترام رکھنا ہر جمہوری ادارے میں ایک اولین فرض ہے اور یہ جمہوریت کی روح ہے۔ موجودہ حکم ران جو ہمیشہ بھاری مینڈیٹ کی گردان رٹتے رہے ہیں۔ اپنی رائے کے خلاف اپنے ہی ساتھیوں کی کسی قسم کی آواز سننے کے لیے تیار نہ تھے۔ بلکہ میں یہ کہوں گا کہ بھاری مینڈیٹ حکمرانوں کو جمہوری حکومت کی اجازت تو دیتا ہے لیکن ظل الٰہی بننے کی اجازت قطعاً نہیں دیتا۔ جو کچھ یہاں ہو رہا ہے' شہنشاہیت کی طرف جا رہے ہیں ظل الٰہی بننے کی طرف جا رہے ہیں۔ licences to kill دیے جا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جمہوریت کی بد ترین مثال ہیں۔ پھر جناب سپیکر! ان انتخابات سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ چند ایسے مخصوص لوگ تھے جن کو میں نو رتن کہوں گا۔ ان نو رتنوں کے کہنے پر جتنے بھی سربراہ یا نائب سربراہ چنے گئے انھی کی بات کو مانا گیا اور جناب چیئرمین! عوام کی رائے کا احترام نہ کیا گیا۔ جناب سپیکر! یہ بات میں بطور صرف اپوزیشن رکن یا اپوزیشن لیڈر نہیں کر رہا۔ اگر ریکارڈ اٹھا کر دیکھا جائے تو خود حکمران پارٹی کے معزز اراکین اور معزز وزرائے کرام نے بھیان انتخابات کے خلاف آواز اٹھائی۔ میرے ایک دوست نے' جو اس کابینہ کے معزز رکن ہیں' پریس میں ایک بیان دیا اور یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ موجودہ انتخابات تاریخ کے سب سے زیادہ دھاندلی والے انتخابات تھے۔ نہ صرف یہ بلکہ محترم وزیر انتظامیہ کے ہاتھوں اتنے زچ ہوئے کہ انھوں نے پھر ایک بیان جاری کیا اور اس بات کا اقرار کیا کہ میں نہ صرف انتظامیہ کی دھاندلی روکنے میں ناکام ہو گیا' بلکہ مجھے ایسے لگتا تھا کہ میں وزیر نہیں بلکہ اپوزیشن میں موجود ہوں۔ یہ معزز وزیر جو ملتان سے تعلق رکھتے ہیں انھوں نے یہ بیان جاری کیا۔ پھر وہی ایک وزیر نہیں اور بھی میرے بھائی وزرائے کرام بیٹھے ہیں جن پر عوام کی رائے کے خلاف فیصلہ ٹھونسا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جمہوریت میں بد ترین مثال کہی جا سکتی ہے۔

جناب چیئرمین! انتخابات کے شیڈول کو لمبا کرنے اور اس کے بعد انتظامیہ کو اپنی مرضی کے نتائج لینے کے لیے جو وقت دیا گیا وہ بھی آپ کے سامنے ہے۔ انتظامیہ کے ایما پر جتنی دھونس اور دھاندلی کی گئی' اور جو سٹیٹ مشینری کو استعمال کیا گیا میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی دھاندلی کی ایک زبردست مثال ہے۔ لیکن اس کے باوجود جناب چیئرمین! چند ایسے لوگ بھی تھے ایسے اضلاع بھی تھے جہاں معزز اراکین اسمبلی نے اپنے ضمیر کی آواز کو جگاتے ہوئے ان فیصلوں کا بائیکاٹ بھی کیا۔ سرگودھا کی مثال جناب چیئرمین! سب کے سامنے ہے۔ جناب چیئرمین! بلدیاتی ادارے جمہوری نظام میں جمہوریت کی نرسری کا درجہ رکھتے ہیں۔ان کی موجودگی ہی جمہوریت کی نشوونما کے لیے انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ جمہوری اداروں کی بجائے ان کو پرائیویٹ لمیٹڈ کا درجہ دینا کسی طریقے سے بھی مناسب نہیں۔

پیر ذوالفقار علی چشتی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! کیا لکھی ہوئی تقریر پڑھی جا سکتی ہے۔

جناب چیئرمین، تقریر نہیں پڑھی جا سکتی' وہ نوٹس دیکھ رہے ہیں۔

پیر ذوالفقار علی چشتی، جناب نوٹس نہیں' بلکہ تقریر پڑھی جا رہی ہے۔ اپوزیشن لیڈر کو تقریر نہیں پڑھنی چاہیے۔ ان کی تو کم ازکم اتنی تیاری ہونی چاہیے کہ خود بخود تقریر کریں۔ آپ خود دیکھ لیں تقریر پڑھی جا رہی تھی۔

جناب چیئرمین، نہیں' وہ صرف نوٹس دیکھ رہے ہیں۔جناب منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب چیئرمین! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ملتان میونسپل کارپوریشن میں وہاں پر جو امیدوار تھے وہ بیت المال کے چیئرمین ہیں۔ حکومت کی طرف سے نامزد کردہ چیئرمین ہیں۔ وہاں کے ریٹرننگ آفیسر نے ان کے کاغذات مسترد کر دیے۔ صرف اس بنیاد پر مسترد کر دیے کہ وہ آرٹیکل 63-62 پر پورا نہیں اترتے۔ اب جناب چیئرمین آپ خود اندازہ لگائیں کہ ایک طرف تو گورنمنٹ نے ان کو بیت المال کا چیئرمین بنایا ہے' گورنمنٹ نے اس کا نوٹیفکیشن کیا ہے۔ وہی گورنمنٹ کہتی ہے کہ یہ آرٹیکل 63-62 پر پورا نہیں اترتے۔ جب اسی معزز شخص کو عدالت کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑا تو پھر انتظامیہ ناراض ہو گئی' حکمران ناراض ہو گئے۔ انھوں نے پھر پولیس آپریشن شروع کر دیا اور ایک جعلی مقدمے میں ان کو گرفتار کر لیا اور ان پر مقدمہ بنا دیا گیا۔ اب میں صرف ملتان کارپوریشن کی بات

کروں تو جناب والا! وہ ایک حکم رانوں کے گلے میں ایک ایسی ہڈی ہے جسے وہ نہ اگل سکتے ہیں اور نہ ہی اسے نگل سکتے ہیں۔ یہ میں چند مثالیں اس لیے پیش کر رہا ہوں کہ جتنی ترامیم دی گئیں وہ انہوں کو نوازنے کے لیے دی گئیں۔ عوامی رائے کا احترام نہ کرتے ہوئے ان پر یہ فیصلے ٹھونسے گئے۔ جناب چیئرمین! میں یہ کہوں گا کہ بلدیاتی ادارے قوم کی امانت ہیں۔ ان کو کسی حلوائی کی دکان کا درجہ دینا میرے خیال میں قطعاً مناسب نہیں ہوگا۔ میں یہ کہوں گا کہ جو یہ ترامیم ہیں یہ بالکل اسی طریقے سے ہے جیسے وائس چیئرمین کا' ان کی تعداد کا' جب آپ موازنہ کریں گے یا ان کو دیکھیں کہ اس میں کم وبیش تین سے چار' صرف انہی وائس چیئرمینوں کی تعداد پر آرڈیننس جاری ہوئے ہیں۔جناب چیئرمین ویسے اگر دیکھا جائے تو ان انتخابات میں آج تک گیارہ آرڈیننس جاری کیے گئے ہیں۔ ان کی تعداد کو اگر دیکھیں تو ایسے ہی ہے جیسے یہ وائس چیئرمین اور نائب میئر کا ایک جمعہ بازار لگا ہوا ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ معزز قائد ایوان ایک طرف تو یہ اعلان فرماتے ہیں partyless انتخابات ہوں گے اور دوسری طرف وہ یہ بھی بیان دیتے ہیں کہ بلدیاتی اداروں کے چیئرمین صرف مسلم لیگی ہوں گے۔ پھر جناب سپیکر! اس سے بھی آگے جائیں تو یہ دیکھنے میں آئے گا کہ پارٹی وفاداری کی بجائے شخصی وفاداری کو سامنے رکھا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی دھاندلی کی بدترین مثال ہے۔ جناب چیئرمین! میں یہ عرض کروں گا کہ یہ تمام باتیں جو میں نے آپ کے سامنے پیش کی ہیں اور آپ کی وساطت سے معزز ایوان کے سامنے پیش کی ہیں۔ یہ ایسی مثالیں ہیں جن کی وجہ سے عوام پریشان اور مشکلات میں مبتلا ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہم بطور قانون ساز اسمبلی اس بل کو زیر غور لا رہے ہیں اور اس کو ہم نے قانون سازی کا درجہ دینا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان بلدیاتی انتخابات میں جتنی دھاندلی ہوئی اور جس طرح ناجائز طریقے سے سٹیٹ مشینری کو استعمال کیا گیا اس کو مد نظر رکھتے ہوئے میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان کو یہ اپیل کروں گا کہ اس بل کو پہلے عوامی رائے کے لیے متداول کیا جائے۔ کیونکہ اس میں ایسے معاملات ہیں کہ لوگوں میں پریشانی بڑھ رہی ہے۔ ابھی تک جناب چیئرمین! آپ کے بھی علم میں ہوگا کہ کئی جگہوں پر سربراہان کے انتخابات بھی نہیں ہو سکے۔ جہاں اب تاریخیں مقرر کی جا رہی ہیں وہاں بھی ایڈمنسٹریشن کو صوبائی دارالحکومت پر بلا کر کہا جا رہا ہے اور ان کو حکم دیا جا رہا ہے کہ اگر حکومتی امیدوار کے مقابلے میں کوئی دوسرا امیدوار زیادہ اکثریت رکھتا ہے تو ان کے آدمی اٹھا لیے جائیں۔ وہ جو میں نے آپ کو پہلے مثال ضلع بھکر کی دی کہ وہاں کے امیدوار کو ان کے پانچ

کونسلروں سمیت اغواء کر لیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں پر اس قسم کے معاملات ہو رہے ہوں اس سے بہتر ہے کہ عوام میں جو اتنی تشویش پائی جا رہی ہے ہمیں چاہیئے کہ اس بل کو عوام کی رائے کے لیے متداول کیا جائے۔ ان سے آراء لے کر اس کے بعد اسے یہاں پر زیر غور لایا جائے تاکہ عوام کی آراء کی روشنی میں ہم اس پر قانون سازی کر سکیں۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین ،جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو صاحب!۔

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو ، شکریہ جناب چیئرمین ! اس وقت The Punjab Local Government (Tenth Amendment) Bill, 1998 زیر بحث ہے۔ آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں بھی اس debate میں کچھ contribute کر سکوں۔ جناب والا! لوکل گورنمنٹ کے اداروں کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔ جمہوریت اور ڈیمو کریٹک سسٹم میں یہ ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ جو ڈویلپمنٹ کا کام ہے وہ تمام بھی ان اداروں کے through ہونا چاہیے۔ اور ہم نے ترقی یافتہ ملکوں میں دیکھا ہے کہ جو لوکل گورنمنٹ کے ادارے ہی ڈویلپمنٹ کرتے ہیں۔ نہ کہ اراکین اسمبلی ڈویلپمنٹ میں دلچسپی لیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایم پی ایز ' ایم این ایز کا کام قانون سازی کرنا ہے اور ان کو قانون سازی پر ہی توجہ دینی چاہیے۔ جو ڈویلپمنٹ ہے وہ محض ان اداروں کے ہی سپرد ہونی چاہیے کہ یہ مقامی سطح پر عوام کی پریشانیوں سے بھی آگاہ ہوتے ہیں اور یہ بہتر انداز میں ان پریشانیوں کا حل بھی کر سکتے ہیں۔ جناب والا! یہ جو گزشتہ الیکشن ہوئے ہیں یہ پاکستان کی تاریخ کے منفرد الیکشن تھے۔ جس طریقے سے شیڈول بار بار تبدیل کیا گیا اور اس کے بعد جو حالات دیکھنے میں آئے۔ الیکشن کے اگلے روز یہ سرخیاں اخباروں میں لگیں کہ یہ الیکشن پاکستان کی تاریخ میں خونی الیکشنز تھے۔ سینکڑوں لوگ زخمی ہوئے اور بے شمار لوگ ان انتخابات میں اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ کیا حکومت کا یہ فرض نہ تھا کہ الیکشن کے دوران اس خون ریزی کو روکا جاتا۔ ہر ضلع اور تحصیل میں گروپ بندی تھی اور قتل و غارت ہوئی اور بے شمار لوگ اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اس کے علاوہ کہا گیا کہ یہ partyless الیکشن ہیں۔ لیکن ہر ضلع میں گورنمنٹ نے ایڈمنسٹریشن کے ذریعے ان کو مجبور کیا کہ ایک ہی پارٹی کے امیدوار منتخب ہو کر ان اداروں کے سربراہ بن سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ کیا ہی اچھا ہوتا' جیسے حکومت کو دعویٰ ہے کہ وہ بھاری مینڈیٹ لے کر آئی ہے' اگر

اس الیکشن میں سیاسی دباؤ نہ پیدا کیا جاتا اور لوگوں کو موقع دیا جاتا کہ جو لوگ نمائندے بننا چاہتے ہیں وہ آگے آئیں۔ اور جنھوں نے لوگوں کی خدمت کی ہے وہ منتخب ہوں۔ اور کسی سیاسی دباؤ کے بغیر وہ لوگ منتخب ہو کر ان اداروں کے سربراہ بن سکیں۔ لیکن ہم نے دیکھا کہ ہر جگہ پر کسی ایم این اے کا بھائی، کسی منسٹر کا بھائی، کسی کا بھتیجا، وہی لوگ جو ہمیشہ ان اداروں میں آگے آتے ہیں اس دفعہ بھی وہی ہوا کہ وہی لوگ منتخب ہو کر آگے آئے۔ ہمارے ضلع اوکاڑہ میں ایک وفاقی وزیر کے بھائی کو کامیاب کروایا گیا۔ اور گورنمنٹ مشینری کو یہ کہا گیا کہ آپ نے یقینی بنانا ہے کہ یہ آدمی منتخب ہو۔ اور مشینری نے پورا پورا ان کا ساتھ دیا۔ اس کے بعد جناب والا! یہ خبر مل رہی ہے کہ اب حکومت ان تمام بلدیاتی اداروں میں ڈی ایم جی آفیسرز appoint کرنا چاہتی ہے، چیف آفیسرز کی شکل میں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی صورت بھی مناسب نہیں ہے۔ جب یہ elected لوگ موجود ہیں تو ان کی موجودگی میں یہ جو گورنمنٹ چاہ رہی ہے کہ DMG گروپ کے دوسرے افسروں کو لگا دیا جائے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ ان لوگوں کو فری ہینڈ نہ مل سکے۔ جو لوگ منتخب ہو کر آ گئے ہیں یہ بھی اصل میں اپنی مرضی کے مطابق کوئی کام نہ کر سکیں اور ان پر بھی حکومت کے لوگ مسلط کر دیے جائیں کہ وہ حکومت کی مرضی سے ہی ان اداروں کے معاملات کو چلا سکیں۔ اور یہ بھی آزادی کے ساتھ کام نہ کر سکیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی صورت بھی مناسب نہیں۔ جو لوگ elect ہو گئے ہیں انھیں کام کرنے دیا جائے۔ اور انھیں موقع ملے کہ وہ اپنے علاقے کی اور جس ادارے کے وہ سربراہ ہیں اس کے ذریعے وہ اپنے علاقے کی خدمت کریں اور ڈویلپمنٹ کے کام کریں اور دوسرے ترقیاتی کام کریں۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اس بل میں بے پناہ خامیاں ہیں۔ اس کو elicit opinion کے لیے circulate کیا جائے تا کہ خرابیاں دور کی جا سکیں۔

جناب چیئرمین: جی لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ جناب والا! میں سب سے پہلے موجود حکومت کے حوالے سے اس ایوان کی کارروائی کے حوالے سے، قانون سازی کے حوالے سے، یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ حکومت یا ٹریژری بنچز کی طرف سے اپوزیشن کو maximum حد تک accommodate کیا جاتا ہے۔ اور میں اپنا یہ استدلال دہراؤں گا کہ اپوزیشن کو accommodate

کرنے کے لیے بعض اوقات ہم قواعد و ضوابط سے آنکھیں بھی بند کر لیتے ہیں اور اس کو پوائنٹ آؤٹ نہیں کرتے۔ جس طرح کہ آپ کو معلوم ہے کہ آج سے دو دن پہلے جناب سپیکر نے یہ رولنگ دی کہ معزز اراکین کے دستخط نہیں تھے' اگر تھے تو وہ ملتے نہیں تھے۔ انھوں نے رولنگ دے دی اور ہم نے چیئر کی رولنگ کا احترام کیا اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے۔ لیکن میرا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ جہاں کہیں ہم اپوزیشن کو latitude دینا چاہتے ہیں اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ اپوزیشن اس ایوان میں contribute کرے۔ ان کا ایک کردار ہو۔ اور جہاں کہیں حکومت کی کوتاہیاں یا short comings ہیں وہ ان کو پوائنٹ آؤٹ کرے تاکہ ہم اس سے استفادہ کرتے ہوئے ان کو دور کرسکیں۔ اور ہم اپوزیشن کا یہ رول ایک مثبت رول دیکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن مجھے افسوس ہوتا ہے جیسے ابھی ایک معزز رکن نے کورم پوائنٹ آؤٹ کیا تھا تو میں نے کہا تھا کہ اس پوری قانون سازی میں ان کا رول بھی دیکھا جائے۔ اگر کوئی اپوزیشن کا رکن role play negative کرنے کے لیے ایوان میں آ کر بیٹھے اور وہ رول ادا کرکے چلا جائے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کو اس لحاظ سے اپنے رویے میں تھوڑی سی تبدیلی کرنی چاہیے۔ معزز رکن نے کورم پوائنٹ آؤٹ کیا۔ اور انھوں نے یہ کہا کہ انتہائی اہم قانون سازی ہونے والی ہے' اس لیے ہاؤس کو in order کیا جائے۔ اور اس کے بعد خود وہ غائب ہوگئے۔ اور میں نے اس وقت کہا تھا کہ اس وقت ان کا رول دیکھا جائے۔ اب آپ ملاحظہ فرمالیں' وہ ایوان میں اس وقت موجود نہیں ہیں۔ اس لیے میری اپنے بھائیوں سے استدعا ہے کہ ہم ان کے رول سے اس ہاؤس میں استفادہ حاصل کرنا چاہتے ہیں میں انھیں یقین دلاتا ہوں کہ ہماری طرف سے انھیں ہمارا پورا تعاون حاصل رہے گا۔ اور ہم ان کے ساتھ تعاون کریں گے۔ لیکن وہ بھی اپنا ایک مثبت رول اختیار کریں۔

جناب چیئرمین! اب اس ترمیم کے حوالے سے میں بات کرنا چاہتا ہوں۔ معزز قائد حزب اختلاف نے بات کی' اس کے بعد جناب معظم وٹو صاحب نے بات کی۔ ترمیم اگر آپ ملاحظہ فرمائیں تو وہ یہ ہے کہ یہ بل جو اس وقت زیر غور ہے اس کو تشہیر کیا جائے تاکہ اس سے عوام زیادہ سے زیادہ طور پر آگاہی حاصل کرسکیں۔ اس کے بعد اس کو قانون سازی کے لیے take up کیا جائے۔ میں نے آج ذاتی طور پر خود محسوس کیا ہے کہ اس بل پر کچھ کہنے کے لیے جناب قائد حزب اختلاف کے پاس کچھ موجود نہ تھا۔ میرے خیال میں اس بات سے وہ خود بھی اتفاق کریں گے کہ وہ بات کرتے ہوئے دقت محسوس کر رہے تھے۔ اور یہاں پیر ذوالفقار علی چشتی صاحب نے بھی اس بات کو پوائنٹ آؤٹ

کیا۔ اور ہمارے دوسرے اراکین نے بھی اس بات کو محسوس کیا کہ ان کے پاس کہنے کو کچھ نہ تھا۔ وہ دقت محسوس کر رہے تھے۔ لیکن اس کے باوجود اعتراض برائے اعتراض کے لیے انھوں نے وہ باتیں کہیں جن کا اس موجودہ ترمیم کے حوالے سے کوئی تعلق نہیں۔ انھوں نے خود اس بات کو تسلیم کیا کہ یہ قانون جو اس وقت نافذ العمل ہے اور اس کے تحت انتخابات بھی ہو چکے ہیں۔ اس صوبے کی پوری آبادی اس قانون کے تحت انتخابات میں حصہ بھی لے چکی ہے۔ بلدیاتی ادارے وجود میں آ چکے ہیں۔ اور اس کے باوجود یہ کہتے ہیں کہ عوام کی آگاہی کے لیے اس کی تشہیر کی جائے۔ میں سمجھتا ہوں' اس سے بڑھ کر اس قانون کی اور تشہیر کیا ہوسکتی ہے کہ اس کے تحت پورے صوبے میں انتخابات بھی ہو چکے ہیں' اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ہم ہمیشہ جو irrelevant کا لفظ استعمال کرتے رہتے ہیں' اس کا ان پر اثر نہیں ہوتا۔ میری ان سے استدعا ہے کہ اگر تھوڑا سا relevant رہ کر اپنی بات کریں تو شاید ان کی بات میں وزن بھی ہوگا اور میں پھر اپنی اس بات کو دہراتا ہوں کہ ہم اس سے استفادہ بھی کریں گے۔ یہاں پر قائد حزب اختلاف نے یہ فرمایا کہ successive governments آتی رہیں اور لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں اپنے مفادات کے حصول کے لیے یا اپنے قریبی لوگوں کو نوازنے کے لیے ترامیم کرتی رہیں۔ میں سمجھتا ہوں اور میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ان successive governments میں سب سے زیادہ حصہ پاکستان مسلم لیگ کا رہا ہے کہ پاکستان مسلم لیگ کی حکومت نے ان اداروں کو زیادہ سے زیادہ فعال بنانے کے لیے ان کو زیادہ سے زیادہ اختیارات دینے کے لیے اور ان اداروں کو زیادہ سے زیادہ عوام کی خدمت کے لیے قانون میں ترامیم بھی کی ہیں' ان اداروں کی نشو و نما اور ان اداروں کی فلاح و بہبود کے لیے قوانین بھی بناتی رہی ہے۔ لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ میرے بھائی اپوزیشن کے اراکین جس دور میں جس حکومت کے ساتھ رہے' جس جماعت کے ساتھ رہے یا جن لوگوں کے ساتھ رہے وہ لوگ ہمیشہ ان بنیادی جمہوری اداروں کے قاتل رہے۔ یہاں مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ میرے بھائی معظم وٹو صاحب نے سب سے پہلے اپنی گفتگو کا جب آغاز فرمایا تو انھوں نے کہا کہ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ یہ بلدیاتی ادارے ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں' ڈویلپمنٹ بھی انھی اداروں کے ذریعے ہوتی ہے اور یہ ادارے عوام کے مسائل کو حل کرنے کے لیے کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ وہ خود تو محسوس کرتے ہیں لیکن افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ وہ اپنے والد محترم کو یہ بات نہیں سمجھا سکے کہ خدا کے لیے' جو بات میں محسوس کرتا ہوں آپ بھی محسوس کیجیے اور ان

بلدیاتی اداروں کا قتل نہ کیجیے اور ان بلدیاتی اداروں کو بحال کیجیے' ان کو فعال کیجیے تاکہ یہ ادارے جو جمہوری اداروں کی بنیاد ہیں یہ اپنا ایک کلیدی کردار ادا کر سکیں اور عوام کے مسائل کو حل بھی کر سکیں وہ اس وقت تو نہیں سمجھا سکے لیکن آج وہ یہ کہتے ہیں کہ میں یہ محسوس کرتا ہوں۔۔۔

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو، جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی' پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب معظم جہاں زیب احمد خان وٹو، جناب چیئرمین! میں معزز وزیر قانون کو interrupt تو نہیں کرنا چاہتا تھا۔ لیکن میں ان کی انفرمیشن کے لیے یہ ضرور ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ میاں منظور احمد وٹو صاحب اپنے دور میں لوکل گورنمنٹ آرڈیننس لے کر آئے تھے انھوں نے اس پہ پوری تیاری کی تھی لیکن اس وقت پیپلز پارٹی کی وفاقی حکومت کو لوکل باڈیز کے الیکشن کرانے پر اعتراض تھا اور میاں منظور وٹو صاحب تو آخری وقت تک ان سے اصرار کرتے رہے کہ بلدیاتی اداروں کے الیکشن کرائے جائیں۔ لیکن چونکہ وفاقی حکومت نہیں چاہتی تھی تو اس وجہ سے یہ الیکشن نہ ہو سکے۔

سردار سعید انور، جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین، جی' پوائنٹ آف آرڈر۔

سردار سعید انور، جناب چیئرمین! انھوں نے جو فرمایا ہے یہ بالکل بجا ہے لیکن پیپلز پارٹی اور ان کی مسلم لیگ اس وقت یک جان دو قالب تھے' اس لیے ایک دوسرے کی بات برداشت کریں۔

جناب چیئرمین، جی' لاءمنسٹر صاحب۔

وزیر قانون، جناب چیئرمین! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں اور جس طرح میرے بھائی نے کہا ہے کہ ان کے والد محترم منظور وٹو صاحب ان اداروں کو بحال کرنا چاہتے تھے' ان اداروں کو فعال بھی بنانا چاہتے تھے لیکن وہ بے بس تھے کہ پیپلز پارٹی کی وفاقی حکومت تھی اور وہ چونکہ اس حکومت کا ایک حصہ تھے اور میں سمجھتا ہوں کہ بقول ان کے فرزند ارجمند کے وہ پیپلز پارٹی کی حکومت کے ہاتھوں کٹھ پتلی بنے ہوئے تھے' ان کے اشاروں پہ ناچ تو رہے تھے۔ لیکن وہ اپنی بات اور ایک جائز بات اور ایک اصولی بات اور جو ایک صوبے کے مفاد کی بات ہے وہ ان کو سمجھا نہیں پا رہے تھے لیکن ان سے اپنا مفاد ضرور حاصل کر رہے تھے کہ مٹھی بھر ممبران کو ساتھ لے کر ایک بڑی اکثریت کو پیچھے چلا کر وزارت اعلیٰ تو

چلا سکتے تھے لیکن یہ عوام کے بنیادی سطح کے مسائل کو حل کروانے کے لیے ان اداروں کو بحال نہیں کروا سکتے تھے۔ اپنا مفاد حاصل کر سکتے تھے لیکن اس صوبے کے عوام کا مفاد حاصل نہیں کر سکتے تھے۔

جناب چیئرمین! میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بلدیاتی ادارے درحقیقت نرسری کا کردار ادا کرتے ہیں اور ہماری حکومت کو اس بات کا اعزاز حاصل ہے کہ جب بھی پاکستان مسلم لیگ کی حکومت برسر اقتدار آئی اس نے ان اداروں کو نہ صرف بحال کیا بلکہ فعال بھی کیا۔ آج بھی میں دعوے کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ جس طرح قائد حزب اختلاف فرما رہے تھے کہ فلاں جگہ انتخابات میں یہ ہوا' فلاں جگہ انتخابات میں یہ ہوا۔ ان ساری باتوں کی اپنی جگہ پر ایک علیحدہ حیثیت ہے لیکن اس کے باوجود ہمیں اس حقیقت کو نہیں بھولنا چاہیے کہ یہ موجودہ حکومت کو اعزاز جاتا ہے کہ ہم نے ان اداروں کو بحال کیا' ان اداروں کو فعال کیا اور آج ہم جس قانون کو پاس کرنے کی طرف جا رہے ہیں اس قانون کے تحت ہم نے زیادہ سے زیادہ لوگوں کو ان اداروں میں شریک اقتدار کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں اپنی رائے دیں کہ کیا یہ ترامیم اس حوالے سے نہیں ہیں کہ ہم زیادہ سے زیادہ لوگوں کو شریک اقتدار کرنا چاہتے ہیں' ہم زیادہ سے زیادہ لوگوں کو بلدیاتی اداروں میں آگے لا کر اس نرسری میں ایک حصہ بنانا چاہتے ہیں جو کل آنے والے وقت میں اس ملک کی باگ ڈور کو سنبھالیں گے۔ اس لیے جناب سے میری استدعا ہے کہ اس ترمیم کو رد فرمایا جائے اور فوری طور پر اس بل کو ٹیک اپ کیا جائے کیوں کہ جیسے خود قائد حزب اختلاف نے یہ فرمایا ہے کہ اس پہ انتخابات ہو چکے ہیں' عوام اس سے آگاہ ہو چکے ہیں اور اس لیے اب اس کی مزید تشہیر کی کوئی ضرورت نہیں۔ شکریہ' جناب چیئرمین۔

MR CHAIRMAN: The amendment moved and the question is:-

> "That the Punjab Local Government (Tenth Amendment) Bill 1998 as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be circulated for eliciting public opinion thereon by 28th February, 1999.

(The motion was lost)

MR CHAIRMAN: The next amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo,

Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan. Mr Saeed Akbar Khan may move the amendment.

MR SAEED AKBAR KHAN: Sir, I move :-

"That the Punjab Local Government (Tenth Amendment) Bill, 1998 as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be referred to the Select Committee consisting of the following with instructios to report upto 28th Febraury, 1999:-

1. Mr Saeed Akbar Khan, MPA
2. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA
3. Raja Muhammad Javed Ikhlas, MPA
4. Mian Tariq Mehmood, MPA
5. Ch Zafarullah Cheema, MPA
6. Mian Naveed Tariq, MPA
7. Ch Saeed Iqbal, MPA
8. Mian Najeeb-ud-Din Owaisi,MPA
9. Ch Sultan Mehmood Gondal, MPA

MR SPEAKER: The motion moved is:-

"That the Punjab Local Government (Tenth Amendment) Bill 1998 as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be referred to the Select Committee consisting of the following with instructios to report upto 28th Febraury, 1999:-

1. Mr Saeed Akbar Khan, MPA

2. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA

3. Raja Muhammad Javed Ikhlas, MPA

4. Mian Tariq Mehmood, MPA

5. Ch Zafarullah Cheema, MPA

6. Mian Naveed Tariq, MPA

7 Ch Saeed Iqbal, MPA

8. Mian Najeeb-ud-Din Owaisi,MPA

9. Ch Sultan Mehmood Gondal, MPA

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIR: I oppose it.

جناب چیئرمین، جی' سعید اکبر خان صاحب! آپ اس پر بات کریں گے؟

جناب سعید اکبر خان، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آپ نے بھی وہی حشر شروع کیا جو حکومت نے ان الیکشنز میں عام حالات کے مطابق عام لوگوں سے کیا کہ جو بھی سٹینڈ لینا چاہتا تھا ان کو ایک خنجر کے ساتھ قتل کیا۔ آپ بھی اسی پیٹرن پہ چلنے لگے تھے۔ لیکن آپ بڑے سمجھ دار اور نہایت ہی سنجیدہ آدمی ہیں آپ وہ کام کر نہیں کر سکتے۔

جناب چیئرمین! میرے بھائی وزیر قانون نہایت ہی سمجھ دار اور سلجھے ہوئے سیاست دان ہیں۔ وہ جہاں بھی کسی بات پہ قابو آنا ہوتا ہے تو وہ ایک دوسرا راستہ اختیار کرتے ہیں کیوں کہ جن حالات کا ذکر سعید احمد خان نے کیا ہے' جن حالات کی بھینٹ ہم لوگ چڑھے ہیں' میرے سامنے بیٹھے ہوئے اقتدار کے ایوان میں کافی لوگ ہیں جو اسی خنجر کے ساتھ شہید ہوئے ہیں۔ جس کے ساتھ ہمیں شہید کرنے کی کوشش کی گئی۔ اس میں وزرائے کرام میں سے بھی کچھ لوگ ہیں۔ہم نے اخباروں میں راولپنڈی کا بھی ذکر پڑھا' اخباروں میں ہم نے ملتان کا ذکر بھی پڑھا' اخباروں میں سرگودھا کا بھی ذکر ہوا' یہ سارے وہی لوگ ہیں جو ایک ہی خنجر سے شہید ہو گئے لیکن ہم نے غازی بننے کی کوشش کی اور ہم نے اپنا گلا بچا لیا۔ لیکن اب ہمیں یہ یقین نہیں کہ کس وقت تک یہ سلسلہ چلے گا اور ہم بچ جائیں گے۔

میرے بھائی راجہ صاحب نے یہ تو فرمایا کہ الیکشن ہو چکے ہیں اور یہ عمل مکمل ہو چکا ہے لیکن جو بھی قانون سازی ہوتی ہے' وہ آرڈیننس کے تحت قانون سازی ہو جاتی ہے اور اس کے بعد ہاؤس سے قانون سازی کرائی جاتی ہے۔ اس میں بھی کوئی ابہام نہیں کہ اگر اس کو eliciting opinion کے لیے عوام میں بھیج دیا جائے اور اس کی رائے آ جائے کہ جتنا عمل ہوا ہے اور جو ترمیم آپ کر رہے ہیں' یہ غلط ہے تو اس کو حکومت withdraw بھی کر سکتی ہے۔ یہ کوئی غصے والی بات نہیں۔ لیکن جن حقائق کا ذکر قائد حزب اختلاف نے کیا' راجہ صاحب نے اس طرف ایک اشارہ بھی نہیں کیا۔ انھوں نے یہ نہیں کہا کہ ہم نے یہ الیکشن کن حالات میں کروائے ہیں۔

جناب چیئرمین! جب بھی قانون سازی ہوگی اور آرڈیننس کے تحت وہ عمل مکمل ہو چکا ہوگا اور جب آپ قانون سازی لے آئیں گے' اس میں جتنے حالات' جس طریقے سے بھی آپ نے وہ کام کیا ہوگا وہ اس ہاؤس میں discuss ہوگا کیونکہ بلدیاتی الیکشن آپ نے آرڈیننس کے تحت کروا دیے یا ایکٹ کے تحت یا ترامیم' مجھے یاد ہی نہیں کہ کتنی ترامیم لے آئے ہیں' میں یہ سمجھتا ہوں کہ الیکشن ہو چکے ہیں۔ ان ترمیم کے تحت ہو چکے ہیں جو آرڈیننس کے تحت آپ لائے اور اس ایکٹ کے تحت لائے جو پہلے ہی موجود تھا۔

جناب چیئرمین! جب تک ہم ان حالات کو discuss نہیں کریں گے تو جو میرا مدعا ہے کہ آپ ان ترامیم کو دوبارہ غور کرنے کے لیے سلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیجیں۔ میری جو رائے ہے' جو میں نے مشاہدہ کیا ہے' جو میں نے دیکھا ہے اور جو میں محسوس کرتا ہوں' وہ میں اس ہاؤس میں پیش نہیں کروں گا تو کیا میں یہ کہوں کہ یہ بہت بہترین الیکشن ہیں؟ وزیر اعظم صاحب نے اعلان کیا کہ چاروں صوبوں میں الیکشن ہوں گے' وہ نہ ہو سکے۔ جس تاریخ کو انھوں فرمایا اس تاریخ کو نہ ہو سکے۔ اس میں اپوزیشن والے رکاوٹ نہیں تھے' ان کے اپنے ہی اقتدار کے ایوانوں میں بیٹھے ہوئے نمائندگان نے ہاتھ کھڑے کیے کہ جناب' آپ کی حکومت کی کارکردگی اتنی خراب اور بدترین ہے کہ ان حالات میں اگر آپ عوام کے پاس جائیں گے ہم تو ان کو منہ دکھانے کے قابل نہیں ہیں۔ اسی لیے اس حوالے سے تاریخوں میں تبدیلی آتی رہی۔

جناب چیئرمین! الیکشن غیر جماعتی بنیادوں پر ہونے کہ جو بھی منتخب ہو کر آئے گا' جو بھی ان بلدیاتی اداروں میں اکثریت دکھائے گا' وہ سربراہ بنے گا اور جو عوام میں سے اکثریت لے کر آئے گا

وہ منتخب ہو گا۔ جناب چیئرمین! بلدیاتی الیکشن میں جو لوگ ہلاک ہوئے ہیں۔

(اس مرحلے پر جناب سپیکر کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر! میں آپ کو واپس آنے پر خوش آمدید کہتا ہوں۔ میں گزارش کر رہا تھا کہ یہ الیکشن ہو چکے اور اس میں آرڈیننس کے تحت ترامیم ہوئیں اور انہی کے ساتھ یہ الیکشن ہوئے۔ الیکشن غیر جماعتی بنیادوں پر کرانے کا اعلان ہوا لیکن بعد میں ہم نے یہ محسوس کیا کہ یہ جو غیر جماعتی الیکشن ہیں' یہ جماعتی الیکشن میں تبدیل ہو چکے ہیں۔ پھر اخباروں میں بیان آئے کہ تمام صوبہ پنجاب میں مسلم لیگی منتخب ہو گئے۔ ہم نے محسوس کیا کہ غیر جماعتی الیکشن کو اب یہ جماعتی الیکشن کی طرف لے جائیں گے اور اس میں جو بھی من مانی اور خرابی کرنا چاہیں گے وہ کریں گے۔

جناب سپیکر! جو حشر بعد میں اس الیکشن کے ساتھ اور منتخب آدمیوں کے ساتھ ہوا' وہ آپ کے نوٹس میں ہے' جو حافظ آباد میں ہوا کہ 23 ممبران والوں کو ایک سو پولیس والوں نے اور دو ڈی ایس پیز نے اور بھاری فورس نے ان کو باہر روکے رکھا اور پندرہ یا سولہ والے سپیشل سیٹیں لے گئے۔ جو حشر راولپنڈی میں ہوا' آپ حیران ہوں گے کہ جو ضلع کونسل کے ممبران ہیں' ان کی ٹانگیں توڑ دی گئیں۔ اب ضلع کونسل کے ممبران خودکشی کر رہے ہیں' جو گورنمنٹ نے ان کو ان کی وفاداریوں سے اور حلف سے ہٹایا ہے۔ آپ نے اخبارات میں پڑھا ہو گا کہ لوگوں نے خودکشیاں کی ہیں۔ جو سرگودھا میں ہوا کہ الیکشن ملتوی ہوتے رہے۔

جناب سپیکر! جو حشر میری آنکھوں کے سامنے بھکر میں ہوا' وہ میں پہلے ہی بتا چکا ہوں اور اب ہماری بدقسمتی سے دوبارہ 12 تاریخ مقرر ہو چکی ہے۔ جتنے بلدیاتی اداروں میں لوگوں نے resist کیا تو وہ الیکشن ملتوی ہو گئے اور 12 اس کی تاریخ ہے۔ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں اور آپ ہم سے پوچھیں کہ ہمارے ساتھ اس 12 تاریخ کو نبھانے کے لیے کیا حشر ہو رہا ہے تو ہم آپ کو پوری تفصیل بتائیں گے کہ جو بھی ہمارے ساتھ زیادتی جو بھی ظلم' جو بھی خرابی ہو رہی ہے' وہ ہم ہی ہیں جو برداشت کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! پوری انتظامیہ یہاں لاہور میں بلائی ہوئی ہے۔ ایس پی' ڈی سی روز یہاں سے ہدایات لے کر جاتے ہیں' وہاں آپریشن کرتے ہیں' دوسرے تیسرے دن پھر یہاں تشریف لاتے ہیں اور پھر لوکل باڈیز کے وزیر ان کو دوبارہ ہدایات دیتے ہیں کہ یہ اچھی بات ہو گئی ہے اور یہ خراب ہو

گئی ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اگر انھوں نے منتخب نہیں کروانا تھا تو نامزد کر دیتے۔ یہ اتنا بڑا فراڈ کرنے اور خرچہ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ یہ نامزد کر دیتے، جہاں ایڈمنسٹریٹر سرکاری ملازمین تھے، وہاں عوامی نمائندوں کو نامزد کر دیتے اور ایڈمنسٹریٹر بنا دیتے۔ ان کا کام چل جانا تھا۔ اگر اس طریقے سے انھوں نے کرنا تھا تو میں آپ کو ایک بات یہاں on the floor of the House کہنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ کسی کی غلط فہمی ہے کہ ہم نے اس الیکشن میں کچھ حاصل کیا ہے تو یہ بہت بڑی بھول ہے۔ جس دن یہاں کوئی بھی الیکشن fair ہوگا تو میں بتاؤں گا کہ یہ بلدیاتی الیکشن کرانے اور اس میں دھاندلی کرنے پر لوگ ان کو سبق سکھائیں گے۔

جناب سپیکر! یہاں کسانوں کے لیے، مزدوروں اور عورتوں کے لیے سیٹیں بڑھائی گئیں، ان ترامیم میں جو اس وقت زیر بحث ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کا مدعا ہے کہ غریب لوگوں سے، مزدوروں میں سے، اس میں حصہ دار بنایا جائے اور میرے بھائی راجہ بشارت صاحب فرما رہے تھے کہ ہم اقتدار میں زیادہ حصہ داری دینا چاہتے ہیں اور زیادہ لوگوں کو اقتدار میں شریک کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر! آپ ان کی سوچ دیکھیں۔ شراکت تو دے رہے ہیں کہ کسان کے لیے جو qualification ہے وہ یہ ہے کہ پانچ ایکڑ سے اس کا رقبہ زیادہ نہ ہو۔ پانچ ایکڑ تک اس کا رقبہ ہوتا کہ چھوٹے کاشت کار کو وہ اقتدار میں حصہ دار بنائیں۔ مزدوروں کو حصہ دار بنائیں اور عورتوں کو بنائیں جو اس معاشرے میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ پیچھے ہیں۔ اس گورنمنٹ کو یہ تو سوچ ہے کہ ان کو حصہ دار بنائیں، یہ سوچ نہیں کہ ان کے nomination paper کی فیس اتنی زیادہ ہے کہ ایک عام آدمی اپنے وسائل سے الیکشن لڑتا ہے، وہ بھی 10 ہزار جمع کرائے اور ایک مزدور جس کی ایک ہزار روپیہ بھی مہینے کی انکم نہیں ہے، یہ ان کو شریک اقتدار کرنا چاہتے ہیں۔ ایک کسان، جس کے لیے یہ limited land رکھتے ہیں کہ پانچ ایکڑ سے زیادہ اس کا رقبہ نہیں ہونا چاہیے، اس کو یہ گورنمنٹ شریک اقتدار کرنا چاہتی ہے لیکن یہ نہیں سوچتی کہ وہ 10 ہزار کہاں سے لائے گا؟ وہ 10 ہزار کدھر سے دے گا؟ اسی وجہ سے ان لوگوں کی صحیح نمائندگی نہیں ہو سکی۔ کسی کے پیسے میں نے جمع کرائے تو وہ میرا ممبر بن گیا۔ ان کی رائے پر پابندی لگ گئی۔ کسی کے nomination paper کی فیس آپ نے جمع کروائی تو وہ اخلاقی طور پر آپ کے ماتحت ہو گیا۔ ان کی یہ سوچ تو تھی کہ ان کو شریک اقتدار کیا جائے لیکن ان کو یہ

سوچ نہ آئی کہ ان غریب لوگوں کے nomination papers کے لیے ٹوکن منی رکھنی چاہیے۔ 50 روپے، یا زیادہ سے زیادہ 100 روپے رکھنی چاہیے تاکہ وہ برداشت کر سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے اس ظلم کی وجہ سے کوئی غریب آدمی، کوئی مزدور یا کوئی کسان اپنی رائے اپنی مرضی سے نہیں دے سکتا۔ نہ اس کے پاس 10 ہزار روپے تھے اور نہ ہی اس نے اپنی مرضی سے nomination paper جمع کروائے، نہ ہی وہ اپنی رائے کا صحیح استعمال کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر! یقین فرمائیں کہ اسی طریقہ سے ہوا ہے۔ آپ مجھ سے بہتر سمجھتے ہیں اور ان اداروں کے آپ سربراہ بھی کافی عرصہ رہے ہیں اور چونکہ عوام سے آپ کا تعلق ہے اور ہر بات کو آپ سمجھتے ہیں اور ہر بات کو محسوس کرتے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے اس گورنمنٹ سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو اتنے بڑے اقتدار میں ان لوگوں کو شریک کر رہے تھے اس وقت ان کے ذہن میں یہ بات نہیں آئی کہ ہم ان کی آمدن اور ان کے وسائل کو بھی مدنظر رکھتے ہوئے ان کے اوپر یہ پابندی لگائیں۔ جو ایک بڑا آدمی بلدیاتی الیکشن میں شریک ہو رہا تھا اس کے لیے بھی 10 ہزار روپیہ فیس تھی جو اس نے nomination paper کے لیے جمع کروائی اور وہ الیکشن لڑا۔ پھر جو ایک مزدور تھا، جس کی 30 روپے دہاڑی بنتی ہے یا 50 روپے، اس کے لیے بھی انھوں نے وہی فیس رکھی اور یہ ان کو شریک اقتدار کر رہے ہیں۔ میں ان کی اس سوچ پر اور عوام سے ہمدردی پر قربان ہوں۔

جناب سپیکر! یہ کہتے ہیں کہ ہم ہر کام میرٹ پر کرتے ہیں۔ میں قربان ہوں ان پر کہ یہ انصاف کو عوام کی دہلیز پر پہنچانا چاہتے ہیں۔ کیا یہی انصاف ہے کہ میری رائے کو پولیس کے ذریعے تبدیل کیا جائے؟ یہ شریعت لانا چاہتے ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس ملک میں شریعت آئے لیکن شریعت بل نہ آئے۔ شریعت ضرور آئے، شریعت بل نہ آئے کیونکہ ہمارے آئین میں شریعت بل کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی بھی برسراقتدار اس ملک میں شریعت نافذ کرنا چاہے تو اس کے لیے آئین میں تمام وسائل موجود ہیں اور وہ اس میں لا سکتا ہے۔ اسی لیے لوگ ان سے خوف زدہ ہیں اور ان پر مشکوک ہیں کہ اگر یہ بلدیاتی اداروں کے انتخابات اپنی مرضی سے اس طریقے سے کروا رہے ہیں تو کل کو پتا نہیں شریعت کا یہ کون سا نقشہ پیش کریں گے؟ اسی لیے نہ ان کی کوئی میرٹ پالیسی ہے، نہ ان کا کوئی احتساب ہے، نہ ان کا کوئی الیکشن ہے۔ جو مرضی آئے وہی چاہتے ہیں وہ کریں۔

جناب سپیکر! کل اور آج آپ نے اخباروں میں پڑھا۔ آپ کے ایک ایم۔ این۔ اے نے اپنے

ضمیر کے مطابق پارلیمانی میٹنگ میں ان کی بات کر دی تو اس کے اوپر اتنی سختی کی کہ اس کو sign کرنا پڑا۔ ہمیشہ پارٹی کے اندر بیٹھ کر جو بھی جس کا ضمیر کہے وہ بات کرے۔ یہ ایک سیاسی پارٹی کے لیے میں سمجھتا ہوں کہ ضروری ہے لیکن باہر آ کر وہ اپنی پارٹی کے خلاف بات نہ کرے۔ یہ تو اندر بیٹھ کر ہی برداشت نہیں کرتے۔ تو باہر والوں کی بات تو یہ سنتے بھی نہیں ہیں۔ میری یہی گزارش ہے کہ ان حالات کے تحت میرے دوست دوبارہ ہماری اس ترمیم کو سلیکٹ کمیٹی کو بھیجیں۔ اس کو reconsider کریں گے اور اس پر وہ وضاحت سے اپنا mind apply کر کے اس کو دوبارہ یہاں بھیجیں گے۔ مہربانی۔

جناب سپیکر، جی، شکریہ۔ لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون، شکریہ جناب سپیکر۔ جناب سپیکر! اس سے پہلے اپوزیشن کی طرف سے یہ تحریک تھی کہ عوامی رائے کے لیے اس بل کی تشہیر کی جائے اور اب یہ دوسری تجویز ہے کہ اس کو سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ میں نے پہلی ترمیم پر بھی یہ گزارش کی تھی کہ اس وقت انتخابات بھی اس قانون کے تحت ہو چکے ہیں، اس لیے نہ ہی اس کی تشہیر کی ضرورت ہے اور نہ ہی اس کو سلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیجنے کی ضرورت ہے کہ عوام نہ صرف ذہنی طور پر بلکہ عملی طور پر اس قانون کو تسلیم کر چکے ہیں، اس کے تحت انتخابات میں حصہ لے چکے ہیں اور اس وقت اس قانون پر عمل درآمد بھی ہو رہا ہے۔ لیکن میں نے پہلے بھی گزارش کی کہ آج معزز اراکین اپوزیشن نے کسی بھی قانون پر اپنی رائے کا اظہار کرنے کے لیے irrelevant ہونے کا ریکارڈ توڑا ہے۔ اس سے پہلے جو ترمیم پیش ہوئی اس پر بھی میں نے یہ گزارش کی کہ یہ ترمیم اس حوالے سے ہے کہ ممبران کی تعداد کتنی ہونی چاہیے؟ مخصوص مفادات کے ممبران کی، خواتین کی، کسانوں کی، مزدوروں کی تعداد کتنی ہونی چاہیے اور اس تعداد کو ہم نے بڑھا ہے۔ میں نے شریک اقتدار کی بات کی تو یہ ایک اچھی بات تھی۔ اس کی تعریف کرنی چاہیے تھی میں سمجھتا ہوں کہ کسی بھی ادارے میں اگر اراکین کی تعداد بڑھائی جائے تو وہ اس ادارے کو مز فعال بناتی ہے اور اس کی کارکردگی اس سے بہتر ہوتی ہے اور میرے بھائی اس پر اعتراض نہیں رہے لیکن کہہ رہے ہیں کہ اس کو سلیکٹ کمیٹی کے حوالے کیا جائے۔ سعید اکبر صاحب اپنی بات کرتے ہوئے، بجائے اس کے کہ وہ ممبران کی تعداد کی بات کرتے، انھوں نے اس کی فیس کی بات

کی۔ حالانکہ اس فیس سے متعلقہ اس بل میں کوئی بات ہے ہی نہیں۔ ان کی یہ بات مکمل طور پر غیر متعلقہ تھی۔ اس کے بعد انھوں نے میرٹ کی بات کی۔ اس کے بعد احتساب کی بات کی۔ اس کے بعد شریعت بل کی بات کی۔ میں آپ کا وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا اور نہ ہی اس معزز ایوان کا وقت ضائع کرنا چاہتا ہوں۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ یہ قانون پہلے سے نافذ العمل ہے۔ اسے اب سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس بھیجنے کی ضرورت نہیں' اس لیے میری آپ سے یہ استدعا ہوگی کہ اس ترمیم کو رد فرمایا جائے اور بل پر consideration شروع کی جائے۔ شکریہ۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

"That the Punjab Local Government (Tenth Amendment) Bill, 1998 as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 28th February 1999"

1. Mr Saeed Akbar Khan, MPA
2. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA
3. Raja Muhammad Javed Ikhlas, MPA
4. Mian Tariq Mehmood, MPA
5. Ch Zafarullah Cheema, MPA
6. Mian Naveed Tariq, MPA
7. Ch Saeed Iqbal, MPA
8. Mian Najeeb-ud-Din Owaisi MPA
9. Ch Sultan Mehmood Gondal, MPA.

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

"That the Punab Local Government (Tenth Amendment) Bill,

1998 as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development be taken into consideration at once.

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now, second reading starts. We take up the Bill Clause by Clause. Clause 2 of the Bill is under consideration. An amendment has been received from Mr. Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan. Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, I move:

"That in clause 2 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed sub-section (1) of section 11 of the Principal Ordinance, for the first proviso, the following be substituted":

"Provided that in case of a Zila Council, one peasant, one woman and one worker shall at least be elected from each Tehsil."

MR SPEAKER: The motion moved is.-

"That in clause 2 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed sub-section (1) of section 11 of the Principal

Ordinance, for the first proviso, the following be substituted:

"Provided that in case of a Zila Council, one peasant, one woman and one worker shall at least be elected from each Tehsil."

MINISTER FOR LAW: I oppose it, sir.

جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب اسے oppose کرتے ہیں --- جی منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! اس میں جو ترمیم کرنی درکار ہے اس بارے میں میں نے عرض کیا ہے کہ کلاز 2 کے سب سیکشن 1 میں جس کا تعلق 11 سے ہے اس میں گورنمنٹ نے propose کیا ہے کہ،

"The number of members in a Local Council representing peasants, workers and woemn shall be twice the number of such members elected in the Local Council election held in 1991."

جناب سپیکر! 1991ء میں جو قانون بنایا گیا تھا حکومت کہہ رہی ہے کہ اس تعداد کو ڈبل کر دیا جائے۔ میں نے اس میں جو ترمیم propose کی ہے اس میں ہم یہ چاہ رہے ہیں کہ ضلع کونسل کی جو تعداد بڑھائی جائے اس تعداد میں سے کم از کم ایک peasant ایک woman اور ایک worker ہر تحصیل کے لیے مختص کر دیے جائیں۔ جناب سپیکر! دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ کئی جگہ پر، کئی اضلاع میں ایک ہی تحصیل سے ممبران منتخب کر لیے گئے ہیں۔ گویا اس ضلعی میں چند ایسی تحصیلیں ہیں جو کہ اس representation سے محروم رہی ہیں میں نے اس میں یہ ترمیم پیش کی ہے اور میں آپ کی وساطت سے آنریبل ہاؤس سے بھی یہ request کروں گا کہ اس میں پورے ضلعی کی representation ہونی چاہیے۔ آپ جانتے ہیں کہ جیسے ایک ضلع میں اکثریتی گروپ ہے اس بات کو ہم ایک سائیڈ پر رکھتے ہیں کہ وہاں گورنمنٹ نے کس کو nominate کیا یا گورنمنٹ نے کس کے بارے میں احکامات جاری کیے۔ لیکن اگر ایک ضلعے میں کئی تحصیلیں ہیں اور اکثریتی گروپ ایک ہی تحصیل میں تمام سیٹیں دے دیتا ہے تو میرے خیال میں باقی دو تحصیلوں کے ساتھ ناانصافی ہوگی۔ میں نے اس

میں یہ propose کیا ہے کہ جتنی بھی تعداد بڑھائی جائے اس میں سے کم از کم ایک' ایک سیٹ ؛
تحصیل کے لیے مختص کر دی جائے تاکہ اگر ایک سے زاید بھی سیٹیں ہیں تو کم از کم ایک ' ایک
تو ان کو مل جائے گی تو وہ equal representation نہ سہی۔ لیکن کم از کم استعداد میں سے تا
تحصیلوں کو وہ representation مل جائے گی۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ایسے اضلاع جن کی تحصیلوا
میں representation نہ دی گئی ہوگی ان کو ان کے حق سے محروم رکھا جا رہا ہے۔ تو جب ا
legislation ہی کر رہے ہیں تو اس میں یہ چیز ضرور مدنظر رکھنی چاہیے کہ کم ازکم ایک ورکر ' ایک
peasant اور ایک woman کے لیے ایک ' ایک سیٹ مختص کر دی جائے تاکہ اسی تحصیل میں سے
ایک' ایک نمائندہ ان تمام categories میں شامل ہو جائے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر قانون اور معزز اراکین اسمبلی کی خدمت
میں عرض کروں گا کہ میری اس ترمیم کو منظور فرمایا جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ جی۔ وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری استدعا ہے کہ معزز قائد حزب اختلاف جو تجویز دے
رہے ہیں وہ اس لیے قابل عمل نہیں کہ ہم سیٹوں کی تعداد میں جو اضافہ کر رہے ہیں وہ ضلع کی سطح
کر رہے ہیں اور یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں ہو گا کہ اس کو آگے bifurcate کر کے تحصیل کے
لیے مختص کر دیا جائے۔ ہم جب بات کرتے ہیں تو ضلع کونسل کی بات کرتے ہیں تو وہ بعض اضلاع
تین تحصیلوں پر محیط ہیں اور بعض اضلاع چار تحصیلوں پر اور بعض اضلاع پانچ ' پانچ یا چھ' چھ تحصیلوں
بھی محیط ہیں' اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک غیر ضروری ترمیم ہے کہ اگر چھ تحصیلوں والے کے
لیے کیا جائے تو وہاں چھ سیٹوں کا اضافہ ہو گا۔ جہاں تین ہیں وہاں تین کا اضافہ کرنا پڑے گا۔

جناب والا! دوسری بات جو میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ہم جب
پورے ضلع کی بات کرتے ہیں تو پھر اس میں سیٹوں کو تحصیل وائز distribute کرنا میں سمجھ
ہوں کہ قانون کے لحاظ سے مناسب نہیں ہو گا کہ ان کو ہم پابند کر دیں' اس لیے یہ غیر ضروری تجو
ہے۔ ہم نے کوشش یہ کی ہے کہ ضلع کے یونٹ کو قائم رکھا جائے اور یہ elected کی مرضی ہے
وہ کس طرح اس کو تقسیم کرتے ہیں۔ جو شخص ووٹ لے کر کامیاب ہوتا ہے اس پر اس کا انحصار ہے

لیے میری استدعا ہو گی کہ اس ترمیم کو رد فرمایا جائے۔ شکریہ۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:-

"That in clause 2 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed sub-section (1) of section 11 of the Principal Ordinance, for the first proviso, the following be substituted:

"Provided that in case of a Zila Council, one peasant, one woman and one worker shall at least be elected from each Tehsil."

(The motion was lost).

MR SPEAKER: The question is-

"That clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried)

Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Clause-3 of the Bill is under consideration. Tv amendments have been received. The first amendment is from Mr Saee Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Mr Moazzam Jehanzeb Ahma Khan Wattoo, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Sye Masood Alam Shah and Mr Mansoor Ahmad Khan. .... Mr Saeed Ahmad Kha Manais may move it.

MR SAEED AHMAD KAHN MANAIS: Sir, I move -

"That in clause 3 of the Bill as recommended by the Standing

Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed para (1) for the word "three" appearing in line 1 the word "two" be substituted."

MR SPEAKER: The motion moved is -

"That in clause 3 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed para (1) for the word "three" appearing in line 1 the word "two" be substituted."

MINISTER FOR LAW: I oppose it, sir.

جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب اسے oppose کرتے ہیں۔ منیس صاحب! آپ اس پر ارشاد فرمائیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ' جناب سپیکر! جناب والا! in clause 3 sub section 1 میں گورنمنٹ نے propose کیا ہے کہ for the words " Vice Chairman" the words "not more than three Vice Chairman" shall be substituted. جناب سپیکر! اس بارے میں آرڈیننس کا جو relevant portion ہے وہ آنریبل ممبر کی اطلاع کے لیے عرض کرتا ہوں کہ Local Government Ordinance 1979 کے سیکشن 12 میں جہاں پر Election of Chairman and Vice Chairman of a Local Council ہے وہاں پر دیا ہوا ہے کہ For every Local Council there shall be a Chairman and a Vice Chairman۔ تو اس میں حکومت a Vice Chairman کی جگہ یہ substitute کرنا چاہ رہی ہے کہ not more than three۔ یعنی کہ وہ یہ چاہ رہی ہے کہ اس میں تین Vice Chairman بنا دیے جائیں۔ اب جناب سپیکر! اس میں میری امنڈمنٹ یہ ہے کہ اس میں تین کی جگہ دو وائس چیئرمین رکھے جائیں۔ جناب سپیکر! اگر آپ اس بل کو دیکھیں گے تو آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ عہدوں کی ایک لوٹ سیل لگا دی گئی ہے' صرف تعداد ہی بڑھائی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اتنے وائس چیئرمینوں کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جہاں زیادہ وائس چیئرمین ہوں گے وہاں اختیارات کی جو مرکزیت ہے یا اس کی جو تقسیم ہے وہ اس ادارے کے آڑے آئے

گی۔ پھر آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ ہمارے ہاں جو رواج ہے وہ یہ ہے کہ عہدے کے لیے ایک دفتر کی ضرورت، وہاں اس کے سٹاف کی ضرورت، اس کے لیے گاڑیوں کی ضرورت اور پھر جناب سپیکر! آپ سے بہتر کون جان سکتا ہے کہ خاص طور پر ان اداروں میں کوئی بھی بیجارو گاڑی سے کم کی گاڑی میں بیٹھنے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔

چیئرمین حضرات بھی کہیں گے کہ ہمارے لیے بیجیرو گاڑی لائی جائے، وائس چیئرمین حضرات بھی کہیں گے کہ علیحدہ علیحدہ دفاتر ہوں، ان کے لیے الگ الگ بیجیرو گاڑیاں ہوں۔ میں سمجھتا ہوں یہ حکومت کی austerity drive کی پالیسی کے خلاف ہوگا۔ جناب سپیکر! اس سے پہلے جو ایل ڈی اے اور دوسری ڈویلپمنٹ اتھارٹیز میں قانون سازی کی گئی ہے اور جس میں وائس چیئرمینوں کی تعداد کو unlimited کر دیا گیا۔ اُس وقت بھی میں نے یہ عرض کیا تھا کہ یہ بات حکومت کی austerity drive پالیسی کے خلاف ہے۔ میں آج بھی یہ عرض کروں گا کہ یہ austerity drive کے خلاف ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جو آمدنی ہو وہ ترقیاتی کاموں کے لیے مختص کر دی جائے چہ جائیکہ وائس چیئرمینوں کی تعداد بڑھا کر ان کے دفاتر، گاڑیوں اور سٹاف پہ یہ رقم خرچ کی جائے۔ جناب سپیکر! کئی جگہوں پر حکومت نے ایسے لوگوں کو نامزد کر دیا ہے جو کہ اس کے حق دار یا اس کے اہل نہیں۔ اس دفعہ بلدیاتی انتخابات میں تمام کام عوام کی رائے کے خلاف ہوئے۔ حکومت نے عوام اور منتخب ممبران کی رائے کے خلاف خصوصی نشستوں پر الیکشن کے لیے لوگوں کو نامزد کیا۔ اسی طرح ان کے سربراہ بھی خود حکومت نے ہی نامزد کیے اور نائب سربراہان بھی حکومت نے اپنی مرضی و منشا کے مطابق نامزد کیے۔ جناب سپیکر! ایسا بھی دیکھنے میں آیا کہ ایک میونسپل کارپوریشن کے لیے حکومت نے جس آدمی کو نامزد کیا اس پہ ڈرگ مافیا کا ممبر ہونے کا الزام ہے۔ یہ الزام ایک صوبائی وزیر اور منتخب ممبران صوبائی اسمبلی کی طرف سے لگایا گیا ہے لیکن حکومت وقت پھر بھی اس بات پہ مُصر ہے کہ اس نامزد شدہ شخص کو ہی وہاں پہ چیئرمین بنایا جائے۔ تو میں عرض کرتا ہوں کہ یہ اتنی زیادہ تعداد اس لیے بڑھائی جا رہی ہے کہ وہ مخصوص لوگوں کو وہاں کھپا سکیں، چاہے وہ اس عہدے کے لیے اہل ہوں یا نہ ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی طریقے سے بھی قابل قبول نہیں۔ چونکہ تمام ٹیکس عوام سے وصول کیے جاتے ہیں لہذا ان ٹیکسوں سے وصول ہونے والی رقوم کا زیادہ حصہ ترقیاتی کاموں پہ خرچ کیا جانا چاہیے، چہ جائیکہ وہاں عہدے بہت زیادہ بڑھا دیے جائیں اور سب رقوم ان پہ خرچ ہو جائیں۔

جناب والا! میں آپ کی وساطت سے حکومت اور معزز اراکین اسمبلی سے اپیل کروں گا کہ یہاں تین چیئرمینوں کی قطعاً ضرورت نہیں۔ اگر ان کی تعداد بڑھانا بہت ضروری ہے تو پھر آپ دو چیئرمین کر دیں اور میری اس ترمیم کو منظور فرمایا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ' جی وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون: جناب سپیکر! ترمیم کے ذریعے یہ تجویز کیا گیا ہے کہ تمام لوکل کونسلوں میں وائس چیئرمینوں کی تعداد تین تک مقرر کرنے کی بجائے دو مقرر کی جائے۔ میری استدعا ہوگی کہ یہ ترمیم غیر ضروری ہے۔ 1991ء کے مقابلے میں 1998ء کے بلدیاتی الیکشن میں ممبران کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ ہو چکا ہے۔ اس لیے یہ ضروری سمجھا گیا کہ اس اضافے کے پیشِ نظر وائس چیئرمینوں کی تعداد میں بھی اضافہ کر دیا جائے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ترمیم قابلِ پذیرائی نہ ہے۔ ایک امر جس کی نشان دہی محترم قائد حزب اختلاف نے کرائی ہے کہ حکومت کے اس اقدام سے' یعنی کہ تعداد بڑھانے سے austerity drive پالیسی پہ زد پڑے گی اور اس سے بلدیاتی اداروں کے اخراجات میں اضافہ ہوگا۔جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے معزز قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ حکومت نے جس طرح دیگر اداروں میں austerity drive شروع کی ہوئی ہے' اسی طرح بلدیاتی اداروں میں بھی حکومت نے مکمل طور پر اس بات کی پابندی لگائی ہوئی ہے کہ کوئی بھی بلدیاتی ادارہ حکومت کی پیشگی اجازت کے بغیر گاڑی نہیں خرید سکتا۔ موجودہ بلدیاتی اداروں کے سربراہان پر یہ پابندی ہے کہ وہ حکومت کی پیشگی اجازت کے بغیر کوئی گاڑی نہیں خرید سکتے۔ میں آپ کے توسط سے قائد حزب اختلاف کو اس بات کا یقین دلاتا ہوں کہ موجودہ حکومت نے فضول خرچی کے سلسلے کو مکمل طور پر بند کر دیا ہے۔ سابقہ دور میں ان بلدیاتی اداروں کو لوٹنے کا جو سلسلہ چلتا تھا' اس کی میں ایک چھوٹی سی مثال دینا چاہتا ہوں۔ آپ نے محسوس کیا ہو گا' کیونکہ آپ خود ایک بلدیاتی ادارے کے سربراہ رہے ہیں کہ گزشتہ دور میں صوبے کے سربراہ کو خوش آمدید کہنے کے لیے کروڑوں روپے خرچ کر دیے جاتے تھے لیکن موجودہ حکومت نے برسراقتدار آنے کے بعد کُلی طور پر اس پہ پابندی عائد کر دی ہے۔ مثال کے طور پر کل وزیر اعلیٰ صاحب بہاول پور تشریف لے گئے تھے تو بہاول پور بلدیہ یا ضلع کونسل کو قطعی طور پر یہ نہیں کہا گیا کہ آپ وزیر اعلیٰ کو خوش آمدید کہنے کے لیے اخبار کے پہلے صفحے پر پورے صفحے کا ایک

اشتہار شائع کرائیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب جو کہ اپنے فرائض کی انجام دہی کے لیے بہاولپور گئے ہیں انھیں خوش آمدید کہنے کے لیے دس لاکھ یا پانچ لاکھ روپے کا اشتہار شائع کرائیں یا بلدیاتی ادارے وزیر اعلیٰ کو خوش کرنے کے لیے، ان کے کسی اقدام کی تعریف کے لیے لاکھوں روپے صرف کر دیں۔ ہم نے اس قسم کی فضول خرچیوں پر مکمل طور پر پابندی لگائی ہوئی ہے۔ اس لیے میری آپ سے استدعا ہوگی کہ ان کا یہ جواز بالکل غلط ہے کہ اخراجات زیادہ ہوں گے۔ میں پھر اپنی بات کو دہراتا ہوں کہ ہم نے عوام کو زیادہ سے زیادہ شریک اقتدار کرنے کے لیے اس تعداد میں اضافہ کیا ہے، اس لیے ترمیم کو رد فرمایا جائے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 3 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, in the proposed para (i) for the word "three" appearing in line 1, the word "two" be substituted".

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The next amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan. Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Mr Speaker Sir, I move:

> That in clause 3 of the Bill as recommende by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, the proposed para (ii) be omitted.

MR SPEAKER: The motion moved is:

> That in clause 3 of the Bill as recommended by Standing Committee on Local Government and Rural Development, the

proposed para (ii) be omitted.

MINISTER FOR LAW: I oppose it, Sir.

MR SPEAKER: Mr Saeed Ahmad Khan Manais:

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! جو کلاز - 3 میں amendment of section 12 of Ordinance VI of 1979. ہے، میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان کی خدمت میں وضاحت کرنا چاہوں گا کہ یہ کیا proviso ہے، جسے تبدیل کیا جا رہا ہے۔ جناب والا! section 12(ii) proviso میں دیا گیا ہے کہ:-

> (ii) provided further that the Government may by Notification in the Official Gazette increase the number of Vice Chairmen for a Municipal Corporation, a Zila Council and a Municipal Committee at the District Headquarter upto two and in the case of a Municipal Corporation, Faisalabad upto three.

اس میں اب حکومت ترمیم کرنا چاہ رہی ہے اور حکومت نے جو ترمیم تجویز کی ہے وہ یہ ہے کہ اس میں "two" & "three" کی جگہ "five" & "seven" کر دیا جائے۔ اس مرحلے پر میں تھوڑی سی وضاحت کرتا چلوں کہ جناب گورنر پنجاب نے یہاں پھر آرڈی ننسوں کی ایک کلیرنس سیل لگائی ہوئی ہے۔ جناب والا! میں اپنی پچھلی amendment پہ کہہ چکا ہوں کہ حکومت اپنے لوگوں کو کھپانے کے لیے، ترامیم کے ذریعے یہ تعداد بڑھاتی رہی ہے۔ اور اگر آپ 13 جولائی 1998ء کا آرڈی ننس نمبر 12 پڑھ کر دیکھیں، تو اس میں حکومت نے یہ کہا تھا کہ

> "(ii) in the second proviso for the words "two" and "three" the words "three" and "four" shall be substituted."

یعنی اسے "two" and "three" سے "three" and "four" کر دیا جائے لیکن پھر یک دم حکومت کو خیال آیا کہ یہ تعداد بھی کم ہے تو انھوں نے 15 اگست کو آرڈیننس نمبر 15 جاری کر دیا۔ اس میں انھوں نے فرمایا کہ "two" and "three" کی جگہ اسے "four" and "six" کر دیا جائے۔ پھر اس پر بھی اکتفا نہیں کیا اور ان کو خیال آیا کہ اب بھی یہ تعداد کم

ہے تو پھر انھوں نے Tenth Amendment کی جگہ آرڈیننس نمبر 27 of 1998 جاری کر دیا۔ اس میں کہا کہ یہ بھی کم ہے' اس لیے "five" and "seven" کر دیا جائے۔ میں اسی لیے یہ لفظ استعمال کر رہا ہوں کہ جناب گورنر نے آرڈیننسز کی ایک کلیرنس سیل لگا دی ہے۔ اگر ویسے بھی دیکھا جائے کہ اس کی بنیادیں بھی discriminatory ہیں جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ مختلف کمیٹیز یا کارپوریشنز میں یہ discriminations کس لیے رکھی جا رہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ discrimination نہیں ہونی چاہیے' اس لیے اس کلاز کو omit کر دیا جائے۔ ویسے بھی میرے خیال میں ان کی اتنی تعداد بڑھانے کی ضرورت نہیں اگر حکومت نے بندے ہی کھپانے ہیں تو ہائی کورٹ نے ایک فیصلہ کیا تھا کہ پنچایت سسٹم کو ختم کر کے یونین کونسل کی سطح پر الیکشن کرائے جائیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر لوگوں کو کھپانا ہے تو lower tier کے الیکشن کرائے جائیں اور بار بار جو آرڈیننسز کے ذریعے تعداد بڑھائی جا رہی ہے وہ کسی طریقے سے بھی مناسب نہیں۔ جناب والا! جب آرڈیننسز کی بات ہو رہی ہے تو میں آپ کی اطلاع کے لیے عرض کروں گا کہ ان الیکشنز کے لیے ریکارڈ آرڈیننس جاری کیے گئے ہیں۔ آپ بھی فرما دیتے ہیں اور معزز وزیر قانون بھی فرما دیتے ہیں کہ اس ایوان نے ریکارڈ قانون سازی کی ہے۔ لیکن میں آپ کی اطلاع کے لیے عرض کرتا ہوں کہ ان الیکشنز کے لیے ریکارڈ ترامیم کی گئی ہیں اور انھی الیکشنز کے لیے لوکل گورنمنٹ آرڈیننس میں 11 ترامیم کی گئی ہیں جس کی مثال میں نے آپ کے سامنے رکھی ہے کہ صرف ایک میں تعداد بڑھانے کے لیے تین چار آرڈیننس جاری کیے گئے۔ یہ صرف اس لیے جاری کیے گئے کیونکہ لوگوں کو کھپانا تھا۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک آرڈیننس ایسا بھی تیار ہوا جس میں یہ قدغن لگائی جانی تھی کہ جو defaulter ہیں ان کو انتخابات میں حصہ لینے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ باقاعدہ اس کی منظوری ہو گئی ' اس کا فیصلہ ہو گیا اور اس کا ڈرافٹ تیار ہو گیا I think the Honourable Minister for Law will bear me out. کہ وہ ڈرافٹ آج بھی لا ڈیپارٹمنٹ میں تیار پڑا ہے کہ ڈیفالٹرز کو ان الیکشنز میں حصہ نہیں لینے دیا جائے گا لیکن چونکہ اپنے ہی لوگوں کو کھپانا تھا بیچ میں ایسے معزز اور جیتے لوگ تھے جو کہ ڈیفالٹرز ہیں لیکن انھیں چیئرمین اور وائس چیئرمین بنایا جانا تھا' اس لیے بنے بنائے ڈرافٹ کو وہیں پڑا رہنے دیا۔ ایک طرف تو حکومت کہتی ہے کہ ڈیفالٹرز کو پکڑو لیکن دوسری طرف ایک ڈرافٹ بنا کر اسے سرد خانے میں رکھ دیا گیا کہ یہ تو پھر اپنوں کے خلاف استعمال ہو گا۔ پھر آپ نے دیکھا بھی ہے کہ بہت سارے ایسے لوگ آ گئے ہیں جو ڈیفالٹرز ہیں لیکن وہ چیئرمین '

وائس چیئرمین، میئرز اور ڈپٹی میئرز بن گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت یہ تمام سلسلہ اپنے چہیتوں کے لیے کر رہی ہے اور خاص طور پر معزز ممبران قومی اسمبلی کے لیے کیا جا رہا ہے کیونکہ قومی اسمبلی میں سرکاری اراکین کی قلت ہو گئی ہے تو ان کو خوش کرنے کے لیے اور انھیں راضی رکھنے کے لیے سب کچھ کیا گیا ہے۔ آپ نے بھی محسوس کیا ہوگا کہ حکومت نے اکثر جگہوں پر ایم این ایز کے عزیز و اقارب کو چیئرمین نامزد کیا ہے۔ یہاں پر کافی معزز اراکین بیٹھے ہیں جن میں وزرائے کرام بھی ہیں جنھوں نے اس پر کافی react کیا انھوں نے اپنی resentment show کی۔ لیکن چونکہ نیشنل اسمبلی میں سرکاری اراکین کی قلت ہو گئی ہے، اس لیے ان کو کھپانا تھا تو ایک عوامی رائے کے خلاف اور منتخب اراکین کی رائے کے خلاف ان پر ایک فیصلہ ٹھونس دیا گیا ہے اور انھیں وہاں پر چیئرمین نامزد کر دیا گیا ہے۔ کئی جگہوں پر تو یہ بھی ہوگا کہ وہ لوگ ہاؤس کو carry بھی نہیں کر سکیں گے۔ کئی ایسے لوگوں کو چیئرمین اور وائس چیئرمین بنا دیا گیا ہے جن کا سیاست کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ آپ دیکھ لیں کہ اب انھیں یہ problem محسوس ہو رہی ہے کہ رولز میں ترمیم کیے جا رہے ہیں اور منتخب چیئرمینوں اور منتخب اداروں سے اختیارات لے کر چیف آفیسرز کو منتقل کیے جا رہے ہیں۔ گویا یہ اپنے ہی اراکین اسمبلی یا ان کے عزیزوں کے ڈیرے بنا دیے گئے ہیں۔ ان منتخب اداروں کو ڈیروں کا درجہ دے دیا گیا جو کسی بھی طریقے سے مناسب نہیں۔ میں عرض کروں گا کہ جو اتنی تعداد بڑھائی گئی ہے اس کی قطعاً کوئی ضرورت ہی نہیں اور جیسے میں نے اپنی ترمیم میں propose کیا ہے کہ اس کے سیکشن 2 کو omit کر دیا جائے۔ تو میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان سے یہ درخواست کروں گا کہ میری یہ ترمیم منظور کی جائے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی لاہنسٹر صاحب!

وزیر قانون، شکریہ۔ جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ یہ ترمیم اس لحاظ سے ناقابل پذیرائی ہے کہ اگر اس ترمیم کو مان لیا جائے تو متذکرہ بالا بلدیاتی اداروں میں وائس چیئرمینوں کی جو تعداد بڑھائی گئی ہے وہ نہیں بڑھائی جا سکے گی۔ اس لحاظ سے اس ترمیم کا ایک منفی اثر ہو گا اور ویسے بھی قاعدہ نمبر 198(3) کے تحت یہ ترمیم خلاف ضابطہ ہے، کیونکہ اس ترمیم کا نتیجہ negative vote ہوگا لیکن اس کے باوجود ان کے خدشات کے سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں بار بار یہ استدعا کر رہا ہوں کہ ہم زیادہ سے زیادہ لوگوں کو شریک اقتدار کرنا چاہتے تھے اور اس نظریے کے پیش نظر ہم نے

ے زیادہ لوگوں کو شریک اقتدار کیا۔ اب یہ کہاں کا اصول ہے کہ ہم نمائندہ لوگوں کی تعداد
ستے ہیں' تاکہ ان اداروں کی کارکردگی بہتر ہو لیکن معزز قائد حزب اختلاف اس تعداد کو کم
ستے ہیں اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ کسی طور پر بھی یہ ترمیم جائز نہیں۔ دوسری بات کہ جس
کا انھوں نے اظہار کیا کہ ان پر چیف آفیسرز کو مسلط کر دیا گیا تو یہ تاثر بھی قطعی طور پر غلط
یف افسر کو وہی اختیار حاصل ہیں جو لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے تحت اس کو مختص کیے گئے
برمین' میئر یا وائس چیئرمین یا ڈپٹی میئر کو جو اختیارات لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے تحت
کیے گئے ہیں ان میں قطعی طور پر کوئی تبدیلی نہیں لائی جا رہی' اس لیے میں اس ابہام کو واضح
تا تھا۔ اب میری استدعا ہے کہ اس ترمیم کو رد فرمایا جائے۔ شکریہ۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:-

> "That in Clause 3 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development the proposed para (ii) be omitted".

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The question is

> "That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now, Clause 4 of the Bill is under consideration amendment has been received from Law Minister. He may move it.

MINISTER FOR LAW: Sir, I move:

> "That for clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, the following be substituted:

"(4) Repeal . - The Punjab Local Government (Tenth Amendment) Ordinance 1998 (XXXIV of 1998) is hereby repealed."

MR SPEAKER: The amendment moved is:-

"That for clause 4 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Develoopment, the following be substituted:

"(4) Repeal . - The Punjab Local Government (Tenth Amendment) Ordinance 1998 (XXXIV of 1998) is hereby repealed."

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, I oppose it.

جناب سپیکر، منیس صاحب نے oppose کیا ہے۔ تو اس پر پہلے لاءمنسٹر صاحب بات کریں گے۔ جی لاءمنسٹر صاحب!

وزیر قانون ، جناب والا! اس سلسلے میری گزارش یہ ہے کہ جب بل ہذا سٹینڈنگ کمیٹی میں زیر غور لایا گیا تو اس وقت تمام آرڈیننس مذکورہ بابت 1998، 15-17-23-24 اور 27 نافذ العمل تھے ۔وہ آرڈیننس تین ماہ کی مدت مکمل ہونے پر ختم ہو چکے ہیں۔ صرف نمبر 34 بابت 1998 نافذ ہے۔ لہٰذا اس نمبر کا تحریر کیا جانا مقصود ہے۔

جناب سپیکر! میں پھر گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس سلسلے میں میرے اپنے خیالات ہیں اور قائد حزب اختلاف کے اپنے خیالات ہیں ۔ میں ان کے خیالات کا احترام کرتا ہوں اور اس اجلاس کے دوران ایک دفعہ نہیں دو تین مرتبہ پہلے بھی میں یہ commit کر چکا ہوں اور آج پھر آپ کی موجودگی میں ان کی خدمت میں یہ استدعا کرنا چاہتا ہوں ۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس اجلاس کے بعد میں ان کے ساتھ بیٹھوں گا ایڈوکیٹ جنرل کو بھی بٹھائیں گے اور جو ان کے ذہن میں ابہام ہیں میں ان کو دور کرنے کی کوشش کروں گا۔ ماسوائے ابہام کے کوئی دوسری بات نہیں۔ میں یہ اپنا فرض سمجھتا ہوں

کہ میں ان کو واضح کروں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ اس اجلاس کے بعد ان کے اس ابہام کو دور کیا جائے گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ' جناب سپیکر! میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اس بات کو پوائنٹ آؤٹ کروں ۔ گو کہ جیسا وزیر قانون نے فرمایا ہے کہ بار بار یہ بات ہو چکی ہے اور ہر قانون سازی پر یہ بات ہو چکی ہے۔ میں صرف اس میں یہ پوائنٹ آؤٹ کرنا چاہتا ہوں' وزیر موصوف کی بڑی عنایت ہے کہ انھوں نے فرمایا ہے کہ اجلاس کے بعد وہ بیٹھ کر اس کو sort out کریں گے۔ میں بھی چاہتا ہوں کہ اس معاملے کو sort out کیا جائے۔ ہو سکتا ہے ابہام ہو لیکن اب تک تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو بات میں کر رہا ہوں وہ to the point ہے اور valid point ہے۔ اس میں جناب سپیکر آپ دیکھیں گے کہ 14 ستمبر 1998ء کو آرڈیننس نمبر 27 کا نفاذ ہوا۔ اس میں تین مہینے کا جو عرصہ ہے آئین کے آرٹیکل 128(2) کے مطابق یہ 13 دسمبر کو lapse ہو چکا ہے' dead ہو چکا ہے۔اس کے بعد پھر 7 دن کے وقفے کے بعد 21 دسمبر کو ایک نیا آرڈیننس نمبر 34 of 1998 جاری کیا گیا ہے۔ میں یہ ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ میرے خیال کے مطابق یہ جو 7 دن کا intervening period ہے ' اس کو کس طرح سے cover کیا جائے گا۔ یہ ایسے الیکشن ہو گئے ہیں جب کوئی قانون موجود نہیں تھا یعنی ان 7 دنوں میں کوئی قانون موجود نہیں تھا۔ اگلے آرڈیننس میں انھوں نے کہہ دیا ہے کہ

> It shall come into force at once and shall be deemed to have taken effect on the day the Punjab Local Government Ordinance (Tenth Amendment) Bill 1998 stands repealed.

تو میں سمجھتا کہ یہ پھر retrospective effect سے ہے جو کہ میرے خیال میں غلط ہے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is

> "That for Clause 4 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Local Govenment and Rural Development, the following be substituted:-

"(4) **Repeal** . -The Punjab Local Government (Tenth Amendment) Ordinance 1998 (XXXIV of 1998) is hereby repealed."

(The motion was carried)

MR SPEAKER: Now, the question is:-

"That Clause 4 of the Bill as amended do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

Clause 4 of the bill as amended do stand part of the Bill.

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideration. An amendment has been received in it from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan.

جناب سپیکر، اس میں پہلے بھی میں اپنی رولنگ دے چکا ہوں۔

وزیر قانون، آپ اپنی رولنگ دے چکے ہیں۔

جناب سپیکر، میں اس کو repeat کر رہا ہوں۔

I have already ruled in respect of the similar amendment in Clause 1 of the Punjab Fisheries (Amendment) Bill 1998 that a change in the year of the Bill is a consequential amendment covered under Rule 200 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, 1997. I, therefore, disallow this amendment under 106 (f) and proceed to put the question

on Clause 1 of the Bill. The question is:-

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

"The Preamble of the Bill do stand part of the Bill"

(The motion was carried)

MR SPEAKER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:-

That the the Long Title of the Bill do stand part of the Bill

(The motion was carried)

MR SPEAKER Third reading starts. Minister for Law.

MINISTER FOR LAW: Sir, I move:-

"That the Punjab Local Government (Tenth Amendment) Bill 1998 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:-

"That the Punjab Local Government (Tenth Amendment) Bill 1998 be passed.

(Not opposed)

MR SPEAKER: The motion moved and the question is:

That the Punjab Local Government (Tenth Amendment) Bill 1998 be passed.

(The motion was carried)

The Bill was passed.

جناب سپیکر، اب میرے خیال میں ---

وزیر قانون، جناب سپیکر! میری یہ استدعا ہوگی کہ پنجاب ڈویلپمنٹ اتھارٹیز لاء (امنڈمنٹ) بل 1998ء میں move کر دیتا ہوں۔ اس کو بے شک آپ کل ٹیک اپ کرلیں۔ اور اس کے بعد discussion لے لیں۔

جناب سپیکر، آج شوگر سیس پر بحث ہے۔ آپ move کردیں۔

مسودہ قانون (ترمیم) قوانین، ترقیاتی ادارہ جات پنجاب مصدرہ 1998ء

MR SPEAKER: Now, we take up the Punjab Development Authorities Laws (Amendment) Bill, 1998 (Bill No 24 of 1998). Minister for Law and Parliamentary Affairs.

MINISTER FOR LAW: Sir, I move:-

> "That the Punjab Development Authorities Laws (Amendment) Bill 1998 (Bill No 24 of 1998) as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:-

> "That the Punjab Development Authorities Laws (Amendment) Bill 1998 (Bill No 24 of 1998) as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, be taken into consideration at once."

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: I oppose it.

MR SPEAKER: There are two amendments received in it.

جناب سپیکر، جناب سعید احمد خان منیس اسے oppose کرتے ہیں۔ منیس صاحب اس میں دو ترامیم آئی ہیں۔اگلے روز پھر اس کو ٹیک اپ کریں گے۔

قاعدہ 150(1) کے تحت یونیورسٹیوں کی سینیٹ کے ممبران کا چناؤ

جناب سپیکر، پیش کریں۔

وزیر قانون، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

"کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مجریہ 1997ء کے قاعدہ نمبر 150(1) کے تحت قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے طے شدہ فہرست جو ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ۔ میں متذکرہ بالا اراکین اسمبلی کو یونیورسٹیوں کی سینٹ کا منتخب ممبر تصور کیا جائے"۔

جناب سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے،

"کہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب مجریہ 1997ء کے قاعدہ نمبر 150(1) کے تحت قائد ایوان اور قائد حزب اختلاف کے درمیان اتفاق رائے سے طے شدہ فہرست جو ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ۔ میں متذکرہ بالا اراکین اسمبلی کو یونیورسٹیوں کی سینٹ کا منتخب ممبر تصور کیا جائے"۔

(تحریک منظور ہوئی)

قاعدہ 61(1) کے تحت "گنے کے کاشت کاروں کے بقایا جات کی ادائیگی، شوگر سیس کی وصولی اور استعمال" پر بحث

جناب سپیکر، رول نمبر 61(1) کے تحت ایک سوال کے اوپر بحث کا جو وقت ایک گھنٹے کے لیے مقرر کیا تھا۔ مسئلہ یہ تھا کہ شوگر مل مالکان کی طرف سے گنے کے کاشت کاروں کے بقایا جات کی ادائیگی اور شوگر سیس کی وصولی اور استعمال پر بحث اس میں نوٹس دیا تھا جناب غلام شبیر جوئیہ صاحب نے اور میاں عبدالستار صاحب نے۔ غلام شبیر جوئیہ صاحب موجود نہیں ہیں۔ میاں عبدالستار صاحب بحث کا آغاز کرتے ہیں اور اس کے بعد جو بھی اس بحث میں حصہ لینا چاہیں وہ مجھے اپنے نام بھجوا دیں۔ اس بحث کو وزیر خوراک جناب خاکوانی صاحب wind up کریں گے۔

میاں عبدالستار: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کے لیے وقت دیا۔ آج نہایت ہی گمبھیر مسئلے کی طرف اس ایوان کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں جس کی اہمیت کا ادراک خود وزیر موصوف کو بھی ہے۔ جوں ہی یہ سوال اسمبلی میں آیا تو ایوان کی اکثریت نے اس مسئلے کی طرف نہ صرف وزیر صاحب کی توجہ دلائی بلکہ ناراضگی کا بھی اظہار کیا۔ جس پر آج کی بحث کے لیے وقت مقرر کیا گیا۔ جناب سپیکر! میں آپ کی زیادہ توجہ شوگر سیس پوائنٹ کی طرف دلاؤں گا۔ آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ اس وقت پنجاب کا road and bridges اور فارم ٹو مارکیٹ روڈز' جو کہ ہمارے بجٹ میں ڈویلپمنٹ کا حصہ ہے۔ اس میں پورے پنجاب کے لیے 70 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ جب کہ شوگر سیس کی مد میں 1 ارب 7 کروڑ 38لاکھ روپیہ اس وقت 34 شوگر ملوں کے پاس due ہے۔ ان 34 شوگر ملوں کے پاس گورنمنٹ پنجاب نے اس مد میں جو رقم fix کی ہے یہ اس سے زیادہ ہے۔ اگر یہ رقم ہم ان سے وصول کرلیں تو جو گورنمنٹ پنجاب دیہی سڑکوں پر رقم اتنی خرچ کرنا چاہتی ہے اس سے کہیں زیادہ ہم صرف ایک سال میں خرچ کر سکیں گے۔ میں چند بڑی بڑی نا دہندہ شوگر ملوں کے نام عرض کرتا ہوں۔ اور میں نہایت افسوس کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ شوگر ملیں برسر اقتدار پارٹی کے لوگوں کی ہیں۔ اسی لیے میں یہ استدعا کرتا ہوں کہ ان کو ذاتی طور پر بھی مجبور کیا جائے کہ وہ ایسے حالات پیدا نہ کریں۔ جناب والا! تاندلیانوالہ شوگر مل ہے یہ 9 کروڑ 96 لاکھ روپے' یہ بہت بڑی نگر ہے جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ یہ ہمایوں اختر صاحب کی ملکیت ہے۔ اور عبداللہ شوگر مل۔ یوسف شوگر مل JDW شوگر مل۔ فاطمہ شوگر مل۔ اور اسی طرح مختلف نام ہیں۔ ایسے دوستوں کے نام ہیں۔ ایسے آونرز ہیں جو کہ اقتدار میں بیٹھے ہیں۔ اور میری ایک تجویز یہ ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں استدعا بھی ہے کہ وہ ذاتی طور پر ان لوگوں سے کہیں کہ یہ کوئی ہماری نیک نامی میں اضافہ نہیں ہو رہا۔ اس سے ہماری بدنامی ہو رہی ہے۔ پہلے بھی جب واپڈا کے ضمن میں ایک وزیر کا مسئلہ آیا' صرف پندرہ لاکھ روپے کے بل کا اس پر تنازع تھا۔ اس پر ان سے استعفیٰ لے لینا اچھی روایت تھی۔ لیکن یہاں پر تو کروڑوں کا مسئلہ ہے کہ ایک ایک مل نے' انھوں نے بنکوں سے جو loan کی limit لی ہوئی ہے وہ چار پانچ کروڑ ہے۔ اور شوگر cess کی رقم دبائی ہوئی ہے وہ 9 کروڑ' 8 کروڑ' 7 کروڑ' 5 کروڑ۔ اس طرح کی رقوم ہیں۔ جناب والا! جیسا کہ آپ کے

ذاتی طور پر بھی علم میں ہے کہ یہ شوگر سیس کی آدھی رقم growers سے لی جاتی ہے اور آدھی رقم مل مالکان دیتے ہیں، یعنی کہ اس ایک ارب روپے میں سے 50 کروڑ growers کا وہاں گیا ہوا ہے۔ اب یہاں جناب چیف منسٹر صاحب نے جناب ذوالفقار علی خان کھوسہ صاحب کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی۔ اس میں یہ طے کیا گیا کہ،

"All sugarcane growers dues relating to previous crops shall be cleared by 31st January, 1999 without any exceptions".

میں آپ کی توجہ اس طرف دلاتا ہوں کہ ان کو مراعات بھی خاصی دی گئیں۔ یہ تو ایک لمبا چارٹر ہے اس کو پڑھنے کی ضرورت نہیں، وقت ضائع ہوگا۔ ان کو اس پوری میٹنگ میں مراعات زیادہ ہیں اور growers کو اس میں مراعات کم دی گئیں۔ جو مراعات ان کو دی گئیں۔ اس کے نوٹیفکیشنز بھی جاری کر دیئے گئے۔ یہ میرے پاس نوٹیفکیشنز کی بھی نقول ہیں کہ اس میں کٹوتی کا نوٹیفکیشن ہے کہ اگر کوالٹی کنٹرول گنا نہیں ہوگا تو وہ 5 فی صد کی کٹوتی کر سکتے ہیں۔ اور اسی طرح گورنمنٹ شوگر سیس میں کمی کا نوٹیفکیشن بھی ہے کہ جس میں شوگر سیس کی رقم کم کر دی گئی ہے۔ مگر انھوں نے جو وعدے کیے، ان سے جو چیزیں منوائی گئیں۔ ان پر انھوں نے عمل درآمد نہیں کیا۔ میں اس میں نہایت ہی افسوس اور ادب کے ساتھ کہتا ہوں کہ ان کو اس میں ایک رعایت دی بھی گئی ہے چوبیس مہینے کے اندر شوگر سیس کی رقم 24 اقساط میں ادا کریں گے۔ پہلی میری گزارش یہ ہے کہ یہ 50 کروڑ روپیہ اس ایک ارب روپے کی رقم میں سے ویسے ہی sugarcane growers کا ہے۔ بقیہ 50 کروڑ انھوں نے دینا ہے۔ یعنی اس فیصلے کی رو سے وہ 50 کروڑ روپیہ بھی 24 مہینے تک growers کا استعمال کریں گے۔ یہ میرے خیال میں ایک غلط فیصلہ تھا۔ اس فیصلے کی رو سے کورٹ سے اپنے کیسز واپس لینے تھے۔ اس وقت بھی تقریباً آج کے دن تک مختلف کورٹس میں دس کیسز پینڈنگ ہیں۔ جس میں شکر گنج شوگر مل۔ حسیب وقاص شوگر مل۔ اور مدینہ شوگر مل۔ فاطمہ شوگر مل۔ آدم شوگر مل۔ اشرف شوگر مل۔ جے ڈی شوگر مل۔ اور ہائی سنز شوگر مل۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں ہمارے فوڈ منسٹر صاحب شاید ہماری اتنی مدد نہیں کر سکتے۔ میری یہ استدعا ہوگی کہ وزیر اعلیٰ صاحب اس مسئلے میں ذاتی دلچسپی لیں اور sagarcan growers کے نمائندوں اور مل مالکان کو بٹھا کر خود سنیں اور حقائق کو سمجھیں اور کسی نتیجے پر پہنچیں۔ مجھے نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج ایک اشتہار بھی اخبار میں آیا ہے کہ

حقائق کیا ہیں وہ میں نے بھی پڑھا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ اگر شوگر انڈسٹری اتنی paying نہیں تھی' 1985ء سے پہلے کی انڈسٹری پنجاب میں لگی دیکھیں اور اب کی لگی ہوئی دیکھیں تو یہ ڈبل ہو چکی ہے۔ ڈبل سے بھی میں کہتا ہوں کہ تین گنا ہو چکی ہے۔ کیونکہ پہلے کی جو ملیں ہیں وہ دو دو ہزار ٹن کی لگی ہوئی ہیں۔ اب تو بارہ بارہ ہزار ٹن کی ایک ایک مل ہے۔ دس ہزار ٹن کی' آٹھ ہزار ٹن کی' چھ ہزار ٹن کی' چار ہزار ٹن کی ملیں لگ رہی ہیں۔ capacity of the crushing' 1985ء سے لے کر اب تک تین گنا سے بھی زیادہ بڑھ چکی ہے۔ اگر یہ شعبہ paying نہیں تھا تو اتنی انڈسٹری لگنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ اس وقت آپ کے علم میں ہے کہ صورت حال انتہائی گھمبیر ہے۔ زمیندار سخت پریشان ہے۔ کاٹن کی فصل اس سال اچھی نہیں ہوئی۔ اور جن لوگوں کی توجہ sugercane پر تھی کہ اس سے ہمیں اچھے ریٹس اور اچھی payments بروقت ملیں گی وہ بھی نہیں مل رہیں۔ میں ذاتی طور پر سمجھتا ہوں کہ اس میں حکومت ایک کمیٹی بنا کر شوگر ملوں کے نمائندوں کو بٹھا کر ایک سمجھوتا کر کے ایک تاریخ مقرر کروا کے اس طرح کی رعایت کو 24 مہینے میں' اس طرح کی روایت کوئی اچھی نہیں ہوگی کہ 24 مہینے کے لیے ہم ان کو ایک ارب روپے کی رعایت دے دیں۔ اس کا پنجاب کی دیہی ترقی میں بہت زیادہ import پڑے گا۔ میری حکومت وقت سے گزارش ہے کہ وہ اس میں ذاتی دلچسپی لے کر اس مسئلے کو حل کرے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ اب احمد علی اولکھ صاحب!

جناب احمد علی اولکھ، جناب والا! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے اظہار خیال کی اجازت بخشی ہے۔ جناب والا! واقعی اخبارات میں بڑے تسلسل سے یہ مسئلہ آ رہا ہے کہ گنے کے کاشت کار کافی عرصے سے مسائل کا شکار ہیں اور پھر اس کے جواب میں آج شوگر مل ایسوسی ایشن کی طرف سے ایک اشتہار بھی آیا ہے۔ انھوں نے اپنا نقطہ نظر بیان کیا ہے۔ جناب والا! کاشت کار کا ایک مسئلہ رہا ہے کہ اس کو آج تک price assurance نہیں مل سکی۔ کاشت کار چاہتا ہے کہ وہ جو بھی فصل کاشت کرتا ہے اس کی جو بھی مناسب قیمت ہو اس کو موثر انداز میں یقین دہانی کروائی جائے کہ اس کو اس کی ادائیگی کی جائے گی۔ فصل خواہ گنے کی ہو' چاہے چاول کی ہو' چاہے گندم کی ہو چاہے کپاس کی ہو۔ کاشت کار کا یہ مسئلہ ایک مستقل مسئلہ رہا ہے۔ یہ مسئلہ کاشت کار کا ہی نہیں' بلکہ پوری قوم کا مسئلہ ہے۔ کاشت کار کا

مسئلہ پوری قوم کا مسئلہ ہے' کیوں کہ ہماری ضروریات زندگی کے لیے خوراک اور انڈسٹریوں کے لیے خام مال کاشت کار ہی فراہم کرتا ہے۔ ہمارے ملک کی معیشت کی ترقی میں اگر ہم نے کاشت کار کے رول کو موثر انداز میں ادا کرنے میں مدد نہ کی تو جس طرح ہماری معیشت کی حالت دگرگوں ہے یہ مزید دگر گوں ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! کاشت کار کا دوسرا مسئلہ مارکیٹنگ کا ہے۔ وہ شب و روز چاہے جتنی محنت کر لے آپ ایک زمین دار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں اور ہمارے ممبران کی بھی اکثریت کاشت کار خاندانوں سے تعلق رکھتی ہے' دیہاتوں میں رہتے ہیں' دیہی زندگی سے بخوبی واقف ہیں' ان کے مسائل سے بخوبی واقف ہیں۔ پاکستان کا کاشت کار جتنی دقت اور مشکلات سے گزر رہا ہے شاید ہی کوئی اور طبقہ اتنی مشکلات سے گزر رہا ہو۔ ان تمام تر مشکلات کے باوجود جب وہ اپنی تمام تر محنت کے بعد اپنی فصل تیار کرتا ہے تو پھر اس کو مارکیٹنگ کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔ چاہے وہاں پر آٹے کا رول ہو' چاہے وہاں جننگ فیکٹریوں کا رول ہو' چاہے وہاں پر مل مالکان کا رول ہو' کاشت کار کے لیے یہ بڑا مسئلہ ہے کہ وہ اپنی فصل کی بروقت مارکیٹنگ نہیں کر سکتا۔ اگر حکومت چاہتی ہے کہ ہماری زراعت ترقی کرے اور ملکی معیشت بہتر ہو تو حکومت کو اس پر سنجیدگی سے غور کرنا ہو گا۔

جناب سپیکر! میں اب اس مسئلے کی طرف آنا چاہتا ہوں جس کے لیے آج آپ نے ہمیں موقع فراہم کیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تجارت اچھی چیز ہے' بری چیز نہیں۔ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے اچھی روزی کا ذریعہ تجارت ہے۔ مل مالکان بھی اسی ملک کے شہری ہیں اور وہ ملکی ترقی میں ایک اہم رول ادا کر رہے ہیں۔ کاشت کار اور مل مالک کا رشتہ ایسا ہے کہ کاشت کار جو خام مال فراہم کرتا ہے تو اگر وہاں شوگر ملیں نہ ہوں وہ اپنے خام مال کو فروخت نہیں کر سکتا اور اس طرح اگر مل مالکان کاشت کار کے حقوق کا تحفظ نہیں کریں گے تو پھر شوگر ملیں یا دیگر صنعتیں پھل پھول نہیں سکتیں۔ اگر ریشم کے کیڑے کو تلف کر دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ریشم نہیں آئے گا' اگر سونے کے انڈے دینے والی مرغی کو ایک دفعہ ذبح کر دیا جائے تو پھر سونے کے انڈے نہیں آئیں گے۔ جناب سپیکر! کاشت کار کے مسائل کا حل ہماری حکومت کی اہم ذمہ داری ہے اور صنعت کاروں کے مسائل کو حل کرنا بھی ہماری حکومت کی اہم ذمہ داری ہے۔ دونوں مسائل کو غیر جانب داری سے دیکھنا پڑے گا کہ مسئلہ کہاں ہے' تکلیف کہاں ہے اور جو متاثر ہو رہا ہے اس کی مدد کرنے

کے لیے حکومت کو لائحہ عمل مرتب کرنا ہوگا۔ اس وقت میری استدعا یہ ہے کہ تجارت میں foul play کی بجائے fair play ہونا چاہیے۔ کاشت کار کا یہ مطالبہ قطعی طور پر جائز اور مناسب ہے کہ خرید کنندہ کو جو مال فروخت کنندہ فروخت کرتا ہے اس کو اس کے مال کی پکی پرچی دی جائے۔ یہ کوئی اتنا بڑا مطالبہ نہیں ہے کہ ایک فروخت کنندہ جو اپنا مال فروخت کر رہا ہے تو خرید کنندہ فروخت کنندہ کو فروخت شدہ مال کی پکی پرچی دے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ اس کو پکی پرچی نہ دی جائے۔ کاشت کار کو ایک adent کی پرچی ملتی ہے' وہ رف رجسٹر اور اس طرح سے کچی پرچی بڑی زیادتی ہے اور یہ حکومت کی توجہ کی متقاضی ہے۔ شوگر کنٹرول ایکٹ 1950ء کے رول 30 میں واضح طور پر دیا ہے۔ جب کوئی حکومت ملک اور معاشرے کے اندر توازن پیدا کرنے کے لیے رولز بناتی ہے تو ان رولز پر عمل درآمد کرانا حکومت وقت کی بڑی اہم ذمہ داری ہوتی ہے۔ اگر وہ قوانین معاشرے میں اپنا کردار ادا نہیں کر سکتے تو میں سمجھتا ہوں کہ رولز بنانے کا کوئی فائدہ نہیں۔ رولز میں واضح طور پر دیا گیا ہے کہ جتنے بھی پریچیزنگ سنٹرز ہیں وہاں پر شوگر مل مالکان حکومت کی طرف سے مقررہ کردہ نرخ نمایاں طور پر آویزاں کریں گے لیکن پنجاب کی شوگر مل کے کنڈوں پر حکومت کے مقرر کردہ نرخ نامے آویزاں نہیں ہیں۔ یہ ایک چھوٹا مطالبہ ہے اتنا بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ اس کے بعد رول 14 میں پروویژن ہے کہ مل مالک سی پی آر جاری کرے گا اس میں گنا بیچنے والے کا نام ہوگا' اس کی ولدیت ہوگی' سکونت ہوگی اور گنے کے گراس وزن درج کریں گے اور پھر صافی وزن آئے گا اس کے بعد سیس اور دیگر کٹوتیاں کر کے اصل قیمت درج کریں گے۔ پھر اس قیمت کی ادائیگی بے منٹ رولز کے مطابق 15 دن کے اندر کاشت کار کو ادا کرنے کے مجاز ہیں۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ سی پی آر کاشت کار کو باقاعدگی سے نہیں مل رہے اور اس مسئلے پر عمل درآمد میں کوئی مالی اخراجات نہیں آتے اور یہ دیا جانا اس کا حق ہے۔ اگلی بات بے منٹ کی ہے۔ مل مالکان کا یہ مؤقف ہے کہ 35 روپے فی من گنے کی قیمت بہت زیادہ ہے اور 97-1996ء میں جب ہم 24 روپے من گنا خریدتے تھے تو اس وقت چینی کی قیمت 23 روپے فی کلو تھی۔ چونکہ چینی کی قیمت 23 روپے تھی' اس لیے ہمارے لیے آسانی تھی کہ مہنگی قیمت پر گنا خریدتے تھے جب کہ وہ بتاتے ہیں کہ آج چینی کی قیمت 17,18 روپے ہے۔ اس ضمن میں میری گزارش ہے کہ 35 روپے من گنے کی قیمت مقرر کی ہے۔ یہ گنا 9 روپے فی من بھی فروخت ہو رہا ہے' 11 روپے بھی فروخت ہو رہا ہے جو بھی قیمت مقرر ہوئی ہے اس کو اس قیمت کی ادائیگی میں جو

ں درپیش ہیں تو بے شک اراکین اسمبلی کی کمیٹی بنا دیں اس میں مل مالکان کے نمائندے بھی
ں۔ جو بھی فیصلے ہوں ان پر عمل درآمد کرانا حکومت وقت کی اہم ذمہ داری ہے۔ اگر سابقہ رولز اور
ں پر عمل درآمد کروایا جاتا تو آج یہ مسائل پیدا نہ ہوتے۔ جناب سپیکر! میں مختصر کرتا ہوں کیوں
میرے باقی بھائیوں نے بھی یہاں پر بات کرنی ہوگی۔ اس سلسلے میں جناب سردار ذوالفقار علی خان
سہ کی سربراہی میں کمیٹی بنی تھی۔ اس کمیٹی میں بڑی بحث ہوئی اس کے لیے انھوں نے کچھ
یتیں مانگیں' اس لیے کہ گنے کی قیمت بہت زیادہ ہے اور چینی کی قیمت بہت کم ہے' اس لیے
ں اس میں خسارہ آ رہا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہاں پر وزیر خوراک صاحب اور کین کمشنر صاحب
ریف فرما ہیں' جو اس سلسلے میں کافی محنت کر رہے ہیں۔ اگر اس کمیٹی میں فیصلوں پر فوری طور پر
ں درآمد کرا دیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے کاشت کار کو کچھ نہ کچھ ضرور ریلیف مل جائے گا۔

جناب سپیکر! میں نے پچھلے دنوں جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو کاشت کاروں کے مسائل سے
اہ کیا اور ان سے استدعا کی کہ براہ مہربانی ان مسائل کو جلد حل کرائیں۔ انھوں نے فوری طور پہ اجلاس
۔ اس میں کاشت کاران کے نمائندے تھے' اس میں اراکین اسمبلی بھی تھے' اس میں محکمہ خوراک کے
ے بھی تھے' چیف سیکرٹری صاحب بھی موجود تھے اور میں بھی اس میٹنگ میں تھا۔ وہاں پر چند
لے ہوئے تھے وہ میں یہاں پر دہرا دینا چاہتا ہوں۔ یہ میٹنگ 25 جنوری کو ہوئی تھی۔ وہاں پہ وزیر اعلیٰ
اب نے واضح طور پر ہدایت دی تھی کہ مڈل مین کا رول فوری طور پر ختم کر دیا جائے۔ جناب سپیکر! یہ
ائی علم کی بات ہے کہ کاشت کار کی گنے کی کٹائی اور صفائی پر 5,6 روپے لاگت آتی ہے' پھر کھیت
ے پر چیزنگ سنٹر پر گنا لانے کے لیے 4,5 روپے ٹرانسپورٹیشن پر خرچ آتے ہیں۔ یہاں تک اس کا 8,
روپے خرچ آ جاتا ہے۔ inputs کی قیمتیں بڑی مہنگی ہیں' کھاد بڑی مہنگی ہے' پانی نہیں ملتا' یہ ایک
ں کی فصل ہے' پھر گنے کا بیج بڑا مہنگا ہے۔ تمام دقتوں اور دشواریوں سے گزرنے کے بعد کاشت کار
. 35 روپے فی من ریٹ کبھی نہیں ملا۔ میں اپنے علاقے ضلع بہ کی بات کرتا ہوں کہ میں نے مختلف
ں کا سروے کیا ہے۔ وہاں پہ شیخو شوگر مل ہے' فاطمہ شوگر مل ہے اور انڈس شوگر مل ہے۔ وہاں پر
بنٹوں 22 روپے' 24 روپے' 26 روپے اور 28 روپے من گنا خریدا اور حتیٰ کہ 20 روپے تک بھی گنا
رنے کے لیے آ گئے۔ تو میرے خیال میں اس میں نہ تو مل مالک کو فائدہ ہوا اور نہ کاشت کار کو کوئی
دہ ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ محکمہ خوراک اور ڈپٹی کمشنر صاحب کا کیا رول ہے؟ ڈپٹی کمشنر کے پاس

ایڈیشنل کین کمشنر کے اختیارات ہیں۔ اگر وہ اپنی آنکھیں بند نہ رکھتے تو ان مڈل مینوں کو کاشت کار کا خون چوسنے اور لوٹ کھسوٹ کا موقع نہ ملتا۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے جب دیکھا کہ اس معاملے کی بڑی سنگینی ہے تو فوری احکامات جاری کیے ہیں۔ میں نے آج بھی کین کمشنر صاحب سے ڈسکس کیا ہے۔ وہاں پہ مختلف اضلاع میں چھاپے بھی مارے گئے ہیں اور بہاول نگر میں تقریباً 54 کے قریب پرچے درج ہوئے ہیں اور ایجنٹ پکڑے گئے ہیں۔ یہ میں بھی 7,8 ایجنٹ پکڑے گئے ہیں اور مختلف اضلاع سے ان ایجنٹوں کو گرفتار کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب وہاں سے ایجنٹ کا رول ختم ہو رہا ہے۔ دوسری بات یہ تھی کہ شوگر مل مالکان نے یہ commitment دی تھی کہ شوگر ملوں نے پچھلے سال جتنے کنڈے نصب کیے تھے وہ اس سال بھی کام کریں گے۔ لیکن انھوں نے اپنا کرانے کا مطالبہ منوا لیا لیکن کنڈے پھر ری اوپن نہیں کیے۔ حکومت نے ابھی اس کے لیے بڑا prompt action لیا ہے اور ڈی سی صاحبان کو ہدایت جاری کی ہے کہ پچھلے سالوں کے کنڈوں کو دوبارہ چالو کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کاشت کار کا جو نقصان ہو گیا ہے وہ تو ہو گیا لیکن ابھی بھی پچھلے سال کے کنڈے چالو کرانے ضروری ہیں۔ اس لیے کہ چھوٹا کاشت کار جس کے پاس اپنا ٹریکٹر ٹرالی نہیں ہے اس کے لیے ناممکن ہے کہ وہ مل گیٹ پر اپنا گنا لے جائے جب کہ کاشت کار نے اس بات کو تسلیم کر لیا کہ اس کا کرایہ اب 3.20 روپے فی من کر دیا گیا ہے۔ کرایہ بھی کاشت کار نے ادا کرنا ہے تو پھر کوئی جواز نہیں کہ وہ کنڈے بند رہیں۔ اس لیے میری یہ استدعا ہوگی کہ یہ purchasing centre فوری طور پر بحال کرائے جائیں۔ اس سے یہ ہوگا کہ شوگر مل کے گیٹ پر رش نہیں ہوگا اور باقاعدہ گنے کی خرید ہوگی اور چھوٹے کاشت کار کو تحفظ ملے گا۔ میں یہ استدعا کروں گا کہ بدقسمتی سے پچھلے سال کی 56 کروڑ روپے کی ادائیگی رہ گئی تھی۔ ایک سب کمیٹی بنی تھی جس نے ان معاملات کو دیکھنا تھا کہ کاشت کار کو پچھلے سال کی ادائیگی فوری کی جائے۔ چنانچہ اس کمیٹی نے جب اپنا کام شروع کیا تو 56 کروڑ روپے بقایا جات کاشت کاروں کے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ خام مال ادھار پر نہیں ہوتا ہے۔ اس بات کو حکومت یقینی بنائے کہ خام مال نقد فروخت ہوتا ہے' کاشت کاروں سے گنے کی خرید نقد ہونی چاہیے ادھار پر نہیں ہونی چاہیے۔ اگر مل مالکان کا کوئی مسئلہ بھی ہے تو بنکوں کے ساتھ بیٹھ کر وہ طے کریں اور حکومت اس میں مداخلت کرے۔ یہ ان کا کام ہے۔ یہ کاشت کار کا مسئلہ نہیں کہ اگر بنک ان کو limit نہیں دیتے' بنک ان کو ادھار نہیں دیتے' بنک ان کو working capital کے طور پر رقوم نہیں دیتے تو یہ حکومت اور مل مالکان کا مسئلہ ہے' اس کو فوری طور پر حل کرنا چاہیے۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے نزدیک

اس سے بہتر اور کوئی حل نہیں کہ فوری طور پر کاشت کار کی تمام ادائیگی کرا دی جائے تو middle man کا کردار خود بخود ختم ہو جائے گا، جنھوں نے کاشت کاروں سے کروڑوں روپے لوٹے ہیں۔ جب ادائیگی فوری طور پر ہو جائے گی تو middle man کا کردار ختم ہو جائے گا۔اس کا فوری حل یہی ہے۔

میں یہ استدعا کروں گا کہ فوری طور پر جو بھی طریقہ کار ہو مل مالکان کو سامنے بٹھا کر حکومت بنک والوں کو involve کرے بے شک زرعی بنک شامل کریں اور جتنی جتنی سابقہ ادائیگی ہے وہ کریں، کیونکہ زرعی بنک تو ویسے بھی ٹریکٹر پر قرضے دے رہا ہے اور one window operation کے تحت قرضے دے رہا ہے۔ دو ارب روپے کی ادائیگی جو اس سال کی ہونی ہے، اسے فوری طور پر عمل میں لایا جائے۔ پچھلے سال کی ادائیگی کے لیے مل مالکان نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ ہم 31 جنوری تک تمام ادائیگی کردیں گے تو اس کے نتیجے میں یہ ہوا ہے کہ 56 کروڑ سے وہ کم ہو کر 7 کروڑ رہ گئی ہے۔ اور باقی ادائیگی کاشت کاروں کو ہو گئی ہے۔7 کروڑ کے لیے انھوں نے دو چار دن کی مہلت مانگی ہے۔یہ ادائیگی تو ہوجائے گی لیکن ایک سال تک کاشت کار کو اس انتظار میں رکھنا کہ وہ مل کے گیٹ پر بار بار چکر لگائے اور مالکان اور ان کے ملازمین کے پیچھے چکر لگائے۔ یہ بہت ستم ظریفی کی بات ہے غریب کاشت کار کے لیے ممکن ہی نہیں کہ وہ پورا سال مسلسل چکر لگاتا رہے۔ چیک دیے گئے ہیں جو dishonour ہوئے ہیں، ان پر تاریخ تبدیل ہوئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اب تجارت میں fair play ہونا چاہیے، اس میں foul play ختم کرنا چاہیے۔ چیک جب ایک دفعہ جاری ہو اور وہ کیش نہ ہو تو براہ مہربانی حکومت اس بات کو یقینی بنائے کہ اس کے خلاف کارروائی ضرور ہونی چاہیے۔ اس طرح دھوکے بازی کا جو کاروبار ہے، میں اپنے علاقے کی بات کر رہا ہوں باقی پنجاب میں نہیں ہوگا، لیکن یہ میں یہ ہوا ہے کہ وہاں شیخو اور فاطمہ شوگر مل نے جو چیک جاری کیے ہیں، وہاں ان کے پاس پیسہ ہی نہیں تھا۔ تو اس طرح جو کر رہے ہیں ان کے خلاف حکومت کی ذمہ داری بنتی ہے کہ کارروائی کرے۔ اب اس سال تقریباً چار ارب روپے کا گنا crush ہو چکا ہے۔ اس میں سے دو ارب روپے کے بقایا جات ہیں۔میری یہ استدعا ہوگی کیونکہ کاشت کار کا مسئلہ ہے، اس میں کچھ سیاسی لوگ بھی شامل ہو گئے ہیں، اس میں جماعت اسلامی ہے، انھوں نے کہا کہ ایک کھرب تیس ارب کی ادائیگی باقی ہے، حالانکہ کل گنا 23 ارب روپے کا فروخت ہوا ہے، جب 23 ارب کا کل گنا کاشت ہوا ہے تو ایک کھرب 30 ارب کی ادائیگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تاہم یہ دو ارب روپے بھی کاشت کار کے لیے بڑے تکلیف دہ ہیں۔ کیونکہ اس نے آئندہ فصل کے لیے کھاد بیج استعمال کرنے ہیں۔ میری یہی تجویز ہوگی اس سال کی جو ادائیگی دو ارب روپے

ہیں، اور جو ادائیگی آگے کرنی ہے، فوری طور پر کرائی جائے۔ اگر ان کے پاس چینی سرپلس ہے تو اس کے لیے حکومت کو مداخلت کر کے فوری طور پر چینی کی فروختگی کرنی ہے یا اس کو برآمد کرنا ہے تو اس کا بندوبست کیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح مسئلہ حل ہوگا اور ساتھ ہی میری یہ تجویز ہوگی کہ اراکین اسمبلی میں سے جو گنے کے علاقوں سے تعلق رکھتے ہوں اور مسئلے کو سمجھتے ہوں ان میں سے اور پاکستان شوگر مل ایسوسی ایشن کے نمائندوں کی کمیٹی بنا دی جائے اور اس میں محکمہ خوراک ہے وزیر خوراک بیٹھے ہیں یہ بیٹھ کر درپیش مسائل کو حل کرائیں اور تین باتوں کو یقینی بنایا جائے کہ middle man کے عمل دخل کے خلاف سخت کارروائی کی جائے تاکہ آئندہ کے لیے یہ جراثیم ہمیشہ کے لیے ختم ہو جائیں۔

اس کے علاوہ CPR ہے اور indent پرچی ہے، اس کا پکی پرچی پر اندراج کیا جائے۔ تاکہ ریکارڈ ڈی۔سی کے پاس ہونا چاہیے جو ایڈیشنل کمیشنر ہے۔ اس کے بعد پھر کنڈے ہیں، ان میں خامیاں ہیں، خرابیاں ہیں تو اس میں براہ مہربانی آخر کاشت کار بھی ہمارے ملک کے لیے contribute کر رہے ہیں، وہ قابل تحسین ہے۔ اس کے حقوق کا تحفظ کرنا بھی حکومت کی ذمہ داری ہے تو غلط اور خراب کنڈوں تبدیل کرا کر صحیح کنڈے لگوائے جائیں جو صحیح کام کرتے ہوں۔ وہاں پر لیبر انسپکٹر کی ڈیوٹی ادا نہیں کر رہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ مجسٹریٹ کو اختیار دیا جائے کہ وہ بھی کنڈے چیک کر سکیں اور ان میں ٹیکنیکل آدمی ہو جو خراب کنڈوں کی نشان دہی کر سکے۔

جناب سپیکر! میں نے آپ کا وقت لیا ہے۔ میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس موضوع پر بات کرنے کا موقع دیا۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ صفدر شاکر صاحب۔

چودھری محمد صفدر شاکر، جناب سپیکر! میں سب سے پہلے آپ کو اور جناب حسن اختر موکل صاحب کو اس بات پر مبارک باد دیتا ہوں کہ انھوں نے پنجاب کے غریب کاشت کاروں کی آواز کو پہنچانے کے لیے اس اسمبلی میں وقت رکھا اور ان شاء اللہ اس وقت سے پنجاب کے غریب کاشت کاروں کو بہت اچھا پیغام جائے گا کہ ہماری مشکلات کو پنجاب اسمبلی کے اندر حل کرنے کے لیے وہاں ہمارے ممبران نے بڑا حصہ لیا ہے۔

جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان کی ترقی کے لیے جب تک ہم زراعت کو

ت نہیں دیں گے یہ ملک ترقی نہیں کرے گا۔ لیکن بڑے افسوس کا مقام ہے کہ ہم باتیں بھی
تے ہیں، تقریریں بھی کرتے ہیں لیکن اس میں عملی طور پر کوئی کام نہیں ہوتا۔ اس وقت ہمارے
نرے میں سب سے مظلوم طبقہ زمیندار ہے۔ زمیندار کی مظلومیت کا اندازہ آپ اس بات سے لگائیں کہ
کو اس بات کا بھی حق اپنی محنت کی قیمت وصول کر سکے۔ ایک صنعت کار اپنی فیکٹری میں ایک
تیار کرتا ہے، جب وہ اسے فروخت کرتا ہے تو اپنی مرضی کی قیمت لگاتا ہے لیکن ایک زمیندار جو
فصل تیار کرتا ہے، محنت کرتا ہے، پانی دیتا ہے، کھاد ڈالتا ہے، لیکن جب وہ فصل تیار ہو جاتی ہے
ں کی قیمت وہ لوگ لگاتے ہیں جن کو پتا ہی نہیں ہوتا کہ اس فصل پر کتنی لاگت آئی ہے۔ اس
باوجود بھی اس کے ساتھ جو سلوک ہو رہا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ اب پورے پنجاب میں گنے
سئلہ ایک بہت بڑا سنگین مسئلہ بنا ہوا ہے۔ یہاں اسمبلی میں جو رپورٹیں حکومت کو آتی ہیں کہ یہ ہو رہا
اور وہ ہو رہا ہے لیکن میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آج ہمارا غریب کاشت کار اتنا پریشان ہے کہ اس کی
ں کی نیندیں بھی حرام ہو چکی ہیں۔ وہ اپنی گنے کی فصل کو لے کر جب مل کے کنڈے پر جاتا ہے
ہاں اس کے ساتھ سوتیلی ماں جیسا سلوک ہوتا ہے۔ وہ بےچارہ دو دو دن کنڈوں کے اوپر کھڑا رہتا
لیکن اس کو کوئی نہیں پوچھتا اور جب اس کے گنے کو یہ موقع ملتا ہے کہ وہ کنڈے پر چلا جائے تو
پر جا کر اس کی جو چٹ بنتی ہے، اس پر لکھتے ہیں کہ آپ کی 25 فی صد یہ کٹوتی ہے۔ وہ جب
ں کا پوچھتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ انڈیا کی کاشت ہے، یہ ہم نہیں لیں گے۔ آپ یہ بتائیں کہ اس میں
ب زمیندار کا کیا قصور ہے۔ اگر انڈیا کی کاشت نہیں لینی تھی تو کم از کم ایک سال پہلے ان کو بتایا
ے کہ ہم نے انڈیا کی کاشت نہیں لینی۔ آپ انڈیا کاشت نہ کریں تو اس غریب زمیندار کا دماغ خراب
کہ وہ اس میں کھاد بھی دیتا ہے، پانی بھی لگاتا ہے اور جب فصل تیار ہوتی ہے تو اس کو کہا جاتا
کہ انڈیا ہم نہیں لیں گے۔

جناب سپیکر! میں آپ سے یہ استدعا کروں گا کہ اس مسئلے کو ہمیں بڑی سنجیدگی سے لینا
ے گا، کیونکہ یہ زمیندار کی محنت ہی کی وجہ ہے کہ اگر وہ گندم کاشت کرتا ہے تو ہمارے شہروں میں
میں چلتی ہیں، جس سے ہزاروں مزدور روزی کماتے ہیں۔ اگر وہ کپاس کاشت کرتا ہے تو ہماری
ٹل ملیں چلتی ہیں، ہماری جننگ فیکٹریاں چلتی ہیں، پاکستان کی معیشت میں اہم کردار ادا کیا جاتا
اگر اس زمیندار کے ساتھ اب ہم نے اسی طرح کا سلوک رکھا تو یقین مانیے کہ آنے والے دن
ے لیے بڑی تباہی کا مسئلہ پیدا کریں گے۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں کہ پچھلے ہفتے میں نے ذاتی طور پر ان سے درخواست کی کہ میاں صاحب سب اچھا کی رپورٹ نہیں ہے۔ پنجاب کا زمیندار' پنجاب کا کاشت کار پریشان ہے اور ہمیں اس مسئلے پر بڑی سنجیدگی سے کارروائی کرنی پڑے گی تو انھوں نے اسی وقت میرے سامنے چیف سیکرٹری کو حکم دیا کہ مجھے آج کے بعد اگر یہ شکایت ملی کہ کسی کنڈے پر کوئی کٹوتی ہوئی ہے' کسی کاشت کار کو اس کی ادائیگی نہیں ہوئی' بے شک وہ ہماری ملیں ہوں' انھوں نے یہاں تک کہا کہ آپ ان کو فوری طور پر seize کریں اور ان بندوں کو گرفتار کریں جو ایسے ہیں۔ بہرحال اس مسئلے پر ہمیں عملی طور پر کام کرنا ہو گا۔ زمیندار کی ان مشکلات کو حل کرنے کے لیے ہمیں بہت serious action لینے ہوں گے۔

جناب سپیکر! میں اپنی بات کو اب زیادہ بڑھانا نہیں چاہتا۔ میں آج اس floor سے فائدہ اٹھاتے ہوئے زمینداروں کی ایک اور مشکل آپ کی وساطت سے وفاقی حکومت کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ اس مسئلہ سے بھی میرا غریب زمیندار بڑا پریشان ہے کہ ٹیوب ویلوں کے بجلی کے فلیٹ ریٹ ختم کر دیے گئے ہیں۔ غریب زمیندار اپنے ٹیوب ویلوں کے کنکشن کٹوا رہے ہیں۔ ان کے پاس اتنی استطاعت نہیں کہ وہ بجلی کا بل ادا کریں۔ میں اس floor سے یہ آواز وفاقی حکومت کو پہنچانا چاہتا ہوں۔ وزیر اعظم پاکستان میاں نواز شریف کو پہنچانا چاہتا ہوں کہ خدا کے لیے غریب زمیندار پر ترس کیجیے۔ اس کے ٹیوب ویلوں کے فلیٹ ریٹ کو بحال کیا جائے تاکہ ہمارا غریب زمیندار خوش حال ہو سکے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جی' اعظم چیمہ صاحب۔

سردار رفیق حیدر لغاری: جناب سپیکر! میرا بھی نام ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی چٹ آئی ہے۔ ان کے بعد میں آپ کو ٹائم دے رہا ہوں۔ جی' اعظم چیمہ صاحب!

چودھری محمد اعظم چیمہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محترم جناب سپیکر صاحب! میں آپ کا مشکور ہوں کہ اس اہم موضوع پر آپ نے مجھے بات کرنے کی اجازت دی۔

جناب والا! آج کی بات کا مقصد یہ نہیں کہ کوئی دوست' ساتھی یہ خبر دے کہ فلاں شخص نے کوئی تنقید کی ہے۔ فلاں نے حکومت کے خلاف بات کی ہے یا کوئی اور بات کسی انداز سے کی ہے۔ ہم

حکومت کا بھی حصہ ہیں۔ پارٹی کے بھی کارکن ہیں۔ پارٹی کا مینڈیٹ ہے اور مینڈیٹ کے مطابق اسے پورا کرنا، سہولت دینا اور ملک کو ترقی یافتہ بنانا بھی ہمارا فرض ہے۔

جناب والا! یہ بات درست ہے کہ محترم وزیر اعلیٰ صاحب نے اس کا سختی سے نوٹس لیا۔ اہم اعلانات کیے، احکامات جاری کیے اور تکالیف کا ازالہ کرنے کا ایک متن جاری کیا۔ مگر مجھے یہ توقع ہے کہ جو ایجنسیاں ہیں، جو محکمہ جات اس سے متعلقہ ہیں ان کا فرض یہ ہے کہ جب کوئی حکم بھی جاری ہو جائے، کوئی پالیسی بھی اناؤنس ہو جائے تو اس کے عمل درآمد میں جب کوتاہی ہوتی ہے تو یقینی طور پر وہ محکمہ، وہ متعلقہ وزیر، وہ متعلقہ افسران اس کے گناہ گار ہوتے ہیں۔

جناب والا! تمام موضوعات پر میں شاید بات نہ کر سکوں لیکن جہاں تک گنے کا تعلق ہے تو یہ کاٹن، چاول اور گندم کے بعد خوراک کے حساب سے، زرمبادلہ کے حساب سے اور زمینداروں کی آمدنی کے حساب سے ایک اہم فصل گنی جاتی ہے۔ آپ کو یاد ہو گا کہ جب پاکستان بنا تھا تو اس وقت شوگر کے صرف دو یا تین کارخانے ہمارے حصے میں آئے تھے۔ ایک مردان میں شوگر مل تھی۔ ایک گوجرانوالہ میں شوگر مل تھی۔ ایک سندھ میں بے کار شوگر مل تھی۔ الحمدللہ آج پچاس سال کے دوران پاکستان میں بہت ساری شوگر ملیں لگ چکی ہیں اور اپنے ہی ساتھی، اپنے ہی دوست جن کو پاکستان بننے سے پہلے کبھی اس قسم کا حق نصیب نہیں تھا، آج وہ مل اونر ہیں۔ پاکستانی ہونے کی حیثیت سے انھوں نے اپنا فرض پورا نہ کیا اور نہ ہی پاکستانی ہونے کا ثبوت دیا۔

جناب والا! وزیر اعظم یا وزیر اعلیٰ صاحب نے تو احکام جاری کر دیے۔ پالیسی بھی اناؤنس کر دی لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ جب بھی کبھی مرکز سے یا صوبے سے کوئی پالیسی اناؤنس ہوئی تو اس پر عمل درآمد کرنے والی ایجنسیوں نے نہ صرف کوتاہی کی بلکہ اسے نیست و نابود کر دیا۔ آج میں زراعت کے محکمے پر بھی تنقید کا حق رکھتا ہوں۔ کاٹن کی فصل ارادتاً تباہ کی جا رہی ہے۔ اس کے ساتھ چاول کے خریداروں کی طرف سے اس کی پالیسی پر بروقت عمل درآمد نہ کرنے کی بناء پر چاول کے زمینداروں کو بھی دھچکا لگا ہے۔ لیکن جو گنے کی فصل تھی جس میں تقریباً اگر ایک ہزار من گنا پیدا ہو تو تقریباً 30 ہزار کے قریب اس کو آمدن ہوتی ہے اور ایک سال کی فصل ہوتی ہے۔ ہم لوگ زمینوں کے تو بروکر سنتے آئے ہیں، ہم سٹاک اسسٹنٹ بروکر سنتے آئے ہیں لیکن گنے کی فصلات کی ڈسپوزل کے بارے میں کبھی بروکر نہیں سنا تھا۔ یہ کین کمشنر محکمہ فوڈ کی نالائقی ہے۔ اگر میرے بس

میں ہوتا، آج کل دھوپ تو نہیں، میں انہیں اُن سرد چوٹیوں پر لے جا کر منسٹر فوڈ کو، سیکرٹری صاحب کو اور کین کمشنر کو کھڑا کرتا اور جب تک ان کا جسم سوکھ نہ جاتا اس وقت تک ان کو وہاں سے نہ اتارتا۔

معزز ممبران حزب اختلاف، (نعرہ ہائے تحسین)

چودھری محمد اعظم چیمہ، جناب والا! بات اصل میں یہ ہے۔ میں نے ایوان زراعت کے عہدے دار ہونے کی حیثیت سے یہ خط تحریر کیا تھا۔ ڈپٹی سپیکر اس کے گواہ ہیں۔ سٹیٹمنٹ بھی جاری کی تھی۔ پریس کانفرنس بھی کی تھی۔ اس کی نشان دہی کی تھی کہ اگر آپ نے گنے کی خریداری میں اسی طرح کوتاہی برتی تو آئندہ کوئی آدمی گنے کی فصل کاشت نہیں کرے گا۔ ایک بحران پیدا ہو گا۔ بحران کاٹن کی طرح پیدا ہو گا۔ بحران چاول کی طرح پیدا ہو گا۔ آخر وزیر اعلیٰ کو دو سال کے بعد نوٹس لینا پڑا۔ یعنی انڈیا کا بیج تو یہ برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن انڈیا کو چینی دینا اپنی عزت افزائی سمجھتے ہیں۔ آپ کو یہ معلوم ہے کہ اگر چینی اس ملک کے عوام کی ضرورت کے مطابق منگوائی جائے تو کتنا زرمبادلہ خرچ ہوگا، اللہ کا شکر ہے، ہمیں اللہ نے زمین کا عطیہ دیا ہے اور ہمیں بہت سارے وسائل سے مالا مال کیا ہے۔ اگر ایک کاشت کار اتنا گنا پیدا کرتا ہے، چینی میں نہ صرف ہم خودکفیل ہیں بلکہ ہمیں وہ زرمبادلہ بھی بچتا ہے۔ لیکن اس بحران کو مل اونر کا قصور میں اس لیے نہیں مانتا، اگر آنے پر قابو پایا جا سکتا ہے، اگر وہاں فوجی عدالتیں قائم کی جا سکتی ہیں، اگر اور دوسری چیزوں پر قابو پایا جا سکتا ہے تو ایک کسان جو کہ اس فصل کو بیچنے جاتا ہے اس کی کٹوتی کو کیوں نہیں روکا جا سکتا؟ اس کو بروقت قیمت کیوں نہیں دی جا سکتی؟ کس مل اونر کی ہمت ہے؟ اگر حکومت اور اہل کاروں میں صلاحیت ہو، اگر ان میں اہلیت ہو، اگر ان میں یہ کوتاہی نہ ہو، اگر وہ دیانت داری سے کام نہ کریں تو انہیں کان سے پکڑ کر وہاں سے نکالا جائے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے بجا فرمایا اور بجا حکم دیا لیکن اس کا نفاذ کون کرے گا؟ کیسے یہ بات بنے گی؟ میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ آئندہ اس بحران پر قابو پانے کے لیے چھ ماہ پہلے یا ایک سال پہلے اس کی پالیسی اناؤنس کی جائے، خواہ وہ کھاد ہو، خواہ وہ بیج ہو، خواہ وہ ریسرچ ہو۔ افسوس کا مقام ہے کہ فیصل آباد دنیا کا بہت بڑا علاقہ ہے۔ لیکن کئی سال سے ہمیں کسی قسم کی ریسرچ کے تحت، کسی فصل میں بھی نیا بیج مہیا نہیں ہو سکا اور آج تک کسی نے نوٹس نہیں لیا۔

جناب والا! یہاں ٹاسک سیل کام کر رہا ہے۔ وہ لوگ کام کر رہے ہیں جو بعد میں کبھی کسی

قسم کے جواب دہ نہیں ہوں گے۔ منتخب نمائندے ہی جواب دہ ہوتے ہیں۔ ان کی عوام میں' کسانوں میں' دنیا میں جواب طلبی کی جاتی ہے۔ میری سمجھ کے مطابق ٹاسک فورسز تباہ ہو چکی ہیں۔ میں وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں آپ کی وساطت سے عرض کروں گا کہ اگر اس کا بروقت نوٹس نہ لیا گیا تو 70 فی صدی آبادی جو دیہات میں رہتی ہے۔ نہ صرف ان کے ذرائع آمدن یہ ہیں' نہ صرف ان کی خوراک کا مسئلہ ہے بلکہ ملک میں' آپ کو یہ یاد ہو گا کہ جب باہر سے کھاد منگوائی گئی تو اس پر کتنا خرچ ہوا' اس میں کتنی مشکلات درپیش ہوئیں' اس کی وجہ سے اس حکومت کا کتنا ڈھنڈورا پیٹا گیا۔ یہ افسوس کا مقام ہے کہ ایک آدمی اگر بازار سے کوئی چیز خریدنے جائے تو اس کو وہاں نقد پیسے دینے پڑتے ہیں۔ اگر وہ کچھ بیچنے جائے تو بازار میں اس کو بھی نقد پیسے ملتے ہیں۔ اگر زمیندار فصل لے کر جائے 'خواہ وہ اپنے چاول کی فصل لے کر جاتا ہے تو عالیجاہ! آڑھتی اپنے بنکوں کا مسئلہ سنا دیتا ہے۔ اگر وہ گنا لے جاتا ہے تو مل اونر اسے کہتا ہے کہ ہمارے پاس تو پیسے نہیں۔ جناب جو شوگر سیس کے پیسے تھے اس بارے میں بھی وہ کہتے ہیں کہ فلاں فی صد ہوا ' اسی فی صد ہوا' ستر فی صد 'جناب والا! اگر اس کا minutely اندازہ کیا جائے تو ابھی تک میرے خیال کے مطابق ساٹھ سے ستر فی صدی سے زیادہ وصولی نہیں ہوئی۔ ابھی تو اس کا خرچہ بھی pending ہے اور آئندہ شوگر سیس کی رقم بھی وصول کی جائے آئندہ ہر کاشت کار کو اسی دن ' یا ایک ہفتے کے اندر اندر payment کی جائے ورنہ یہ بحران ہوگا۔ میں اپنے ان دوستوں' ان انجمنوں کا شکرگزار ہوں جنہوں نے اس مروت میں اس دوستی میں' اس پارٹی کی بنا پر لوگوں کو اشتعال نہیں دیا کہ آپ لوگ اس کو agitate کریں' آپ لوگ ملوں پر agitate کریں ورنہ وہ ایک بحران پیدا ہوتا۔ پچھلے سال آپ نے باغات کا بحران دیکھا' دوسرا بحران دیکھا۔ تو آپ کی وساطت سے میری یہ عرض ہو گی کہ گنے کے مسئلے کو نہ صرف حل کیا جائے بلکہ آئندہ کے لیے پختہ پالیسی بنائیں۔ اگر کین کمشنر فیل ہو چکا ہے' اگر فوڈ منسٹر فیل ہو چکا ہے' اگر زراعت منسٹر فیل ہو چکا ہے تو جناب والا! اس کا کوئی اور طریقہ اختیار کریں ۔ میں معذرت سے عرض کروں گا۔ مجھے ذاتی طور پر حافظ صاحب اور دوسرے لوگوں کا بڑا احترام ہے۔ لیکن portfolio کے حساب سے' negligence کے حساب سے 'اس محکمے کے حساب سے میں نے بات کی ہے اور میں ایک کاشت کار ہونے کے ناطے سے ' کاشت کاروں کا عہدے دار ہونے کے ناطے سے ' ایوان زراعت کا نمائندہ ہونے کے ناطے سے حق بجانب ہوں اور جناب

والا! مجھے یہ توقع ہے کہ آئندہ یہ نہ صرف نوٹس لیں گے، بلکہ اس مسئلے کا ہمیشہ کے لیے حل ہوگا او کسی کاشت کار کو جو اپنی محنت سے یہ کمائی کرتا ہے اسے بھیک نہیں مانگنا پڑے گی اور منت نہیں کرنی پڑے گی اور ذلیل نہیں ہونا پڑے گا۔ شکریہ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر، جناب رفیق حیدر لغاری صاحب۔

سرداری رفیق حیدر لغاری، شکریہ جناب سپیکر۔ میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا۔ آج یہ جو سبجیکٹ under discussion ہے اس سے ہمارے صوبے کی 75 فی صد، 80 فی صد آبادی وابستہ ہے اور اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے تقریباً 90 فی صد ممبران اس سے وابستہ ہیں۔ جناب والا! جیسا کہ چیمہ صاحب فرما رہے تھے کہ ہم نے مختلف اوقات میں بھی، حکومت وقت نے بھی ایگریکلچر کو boost کرنے کے تو بڑے بڑے دعوے کیے ہیں، مگر اگر آپ دیکھیں تو پچھلے چند سالوں سے جس قدر پالیسی بنائی جا رہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ وہ بذات خود زمیندارہ کو ختم کرنے کی پالیسی بنائی جا رہی ہے، کیونکہ ایک وہ وقت تھا کہ جب شوگر مل لگاتے وقت باقاعدہ سروے کروایا جاتا تھا کہ کہیں وہ کاٹن ایریا کو تو disturb نہیں کرے گی، کہیں وہ wheat area کو تو disturb نہیں کرے گی کہیں وہ rice area کو تو نہیں disturb کرے گی اور وہاں کے موسموں، وہاں کی مٹی کو مدنظر رکھتے ہوئے سیکٹر بنائے گئے تھے، اور اس کے مطابق شوگر ملوں کی اجازت دی جاتی تھی۔ مگر جس طرح ستار صاحب نے بھی کہا کہ بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ 85 فی صد ملیں اس حکومت کے ساتھ وابستہ لوگوں کی ہیں اور ان کو یہ ملیں لگوائی گئیں اور نہ صرف لگوائی گئیں اور نہ صرف مشینری provide کی گئی، بلکہ بنکوں سے facilities لے کر دی گئیں اور اس چیز کو قطعاً مدنظر نہیں رکھا گیا کہ ہم یہ جو پالیسی بنا رہے ہیں اس سے آنے والے وقت میں کیا دشواریاں پیش آئیں گی۔ اس کا نتیجہ کیا ہوا کہ آپ کا فارن ایکسچینج earn کرنے والی crop cotton بھی متاثر ہوئی اور دوسری طرف آپ نے جو شوگر بنائی اس کے overhead زیادہ ہونے کی وجہ سے ----- کیونکہ آپ commercially, internationally اس کو سیل نہیں کر سکتے آپ نے اپنے فارن ایکسچینج کو ایک طرف بند کیا اور دوسری طرف ایک ایسی production لے آئے جس کا ہم نے کوئی متبادل حل نہ نکالا۔ تو جناب والا! یہ وہ پالیسیاں ہیں اور خاص طور پر مجھے یہ

کہنے میں دقت محسوس نہیں ہو رہی کہ مسلم لیگ حکومت نے ہی یہ پالیسیاں بنائیں اور اپنے چند مفادات کی خاطر ایسی پالیسیاں بنا کر زمینداروں کو crush کیا اور آج آپ دیکھیں کہ زبانی کلامی تو وہ کہتے ہیں کہ ہم agriculture کو boost کر رہے ہیں، ہم زمیندار کے ساتھ ہیں، زراعت ہماری backbone ہے مگر عملی طور پر دیکھیں کہ جس قسم کے قوانین بنتے ہیں، جب بھی کمیٹیز کسی negotiations میں جاتی ہیں تو ان انڈسٹریز کو ایسے levers دے کر آتی ہیں جو کہ الٹا زمیندار کے مفاد کے خلاف ہوتا ہے۔ چیمہ صاحب بالکل بجا کہہ رہے تھے کہ اگر بجلی کے بلوں کے لیے فوج استعمال کی جا سکتی ہے، اگر باقی recoveries کے لیے آپ دوسرے sources استعمال کر سکتے ہیں تو کیوں نہیں زمیندار کی recoveries کے لیے یہ procedure adopt کیا جاتا۔ آج کپاس میں کروڑوں، اربوں روپے ginners کے ٹیکسٹائل ملوں میں پھنسے ہوئے ہیں اور ginners کے پاس زمینداروں کے پھنسے ہوئے ہیں۔ شوگر کین کے پیسے کا تو میں خود suffer ٹھہرا ہوں کہ 1997ء کی فصل کی payment اس دسمبر میں آ کر ہوئی۔ اب دوسری طرف حکومت اپنی recoveries کے لیے تو زمیندار کو چند ہزاروں کے پیچھے تحصیل دار کو کہہ کر جیلوں کے اندر بند کر دیتی ہے تو زراعت کلاس کی کہاں سے حوصلہ افزائی ہو رہی ہے؟ اوپر سے ظلم یہ ہے کہ بات کی جائے تو پھر وہ سنی بھی نہیں جاتی۔ میں آپ کو اس چیز کی مبارک باد دیتا ہوں کہ آپ نے اس سبجیکٹ پر کم از کم ٹریژری بینچز والوں کو بھی بولنے کا موقع فراہم کیا ورنہ وہ بےچارے اپنے احساسات دل میں چھپائے بیٹھے رہتے تھے۔ مگر آج میں سمجھتا ہوں کہ حقیقت میں اس موضوع پر دل کھول کر بحث کرنی چاہیے اور حکومت وقت کو بھی اسے صرف اس چیز پر نہیں لینا چاہیے کہ یہ اپوزیشن کی طرف سے suggestion آئی ہے یا یہ ہمارے کسی مخالف کی suggestion ہے اس کو اس spirit سے لینا چاہیے کہ ہمیں اس کلاس کو دوبارہ بحال کرنا ہے اور میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ اگر یہ کلاس بیٹھ گئی، professionally یہ کلاس already کافی حد تک اپنی زمینوں کو چھوڑ چھوڑ کر دوسرے professions adopt کر رہی ہے۔ آپ کے ملک میں تقریباً نوے فی صد انڈسٹری agro-based industry ہے چاہے وہ رائس کے شیلرز ہوں، چاہے ٹیکسٹائل ملز ہوں چاہے ginning factories ہوں، چاہے فلور ملز ہوں۔ اگر یہ profession بیٹھ گیا اور اگر یہ آپ کی پالیسیوں کی وجہ سے uneconomical ہو گیا تو آپ یہ سوچ لیجیے کہ انڈسٹری بھی اس کے

ساتھ ہی ڈوبے گی اور آپ اس کو پھر چلا نہیں سکیں گے ۔ تو لہذا اس میں ہمیں balance رکھنا چاہیے، ہمیں اپنی پالیسیوں کو ایک طرف tilt نہیں کر دینا چاہیے۔ اس وقت ہماری پالیسی totally tiltted policy ہے اور ہم انڈسٹری کو تو ہر مراعات دینے کو تیار ہیں مگر ایگریکلچر کو کوئی مراعات دینے کو تیار نہیں۔ آپ اندازہ کریں کہ باہر سے جو wheat آپ import کرتے ہیں وہ آپ کو چار سو اور کچھ روپے میں ex-Karachi پڑتی ہے، مگر آپ ایگریکلچر کلاس کو تین سو روپے بھی دینے کو تیار نہیں۔ اس سے بڑا ظلم کیا ہے کہ آپ ٹیکسٹائل مل کو اس کی cost پر--- وہ cost جو انکم ٹیکس والے اور فیڈرل گورنمنٹ والے اس کی ورکنگ assess کر کے ایک basic منافع assure کرتی ہے وہ 20 فیصد ہے جبکہ آپ کے زمیندار کو پانچ فی صد تو کیا بمشکل دو فی صد بھی نہیں ملتا ۔ اگر وہ اپنی زمین کی قیمت اس میں ڈال لے اور اس کا کوئی rental حساب لگائے تو اس کو بمشکل 2 فی صد بھی نہیں ملتا مگر ہمارے دعوے یہ ہیں کہ جناب، ہم زراعت کو بڑا project کر رہے ہیں ہم زراعت کے لیے یہ یہ اقدامات کر رہے ہیں، ہم زراعت کے لیے وہ وہ اقدامات کر رہے ہیں۔ تو آپ کے توسل سے حکومت وقت سے یہ گزارش ہے کہ وہ اس طرف دھیان دے۔

اب میں شوگر کین کی طرف آپ کی توجہ دلاتا ہوں۔ جناب والا! آج یہاں خاکوانی صاحب بیٹھے ہیں میں اس محکمے سے چھ سال وابستہ رہا ہوں اور آج بھی اگر کین ایکٹ اٹھا کر دیکھیں تو زمیندار کے مفاد میں زیادہ تر ترامیم میرے وقت میں ہوئیں۔ آپ کا جتنا شوگر کین stores content ہے، وہ 15 جنوری سے pick up کرنا شروع کرتا ہے اور 30 مارچ تک جاتا ہے۔ میں نے اس میں زمینداروں کو باقاعدہ حصہ دار بنایا۔ یہ جو کچھ آج آپ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے ان سے کہا ہے کہ اگر ایک مہینے کے بعد ادائیگی ہوئی تو پھر with bank interest ادائیگی کرنا ہوگی، یہ تو پہلے ہی اس کین ایکٹ میں دیا ہوا ہے۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ اگر اس وقت صوبائی حکومت ہر مل کی 65 فی صد پیداوار خود اٹھا لیتی تھی اور 35 فی صد انھیں marketing کے لیے دیتی تھی تو آج ایسا کیوں نہیں ہو رہا؟ یہ سسٹم کس نے ختم کیا؟ جناب والا! حکومت وقت نے ختم کیا ہے۔ پھر انھوں نے زون ختم کر دیے، زون سے زمیندار کو ایک تحفظ ملتا تھا۔ ایک certain area ہوتا تھا اور اس علاقے میں قائم ہونے والی مل کی یہ ذمہ داری ہوتی تھی کہ وہ گنا اٹھائے۔ اس کین ایکٹ میں provided ہے کہ 15 اپریل کے بعد جو گنا کھڑا رہے گا، زمیندار کو اس کھڑی فصل کی ادائیگی کی جائے گی۔ اسی طرح

جو sugar cess زمیندار سے کٹتا تھا وہ اِسی علاقے میں' اس علاقے کی سڑکوں پر infrastructure پر خرچ ہوتا تھا اور اس سے علاقے میں ترقی ہوتی تھی۔ مگر موجودہ حکومت نے وہ زون بھی ختم کر دیے ہیں۔ آج یہ ہو رہا ہے کہ ڈی جی خان کی شوگر مل صادق آباد آ کر گنا خرید رہی ہے' صادق آباد کے لوگوں کا sugar cess ڈی جی خان جا رہا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکل رہا ہے کہ sugar cess کے اربوں روپے اس وقت وصول نہیں ہو رہے۔ اس کی وجہ سے ایک طرف تو علاقے کی ترقی رک گئی اور دوسری طرف زمینداروں کو پورا سال چکر لگانے پڑتے ہیں۔ لہذا میں یہ تجویز کروں گا کہ اگر حکومت وقت کو یہ ملیں' صنعتیں اتنی عزیز ہیں تو کم از کم ہم سے گنے کے CPRs لے لیے جائیں اور انھیں ہمارے زرعی ٹیکس' ایگریکلچرل بنک کی recoveries کے against adjust کیا جائے اور بعد میں حکومتِ وقت ملوں سے خود یہ پیسے وصول کر لے۔ ساتھ ہی میں یہ عرض کروں گا کہ آپ نے اس کمیٹی کے ذریعے سے پانچ فی صد deduction کا جو lever دیا ہے اس کا کوئی بندوبست کیا جائے۔ ملوں کی عادت ہے کہ انھیں جو سہولت ملتی ہے اسے تو اپنا لیتے ہیں مگر زمیندار کو کچھ نہیں دیتے۔ جناب والا! میں آخر میں پھر یہ کہوں گا کہ زمیندار کو اس کے پیسے دلوائے جائیں' کیونکہ زمیندار کا کوئی پُرسانِ حال نہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ' سردار حسن اختر موکل صاحب!

سردار حسن اختر موکل (جناب ڈپٹی سپیکر): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب والا! آج کی بحث میں میرے بہت سے دوستوں نے حصہ لیا اور مزید دوست انتظار میں ہوں گے' اس لیے میں زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ جناب سپیکر: میں دو تین چیزیں آپ کی وساطت سے وزیر خوراک صاحب کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں۔ جب میں نے اس موضوع پر بات کرنے کی خواہش کا اظہار کیا تو کچھ دوستوں نے مجھ سے کہا کہ کیا تم بھی بولو گے؟ تو مجھے اس پر ایک شعر یاد آیا کہ:۔

کیسے ممکن ہے' دھواں بھی نہ اُٹھے اور دِل بھی جلے
چوٹ پڑتی ہے تو پتھر بھی صدا دیتے ہیں

جناب والا! آپ بھی کاشت کاروں کی کلاس میں شامل ہیں' بلکہ ممبران کی اکثریت اس کلاس سے تعلق رکھتی ہے۔ مجھے یہ دیکھ کر بڑا افسوس ہو رہا ہے کہ آج ایک اتنے اہم موضوع پہ بحث ہو رہی

ہے' تمام صوبے کی نظریں اس معزز ہاؤس کی آج کی اس بحث پہ لگی ہوئی ہیں۔ لیکن آپ اپوزیشن بنچز کی طرف نظر دوڑائیں یا حکومتی بنچز کی طرف دیکھیں تو آپ کو بہت کم ممبران نظر آئیں گے۔ مجھے بڑے افسوس سے یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ اس اہم موضوع پر بحث کے دوران بھی حاضری اتنی کم ہے۔ مجھے نہیں علم کہ یہ دوست جب اپنے اپنے حلقوں میں جائیں گے تو عوام یا ووٹروں کو کیسے جواب دیں گے۔

جناب سپیکر! میں دو چیزیں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں' ایک یہ کہ جو بات یہاں پہ' اس ہاؤس میں کی گئی باہر اس کے بالکل الٹ ہوا۔ یہاں پہ statement دی جاتی ہے کہ کاشت کاروں کو ادائیگیاں کر دی گئی ہیں۔ میں معزز ایوان کے معزز ہاؤس میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ لوگ بالکل جھوٹی statements دے رہے ہیں۔ میں کل اپنے حلقے میں گیا ہوا تھا' ڈسٹرکٹ منیجر کی طرف سے سٹیٹمنٹ آئی کہ ہمارے ضلع قصور میں کسی کا کوئی پیسہ بقایا نہیں۔ میرے پاس درجنوں لوگ روتے ہوئے آئے سٹیٹمنٹ آئی کہ جناب! حکومت کی طرف سے ایسی statements آ رہی ہیں کہ تمام کاشت کاروں کو ادائیگیاں کر دی گئی ہیں' آپ اسمبلی میں بات کر کے ہمیں پیسے تو دلوائیے۔ ایک تو میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ یہاں جو بات کی جائے اسے اتنا پُریقین' پُر اثر اور effective ہونا چاہیے کہ وہ بات جب دوسرے کے منہ سے نکلے' یا تو وہ صحیح ہو یا جس شخص کے منہ سے یہ بات نکلی اس کی زبان کھینچ لی جائے۔ جناب والا! یہ نہ صرف کاشت کاروں کے خلاف ایک سازش ہے' بلکہ مجھے کہنے دیجیے کہ یہ موجودہ حکومت کے خلاف بھی ایک بہت بڑی سازش ہے۔ جو بات یہاں ہاؤس میں کی جاتی ہے' باہر اس کے بالکل الٹ ہوتا ہے۔

جناب والا! میں ایک بڑی خوب صورت چیز آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ آج سے پندرہ بیس دن پہلے ایک شخص بلال ولد علی محمد' ساکن مسووال' تحصیل چونیاں میرے پاس آیا۔ یہ شخص میرے پاس آ کر رو پڑا' اس کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ اس نے کہا کہ جناب میں نے عبداللہ شوگر مل کو اتنا گنا دیا ہے لیکن مجھے payment نہیں ہو رہی۔ جبکہ میری ماں ہسپتال میں ہے اور اس کی حالت بڑی نازک ہے۔ میرے پاس دس CPRs ہیں۔ مجھے کم از کم ایک CPR پہ پیسے دلوا دیجیے تاکہ میں اپنی ماں کا علاج کروا سکوں۔ میں نے اس شخص کے لیے ڈی سی اوکاڑہ کو ٹیلی فون کیا اور چٹھی دی کہ آپ عبداللہ شوگر مل سے کہیں کہ اس شخص کو کم از کم اتنی ادائیگی کر دیں کہ یہ اپنی ماں کا

علاج کروا سکے۔ جناب والا! کل وہ شخص میرے پاس دوبارہ روتا' چیختا ہوا آیا۔ اس نے مجھے ایک درخواست دی جو کہ میں وزیر خوراک کی خدمت میں پیش کروں گا۔ یہ درخواست میں لکھتا ہے کہ جب میں ڈی سی کے پاس گیا تو ڈی سی اوکاڑہ نے مجھے جنرل منیجر عبداللہ شوگر مل کے پاس بھیجا۔ میں جنرل منیجر سے ملا' اسے تعارف کرایا تو اس نے مجھے کہا کہ ڈی سی سے تمھاری کیا رشتہ داری ہے؟ جناب سپیکر! ایک تو کاشت کار اپنے پیسے سے deprived of ہوتا ہے اور اوپر سے اسے گالیاں بھی کھانی پڑتی ہیں۔ اس شخص نے جنرل منیجر کو بتایا کہ ڈی سی سے تو میری رشتہ داری کوئی نہیں' البتہ میں ڈپٹی سپیکر' پنجاب اسمبلی کے پاس گیا تھا اور انھوں نے ڈی سی کے نام مجھے چٹھی دی۔ تو جنرل منیجر نے کہا کہ ڈپٹی سپیکر پنجاب اسمبلی کے ساتھ تمھاری کیا رشتہ داری ہے؟ جناب والا! ہمارے لیے اس جگہ' اس ہاؤس میں بیٹھنے کی بجائے کیا ڈوب مرنے کا مقام نہیں' ایک کاشت کار کی ماں علاج کے لیے سسک رہی ہے اور اسے اپنی ہی جنس کا پیسہ نہیں مل رہا۔ اور جب وہ پیسے مانگتا ہے تو اسے رشتہ داریاں جتائی جاتی ہیں؟ کہاں ہیں وہ قانون' کہاں ہیں وہ یقین دہانیاں؟ یہاں کہا گیا کہ ہم نے یہ قانون بنا دیا' یہ ہو گیا ہے' وہ کر دیں گے۔ جناب والا! جب بھی مرتا ہے کاشت کار ہی مرتا ہے۔ آپ آج کا اخبار پڑھ لیجیے' اگر کاشت کار کے پاس اتنا پیسہ ہو تو وہ بھی مل والے کے مقابلے میں آدھے آدھے صفحے کے اشتہار دیں۔ آج جب کہ یہاں ہاؤس میں اس معاملے پر بحث ہوئی تھی تو شوگر ملز مالکان کی طرف سے "نوائے وقت" میں پہلے صفحے پر آدھے صفحے کا اشتہار شائع کیا گیا ہے۔ اس میں ملز مالکان نے اپنے آپ کو اتنا مظلوم ظاہر کیا ہے کہ جیسے ان کے گھر میں روٹی بھی نہیں پکتی۔ جناب والا! تاریخ شاہد ہے' کوئی ایک شخص بتا دے کہ کاروباری شخص کو اگر ایک پیسے کا بھی نقصان ہوا ہو اور اس نے اپنا کاروبار جاری رکھا ہو۔ مل مالکان اشتہار میں کہتے ہیں کہ جناب ہم تو اپنے آپ کو ذبح کر رہے ہیں' ہم تو اپنا آپ لٹا کر کاشت کاروں کو دے رہے ہیں۔ جناب والا! وہ کہاں لٹ رہے ہیں؟ مجھے آج بھی یاد ہے' محترم قائد حزب اختلاف اس وقت بیٹھے نہیں' یہ اس وقت وزیر خوراک تھے' یہ غالباً 86-1985ء کی بات ہے۔ اس وقت ہماری پہلی دفعہ ایسوسی ایشن کے ساتھ میٹنگ ہوئی۔ میرے ایک محترم دوست فرما رہے تھے کہ ایسوسی ایشن کے نمائندوں کے ساتھ میٹنگ کریں۔ جناب والا! وہ ہم سے میٹنگ نہیں کریں گے۔ ان سے 86-1985ء میں جب ہماری پہلی میٹنگ ہوئی' حالانکہ اس وقت صرف یہ شور تھا کہ پنجاب میں گنے کی قیمت کم از کم دوسرے صوبوں کے برابر لائی جائے۔ لیکن اس پہلی میٹنگ میں ہی ہمیں ایسوسی ایشن نے کہہ دیا کہ جائیں جی ہم آپ سے بات ہی

نہیں کرتے، آپ نے جو کرنا ہے کر لیں۔ تو آج ہم لوگ ایسوسی ایشن سے کیسے بات کریں گے؟ جناب والا! ایک غریب انسان کا ایک ارب پتی کے ساتھ کیا مقابلہ ہے؟ یہ کیسے کہتے ہیں کہ ہم لٹ گئے؟ لٹ تو ہم گئے، ہم بات کریں تب بھی زیرِ عتاب اور ہم بات نہ کریں تب بھی زیرِ عتاب۔ ہماری مائیں بہنیں علاج کے لیے سسکتی رہیں اور اگر ہم کہیں کہ ہمارا ہی پیسہ ہمیں لٹا دو تو آگے سے ہمیں ماں بہن کی گالیاں دی جاتی ہیں۔ کہاں ہے وہ قانون؟ مجھے بتا دیجئے۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر خوراک سے پوچھتا ہوں کہ آج کے بعد ہی مجھے یہ بتا دیجیے کہ یہ قانون نافذ ہونے کے بعد مستقبل میں کاشت کار کو ماؤں بہنوں کی گالیاں نہیں دی جائیں گی؟ وہ لکھتا ہے کہ جب میں نے اسے کہا کہ جناب، مہربانی کیجیے تو وہ کہتا ہے کہ تم افسروں کے حکم نامے لاتے ہو تو سمجھتے ہو کہ یہ ہماری کمزوری ہے؟ یہ افسروں کے حکم نامے ہماری کمزوری ہے؟ انکے رقعوں کے ڈر سے ہم پیسے دینے لگیں تو کیا کریں؟ جاؤ بھاگ جاؤ کوئی پیسہ نہیں کوئی سی پی آر نہیں اور جا کر یہ رقعہ ڈی سی اور ڈپٹی سپیکر کے منہ پر مارو۔ ہم پیسے نہیں دیں گے، ہم یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں، تم لوگ کیا سمجھتے ہو کہ ہم اتنے ہی بے اثر ہیں؟ جناب والا! یہ تو ہر چیز بتا رہی ہے کہ وہ بہت با اثر ہیں۔ تاریخ گواہ ہے کہ مل مالکان ہمیشہ بہت بڑے با اثر رہے ہیں۔ یہ ایک مل لگاتے ہیں کہ ہم شیونگ بلیڈ بنائیں گے۔ ابھی جاپان میں سودا طے نہیں ہوتا لیکن قیمت یہاں نکال دیتے ہیں، کسی کا دل کرے خریدے کسی کا دل کرے نہ خریدے۔ مظلوم تو کاشت کار ہے جو ایک دن کے لیے بھی اپنی فصل نہیں روک سکتا۔ اگر یہ اس قابل ہوتا تو ہم دیکھتے کہ کارخانوں میں جہاں کاشت کاروں کا خون جلتا ہے یہ ملیں کیسے چلتیں؟ مجبوریاں تو ہماری ہیں، ان کی کیا مجبوری ہے؟ افسروں کے رقعے آئیں، ڈپٹی سپیکر یا سپیکر کے رقعے آئیں، مجبوریاں تو ہماری ہیں کہ ہم ادھر چیختے ہیں تو ادھر تمام اہل اقتدار کے پاس تھیلیاں پہنچ جاتی ہیں اور وہاں سے بیان آنے شروع ہو جاتے ہیں کہ کاشت کار جھوٹ بولتے ہیں۔ کاشت کار جھوٹ کہاں بولتے ہیں؟ آپ بھی جانتے ہیں اور ہم بھی جانتے ہیں۔ میری صرف یہ گزارش ہے اور میں ایک ہی بات کرتا ہوں کہ اس مقدس ایوان میں جو بات کی جائے یا تو وہ کی نہ جائے اگر کی جائے تو اس پر اس انداز سے پہرہ بیٹھے کہ کسی بیوروکریٹ کو، کسی مل مالک کو یہ جرأت نہ ہو سکے کہ وہ اس مقدس ایوان میں ہونے والی بات کے الٹ بات کرے۔ جو قانون یہاں سے بنتا ہے اگر اس کی ہم حفاظت نہیں کر سکتے تو مجھے کہنے دیجیے کہ ہمیں کوئی حق نہیں پہنچتا کہ ہم یہاں آ کر بیٹھیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، شکریہ۔ چونکہ بحث کے لیے ایک گھنٹہ مقرر کیا گیا تھا۔۔۔

جناب آصف صدیق ڈھلوں، پوائنٹ آف آرڈر۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! میں نے اپنا نام دیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر، جی میرے پاس اور بھی تین چار نام ہیں۔ میرے خیال میں اب اس بحث کو ختم کیا جائے اور وزیر خوراک خاکوانی صاحب کو موقع دیا جائے کہ وہ جوابات دیں۔ خاکوانی صاحب اپنی winding up speech کریں۔

سردار طفیل احمد خان، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! جب ہاؤس اپنے خیالات کا اظہار نہیں کرے گا تو وزیر خوراک کس بات کو wind up کریں گے؟

جناب سپیکر، سردار صاحب ایک منٹ تشریف رکھیں۔

جناب آصف صدیق ڈھلوں، جناب والا! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، جی فرمائیں۔

جناب آصف صدیق ڈھلوں، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے ہاؤس کو یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ فیصل آباد میں کریسنٹ شوگر ملز ہیں۔ اس نے کاشت کاروں کو لوٹنے کا ایک نیا طریقہ اختیار کیا ہے۔ آج صبح کین ایڈوائزر کریسنٹ ملز لمیٹڈ فیصل آباد سے میری فون پر بات ہوئی ہے۔ میں نے پوچھا کہ جو آپ پانچ فی صد کٹوتی کر رہے ہیں یہ کس تاریخ سے کر رہے ہیں؟ تو انھوں نے مجھے بتایا کہ یہ نوٹیفکیشن 18 جنوری کو جاری ہوا ہے۔ لیکن ہم اس وقت سے کٹوتی کر رہے ہیں جب سے مل چلی ہے۔ جناب والا! میرے علم میں نہیں کہ پنجاب میں کسی دوسری مل سے اس قسم کی کوئی شکایت ہو۔ لیکن آپ دیکھیں کہ انھوں نے کیا طریقہ اپنایا ہے یہ کہہ رہے ہیں کہ نوٹیفکیشن تاخیر سے ہوا ہے لیکن جن زمینداروں کے سی پی آر ان کی جیب میں ہیں یا وہ payment لینے بنک میں جاتے ہیں تو اس میں سے بھی پانچ فی صد کٹوتی کرلی جاتی ہے' چاہے وہ سی پی آر نومبر کی کسی تاریخ کا ہو یا دسمبر کا۔ جناب والا! میں ایک اور بات آپ کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ کماد کی جو انڈیا ورائٹی ہے اس کی ضلع جھنگ اور فیصل آباد کے 70 فی صد لوگ موذمی فصل نہیں رکھ رہے۔ اس طرح تو آنے والے سال میں اس کا بیج اور بھی short ہو جائے گا۔ اور ایک یا دو سال میں فیصل آباد اور جھنگ میں

اس کا بیج دستیاب نہیں ہوگا' کیونکہ یہ red rot بیماری سے effect ہوا ہے۔ میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اتنے بڑے پیمانے پر کاشت کاروں کو بیج دستیاب نہیں ہوگا کہ وہ اس کی ورائٹی تبدیل کرسکیں اور گنا پیدا کر سکیں۔ تو کاشت کاروں کی جو حوصلہ شکنی ہوئی آپ اس کا نوٹس لیں کیونکہ جب سے مل شروع ہوئی ہے اس وقت سے کٹوتی کر رہے ہیں۔

سردار رفیق حیدر لغاری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، سردار طفیل صاحب آپ نے تو اپنا نام بھی نہیں بھیجا۔

سردار طفیل احمد خان، جناب والا! میں اس کی معافی چاہتا ہوں اور میں صرف ایک منٹ لوں گا۔

جناب سپیکر، اس طرح تو پھر دستی صاحب نے نام دیا ہوا ہے۔

سردار طفیل احمد خان، جناب والا! میں صرف ایک منٹ میں بات ختم کروں گا۔

جناب سپیکر، جی فرمائیں۔

سردار طفیل احمد خان ، جناب والا! میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس ہاؤس میں آج سے چار پانچ روز پہلے اس پوائنٹ پر بحث ہوئی تھی اور اس ہاؤس کے علم میں یہ بات لائی گئی کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے کوئی سخت اقدامات اختیار کر لیے ہیں۔ میں جناب کی وساطت سے وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان میں سے کسی بات پر کسی حد عمل ہوا ہے؟ میں نے کل اخبار میں ایک خبر پڑھی ہے کہ ڈی سی قصور نے ایک پریس ریلیز جاری کیا ہے کہ ڈی سی کہہ رہے تھے کہ وہاں پر کسی کا کوئی بقایا نہیں۔ جناب والا! میں نے اس دن بھی اس فلور پر گزارش کی تھی کہ زمیندار پر جو ظلم ہوا ہے ہم نے مان لیا کہ انڈیا کے بیج میں کچھ کمی تھی تو ہم نے زیادہ ضد نہیں کی اور جو مناسب تھا کٹوتی کاٹ لی۔ لیکن انھوں نے تھوک کے حساب سے 15 سے 35 فی صد کٹوتی کاٹی۔ میں جناب کی وساطت سے وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا ان کا کوئی حل ہو سکتا ہے؟ میرے ضلع کی زمینداری دس ایکڑ سے زیادہ مشکل ہے۔ اگر مل مالک کا کوئی نقصان ہوتا ہے تو وہ آپ سے rebate claim کرتے ہیں۔ اس قرضے کو کھا جاتے ہیں اور اتنے معزز لوگ ہیں کہ ان کے نام بتانے سے بھی حکومت وقت اور ہر حکومت قاصر ہے۔ اس کلاس کے ساتھ ظلم ہوتا ہے جو اس ملک کو پالتی ہے اور اس کلاس کے ساتھ ظلم ہوتا ہے جسے آپ پیدائشی وی آئی پی کہتے ہیں (نعرہ ہائے تحسین)۔ جناب سپیکر! میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ اُس کلاس میں اور اس کلاس میں فرق کس نے پیدا کیا ہے؟ کم از کم زمیندار لٹیرا

نہیں۔ زمیندار ڈیفالٹر نہیں اور اس کلاس کو presumption دینا کون سا انصاف ہے؟ چونکہ میں نے جناب سے وعدہ کیا تھا کہ میں صرف ایک منٹ لوں گا تو وزیر صاحب مجھے صرف اتنا بتا دیں۔ اہمیت یہ ہے کہ آج سیکرٹری فوڈ حاضر نہیں ہے۔ پنجاب میں چار دن سے خبر لگ رہی تھی کہ بدھ کو اس مسئلے پر بحث ہو گی اگر ان کو احساس ہوتا تو آج یہاں لابی میں موجود ہوتے۔ جو یہ فرما رہے ہیں کہ چیف سیکرٹری نے میری بات سنی۔ جناب والا! میں بمع درخواست دس دفعہ ان کے پاس حاضر ہوا ہوں لیکن اس مل مالک نے جو جواب چیف سیکرٹری کو دیا میں وہ یہاں پر بیان نہیں کر سکتا۔ میں وزیر اعلیٰ کے احکامات کو کیسے سمجھوں کہ جب ان کے احکامات پر عمل در آمد کرنے والا محکمہ Implement Cell آپ کی رسوائی کا موجب بن رہا ہے۔ جناب والا! میں یہ باتیں اس لیے کہہ رہا ہوں کہ مخالف پارٹیوں نے جلوس نکالنے کا پروگرام بنایا ہے۔ ہمارے ساتھ بے انتہا ظلم ہو رہا ہے جس کی ذمہ داری خاکوانی صاحب پر ہے۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ جی خاکوانی صاحب!

جناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، سعید اکبر صاحب! اب آپ ایک گھنٹے کے بعد آ گئے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! میں لابی میں تھا۔

جناب سپیکر، آپ لابی میں نہیں تھے۔ آپ تو ایک گھنٹے کے بعد آئے ہیں۔ اس پر تو ایک گھنٹہ دس منٹ بحث چلی ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! مجھے پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر، کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! اگر ساری بات منسٹر کو نہیں پہنچے گی تو وہ کس بات کا جواب دیں گے؟

جناب سپیکر، جی دستی صاحب!

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! مجھے صرف دو منٹ دیں۔

جناب سپیکر، آپ صرف دو منٹ میں بات ختم کریں۔

سردار امجد حمید خان دستی: بالکل ٹھیک ہے۔ جب آپ گھنٹی بجائیں گے تو میں بات ختم کر دوں گا۔ جناب والا! میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ قصہ یہ ہے کہ یہ بڑا شرم ناک کرب ناک اور بہت ہی درد ناک مسئلہ ہے ۔ اس لیے کہ گنے کا کاشت کار جس کا اثر و رسوخ نہیں ہے۔ جس کے ہاتھ میں جوتا نہیں، جس کے پاس مینجر یا ٹھیکے دار کا پیٹ بھرنے کے لیے اثر و رسوخ نہیں ہے تو وہ مارا مارا پھر رہا ہے۔ میں آپ کو اس کی مثال دیتا ہوں کہ ہمارے ہاں ضلع مظفر گڑھ میں دو ملیں ہیں، شیخو شوگر مل اور دوسری فاطمہ شوگر مل۔ انھوں نے یہ طریقہ بنا رکھا ہے کہ اپنے ٹھیکے دار مختلف مواضعات میں بٹھا رکھے ہیں اور کنڈے لگا رکھے ہیں جو کاشت کار سے 28 روپے من کے حساب سے گنا خرید کرتے ہیں۔ پھر جو اصل رقم ہے، اصل رقم کچھ مل کا مالک لے جاتا ہے اور کچھ وہ ٹھیکے دار لے جاتا ہے۔ اسی طرح وہ جو پرچیاں جو سی پی آر جاری کرتے ہیں ان کو بھی ٹھیکے دار خرید کر لیتے ہیں اور ان بے چاروں کو مجبور کرتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ کچھ نہ کچھ ملے۔ ان کو مجبور کرتے ہیں کہ جو پیسے ہم دینا چاہتے ہیں وہ لیں۔ اس سلسلے میں جناب وزیر صاحب نے فرمایا تھا کہ اگر کوئی مل اونر کسی قسم کی تکلیف دے اور رقم کی وصولی میں رکاوٹ ڈالے تو ڈی سی سے ملیں یا کمشنر سے ملیں۔ میں اس سلسلے میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ ہمارے پاس ایک اطہر سیال صاحب ڈپٹی کمشنر تھے۔ انھوں نے گورنمنٹ کی ہدایات کے مطابق ملز اونرز کے مینجرز کے خلاف کارروائی کی۔ مل اونرز کو پکڑ کر حوالات میں دے دیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اطہر سیال کو بلوچستان بھیج دیا گیا۔ کیا بہانہ بنایا گیا؟ کہ اس کی وجہ سے کوٹ ادو کے قریب شیعہ لوگ مارے گئے ہیں۔ وہاں مجلس ہو رہی تھی تین چار شیعہ حضرات مارے گئے۔ آپ حیران ہوں گے کہ ڈی سی خود بھی شیعہ تھا۔ ڈی سی پر تو یہ الزام بنتا ہی نہیں ہے کہ اس نے اپنے مسلک کے لوگوں کو مروا دیا۔ غفلت پولیس کی ہو سکتی ہے یا مقامی جو انتظام کرنے والے ہیں ان کی ہو سکتی ہے۔ اور لوگوں کے خلاف ایکشن لیا تو ان کو پنجاب میں بٹھا دیا اس کے خلاف ایکشن لیا تو اس کو بلوچستان بٹھا دیا۔ جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ دو چار مواضعات ہیں، اور پھر یہ بات بھی ہے کہ دوسرے اضلاع سے گنا خریدا جاتا ہے۔ یہ بھی ایک قانون ہے حکومت کی پالیسی ہے کہ اپنے ضلع سے پہلے گنا خریدو پھر دوسرے اضلاع سے خریدو۔ لیکن یہاں یہ اندھیر نگری ہے کہ شیخو اور فاطمہ والے یہ سے خریدتے ہیں، جھنگ سے لیتے ہیں

ر ادھر سے گنا لیتے ہیں۔ مظفر گڑھ والوں سے اس لیے نہیں لیتے کہ ان کو پوری قیمت دینی ے گی۔ یہ باتیں ہیں جن کا ان کے پاس کوئی جواب نہیں۔

ب سپیکر، شکریہ۔ دستی صاحب۔

ردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! میں نے پہلے بھی گزارش کی تھی کہ بجائے اس کے کہ وہ مل نرز کا دفاع کریں ان کی وکالت کریں اپنے گنے کے کاشت کاروں کا دفاع کریں اور ان کی وکالت ریں۔

ناب سپیکر، شکریہ دستی صاحب۔ تشریف رکھیں۔ خاکوانی صاحب wind up کریں۔ بحث کے لیے یک گھنٹہ مقرر کیا گیا تھا اب ایک گھنٹہ پندرہ منٹ ہو چکے ہیں۔ پندرہ منٹ زیادہ ہو چکے ہیں۔ خاکوانی احب اب بات کریں گے۔

ناب سعید اکبر خان، پوائنٹ آف آرڈر۔

ناب سپیکر، کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں۔

زیر خوراک، بسم اللہ الرحمن الرحیمo

یایھا الذین امنوا اتقوا اللہ و قولوا قولا سدیداo

ناب سپیکر! رب کریم نے کلام پاک میں فرمایا کہ،

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جب بھی بات کیا کرو پکی اور سیدھی بات کیا کرو"

یں جناب سپیکر! آپ کا اور جناب ڈپٹی سپیکر حسن اختر موکل صاحب کا مشکور ہوں کہ انھوں نے اس اہم سئلے پر اس ایوان میں ایک گھنٹہ بحث کے لیے مقرر کیا۔ تمام دوستوں نے خوب سیر حاصل بحث کی۔ یں نے اس دن بھی 28 جنوری کو اور آج بھی اپنے تمام ساتھیوں' جن میں بزرگ بھی شامل ہیں ن کی تمام باتیں نوٹ بھی کی ہیں اور اپنے دل پر بھی نقش کی ہیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ' بحیثیت سلمان اور بحیثیت حافظ قران مجھے معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کی منشاء کیا ہے۔ جب ایمان والوں کو مخاطب کرکے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جب بھی بات کیا کرو پکی اور سیدھی بات کیا کرو۔ کیوں کہ،

تصلح لکم اعمالکم و یغفرلکم ذنوبکمo

"اللہ تعالیٰ تمہارے تمام اعمال سیدھے کر دے تمہارے تمام گناہ معاف کر دے"

ومن یطیع اللہ و رسولہ فقد فاز فوزا عظیماہ

"اور جس نے اللہ اور اللہ کے رسول کی اطاعت کی وہ ہی کامیاب ہوا"

میں اور تقریباً ہر انسان خاص طور پر ہر مسلمان کامیاب ہونا چاہتا ہے۔ میں کبھی نہیں چاہوں گا کہ میں اللہ کے نزدیک بھی اور اپنے دوستوں کے درمیان ناکام رہوں۔ پہلی بات یہ کہ مجھے اس گناہ کی سزا دی جا رہی ہے جو میں نے کیا ہی نہیں۔ مجھے سب سے بڑا دکھ یہی ہو رہا ہے کہ سردار امجد حمید خان دستی صاحب کاش تشریف رکھتے، یہ دوسرے ساتھی بار بار میرے کھاتے میں یہ بات ڈال رہے ہیں کہ آپ شوگر مل مالکان یا شوگر ملوں کی وکالت کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں نے خاص طور پر آپ کے اسمبلی سیکرٹریٹ سے اپنی 28۔ جنوری 1998ء یعنی آج سے پانچ دن پہلے وقفہ سوالات میں جو باتیں ہوئیں اور جس کے نتیجے میں یہ بحث چھڑی، اپنی تمام تقریر کا میں نے یہ ریکارڈ منگوایا ہے۔ اللہ شاہد ہے کہ اس پر کہیں بھی میں نے کوئی شوگر مل مالکان کی حمایت میں کوئی ایک لفظ کہا ہو۔ یا میں نے کوئی حقائق جو گراؤنڈ پر ہیں، ان کو تسلیم نہ کیا ہو یا گنے کے کاشت کاروں کی آواز میں آواز نہ ملائی ہو۔ جناب سپیکر! بغیر تصدیق کے مجھے مل مالکان کا وکیل ٹھہرانا۔۔۔ میرا ان سے کیا لینا دینا؟ جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے آج میں اپنے بزرگ جناب اعظم چیمہ صاحب کو کہتا ہوں اور یقین کیجیے دل کی گہرائیوں سے یہ بات کر رہا ہوں، کہ اگر حافظ اقبال خاکوانی کی cost پر، میری جان کی قربانی پر پنجاب کے سات کروڑ عوام کو ریلیف ملتا ہے تو میں قربانی دینے کے لیے حاضر ہوں۔ لیکن مجھے اس وقت بڑا دکھ ہوا کہ مجھے اور میرے ڈائرکٹر فوڈ کو اور میرے عملے کو کہا گیا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ ان کو ایسی جگہ پر کھڑا کر دیا جائے کہ جب تک ان کے جسم کا پانی نہ سوکھ جائے۔ جناب سپیکر! میری گردن تو حاضر ہے اور یقین کیجیے کہ آج ہم اپنے ووٹرز، سپورٹرز اور اپنے کسانوں کی بہتری کی خاطر یہاں کوئی قدم نہیں اٹھا سکتے تو یقیناً میرا یہاں بیٹھنا بالکل بے سود ہے۔ کب میں نے ان کا دفاع کیا ہے؟ میں نے تو تسلیم کیا ہے کہ حقائق یہی ہیں کہ 1950ء کا جو قانون ہے وہ یہ تھا کہ 15 یوم کے بعد ان کو ادائیگی ہو جانی چاہیے۔ اگر delay ہوتی ہے تو 11 فی صد مارک اپ کے ساتھ ادائیگی ہونی چاہیے۔ جناب والا! میری تقاریر کے ریکارڈ موجود ہیں۔ میں نے کہا، جناب سپیکر! حقائق یہ ہیں کہ وہ 11 فی صد ان کو نہیں ملتا۔ حقائق یہ ہیں کہ 15 دن کے بعد ان کو payment نہیں کی جاتی۔ حقائق یہ ہیں کہ وہ بےچارے اپنی ہی قیمت کی خاطر مارے مارے پھرتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ

میرے وزیر اعلیٰ نے اس کا نوٹس لیا' یہی وجہ تھی کہ اس مسئلے کو اہم مسئلہ سمجھتے ہوئے ہمارے سینئر ساتھی وزیر خزانہ جناب ذوالفقار علی خان کھوسہ کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی گئی۔ جس میں مل مالکان کو بلایا گیا۔ جس میں گنے کے کاشت کاران کی ایسوسی ایشن کے نمائندگان کو بھی بلایا گیا۔ جس میں تمام متعلقہ افسران کو بلایا گیا اور پھر ایک مرتبہ نہیں دو مرتبہ نہیں چار مرتبہ یہ میٹنگ ہوئی اور اس میں وہ تمام مسائل زیر بحث آئے ۔ پھر تجاویز آئیں اور پھر ultimately اس کمیٹی نے بھی یہ محسوس کیا کہ یہ معاملہ وزیر اعلیٰ کی ذاتی توجہ کا طلب گار ہے۔ وزیراعلیٰ کی بے پناہ مصروفیات کے باوجود ان کے نوٹس میں یہ باتیں لائی گئیں۔ پھر انھوں نے چیئر کیا اور گنے کے تمام کاشت کار اور مل مالکان کو بلا کر ایک comprehensive agreement ہوا۔ اور اس agreement کے بعد 28 جنوری 1999ء کو اس جگہ کھڑے ہو کر میں نے جو گارنٹی دی تھی' میں نے جو بات کی تھی' اس کا مذاق اڑایا گیا' اس کو مضحکہ بنا دیا گیا۔ اور پھر جناب والا! ہر انسان کی ایک انا ہوتی ہے۔ آپ بھی گواہ ہیں پورا ہاؤس گواہ ہے کہ میری ہمیشہ یہی کوشش رہی ہے کہ میں اپنے دوستوں اور بزرگوں کے ساتھ بڑے پیار' محبت اور بڑے light mood کے ساتھ رہتا ہوں' کیوں کہ بڑی ٹینشن کا دور ہے۔ اور اس میں آپ کو tension free تین چار گھنٹوں تک اپنے فاضل دوستوں کے ساتھ بڑے پیار محبت کے ساتھ deal کرنا چاہیے۔ آخر جناب والا! میں نے بھی اپنے حلقہ نیابت میں کچھ جواب دینا ہے۔ میری بھی کوئی فیملی ہے' میرے بھی کوئی چار دوست ہیں۔ یہ یہاں کھڑے ہوکر بڑی آسانی کے ساتھ کوئی بھی بات کر سکتے ہیں اور کوئی قدغن نہیں ہے۔ اور آپ نے نوٹ کیا ہے آپ بڑے اس معاملے میں kind ہوتے ہیں۔ میں نے محسوس کیا ہے۔ لیکن جب آپ کی غیرموجودگی میں بغیر نام لیے چاہے وہ چیئرمینوں کا پینل ہو چاہے کوئی ہو۔ امجد حمید خان دستی صاحب' اب وہ بزرگ ہیں اللہ مجھے ان کی عزت کرنے کی توفیق عطا فرمائے' انھوں نے بڑی آسانی سے مجھے جھوٹوں کا بادشاہ بنا دیا۔ مجھے لفاظی کا بادشاہ بنا دیا۔ اخبارات میں تراشے آئے۔ اخبارات میں آرٹیکل چھپے۔ جناب والا! میں نے کون سی جھوٹ بات کہی تھی؟ میں نے تو یہی کہا کہ 13 جنوری سے پہلے یہ تلخ حقائق تھے۔ لیکن 13 جنوری کے بعد وزیر اعلیٰ کی سربراہی میں جب یہ comprehensive قسم کی ایک میٹنگ میں جو فیصلے کیے گئے ہیں۔ اس کے بعد میں گارنٹی دیتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اب یہ مسائل حل ہو جائیں گے۔ لیکن اس کے لیے تھوڑی سی مہلت تو دیجیے۔ اور اس کے لیے جناب والا اگر میری نیت میں فرق

ہوتا تو میں محکمے کی طرف سے ایک رٹا رٹایا جواب ملک غلام شبیر جوئیہ صاحب کے سوال کے جواب میں پیش کر دیتا اور خاموشی سے بیٹھ جاتا۔ میں نے تو اسی لیے اس دن اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے پالیسی بیان دیا تھا۔ تاکہ ان مخالف سیاسی جماعتوں کو بھی ذرا حکومتی اقدامات کا علم ہو۔ جو اس burning issue جو اس کو جواز بنا کر اپنا الو سیدھا کرنا چاہتی ہیں۔ جناب والا! میں نے وہ تلخ باتیں بھی بھلا دیں۔ میں نے وہ بھی تسلیم کر لیں۔ میں اپنی جان کی قربانی دینے کے لیے بھی تیار ہوں' بقول اعظم چیمہ صاحب کے' کہ مجھے بے شک کھڑا کر دیں۔ میرے جسم کا ایک ایک قطرہ سوکھ جائے۔ اگر میری اس قربانی پر گنے کے کاشت کاروں کا مسئلہ حل ہوتا ہے تو یہ کوئی مہنگا سودا نہیں۔ لیکن جناب والا! حقائق کیا ہیں؟ پاکستان کی پوری آبادی جو کہ تیرہ کروڑ ہے یا چودہ کروڑ ہے یا ساڑھے تیرہ کروڑ ہے۔ پوری آبادی کی چینی کی ضروریات 28 لاکھ ٹن ہیں۔ یہ میں پورے دوستوں کی توجہ چاہوں گا۔ پورے پاکستان کی تیرہ چودہ کروڑ آبادی کی چینی کی سالانہ ضرورت 28 لاکھ ٹن ہے۔ جناب والا! جب آپ کی حکومت آئی اس سے پہلے سال' پھر کہتے ہیں کہ پچھلی حکومتوں پر تنقید کرتے ہیں۔ ناقص پالیسیوں کی وجہ سے زرعی ملک پاکستان چینی میں خود کفیل نہیں تھا۔ 24 لاکھ ٹن چینی سالانہ پیدا ہوئی۔ چار لاکھ ٹن short ہوئی۔ حکومت نے آٹھ لاکھ ٹن چینی باہر سے درآمد کی۔ اس نظریے پر کہ 4 لاکھ ٹن اس سال خرچ ہو جائے اور چار لاکھ ٹن اگلے سال کے لیے بھی ہمارے پاس reserve ہو۔ یہ ایک temporary arrangement تھا۔ لیکن ساتھ ہی قائد محترم میاں نواز شریف صاحب نے اس مسئلے کو ہمیشہ کے لیے حل کرنے کے لیے گنے کی قیمت میں اضافہ کیا' incentive دیا جس کا رزلٹ 24 روپے من سے بڑھ کر گنے کی قیمت 35 روپے من ہوگئی۔ ہمارے بہت سے کاشت کار گنے کی کاشت کی طرف چل پڑے۔ نتیجہ؛ جناب والا! آپ سن کر خوش ہوں گے' بلکہ پہلے ہی آپ کے علم میں ہوگا کہ ایک ہی سال کے بعد 24 لاکھ ٹن سے بڑھ کر پاکستان کی چینی کی پیداوار تقریباً 36 لاکھ ٹن سالانہ ہوگئی۔ 28 لاکھ ٹن کی ضرورت ہے۔ مگر 8 لاکھ ٹن چینی surplus ہوگئی۔ 4 لاکھ ٹن چینی وہ برآمدی جو کہ ہم نے ایڈوانس منگوا لی تھی' وہ بھی شامل۔ اب پاکستان کے اندر بارہ لاکھ ٹن چینی فاضل موجود ہے۔ ظاہر ہے حقائق کو face کرنا چاہیے۔ بحران تو پیدا ہونا تھا۔ بارہ لاکھ ٹن چینی پڑی ہے' خریدار کوئی نہیں۔ ملک کی پوری consumption 28 لاکھ ٹن وہ بھی اس میں سے آچکی ہے۔ نتیجہ یہ کہ بیرون ممالک میں مندے کی وجہ سے پوری دنیا میں کساد بازاری کا عالم تھا۔ وہاں

کی چینی کی قیمت ہمارے ملک کی چینی سے کم۔ اب ہم ایکسپورٹ بھی نہیں کر سکتے۔ وفاقی حکومت کی سطح پر کئی بڑے فیصلے کیے گئے۔ جن میں ایکسائز میں کوئی rebate' ایکسائز ڈیوٹی' یہ وہ۔ قصہ مختصر کہ مل مالکان کو میں نے خود بلایا۔ اور میں نے ان کو کہا کہ دیکھیں' گنے کا کاشت کار' ڈیڑھ دو لاکھ روپے اس کی قیمت ہے۔ اس نے اسی میں سے گندم بھی کاشت کرنی ہے۔ اسی میں سے گھر بھی چلانا ہے۔ اسی میں سے اس نے کھاد اور فرٹیلائزر اور یہ ساری pesticides کی قیمتیں بھی ادا کرنی ہیں۔ اور گورنمنٹ کا ٹیکس بھی ادا کرنا ہے۔ مہربانی کریں۔ آپ اس کی payment کا کوئی بندوبست کریں۔ جناب والا! انھوں نے کہا کہ دو کام ہو سکتے ہیں یا حکومت ہمیں اتنی rebate دے کہ ہم یہ بارہ لاکھ ٹن چینی ایکسپورٹ کر سکیں پیسے آئیں اور ہم گنے کے کاشت کاروں کو فارغ کریں۔ یا سٹیٹ بنک ہمیں اتنی لمٹ دے کہ ہم اس لمٹ میں سے کاشت کاروں کو فارغ کریں۔ باقی پھر ہم آپس میں نمٹتے رہیں گے۔ وہ تمام معاملات ہم نے وفاقی حکومت کو بھجوا دیں جو کہ میری بساط سے باہر بات ہے۔ اس کے ساتھ ہی حکومت نے اپنی مشینری کی طرف سے اتنا دباؤ ڈالا۔ جناب والا! میں نے اس دن بھی کہا اور آج پھر میں گزارش کرتا ہوں ہے کہ 22 ارب 45 کروڑ روپے کا گنا 98-1997ء کے سیزن میں خرید لیا گیا۔ 22 ارب 36 کروڑ روپیہ ادا ہو چکا۔ 9 کروڑ روپیہ بقایا ہے۔

جناب سپیکر، وقت دس منٹ کے لیے extend کیا جاتا ہے۔

وزیر خوراک، 9 کروڑ روپیہ بقایا رہتا تھا۔ مجھے کسی شوگر مل کے ساتھ کوئی ہمدردی نہیں۔ مجھے اپنے کاشت کار زیادہ عزیز ہیں جو اس دھرتی کو زرخیز کرتے ہیں۔ جو ہماری ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔ جناب والا! آج مجھے کوئی جھجک نہیں۔ میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ پنجاب کی 39 شوگر ملیں ہیں۔ ان میں سے پانچ شوگر ملیں باقی رہ گئی ہیں جن کے ذمے کسانوں کے بقایا جات ہیں۔ 98-1997ء کے سیزن کی رقم بقایا کتنی ہے؟ وہ ہے 7 کروڑ روپیہ۔ یہ بھی پرسوں تک کی فگر ہے۔ اب یہاں میں ایک بات اور بھی بتاتا چلوں۔ اصل میں ہمارا جو آرگن ہے وہ ڈپٹی کمشنر ہے جو کہ ایڈیشنل کین کمشنر ہے۔ ایڈیشنل کین کمشنر جو کہ موقع پر بیٹھا ہے اور اس کے ضلع میں دو چار ملیں ہیں وہ وہاں زیادہ affective ہے بہ نسبت میرے کین کمشنر ڈائرکٹر فوڈ کے۔ ڈائرکٹر فوڈ کو اگر کوئی کسان آکر درخواست دیتا ہے وہ اپنی strong recommendation کے ساتھ متعلقہ ڈپٹی کمشنر ایڈیشنل کین کمشنر کو بھیج دیتا ہے۔ اور

اس نے آگے implement کرنا ہے۔ اب اس میں لمبا procedure تھا۔ وہ آگے مجسٹریٹ اور AC کو بھیج دیتا ہے اور پھر عدالتوں میں کیس چلتے ہیں۔ جناب سپیکر! میں اس کو مزید مختصر کرتے ہوئے بتانا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس مسئلے کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے خود ذاتی طور پر اس کو ٹیک اپ کیا ہے اور میں جناب سردار رفیق حیدر لغاری صاحب کی توجہ چاہتا ہوں۔اس وقت ہمارا معاہدہ ہوا ہے کہ وہ 15 دن کے بعد ادائیگی کرنے کے پابند ہیں اور اگر وہ ایک مہینے کے بعد ادائیگی نہیں کرتے تو ان کو 11 فی صد مارک اپ دینا پڑے گا۔ یہ پرانے رولز کے مطابق ہے اور نئے رولز کے مطابق ہم نے 15 دن کی بجائے 30 دن کر دیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ گنا آتا ہے سٹور ہوتا ہے' کرش ہوتا ہے' چینی بنتی ہے' مارکیٹ میں جاتی ہے۔ ہمیں اتنے دن لگ جاتے ہیں آپ تھوڑے سے دن بڑھا دیں۔ وزیر اعلیٰ نے یہ معاہدہ کیا کہ وہ 30 دن کے بعد پے منٹ کرنے کے پابند ہوں گے۔ اب اگر وہ 30 دن کے بعد نہیں کرتے تو 30 دن اور 60 دن کے درمیان وہ 11 فی صد نہیں بلکہ اب وہ بنک کا کمرشل ریٹ 16,17,18 فی صد دیں گے۔ اور اگر 60 دن گزر جاتے ہیں اور 60 دن ڈیڈ لائن ہے۔ اگر وہ 60 ویں دن بھی پے منٹ نہیں کرتے تو پھر یہ حکومت پنجاب وزیراعلیٰ کی commitment ہے کہ اس کے بعد متعلقہ کاشت کار سی پی آر لے کر متعلقہ بنک کے پاس جائے اور وہ بنک اس پرچی کی پے منٹ کرنے کا پابند ہو گا۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے اپنے بزرگوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ کچھ خامیاں تھیں جس کی وجہ سے یہ مسائل پیدا ہوئے۔ اب یہ باقاعدہ ایک قانون سازی کر رہے ہیں' آپ کے سامنے وہ بل آ رہا ہے اور قانون سازی کے بعد یہ سب کچھ قانون کے مطابق ہو گا اور ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے نتیجے میں 30 دن اور 60 دن کے درمیان یعنی 2 ماہ کے اندر یہ ادائیگی ہو جایا کرے گی۔

جناب سپیکر! اب دوسرا مسئلہ کٹوتی کا ہے۔ میں پھر تسلیم کرتا ہوں' میں نے کبھی اختلاف نہیں کیا کہ نہیں جی' کٹوتی نہیں ہوتی یا وہاں سب اچھا ہے یا وہاں وہ کاشت کاروں کو بہت خوش آمدید کہتے ہیں۔ وہ تو چھریاں لے کر بیٹھے ہیں۔ جہاں ان کا داؤ چلے وہ ٹوکا ٹاکی کرتے ہیں۔ اب اس کا حل یہ نکالا گیا ہے اور میں اپنے سارے دوستوں اور خاص طور پر راجا صاحب کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ 13 جنوری 1999ء سے پہلے کوئی کٹوتی نہیں ہوگی اور اگر کوئی کٹوتی ہوتی ہے یا کسی نے کی ہے تو خدا کے واسطے میں ہاتھ باندھ کر گزارش کرتا ہوں کہ وہ پرچی یا ان کا وہ عمل میرے پاس لے

تو آئیں۔ 13 جنوری 1999ء سے پہلے کوئی کٹوتی نہیں ہوگی' یہ فیصلہ ہوا ہے۔ 39 مل مالکان نے وزیر اعلیٰ کے ساتھ یہ معاہدہ کیا ہے۔ اب 13 جنوری کے بعد کیا ہوگا؟ انڈیا کی گنے کی ایک قسم سی او جے 1148 میں کچھ کم وصولی ہے۔ وہ کوئی damaged قسم کی ہے اس پر 5 فی صد کٹوتی ہوگی۔ باقی کسی قسم پر کسی قسم کی کوئی کٹوتی نہیں ہوگی اور وہ بھی 13 جنوری کے بعد۔ جناب سپیکر! میں پھر اپنے بزرگوں سے کہتا ہوں کہ اب اگر کہیں کوئی کٹوتی کرتا ہے تو خدا کے واسطے ہمارے نوٹس میں لائیں تو سہی۔ ایک بات مخالفین بھی تسلیم کرتے ہیں کہ بہت مضبوط وزیر اعلیٰ ہیں۔ انھوں نے جس بات پر عمل درآمد کرانا ہے وہ کرا لیتے ہیں۔ میرے وزیر اعلیٰ نے واضح طور پر پنڈی ڈویژن کو چھوڑ کر کیوں کہ وہاں شوگر ملیں نہیں ہیں' باقی ساتوں ڈویژنوں کے ڈپٹی کمشنرز کو یہ حکم دیا ہے' یہ پیغام بھیجا ہے کہ اگر بحیثیت کین کمشنر تمہاری jurisdiction میں میرے وزارت اعلیٰ کے دور میں کسی کاشت کار کی کٹوتی ہوئی تو تم ڈپٹی کمشنر نہیں رہو گے' تم او ایس ڈی رہو گے۔ یہی وجہ ہے کہ اس وقت تمام ڈپٹی کمشنر اس مسئلے کو ترجیح دے کر فیلڈ میں نکل چکے ہیں اور جناب سپیکر! اس کا نتیجہ کیا نکلا کہ 13 جنوری کے بعد آج 3 فروری ہے الحمدللہ' الحمدللہ آج تاریخ ساز دن ہے کہ آج سے عین دو سال پہلے پوری پاکستانی قوم نے پاکستان مسلم لیگ کو اپنے بھرپور اعتماد سے نوازا۔ وزیر اعظم میاں نواز شریف پر اعتماد کا اظہار کیا۔ اس حساب سے میں یہ بڑا اہم اور مبارک دن سمجھتا ہوں۔ 13 جنوری 1999ء سے آج 3 فروری صرف 20 دن کے اندر 126 کیس شوگر مل مالکان کے خلاف رجسٹر کیے گئے ہیں۔ 94 آدمی گرفتار کر کے اندر کر دیے ہیں بلالحاظ کہ وہ کس عہدے کا بندہ ہے' کہیں کوئی منیجر' کہیں کوئی ان کا ڈائرکٹر' ان 94 بندوں کو پکڑ کر اندر کر دیا ہے۔ جناب سپیکر! صرف انھیں 20 دنوں کے اندر اڑھائی کروڑ روپیہ جرمانہ کیا ہے اور وہ جرمانہ وصول کیا ہے اور باقی کچھ کمزوریاں ہیں جیسا کہ میں نے تسلیم بھی کیا ہے۔ باقی صوبوں میں whole time ایک کین کمشنر ہے' میرا کین کمشنر میرا ڈائرکٹر فوڈ ہے جس کو گندم اور آٹے کے مسئلے سے ہی فرصت نہیں ملتی۔ وہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے جو میں وزیر اعلیٰ کی خدمت میں آپ کے توسط سے اور اس ہاؤس کے توسط سے پیش کروں گا کہ whole time علیحدہ کین کمشنر ہونا چاہیے۔ لیکن میں نے اپنے کین کمشنر کو حکم دیا' میں نے کہا آپ دفتر کو چھوڑ دیں' اس وقت سر فہرست مسئلہ یہ ہے۔ آٹے کو ہم سنبھال لیں گے' سیکرٹری سنبھال لے گا۔ سردار طفیل صاحب نے یہاں سیکرٹری صاحب کی بھی بات کی۔ جناب سپیکر! انسان ہے' بیمار

ہو جاتا ہے۔ میں on the floor of the House کہہ رہا ہوں کہ وہ انتہائی سخت بیمار ہیں اس لیے وہ یہاں حاضر نہیں ہو سکے۔ ورنہ اخلاقی اور قانونی طور پر وہ یہاں آنے کے لیے پابند ہیں۔لیکن میرا متعلقہ کین کمشنر یہاں موجود ہے اور میں بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوں۔ چنانچہ میں نے کین کمشنر کو کہا کہ آپ دفتر کو چھوڑ دیں اور آپ تمام ملوں کو چیک کرنا شروع کر دیں۔ یہ پچھلے 4 دن سے مسلسل دوروں پر ہیں اور میں نے کل ان کو بلایا کہ آج یہاں بحث ہے آپ یہاں پہنچ جائیں۔ جناب سپیکر! پنجاب میں کل 39 ملیں ہیں۔ میں بھی اس سیشن کے بعد نکل رہا ہوں۔ یقین کریں کہ وزیر اعلیٰ، ہمارے سینئر ساتھی ذوالفقار علی کھوسہ صاحب اور ہم سب نے اس کا بڑی سختی سے نوٹس لیا ہے۔ واقعی ایسے حقائق تھے کہ ہمارے گنے کے کاشت کاروں کو مسائل کا سامنا تھا۔ اس میں کچھ ہمارے ایڈیشنل کین کمشنرز کی بھی کوتاہی، کچھ ہمارے قوانین میں بھی لچک، کچھ جیسے میں نے پہلے بھی بات کی اور آپ دفاع کرنے والے بات نہ سمجھیں لیکن حقائق یہی ہیں کہ جہاں 12 لاکھ ٹن چینی سرپلس پڑی ہو وہاں شوگر مل والے بھی بے چارے کیا کریں۔ اب آہستہ آہستہ یہ تمام رقوم ادا ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر، 5 منٹ وقت بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر خوراک، جناب سپیکر! یہی وجہ ہے کہ شوگر سیس کی مد میں ایک ارب اور سات کروڑ روپیہ بقایا ہے۔ لیکن میرے وزیر اعلیٰ نے کہا کہ میں اس میں تو رعایت دینے کے لیے تیار ہوں لیکن گنے کے کاشت کاروں کو ان کی رقومات کی ادائیگی میں رعایت دینے کے لیے تیار نہیں ہوں۔ اسی لیے یہاں میاں عبدالستار صاحب نے تو اس کو تنقید کا نشانہ بنایا کہ جناب! ایک ارب سات کروڑ روپے 24 اقساط میں چھوٹ دے دی گئی۔ نہیں، اس کے دوسرے پہلو کو دیکھیں کہ ہم نے کہا کہ حکومت اپنے حصے کی رقم 24 ماہ میں وصول کرے گی لیکن آپ کسانوں کی رقم کی ادائیگی 30 کے اندر کریں۔ جناب سپیکر! 13۔ جنوری 1999ء سے پہلے جو بھی حالات تھے اگر وہ نہ ہوتے تو یہ مسائل کیسے ہوتے؟ میں آج یہاں آپ سب کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ رب العزت نے انسان کی ہیئت اس طرح بنائی ہے کہ آج یہ چہرہ اس پورے ہاؤس کو، آپ کو اور پوری دنیا کو دیکھ رہا ہے۔ اگر نہیں دیکھ سکتا تو اپنے چہرے کو نہیں دیکھ سکتا۔ کبھی ہم نے غور کیا؟ میرے ساتھی نے صحیح فرمایا۔ شیشہ کون ہے؟

آپ ہیں۔ آپ نے ہمیں دکھایا ہم نے اسی پر اپنی کارکردگی بہتر بناتے ہیں' اسی پر ہم اپنی کمزوریوں پر قابو پاتے ہیں۔ لیکن خدارا! ہماری نیت پر تو شک نہ کیجیے۔ راجن پور کی انڈس شوگر مل کے 36 لاکھ روپے بقایا ہیں' گوجرانوالہ میں پسرور والی' فیصل میں آباد دو ملیں قندھر اور پیرانوالی اور بہاولپور میں یونائیٹڈ شوگر مل کے ذمے بقایا ہے۔ ڈپٹی کمشنر رحیم یار خان' ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ' ڈپٹی کمشنر اوکاڑہ اور ڈپٹی کمشنر راجن پور سے ذاتی طور پر بات ہوئی ہے اور انھوں نے کہا ہے کہ اسوقت ہم تمام باتیں بھول چکے ہیں۔ ہمیں وزیر اعلیٰ کا ڈنڈا صحیح معنوں میں پہنچ چکا ہے اور وہ اس وقت شوگر ملوں کے دروازوں پر بیٹھے ہیں اور انھوں نے یقین دہانیاں کرائی ہیں کہ آج 40 لاکھ' کل 50 لاکھ' پرسوں تک یہ دو تین دن میں بقایا 7 کروڑ روپے بھی ادا ہو جائیں گے اور اس کے بعد اس سال کے کرشنگ سیزن کی بھی میں آپ کو زبانی نگرز بتا دیتا ہوں کہ کوئی ساڑھے چار ارب روپے کا گنا خرید کیا جا چکا ہے جس میں اڑھائی ارب روپے کی ادائیگیاں ہو چکی ہیں اور پھر سب سے بڑھ کر یہ کہ 22 دسمبر تک چیکوں کی ادائیگی ہو چکی ہے۔ ساتھ ساتھ کرشنگ ہوتی جا رہی ہے' ڈیمانڈ اور سپلائی والی بات ہے۔ بہت زیادہ مقدار میں گنا کاشت ہوا ہے۔ کپاس کی فصل کا نقصان ہوا ہے وہ ایک علیحدہ موضوع ہے جس پر سردار صاحب نے بھی بات کی ہے۔ اس پر مزید بحث کی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے اس پورے ایوان کو یقین دہانی کراتا ہوں کہ گنے کے کاشت کاروں کے مسائل کو حکومت نے پہلی ترجیح قرار دیا ہے۔ ان کی ادائیگی کو بروقت کرنا' ان کی فصل میں کٹوتی نہ کرنا اور ان کو مڈل مین سے بچانا' ان کو ناجائز کنڈہ جات سے بچانا' ان سب چیزوں پر ڈپٹی کمشنر اور ایس پی ضلع کی ڈیوٹی لگا دی گئی ہے۔ ان شاء اللہ آپ دیکھیں گے کہ اس میں بہتری پیدا ہو گی۔

جناب سپیکر! میں آپ سب کا مشکور ہوں اور میں ایک مرتبہ پھر اپنی پیش کش کرتا ہوں کہ اگر میری قربانی سے کاشت کاروں کے مسائل حل ہوتے ہیں تو میں حاضر ہوں۔ ویسے اعظم چیمہ صاحب اتنے سخت تو نہیں تھے لیکن آج انھوں نے جو سخت الفاظ ادا کیے اللہ ان کا بھلے کرے۔ میں یہی کہوں گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ' خاکوانی صاحب۔ اجلاس کل ساڑھے نو بجے تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیرھواں اجلاس)

جمعرات' 4 فروری 1999ء

(یوم الخمیس' 17۔ شوال المکرم' 1419ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح 10 بجے زیر صدارت جناب سپیکر چودھری پرویز الٰہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۗ وَلَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۗ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَاَكْثَرُهُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿١١٠﴾ لَنْ يَّضُرُّوْكُمْ اِلَّآ اَذًى ۗ وَاِنْ يُّقَاتِلُوْكُمْ يُوَلُّوْكُمُ الْاَدْبَارَ ۗ ثُمَّ لَا يُنْصَرُوْنَ ﴿١١١﴾

سورۃ آلِ عمران آیات 110 تا 111

(مومنو!) جتنی امتیں (یعنی قومیں) لوگوں میں پیدا ہوئیں تم ان سب سے بہتر ہو کہ نیک کام کرنے کو کہتے ہو اور برے کاموں سے منع کرتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آتے تو ان کے لیے بہت اچھا ہوتا۔ ان میں ایمان لانے والے بھی ہیں (لیکن تھوڑے) اور اکثر نافرمان ہیں○ اور یہ تمہیں خفیف سی تکلیف کے سوا کچھ نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور اگر تم سے لڑیں گے تو پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے۔ پھر ان کو مدد بھی (کہیں سے) نہیں ملے گی○

وما علینا الا البلاغ○

تعزیت

جناب محمد منیر قریشی ایم پی اے کی والدہ کی وفات پر دعائے مغفرت

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ آج محکمہ امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ اور زکوٰۃ و عشر سے متعلق سوالات ہیں۔ لیکن اس سے پہلے کہ ہم سوالات شروع کریں' میرے پاس ایک چٹ آئی ہے کہ جناب محمد منیر قریشی' ایم پی اے کی والدہ صاحبہ وفات پا گئی ہیں(اِنَّا لِلّٰہِ و اِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُوْنَ)۔ ان کے ایصال ثواب کے لیے فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلے پر فاتحہ خوانی کی گئی)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(محکمہ جات لائیوسٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ اور زکوٰۃ و عشر)

جناب سپیکر: پہلا سوال نمبر 1597' مخدوم سید مسعود عالم شاہ صاحب کا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے' اگلا سوال نمبر 1700' ملک محمد ممتاز احمد بھچر صاحب کا ہے۔ وہ بھی تشریف نہیں لائے' اگلا سوال بھی ملک ممتاز احمد بھچر صاحب کا ہے۔ اس سے اگلا سوال سردار نعیم اللہ خان شاہانی صاحب کا ہے۔ وہ ابھی تشریف نہیں لائے' اگلا سوال راؤ اقبال احمد خان صاحب کا ہے۔

راؤ اقبال احمد خان: سوال نمبر 1938

حلقہ پی۔پی72 تحصیل کمالیہ کے چکوک میں نئے کوارٹرز تعمیر کرنا

*1938۔**راؤ اقبال احمد خان :** کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

سال 1988ء سے 1997ء تک حلقہ پی۔پی 72 تحصیل کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کتنے چکوک میں بیواؤں کے لئے رہائشی کوارٹر تعمیرز کئے گئے اور کل کتنی رقم ان کی تعمیر پر خرچ ہوئی۔ کیا سب کوارٹرز الاٹ کر دیئے گئے ہیں۔ اگر خالی پڑے ہیں تو ان کے نام اور چکوک کی تفصیل جانی جائے۔ کیا حکومت کے منصوبے میں ایسے بھی چکوک ہیں جن میں نئے کوارٹر تعمیر کرنے کا ارادہ ہے لیکن تعمیر نہ کئے جا سکے۔ مکمل تفصیل جانی جائے؟

وزیر اوقاف، زکوٰۃ و عشر (صاحبزادہ حاجی محمد فضل کریم):

سال 1988ء سے 1990ء تک حلقہ پی-پی 72 تحصیل کمالیہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 25 چکوک میں 33 کوارٹرز زکوٰۃ فنڈ سے تعمیر کئے گئے۔ ان کوارٹروں پر کل -/51,05,625 روپے کی رقم خرچ ہوئی۔ان 33 کوارٹرز میں سے 27 کوارٹرز الاٹ کردیئے گئے جبکہ درج ذیل چکوک میں 6 کوارٹر خالی پڑے ہیں۔

نمبر شمار	نام چک	تعداد کوارٹر
1۔	جنگل مائی سپوداں	1
2۔	اکبر سہو	1
3۔	جوسہ	1
4۔	773 گ۔ب	1
5۔	رامپور	1
6۔	769 گ۔ب	1
	کل	6

سردست حکومت زکوٰۃ فنڈ سے نئے کوارٹر تعمیر کرنے کا کوئی منصوبہ نہ رکھتی ہے۔

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؟

راؤ محمد اقبال خان، جناب والا! میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ایک کوارٹر کی تعمیر کا تخمینہ کیا تھا؟

وزیر اوقاف، زکوٰۃ و عشر، جناب سپیکر! ایک کوارٹر کی تعمیر کا تخمینہ 26000 یا 27000 روپے کے لگ بھگ ہے۔

راؤ محمد اقبال خان، جناب والا! اس کے مطابق 33 کوارٹرز کی قیمت 8 لاکھ 58 ہزار روپے بنتی ہے۔ جبکہ محکمے والوں نے دیا ہوا ہے کہ ان کوارٹروں پر کل 51 لاکھ 5 ہزار 625 روپے رقم خرچ کی گئی؟

وزیر اوقاف ، زکوٰۃ و عشر، جناب والا! معزز ممبر نے بالکل درست فرمایا ہے کہ محکمے کے آدمیوں نے یہ غلط جواب دیا۔ میں نے آج صبح ہی سیکرٹری زکوٰۃ سے یہ بات کی ہے اور میں نے اس کے متعلق تحقیقات کا حکم دے دیا ہے۔ جنھوں نے اس ہاؤس کے تقدس کو پامال کیا ان کے خلاف responsibility fix کر کے انھیں قرار واقعی سزا دی جائے گی۔

راؤ محمد اقبال خان، جناب والا! اگر وزیر صاحب یقین دہانی کراتے ہیں کہ کسی دیانت دار آفیسر کے ذریعے تحقیقات فرمائیں گے کیونکہ بہت سے چکوک ایسے ہیں جہاں کوارٹرز بنے ہی نہیں۔ اس لیے انھیں انکوائری کرانی چاہیے اور اس کے نتیجے سے باخبر کیا جائے۔

وزیر اوقاف ، عشر و زکوٰۃ، جناب والا! میں نے تو پہلے ہی آپ کی خدمت میں عرض کیا ہے کہ نہ صرف انکوائری کی جائے گی بلکہ جنھوں نے اس کا جواب دینے میں تغافل اور تساہل سے کام لیا ان کے خلاف بھی تادیبی کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر، منسٹر صاحب! راؤ صاحب کا خیال ہے کہ کئی جگہوں پر کوارٹرز بنے ہی نہیں ہیں۔ راؤ صاحب آپ کا یہی خیال ہے ناں؟

راؤ محمد اقبال خان، جی ہاں۔

وزیر اوقاف ، زکوٰۃ و عشر، جناب والا! بالکل ٹھیک ہے۔ میں اور سیکرٹری صاحب موقع پر جا کر visit کر لیں گے اور جہاں کوارٹرز نہیں بنے تو دیکھ لیں گے۔

جناب سپیکر، راؤ صاحب کو بھی شامل کر لیں۔

وزیر اوقاف ، عشر و زکوٰۃ، جناب والا! بالکل راؤ صاحب ہمارے ساتھ ہوں گے۔

راؤ محمد اقبال خان، جناب والا! یہ بڑے وسیع پیمانے پر گھپلا ہوا ہے۔ انھیں خود ثابت ہو جائے گا۔

جناب سپیکر، منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ آپ کو اس کمیٹی میں شامل کر کے اس کی انکوائری کر لیں گے۔ اگلا سوال میاں عبدالستار صاحب کا ہے۔

میاں عبدالستار، سوال نمبر 2120۔

صوبے میں خچروں کی افزائش نسل کے فارموں کی تعداد

*2120۔ میاں عبدالستار (PP-234)، کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبے میں خچروں کی افزائش نسل کے کتنے فارم ہیں۔

(ب) سالانہ کتنے خچر ان فارموں سے حاصل ہوتے ہیں۔

(ج) ان خچروں کی فروخت بذریعہ نیلامی ہوتی ہے یا کوئی اور ذریعہ استعمال ہوتا ہے۔ تفصیل بتائی جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (رانا محمد اقبال خان)،

(الف) محکمہ امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ حکومت پنجاب کے زیر انتظام صوبہ پنجاب میں خچروں کی نسل کشی کا کوئی فارم نہ ہے۔

(ب) جز بالا میں جواب دے دیا گیا ہے۔

(ج) جز بالا میں جواب دے دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر، میاں ستار صاحب! خچروں کے بارے میں کوئی ضمنی سوال پوچھنا چاہیں گے؟

میاں عبدالستار پی (پی پی۔ 234)، جناب والا! یہ نہایت ہی اہم جانور ہے۔ پہاڑی علاقوں میں اور میدانی علاقوں میں بھی باربرداری کے کام آتا ہے۔ لیکن یہ حیرت کی بات ہے کہ سرکاری طور پر اس کی نسل کشی کا کوئی فارم ہی نہیں۔ کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ ایسا کوئی فارم قائم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

جناب سپیکر، رانا صاحب! خچروں کے لیے کوئی فارم بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ، فی الحال کوئی ارادہ نہیں۔

جناب سپیکر، ان کا ارادہ نہیں ہے۔

میاں عبدالستار (پی پی ۔ 234)، جناب والا! حکومت خچروں سے ناراض کیوں ہے؟

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ، جناب والا! میں نہیں سمجھتا کہ میں اس کا جواب دوں۔ مناسب یہی ہے کہ جناب خود ہی اس کا جواب دے دیں۔

وزیر مال، جناب والا! پہلے اسمبلیوں میں گھوڑوں کی باتیں ہوتی تھیں اب بچھڑوں کی بات شروع ہو گئی ہے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔

راجہ محمد خالد، سوال نمبر 2321 (حاجی مقصود احمد بٹ کے ایما پر دریافت کیا)

صوبے میں ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریوں کی تفصیل

*2321۔ حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبے میں ضلع وائز محکمہ ہذا کے کتنے ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریاں ہیں۔

(ب) سال 1996ء سے آج تک کتنی ویٹرنری ڈسپنسریاں اور ہسپتال کھولے گئے ہیں اور ان ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کو کتنی رقم فراہم کی گئی ہے۔

(ج) سال 1996ء سے آج تک ان ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں سے محکمہ کو کتنی آمدن ہوئی ہے اور کتنی مالیت کی کس کس قسم کی ادویات فراہم کی گئی ہیں؟

جناب سپیکر، رانا صاحب! اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے کیونکہ کافی تفصیل کے ساتھ اس کا جواب آیا ہے۔

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ (رانا محمد اقبال خان)،

(الف) صوبہ میں ضلع وائز محکمہ امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ کے زیر انتظام جتنے ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریاں ہیں ان کی تفصیل گوشوارہ "الف" پر درج ہے۔

(ب) سال 1996ء سے آج تک جتنی ویٹرنری ڈسپنسریاں اور ہسپتال کھولے گئے ہیں اور ان ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں کو جتنی رقم فراہم کی گئی، کی تفصیل گوشوارہ "ب" پر درج ہے۔

(ج) سال 1996ء سے آج تک ان ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں سے محکمے کو جتنی آمدن موصول ہوئی، جتنی مالیت اور جس قسم کی ادویات فراہم کی گئی ہیں، کی تفصیل گوشوارہ "ج" پر درج ہے۔

گوشوارہ "الف"

نمبر شمار	نام ضلع	ویٹرنری ہسپتال	ویٹرنری ڈسپنسریاں
1۔	راولپنڈی	_	2
2۔	چکوال	2	3
3۔	اٹک	5	1
4۔	جہلم	5	_
5۔	خوشاب	1	2
6۔	بھکر	_	1
7۔	نارووال	6	1
8۔	ڈیرہ غازی خان	1	3
9۔	راجن پور	_	3
10۔	لیہ	5	_
11۔	قصور	2	_
12۔	ملتان	2	_
13۔	خانیوال	2	_
14۔	بہاول نگر	1	_
15۔	فیصل آباد	1	_
16۔	وہاڑی	_	1

گوشوارہ "ب"

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد ویٹرنری ہسپتال	ویٹرنری ڈسپنسریاں	تعداد رقم
1۔	ملتان	1	—	18 لاکھ 44 ہزار روپے
2۔	ٹوبہ ٹیک سنگھ	_	10	32 لاکھ 57 ہزار روپے

گوشوارہ "ج"

نمبر شمار	آمدن موصولہ	مالیت ادویات فراہم کردہ	قسم ادویات فراہم کردہ
1-	2 کروڑ 35 لاکھ روپے	3 کروڑ 80 لاکھ 35 ہزار روپے	ٹرائی میتھو سلف اکٹو ڈپ فورٹ ورمیسول آکسی کارٹ سپرے مینی وٹ انجکشن سٹرونگ پائرین انجکشن ڈیلی کان انجکشن بنفا کان انجکشن فلیومی کوئین انجکشن فلیومی کوئین گولیاں سپرووی انجکشن نووا کاک انجکشن نووا کاک انجکشن نوواسل انجکشن ماسٹ انجیکٹ کولی فم انجکشن ارچاسول سلوشن

جناب سپیکر، کوئی ضمنی سوال ہے؟ کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ اگلا سوال بھی حاجی مقصود احمد بٹ صاحب کا ہے۔

راجہ محمد خالد خان نے سوال نمبر 2322 نے حاجی مقصود احمد بٹ کے ایما پر دریافت کیا)

صوبے میں محکمے کے فارموں کی تعداد

*2322۔ حاجی مقصود احمد بٹ، کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) صوبہ میں محکمہ کے کتنے فارم کس کس جگہ قائم ہیں۔

(ب) سال 1996ء سے آج تک ان فارموں کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل کیا ہیں۔

(ج) ان فارموں پر کس کس قسم کے جانور پالے جا رہے ہیں اور ان فارموں پر محکمہ کے کتنے ملازمین تعینات ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (رانا محمد اقبال خان)،

(الف) صوبے پنجاب میں محکمہ امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ کے کل بائیس فارم ہیں۔ وہ فارم جہاں جہاں واقع ہیں۔ ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال 1996ء سے آج تک ان فارموں کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان فارموں پر جس جس قسم کے جانور پالے جا رہے ہیں اور ان فارموں پر محکمہ کے جتنے ملازمین تعینات ہیں۔ ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی ہے۔

راجہ محمد خالد خان، جناب والا! گوشوارہ الف اور ب کی لمبی چوڑی تفصیل ہے اور مختلف فارموں کے نام لکھے ہوئے ہیں۔ تو میں وزیر موصوف سے جاننا چاہوں گا کہ کیا ان فارموں کے ساتھ کوئی کاشتہ رقبہ بھی ہے جو زیر کاشت ہے اور اس کی کاشت کس طرح کرائی جاتی ہے؟ زمین پٹے پر دی جاتی ہے یا محکمہ خود کاشت کراتا ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ، جناب والا! اس میں کچھ اراضی محکمہ خود کاشت کرتا ہے اور کچھ اراضی پٹہ داران کے پاس ہے۔

راجہ محمد خالد خان، جناب والا! میں ان میں سے صرف ایک فارم کا رقبہ جاننا چاہوں گا کہ فاضل پور ضلع راجن پور کا کتنا رقبہ کاشتہ ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ، جناب والا! 3401 ایکڑ رقبہ ہے۔

راجہ محمد خالد خان، وہ کس قیمت پر لیز پر دیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر، دیا جا چکا ہے یا دیا جا رہا ہے؟

راجہ محمد خالد خان، دیا جا رہا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کس سال سے پٹے پر دیا جا رہا ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ، اس حکومت سے پہلے پٹہ کی شرائط کے مطابق وہاں کے مزارعین کے پاس اسی وقت سے ہے۔ ہم نے نیا کوئی نہیں دیا۔

راجہ محمد خالد خان، جناب والا! یہ پٹہ 1981ء سے دیا جا رہا ہے۔ میں نے وزیر موصوف سے یہ جاننا چاہا تھا کہ یہ کس ریٹ سے دیا جا رہا ہے؟ اور کیا اس کی سال بہ سال باقاعدگی سے ادائیگی ہو رہی ہے یا کچھ رقم بقایا بھی ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ، سال بہ سال ریکوری ضرور ہوتی ہے اور اس میں کچھ نادہندگان بھی ہوتے ہیں جن کے خلاف باضابطہ طور پر کارروائی کی جاتی ہے۔

راجہ محمد خالد خان، جناب والا! اگر میں یہ کہوں کہ فاضل پور فارم کی 9 لاکھ 47 ہزار 735 روپے کی

رقم ابھی بھی بقایا ہے۔ تو کیا یہ غلط ہے یا صحیح ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ، درست ہے۔ اس کی ریکوری کے لیے محکمہ کارروائی کر رہا ہے۔

جناب سپیکر: ریکوری کے آرڈرز ہو گئے ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ، جی ہاں۔

راجہ محمد خالد خان: جناب والا! یہ 1983ء سے بقایا ہے' یہ کارروائی ہوتے ہوئے 15 سال ہو چکے ہیں۔

کون جیتا ہے تیری زلف کے سر ہونے تک

جناب والا! حکومت کی اتنی بڑی رقم ہے' یہ کب ریکور ہو گی؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! راجہ خالد خان صاحب اس کی موجودہ پوزیشن جاننا چاہ رہے ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ، جناب والا! اس بارے میں ہم نے متعلقہ ڈپٹی کمشنر صاحب کو لکھا ہے کہ ان سے ریکوری کی جائے اور ریکوری کرنے کے لیے اللہ کے فضل و کرم سے ہمارا عملہ پوری طرح سے چوکس ہے اور کوشش کر رہا ہے۔

راجہ محمد خالد خان: شیر گڑھ' بہادر نگر اور قادر آباد میں جو زمین پٹے پر دی گئی ہے۔ اس کا پٹہ فی ایکڑ کیا ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ، جناب والا! اگر اس بارے میں محترم راجہ صاحب نیا سوال دے دیں تو اس کا تفصیلی جواب دے دوں گا۔

راجہ محمد خالد خان، جناب والا! میں یہ بتانا چاہوں گا کہ ان تینوں فارموں میں 200 روپے فی ایکڑ ہے۔ کیا اس وقت ان حالات میں 200 روپے فی ایکڑ گورنمنٹ کی زمین کا ریٹ جائز ہے؟ اگر میں ان سے گزارش کروں کہ لوگ 2000 روپے فی ایکڑ دینے کے لیے تیار ہیں تو کیا یہ ان لوگوں کو دے دیں گے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ، جناب والا! حکومت کی پالیسی کے مطابق جو پٹہ داران اس وقت ان جگہوں پر موجود ہیں شیر گڑھ کا پٹہ 1235 روپے فی ایکڑ ہے دو سو روپے نہیں ہے۔ بہادر نگر کا 3400 روپے فی ایکڑ ہے۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ان کی انفرمیشن غلط ہے۔

راجہ محمد خالد خان ،جناب والا! یہ 3400 روپے اور 1200 روپے کس سال کے ہیں؟ اس سے پہلے تو یہ دو سو روپے ایکڑ چلا آتا رہا ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ، اس سال کی بات کر رہا ہوں۔

راجہ محمد خالد، اس سے پہلے یہ دو سو روپے ایکڑ پر چلتا آ رہا ہے۔

جناب سپیکر، اس سال انھوں نے بڑھا دیا ہے۔ حاجی مقصود بٹ صاحب۔

حاجی مقصود احمد بٹ، جناب سپیکر! یہ جو گوشوارہ الف میں جواب دیا گیا ہے۔ اس کے بارے میں میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ فارم کتنے رقبے پر مشتمل ہے اور کتنے رقبے میں کون کون سی فصلیں کاشت کی جاتی ہیں۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ، جناب والا! ان کا سوال---

جناب سپیکر، حاجی صاحب آپ یہ دیکھیں۔ سوال الف کے بارے میں آپ نے پوچھا ہے کہ صوبہ میں محکمہ کے کتنے فارم کس کس جگہ پر قائم ہیں۔اس کا جواب ہے صوبہ پنجاب میں محکمہ امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ کے کل 22 فارم ہیں ۔ وہ فارم جہاں جہاں واقع ہیں ان کی تفصیل گوشوارہ (الف) پر درج ہے۔ اب آپ کیا پوچھنا چاہتے ہیں؟

حاجی مقصود احمد بٹ، اسی کے بارے میں جناب سپیکر! میں نے پوچھا ہے کہ یہ جو فارم ہیں جن کی تعداد بتائی گئی ہے۔ اس میں کون کون سی فصل کاشت ہوتی ہے۔

جناب سپیکر، سارے فارموں میں؟

حاجی مقصود احمد بٹ،یا جس مقصد کے لیے یہ فارم بنائے گئے تھے کیا وہ مقصد پورا ہو رہا ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ، موسم کے لحاظ سے وہاں پر فصل کاشت کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر، تقریباً ہر فصل موسم کے مطابق کاشت ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر، اگلا سوال حاجی امداد حسین صاحب کا ہے۔

لائیو سٹاک فارم کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل

*2343۔ حاجی امداد حسین۔ کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) سال 1993ء سے 1996ء تک کتنے لائیو سٹاک فارم بنائے گئے۔ ہر شہر میں لائیو سٹاک فارم کی اراضی، ملازمین کی تعداد اور ان میں کس کس قسم کے جانور ہیں۔ ہر فارم میں جانوروں کی تعداد اور ان کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل بتائی جائے۔

(ب) حکومت کے کتنے لائیو سٹاک فارم ہیں۔ ان کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل بتائی جائے۔ ہر لائیو سٹاک فارم کا منافع اور نقصان کی تفصیل فراہم کی جائے۔ حکومت لائیو سٹاک فارم کی ترقی کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (رانا محمد اقبال خان)۔

(الف) سال 1993ء سے 1996ء تک محکمہ امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ کے زیر انتظام سرکاری سطح پر کوئی نیا لائیو سٹاک فارم نہ بنایا گیا ہے۔

(ب) حکومت کے 22 لائیو سٹاک فارم ہیں۔ ان کی آمدن، اخراجات، فارم کا منافع اور نقصان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ نیز حکومت لائیو سٹاک فارم کی ترقی کے لئے جو اقدامات کر رہی ہے۔ ان کی تفصیل ایوان کی میز رکھ پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے معزز وزیر سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ صفحہ نمبر 12 پر گوشوارہ (ب) میں لائیو سٹاک فارم کی ترقی کے اقدامات انھوں نے دیے ہیں۔ اس میں بتایا گیا ہے کہ نیلی راوی بھینسوں اور ساہیوال گائے کی آئندہ نسل میں پیداواری صلاحیت بڑھانے کے لیے ٹیسٹنگ پروگرام جاری ہے اور پھر انھوں نے آگے مخلوط افزائش نسل کے پروگرام کا بھی ذکر کیا ہے۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ اس وقت اس افزائش نسل کے لیے حکومت کے پاس proven bull کتنے ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: اس وقت progeny testing programme چل رہا ہے۔ proven bull کی تعداد 18 تھی اور ان اٹھارہ proven bulls کے ہمارے پاس semen

موجود ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! ایک تو proven bull اٹھارہ ہیں جو بہت ہی شرم ناک بات ہے ۔ ہمارا ایک agro-based ملک ہے اور لائیو سٹاک پر ہمارا انحصار ہے اور میں جناب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ جو ترقی یافتہ ممالک ہیں وہاں ایک لاکھ bulls میں ایک bull کو proven bull declare کرتے ہیں۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ان کے پاس 18 موجود ہیں اور ان کے semen ان کے پاس ہیں۔ کیا میں ان سے پوچھ سکتا ہوں کہ ان 18 proven bulls کی جو back history ہے، وہ کتنے سال پرانی ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ، جناب والا! منیس صاحب نے بڑے اچھے انداز میں سوال کیا ۔ proven bull کی ہمارے ہاں جو تعداد ہے یا اس کو حاصل کرنے کے لیے جو اقدامات ہیں وہ دوسرے ممالک سے مختلف ہیں۔ ہمارے ہاں ایک ہزار میں سے دس proven bull آتے ہیں۔ ہمارے جو سائنس دان ہیں اور ہمارے جو تجربہ کار ڈاکٹر ہیں ان کے مطابق اور انھوں نے جو کیا ہے۔ دوسرے ممالک کے herds بہت زیادہ ہوتے ہیں اسی حساب سے وہ رکھتے ہیں۔لیکن ہمارے ہاں اب بھی یہ کام کوئی ایک دن میں ایک مہینے میں یا ایک سال میں نہیں ہوتا، ایک proven bull کو حاصل کرنے کے لیے ہمیں آٹھ سے نو سال کا عرصہ درکار ہوتا ہے۔ اسی لحاظ سے ہمارے یہ bulls تیار ہوئے تھے اور اس کے semen ہمارے پاس ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! ایک تو میں آپ کی اطلاع کے لیے اور آپ کی وساطت سے اس ایوان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ نہایت ہی اہم شعبہ ہے ۔ اس وقت ملک میں جو معاشی بحران ہے اس کو ہم overcome کر سکتے ہیں۔لیکن افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ حکومت وقت نے لائیو سٹاک کے لیے اس سال کے بجٹ میں ترقیاتی پروگرام کے لیے کوئی پیسہ نہیں رکھا۔ ترقیاتی پروگرام کے لیے تقریباً زیرو بجٹ ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت اس میں دلچسپی نہیں لے رہی۔ میں معزز وزیر سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جہاں ساہیوال کی گائیوں کا انھوں نے ذکر کیا ہے، کہ ساہیوال گائے کی جو صحیح نسل ہے اس کی تعداد آپ کے پاس کتنی ہے؟ جناب سپیکر! میں آپ کو یہ بھی بتانا چاہوں گا کہ پاکستان سے آسٹریلین گائے کی نسل کو لے

کر گئے تھے اور وہاں پر herds and herds ہیں - میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ پاکستان کے پاس یا ہمارے صوبے کے پاس اس وقت ساہیوال نسل کی کتنی گائیں موجود ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ، جناب والا! ویسے تو یہ ایک علیحدہ سوال بنتا ہے۔ بہرحال میں ان کی خدمت میں گزارش یہ کرتا ہوں کہ اس وقت ہمارے صوبے میں 93 لاکھ 81 ہزار 871 گائیں موجود ہیں۔ ساہیوال نسل کی اس وقت جو گائیں ہمارے فارموں پر ہیں وہ 4526 ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! میں معزز وزیر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ جو انھوں نے اطلاع دی ہے یہ اطلاع میرے خیال کے مطابق درست نہیں ہے۔ میری اطلاع کے مطابق حکومت کے پاس اس وقت جو صحیح ساہیوال نسل کی گائیں ہیں ان کی تعداد صرف 50 ہے اور میں اس کو اپنے اس version سے support کروں گا کہ جب بھی کوئی foreign dignitories یہاں آتے ہیں اور ساہیوال نسل کی گائیں ان کو تحفے کے طور پر پیش کی جاتی ہوتی ہیں۔ تو وہ پرائیویٹ بریڈرز سے لے کر دی جاتی ہیں۔ میں جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے جناب وزیر موصوف سے یہ کہوں گا کہ ان کا یہ جواب میں سمجھتا ہوں کہ غلط ہے۔ اس وقت میری اطلاع کے مطابق جو گائیں گورنمنٹ کے پاس ہیں ان کی تعداد صرف 50 ہے اور ہمارے لیے یہ باعث شرم بات ہے کہ آسٹریلیا ہم سے چند گائیں لے کر جائے اور وہاں herds and herds ہوں۔ جناب سپیکر میں آپ کے اطلاع کے لیے یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس ساہیوال نسل کی گائے کی اتنی ڈیمانڈ ہے کہ غیر ممالک نے ہمارے ملک کو یہ ڈیمانڈ بھیجی ہوئی ہے کہ اگر ہم ان کو یہ provide کریں تو 2 ہزار ڈالرز فی گائے وہ دینے کے لیے تیار ہیں - جناب والا! آپ اس بات سے اندازہ لگائیں کہ اگر ہم اس کی نسل کو اور بڑھائیں تو جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے کہ ہمارا جو معاشی بحران ہے ہم اس کو over come کر سکتے ہیں۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ، جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ منیس صاحب میرے محترم ہیں۔ انھوں نے فرمایا ہے کہ میں نے غلط جواب دیا ہے - میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میری بات اللہ کے فضل وکرم سے صحیح ہے - میں نے جو اطلاع دی ہے وہ بالکل صحیح ہے اور انھوں نے جو بات کی ہے وہ غلط ہے۔

راجہ محمد خالد خان، جناب والا! یہ گوشوارہ(الف) میں 22 تجرباتی فارموں کی فہرست ہمیں مہیا کی گئی ہے۔ اس میں آمدن اخراجات، نفع نقصان بتایا گیا ہے۔ 134.32 لکھا گیا ہے۔ کیا یہ رقم 134 روپے ہے، ہزاروں میں ہے لاکھوں میں ہے؟

جناب سپیکر، رانا صاحب فرمائیے۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: یہ لاکھوں میں ہے۔

راجہ محمد خالد خان، میرا اگلا ضمنی سوال ہے کہ یہ فارم یہاں پر ان کی فہرست میں درج ہیں۔ تو 22 میں سے 4 کا معمولی سا منافع ظاہر کیا گیا ہے۔ باقی سب میں لاکھوں روپے کا نقصان ہے تو ان تجرباتی فارمز کو قائم رکھنے کی کیا تک ہے کیا جواز ہے؟

جناب سپیکر، جی رانا صاحب!۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ، جناب والا! راجہ صاحب نے بات کی ہے کہ فارموں کو رکھنے کا جواز کیا ہے؟ یہ جو ہمارے فارم ہیں یہ تجرباتی فارم ہیں۔ ہم ان کو کمرشل بنیاد پر نہیں چلا رہے۔ اس کے باوجود جو leakage تھی اس کو بند کرکے اس سال خسارے کو کم کیا ہے۔ اور وہ 60 لاکھ روپیہ پچھلے سال کی نسبت خسارہ کم ہوا ہے۔ آئندہ بھی ہم کوشش کریں گے اس خسارے کو کم کیا جائے۔

راجہ محمد خالد خان، میرا ایک آخری ضمنی سوال ہے کہ انھوں نے یہاں فرمایا کہ خوراک کے لیے سستا راشن فارمولا تیار کیا جا رہا ہے۔ میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ ایک شیر دار گائے یا بھینس کو کم از کم کتنا راشن یہ دیتے ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ، شیر دار بھینس کو ہم کھل بھی دیتے ہیں اس کو چوکر بھی دیتے ہیں۔ اس کو چارہ بھی دیتے ہیں تقریباً تین سے پانچ کلو اس میں ہم چوکر وغیرہ شامل کرکے دیتے ہیں۔

راجہ محمد خالد خان، کتنا راشن وزن میں؟ تو میں ان کی اطلاع کے لیے عرض کرتا ہوں کہ یہ جو فارمولا ہے اس میں minimum شیر دار بھینس یا گائے کے لیے 60KG ہے۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ، آپ اگر مکمل پوچھنا چاہتے ہیں تو آپ کی 60 KG

والی بات بھی غلط ہے۔ میں کہوں گا۔ ایک شیر دار جانور 35 کلو سے لے کر 40 کلو روزانہ کھاتا ہے۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جناب سعید احمد خان منیس، جناب والا! معزز وزیر صاحب نے صفحہ نمبر 12 گوشوارہ (ب) میں جو ترقی کے بارے میں ذکر کیا' اس میں دودھ اور گوشت کا ذکر کیا ہے۔ میں معزز وزیر صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ اس وقت ہمارے فارموں میں دودھ کی کتنی پیداوار ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی منسٹر لائیو سٹاک۔

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ، جناب والا! دودھ میں پچھلے سال کی نسبت 46 میٹرک ٹن کا اضافہ کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی منیس صاحب!

جناب سعید احمد خان منیس، کل پیداوار میں نے معزز وزیر صاحب سے پوچھی ہے۔ میرا قطعاً یہ مقصد نہیں ہے کہ معزز وزیر صاحب کو کسی معاملے میں تنگ کروں۔ لیکن میں یہ بتانا چاہوں گا کہ ہالینڈ ہم سے بہت چھوٹا ملک ہے۔ لیکن وہاں دودھ کی پیداوار ہمارے ملک کی نسبت بہت زیادہ ہے۔ کیونکہ وہ اس وقت اس پر توجہ دے رہے ہیں۔ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے' زراعت سے اور لائیوسٹاک سے اس کا تعلق ہے۔ لیکن بجٹ میں اس پر cut لگا کر صفر کر دیا گیا۔ اب ہالینڈ کی پوزیشن یہ ہے کہ وہاں دودھ اتنا وافر ہے کہ وہاں کی حکومت نے یہ کہہ دیا ہے کہ دودھ کی پیداوار کو کم کیا جائے۔ جناب والا! معزز وزیر صاحب بھی اگر اس طرف اپنے محکمے کی توجہ دیں تو ہم بھی یہ چاہیں گے کہ ہمارا ملک بھی دودھ کی پیداوار میں ہالینڈ کی سطح تک پہنچ جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، شکریہ۔ اگلا سوال چودھری امتیاز احمد رانجھا صاحب۔ حاجی امداد حسین صاحب۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

مصنوعی نسل کشی مویشیاں پر لاگت کی تفصیل

*1597۔ مخدوم سید مسعود عالم شاہ، کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

Cattle Farming میں Artificial Insemination کی دو مشینیں کتنے عرصہ سے Import ہوئی ہیں اور یہ کتنی لاگت سے خرید کی گئی ہیں۔ تفصیل الگ الگ بتائی جائے۔ نیز اب تک ان کو استعمال میں نہ لائے جانے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (رانا محمد اقبال خان)۔

محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ نے CATTLE FARMING میں ARTIFICIAL INSEMINATION کی کوئی دو مشینیں IMPORT نہ کی ہیں۔

ضلع میانوالی میں دھنی نسل کے جانوروں کی نسل بڑھانے کے اقدامات

*1700۔ ملک محمد ممتاز احمد بھچر، کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

کیا یہ درست ہے کہ ضلع میانوالی کا علاقہ دھنی نسل کے جانوروں کے لئے انتہائی موزوں ہے لیکن اب یہ نسل میانوالی میں ختم ہو رہی ہے کیا حکومت دھنی نسل کو پروان چڑھانے کے لئے کوئی سکیم شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (رانا محمد اقبال خان)۔

یہ درست ہے کہ ضلع میانوالی کا علاقہ دھنی نسل کے جانوروں کے لئے موزوں ہے۔ یہ نسل کاشت کاری کے لئے انتہائی موزوں ہے لیکن دودھ کی پیداواری صلاحیت بہت کم ہے۔ حالیہ برسوں میں مشینی کاشت شروع ہونے سے دھنی نسل کی افادیت کم ہو گئی ہے۔ محکمہ کے زیر انتظام بارانی تحقیقاتی ادارہ مویشیاں خیری مورت ضلع اٹک میں دھنی نسل کی ترویج و ترقی کے لئے تحقیقاتی کام ہو رہا ہے۔ جہاں سے دھنی نسل کے اعلیٰ خواص کے حامل بیل پیدا کر کے لائیو سٹاک بریڈرز کو فروخت کئے جاتے ہیں اور اس نسل سے متعلقہ دیگر ضروری معلومات فراہم کی جاتی ہیں۔

ضلع میانوالی لائیوسٹاک میں ڈاکٹر کی تعیناتی

*1701۔ ملک محمد ممتاز احمد بھچر، کیا وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے

کہ:۔

کیا ضلع میانوالی میں مصنوعی نسل کے لائیوسٹاک کے لئے محکمہ میں کوئی ڈاکٹر موجود ہے اگر موجود نہیں تو کیا حکومت ڈاکٹر کی یہ اسامی پرکرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (رانا محمد اقبال خان)۔

ضلع میانوالی میں مصنوعی نسل کشی حیوانات کے لئے ایک ویٹرنری آفیسر مصنوعی نسل کشی سنٹر میانوالی میں تعینات ہے۔ جبکہ ضلع میانوالی میں ویٹرنری آفیسران کی دو اسامیاں خالی ہیں۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن نے ویٹرنری آفیسران برائے نسل کشی حیوانات کی پنجاب بھر کے لئے تیس (30) اسامیوں کو پر کرنے کی سفارش کی ہے۔ ان کی دستیابی پر دونوں خالی اسامیاں عنقریب پر کر دی جائیں گی۔

مستحق ملازمین کو ترقی نہ دینے والے افسران کے خلاف کارروائی

*1840۔سردار نعیم اللہ خان شاہانی: کیا وزیر زکوٰۃ و عشر ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 27-6-98 کو محکمے نے اسسٹنٹس کی سنیارٹی لسٹ جاری کی تھی لیکن سنیارٹی لسٹ کے مطابق ترقی نہیں دی گئی۔ ترقی نہ دینے کی وجوہات کیا ہیں۔

(ب) مستحق ملازمین کو ترقی دینے کے احکامات جاری نہ کرنے والے افسران کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے' اگر نہیں کی گئی' تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زکوٰۃ و عشر (صاحب زادہ حاجی محمد فضل کریم)۔

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 27۔ جون 1994ء کو محکمہ زکوٰۃ و عشر نے ریگولیشن ونگ کی ہدایت پر اسسٹنٹس کی مشترکہ سنیارٹی لسٹ جاری کی تھی اور یہ 5 جولائی 1988ء سے لاگو ہوئی۔ اس سنیارٹی کے مطابق محکمے نے کوئی ترقی نہ دی۔ وجہ یہ تھی کہ محکمہ 01-07-94 سے یعنی 3 دن بعد وفاقی حکومت کی تحویل میں چلا گیا اور متعلقہ اسسٹنٹس نے اپنی ترقی کے سلسلے میں کوئی پیش رفت نہ کی اور نہ ہی محکمہ نے کوئی مزید کارروائی کی۔ محکمہ 01-07-97 کو صوبائی حکومت کی تحویل میں آیا اور اس وقت سے سینئر اسسٹنٹس سنیارٹی لسٹ (جون

1994ء) کے مطابق کرنٹ چارج کی بنیاد پر ضلع زکوٰۃ آفیسر کی اسامی پر کام کر رہے ہیں۔

(ب) چونکہ محکمہ مورخہ 01-07-94 کو مرکزی حکومت کی تحویل میں چلا گیا اور موجودہ سنیارٹی لسٹ 27-06-94 کو تیار ہوئی تھی اس لیے اس پر عمل درآمد نہ ہو سکا۔ محکمہ جب صوبائی تحویل میں آیا تو اس کو محسوس ہوا کہ اسسٹنٹس ضلع زکوٰۃ افسر کے سروس رولز موجود نہ ہیں۔ اگست 1998ء میں سروس رولز کا مسودہ ریگولیشن ونگ کو ارسال کر دیا گیا اور یہ معاملہ ریگولیشن ونگ میں زیر غور ہے۔ سروس رولز کے نوٹیفکیشن جاری ہونے کے بعد اسسٹنٹس کو حسب ضابطہ ترقی دے دی جائے گی۔

میانوال رانجھا میں جدید طریقہ نسل کشی حیوانات سنٹر کا قیام

*2489۔ چودھری امتیاز احمد رانجھا، کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈسٹرکٹ منڈی بہاؤالدین میں جدید طریقہ نسل کشی حیوانات کے سنٹر کے نام اور ان میں کام کرنے والے اے۔آئی ٹیکنیشن کے نام کی تفصیل بتائی جائے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ میانوال رانجھا میں جدید طریقہ نسل کشی حیوانات سنٹر کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو اس کو کن وجوہات کی بناء پر یہ سنٹر تبدیل کیا گیا۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ اے۔آئی ٹیکنیشن کا تبادلہ میانوال رانجھا میں کیا گیا۔ اور یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ٹیکنیشن کے ٹرانسفر آرڈر کینسل کر دیئے گئے؟ اگر ایسا ہے تو اس کی وجہ کیا ہے؟

(د) میانوال رانجھا میں حکومت ٹیکنیشن تعینات کرنے اور نئے جدید طریقہ نسل کشی کے سنٹر کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں، تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (رانا محمد اقبال خان):

(الف) ضلع منڈی بہاؤالدین میں جدید طریقہ نسل کشی حیوانات کے سنٹر کے نام اور ان میں کام کرنے والے اے۔آئی ٹیکنیشن کے نام کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام سنٹر جدید طریقہ نسل کشی حیوانات	نام اے۔آئی ٹیکنیشن
1۔	مرکز منڈی بہاؤالدین	منیر احمد، شبیر احمد
2۔	ذیلی مرکز ملک وال	مختار علی
3۔	ایضاً۔ رکن	محمد ادریس
4۔	ایضاً۔ میانہ گوندل	منیر انور شاہ
5۔	ایضاً۔ کٹھالہ شیخاں	محمد شریف
6۔	مرکز پھالیہ	عارف علی، شہباز حسین
7۔	ذیلی مرکز پاہڑیانوالی	محمد صدیق
8۔	ایضاً۔ قادر آباد	محمد ریاض

(ب) جی ہاں میانوال رانجھا میں ذیلی مرکز کا قیام تجرباتی طور پر عمل میں لایا گیا تھا۔ یہ ذیلی مرکز 1-9-1990 سے 3-1-1995 تک عارضی بنیادوں پر کام کرتا رہا، لیکن پوری کوشش کے باوجود اس ذیلی مرکز کی کارکردگی انتہائی مایوس کن (ماہانہ اوسطاً 14 کیس) رہی۔ اسے مزید جاری رکھنا محکمانہ مفاد میں نہ تھا، لہٰذا اسے بند کر دیا گیا۔

(ج) جناب امتیاز احمد رانجھا، ایم۔پی۔اے کی سفارش کے تحت سب سنٹر میانوال رانجھا کے دوبارہ اجراء کا حکم ہوا اور مسٹر احسن آصف اے۔آئی ٹیکنیشن کنجاہ کو یہاں تعینات کیا گیا۔ یہ تعیناتی نائب ناظم اے۔آئی گوجرانوالہ نے بذریعہ آرڈر نمبر 1302 مورخہ 10-9-98 کے تحت کینسل کر دی۔

(د) اسسٹنٹ ڈائرکٹر نے بعد ازاں تفصیلی رپورٹ دی ہے کہ یہاں ذیلی مرکز کا دوبارہ اجراء کم کارکردگی، زیادہ اخراجات اور سابقہ تجربہ کی روشنی میں قطعاً قومی مفاد میں نہ ہے۔

لائیو سٹاک فارم کی تعداد

*2510۔ حاجی امداد حسین، کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) لاہور ڈویژن میں لائیو سٹاک کے فارموں کی تعداد کیا ہے۔ 1996ء سے 1998ء تک کس کس

لائیو سٹاک فارم میں بے قاعدگی کرنے پر اہل کاروں کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی۔ ان سالوں میں ان فارموں کی چیکنگ کے لئے کتنی چھاپہ مار ٹیمیں بنائی گئیں اور ہر چھاپہ مار ٹیم میں نامزد کردہ افراد کے نام عہدہ اور موجودہ تعیناتی بیان فرمائیں۔

(ب) ان لائیو سٹاک فارم میں تین سال سے زائد تعینات رہنے والے اہل کاروں کے نام، عہدہ اور موجودہ تعیناتی بیان فرمائیں اور ان کو ٹرانسفر نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (رانا محمد اقبال خان)۔

(الف) لاہور ڈویژن میں محکمہ امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ کے زیر انتظام لائیو سٹاک فارم کی تعداد چار ہے۔

1۔ تجرباتی فارم مویشیاں بہادر نگر ضلع اوکاڑہ

2۔ ایضاً۔ رکھ ڈیرہ چاہل ضلع لاہور

3۔ ایضاً۔ شیر گڑھ ضلع اوکاڑہ

4۔ ایضاً۔ بھونیکی پتوکی ضلع قصور

دوران عرصہ 1996ء تا 1998ء محمد انور ولد برکت علی، صادق ولد یوسف، ولایت ولد دولت اور محمد انور ولد محمد حسین جو کہ تجرباتی فارم مویشیاں بہادر نگر ضلع اوکاڑہ میں سکیل نمبر 1 کے ملازم ہیں، چارہ چوری کرنے کے ضمن میں کارروائی کی گئی اور انہیں خفیف سزا دی گئی۔ تجرباتی فارم مویشیاں رکھ بھونیکی ضلع قصور میں لیاقت علی ٹریکٹر ڈرائیور کو مورخہ 6-7-98 کو معطل کیا گیا اور اس کی سالانہ ترقی سرکاری کام میں غفلت برتنے پر روک لی گئی۔ مسٹر نذیر احمد کیٹل اٹنڈنٹ محمد شہباز فارم گارڈ اور محمد یوسف فارم گارڈ کو اس عرصہ میں معطل کیا گیا اور انضباطی کارروائی کے نتیجہ میں سزا دی گئی۔ غلام رزاق فارم گارڈ فرائض میں غفلت برتنے پر مورخہ 3-12-98 سے معطل ہے اور اس کے خلاف قواعد کے مطابق کارروائی کی جا رہی ہے۔ افسران محکمہ نے وقتاً فوقتاً ان تجرباتی فارم مویشیاں کی کارکردگی ملاحظہ کی ہے اور کوئی باقاعدہ چھاپہ مار ٹیم تشکیل نہ دی گئی ہے۔

(ب) تجرباتی فارم مویشیاں میں تین سال سے زائد عرصہ تعینات رہنے والے اہل کاروں کے نام،

عہدہ' موجودہ تعیناتی اور ٹرانسفر نہ کرنے کی وجوہات گوشوارہ "الف" پر ایوان کی پر رکھ دی گئی ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

چوک حافظ لال میں شفاخانہ حیوانات کا قیام

420۔ چودھری خالد جاوید وڑائچ: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قانونگوئی بصیر پور اور منڈی احمد آباد تحصیل دیپال پور ضلع اوکاڑہ کا اکثر علاقہ دیہاتی ہے اور یہاں مویشی پالنا تمام لوگوں کا پیشہ ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بصیر پور کے علاوہ ماسوائے سٹاک اسسٹنٹ روہیلہ تیجیکا کے کوئی شفاخانہ حیوانات علاقے میں موجود نہ ہے۔

(ج) اگر جز (ب) کا اثبات میں ہے تو کیا حکومت چوک حافظ لال کے مقام پر شفاخانہ حیوانات بنانے کو تیار ہے' اگر ہے تو کب تک' اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ (رانا محمد اقبال خان):

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ مذکورہ قانونگوئیوں کا اکثر علاقہ دیہاتی ہے اور مویشی پالنا یہاں کی اکثریت کا پیشہ ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ بصیر پور اور روہیلہ تیجیکا کے علاوہ چار مزید مقامات پر شفاخانہ حیوانات موجود ہیں۔ جن کے نام کوٹلی بہاول' بونگہ صالح' پھولاں توتی اور بنک ہیں۔

(ج) چوک حافظ لال بصیر پور سے دریائے ستلج کی طرف جانے والی سڑک پر 24 کلومیٹر پر واقع آخری بس سٹاف ہے۔ قریبی شفاخانہ حیوانات روہیلہ تیجیکا ہے۔ اس کا فاصلہ 6 کلومیٹر اور دریا سے چوک حافظ لال کا فاصلہ 2/1/2 کلومیٹر ہے۔ یہ چک حافظ لال کا چوک ہے۔ جو یونین کونسل کیریاں والی میں واقع ہے۔ مذکورہ مقام پر ویٹرنری سنٹر کا اجراء مناسب ہے۔ اس ضمن میں مزید کارروائی محکمہ کی جانب سے کی جا رہی ہے؟

جناب سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

واپڈا اہل کاران کی طرف سے رکن اسمبلی کے گھر پر چھاپہ اور خانہ تلاشی

چودھری صفدر شاکر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پوائنٹ آف آرڈر۔

چودھری صفدر شاکر: جناب والا! میں نے آپ کے بیٹھنے سے پہلے چودھری پرویز الٰہی صاحب کی خدمت میں بھی گزارش کی تھی۔ میں ایک اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ میں کل اجلاس میں تھا۔ اجلاس سے فارغ ہو کر جب گھر پہنچا تو میرے گھر ماموں کانجن سے میری بچی کا فون آیا۔ مجھے فون پر یہ بتایا کہ واپڈا والوں نے گھر پر چھاپا مارا ہے۔ جب انھوں نے چھاپا مارا تو میری بیوی اور میرے والد صاحب ایک جنازے میں ملتان گئے ہوئے تھے۔ گھر میں صرف میری دو بچیاں تھیں۔ گھر کے باہر جو میٹر لگے ہوئے تھے ان کو اکھاڑا گیا۔ وہاں پر وڈیو فلم بنائی گئی اور پورے شہر کو یہ تماشا دکھایا گیا۔ اس سے بڑھ کر زیادتی یہ ہوئی کہ انھوں نے میرے پانچ مرلے کے گھر کے اندر داخل ہو کر ہر کمرے کی ایسے تلاشی لی جیسے کسی اشتہاری ملزم کی تلاشی لی جاتی ہے۔ جناب والا! میں 1985ء سے اس ایوان کا ممبر ہوں۔ آپ مجھے اور میرے پس منظر کو اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہم لوگ کس قماش کے آدمی ہیں۔ میری ایک فیکٹری ہے۔ میرے خاندان کے پانچ ٹیوب ویل ہیں۔ لیکن خدا کی قسم ایک ٹیڈی پیسے کے ہم نادہندہ نہ ہیں۔ اور ہم لعنت بھیجتے ہیں کہ ایک یونٹ بجلی کا اپنی ذات پر ناجائز خرچ کریں۔ لیکن معاملات جس طریقے سے کیے جا رہے ہیں کہ ہماری جماعت کو بدنام کرنے کی یہ ایک منظم سازش ہو رہی ہے۔ اور واپڈا کے اہل کاروں نے اپنی برائیوں کو، اپنے کروڑوں کے گھپلوں کو چھپانے کے لیے ایک نیا طریقہ کار اپنا لیا ہے کہ وہ صوبائی اسمبلی کے ممبران کے گھروں پر چھاپے مار رہے ہیں۔ جناب والا! ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں وہ چیک کریں، ہمارے میٹر چیک کریں۔ لیکن جناب والا! چیک کرنے کا ایک طریقہ کار ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ ایک پوری چھاپا مار ٹیم لے جا کر ہمارے گھروں پر چھاپے مارے جائیں اور لوگوں کو تاثر دیا جائے کہ جناب، یہ پنجاب اسمبلی کے ممبر چور ہیں۔ جناب والا! اس مسئلے کا آپ سنجیدگی سے نوٹس لیں۔ یہ ہماری بڑی بدنامی ہو رہی ہے۔ اور میں چاہتا ہوں کہ اگر اسی طرح ہمارے ساتھ ہونا ہے تو

ہمیں اس ممبر شپ کا کوئی فائدہ نہیں۔ میں لعنت بھیجتا ہوں ایسی سیاست پر کہ اگر ہماری عزت نہیں، اگر حلقے کے اندر ہماری عزت نہیں تو ہم نے اس ممبر شپ کو کیا کرنا ہے۔ جناب والا! میں نے یہ مسئلہ آپ کے سامنے پیش کیا ہے۔ اور آپ ہمارے حقوق کے نگران ہیں ہیں۔ آپ سے توقع رکھتا ہوں کہ آپ اس مسئلے پر سنجیدہ ایکشن لیں گے۔ اور جن لوگوں نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے، میری غیر موجودگی میں زیادتی کی ہے، میرے گھر پر ناجائز حملہ ہوا ہے، میری بچیوں کو خوف و ہراس میں مبتلا کیا گیا ہے۔ میں آپ سے توقع رکھتا ہوں کہ آپ اور یہ ایوان میرے ساتھ ہونے والی زیادتی کا ازالہ کریں گے اور مجھے انصاف دیں گے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب صفدر شاکر صاحب! آپ نے جو فرمایا ہے آپ قواعد و ضوابط کو تو جانتے ہیں بہتر ہوتا کہ آپ اس کو ایک موشن کی صورت میں لے آتے تاکہ اس پر کوئی بات ہوسکتی۔ اس کے باوجود میں لاءمنسٹر صاحب سے یہ ضرور کہوں گا کہ آپ اس مسئلے کے متعلق ذرا پتا کریں کہ ایسا کیوں ہوا ہے؟

وزیر قانون: جناب والا! میں یقین دلاتا ہوں کہ میری تمام ہمدردیاں معزز رکن کے ساتھ ہیں اور میں یہ معاملہ قائد ایوان کے نوٹس میں لاؤں گا۔ اور ذاتی طور پر اسمبلی بزنس کے بعد آج ہی میں معزز رکن کی موجودگی میں اس معاملے کی ساری تفصیلات لے کر آپ کی خدمت میں بھی پیش کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔

مخدوم سید عبداللہ شاہ بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

مخدوم سید عبداللہ شاہ بخاری: جناب والا! یہ برائی جب بھی ہوتی ہے یہ اوپر سے ہوتی ہے نیچے سے نہیں ہوتی۔ کیا صنعت کار کے کبھی میٹر چیک کیے ہیں؟ اس وقت تک کسی انڈسٹری کا میٹر چیک نہیں کیا گیا۔ اور نہ ہی کبھی اخبار میں آیا ہے، نہ کبھی کچھ ہوا ہے۔ ان کے میٹر پہلے سے تبدیل کر دیے گئے ہیں۔ اگر اسمبلی والے چور ہیں تو ایک تاریخ رکھ لیں اور سب کے میٹر چیک کر لیں۔ یہ باری باری ہر آدمی کو تنگ کر رہے ہیں اور ان کی یہ بات صحیح ہے۔ روزانہ اخبار میں آتا ہے میں بھی پڑھتا ہوں۔ میں بھی ایک کاشت کار ہوں، میرا بھی ٹیوب ویل ہے۔ وہ آتے ہیں چیک کر

گئے ہیں مجھے کوئی تکلیف نہیں۔ لیکن یہ ہمارے بھائی ہیں ان کی بات جائز ہے۔ اگر چیک کرنے ہیں تو بے شک ایم پی ایز کے میٹر پہلے چیک کرلیں۔ لیکن رسوا نہ کریں۔ یہ ہر آدمی جانتا ہے آپ بھی جانتے ہیں پورا ملک بھی جانتا ہے کہ صنعت کار بجلی کی جو چوری کرتے ہیں۔ ہماری یا کاشت کار کی چوری کتنی ہو گی 50 ہزار کی' ایک لاکھ کی' 10 لاکھ کی' یہ صنعت کار ایک ایک مہینے میں کروڑوں کا بل کھا جاتے ہیں۔ کبھی ان کی بھی چیکنگ ہونی ہے' کیوں؟ یہ لوگ ہم سے سوال کرتے ہیں' ہمارے دل میں بھی یہ چیز ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بڑی مہربانی' آپ تشریف رکھیں۔ آپ سب ایک چیز جانتے ہیں کہ یہ مسئلہ وفاقی حکومت کا ہے۔ میں نے اسی وجہ سے کہا کہ جب تک رولز کے تحت کوئی چیز تحریری طور پہ تحریک کی صورت میں نہیں آتی اس پہ ہم کیسے یہ بات کر سکتے ہیں؟ اس کے باوجود چونکہ یہ ایک بڑا سنجیدہ مسئلہ ہے جو محترم صدر شاکر صاحب نے فرمایا ہے۔ میں نے راجا صاحب سے کہہ دیا ہے ان شاء اللہ وہ اس بات کا مستقل حل تلاش کرتے ہیں۔ یہ اجازت نہیں دی جا سکتی کہ کسی بھی معزز ممبر کے یا کسی بھی شریف شہری کے ساتھ کوئی زیادتی ہو۔ راجا صاحب نے کہا ہے کہ وہ اس بات پہ آج ہی ایکشن لیتے ہیں۔

سردار نسیم اللہ خان شاہانی: جناب سپیکر۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' شاہانی صاحب۔

سردار نسیم اللہ خان شاہانی، جناب سپیکر! کمیشنر محکمہ خوراک کی طرف سے ایک نوٹیفکیشن جاری ہوا تھا' کل ہمیں اس پہ بات کرنے کا موقع نہیں ملا۔ 27 تاریخ کا یہ نوٹیفکیشن ہے اور مل مالکان نے 13 تاریخ سے دو روپے من کے حساب سے کوٹی شروع کر دی ہے۔ انھوں نے ایک "جے" کلاز کی ہے وہاں پر 5 فی صد کوٹی لکھی ہے لیکن اگر وہ ساتھ لکھتے کہ زمین داروں کو پریمیم بھی دیا جاتا ہے۔ آج تک کسی قسم کا ہمیں پریمیم نہیں دیا گیا۔ جب کہ 8.5 فی صد کے اوپر پریمیم دیا جاتا ہے' وہ آج تک ہمیں نہیں دیا گیا۔ اگر اس کلاز میں پریمیم شامل کر لیتے تو وہ بہتر ہوتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میرا خیال ہے کل اس پہ بحث تھی اور دوستوں نے بات کی۔ مجھے علم نہیں کہ اس پر مزید کیا نوٹس آیا ہے لیکن آپ جو بات کر رہے ہیں یہ محترم وزیر خوراک صاحب سے مل کر

ان کے نوٹس میں لے آئیں اور ان سے بات کر لیں۔ ہم توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔

پیر الحاج ذوالفقار علی چشتی، جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پہ ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، چشتی صاحب۔

پیر الحاج ذوالفقار علی چشتی، جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تمام ہاؤس اخبارات کا احترام کرتا ہے اور کئی بار یہاں پہ بات بھی ہو چکی ہے۔ پچھلے دنوں مقصود بٹ صاحب نے بھی یہاں پہ ایک پوائنٹ اٹھایا تھا۔ آج کے اخبار "خبریں" میں ایک خبر لگی ہے کہ ذوالفقار علی چشتی دفتر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن میں گیا اور وہاں پر افسروں کے ساتھ گتھم گتھا ہوا اور کالم گلوچ بھی ہوا۔ جناب سپیکر! میں پرسوں دفتر میں ضرور گیا ہوں۔ نہ وہاں پہ کالم گلوچ ہوئی ہے، نہ گتھم گتھا ہوا ہوں۔ میں نے جا کر رجسٹریشن کے لیے اپنا نمبر دیا ہے اور اس کی رجسٹریشن کل ہوئی ہے اور یہ خبر بالکل غلط لگی ہے اور میں اس سے انکار کرتا ہوں۔ وہاں کسی قسم کا جھگڑا نہیں ہوا۔ یہ خبر "خبریں" نے لگائی ہے جو کہ نہایت افسوس ناک ہے۔ جناب سپیکر! میں اس کے متعلق گزارش کروں گا کہ ان کو یہ بھی کہیں، یہ واک آؤٹ بھی کرتے ہیں اور یہ اس کے متعلق بھی خیال کریں کہ جب یہ غلط خبر لگاتے ہیں تو یہ اپنی جماعت سے اس کا مواخذہ کیسے لیتے ہیں۔ آپ بھی اس کا نوٹس لیں اور اس غلط خبر کے متعلق واضح احکامات صادر فرمائیں۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چشتی صاحب! یہ مسئلہ بڑی دفعہ ہاؤس میں اٹھا ہے۔ اس پہ بڑی دفعہ ہم نے اپنے صحافی بھائیوں سے یہ بات کی ہے کہ مہربانی کر کے غلط خبریں، جس سے کسی بھی شریف شہری کی اور خاص طور پہ عوام کے نمائندوں کی کردار کشی ہو اس سے پرہیز کریں۔ میں نے ایک بار پہلے بھی عرض کیا تھا کہ ان کی بات آ جاتی ہے کہ ہمارے فلاں رپورٹر نے یہ خبر دی تھی۔ اگر یہ غلط ہے تو ہم تردید کر دیتے ہیں یا کوئی ایسی بات ہوتی ہے۔ میں ایک بات پہ دوستوں سے عرض کروں گا اور یہ بات پہلے بھی بڑی دفعہ ہوئی ہے کہ آزادی صحافت پہ تو ہم قدغن نہیں لگا سکتے لیکن رولز موجود ہیں۔ آج تک ہمارے کسی دوست نے یہ نہیں کیا۔ یہ بات تو ہم یہاں ہزار بار کر چکے ہیں وہ بھی ہمیں یقین دلاتے ہیں کہ آئندہ نہیں ہوگا یا یہی ایک خبر بڑی سرخی کی شکل میں آ جاتی ہے اور پھر بعد میں چھوٹی سے اس کی تردید آ جاتی ہے۔ اگر کوئی ایسی غلط خبر چھپتی ہے جس سے کسی دوست کی

کردار کشی ہوتی ہے تو آپ عدالت میں کیوں نہیں جاتے؟ ایک دو کیس ایسے کر کے تو دیکھیں۔ ان کو بھی احساس ہو کہ جب کسی کے ساتھ زیادتی ہوتی ہے تو کیا ہوتا ہے۔ جب بھی یہ مسئلہ اٹھا ہے ہم نے یہی بات کی۔ ہمارے وزیر قانون صاحب تشریف رکھتے ہیں' ان کی کمیٹیاں بنیں۔ یہ باتیں چلیں کہ ایک ضابطہ اخلاق بنا لیا جائے۔ یہ ساری چیزیں چلیں لیکن اب ہم ان کو کیسے کہہ سکتے ہیں؟ وہ کہتے ہیں کہ ہماری آزادی پہ قدغن لگتی ہے۔ تو میرا اپنا یہ خیال ہے' میں پھر دوبارہ ایک اپنے صحافی بھائیوں سے یہ درخواست کروں گا کہ کوئی بھی ایسی خبر چھاپنے سے پہلے اس کی تصدیق کر لیا کریں کہ کیا واقعی یہ واقعہ ہوا ہے۔ ایسا تو نہیں کہ کسی رپورٹر نے غلط فہمی کی بنیاد پر یا کسی بھی وجہ سے غلط خبر دے دی ہو۔ میں یہ ضرور درخواست کروں گا کہ اس بات پہ محتاط ہو جائیں۔ ورنہ ہمارے پاس سوائے اس کے کوئی حل نہیں کہ جس نے آپ کے خلاف غلط خبر دی ہے اس کو کورٹ میں لے جائیں کہ جناب! یہ خبر اس نے غلط دی ہے۔

پیر الحاج ذوالفقار علی چشتی، جناب سپیکر! آپ کا یہ فرمانا درست ہے کہ عدالت میں کیس ہو سکتا ہے لیکن دیوانی عدالت کے کیس' آپ بھی جانتے ہیں آپ کو بھی کبھی واسطہ پڑا ہوگا یہ تو سال ہا سال چلتے ہیں۔ میں اس میں سے گزر چکا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، چشتی صاحب! کسی نے آج تک کیا ہی نہیں۔ آپ کر کے تو دیکھیں۔

پیر الحاج ذوالفقار علی چشتی، جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں اپنے صحافی بھائیوں سے کہتا ہوں اور جو آپ نے فرما دیا ہے وہ بہت ہے کہ ان کو خیال کرنا چاہیے۔ یہ "پاکستان" اخبار میں بھی آیا ہے اور "خبریں" میں بھی آیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں تو عرض کر رہا ہوں کہ میں نے تو پہلے بھی عرض کی ہے اور میں اپنے صحافی بھائیوں سے دوبارہ گزارش کرتا ہوں کہ وہ تعاون کریں اور اچھی اور صحیح خبریں دیں۔ یہ صرف ممبر اسمبلی پنچھر نہیں' کسی بھی شریف شہری کے متعلق خبر ہو تو اس کی ذرا تصدیق کر لیا کریں کہ اس سے اس شریف آدمی کا نقصان تو نہیں ہوتا۔ وہ بھی جانتے ہیں' ہم بھی جانتے ہیں' آپ بھی جانتے ہیں جب خبر لگ جاتی ہے جو نقصان ہونا ہوتا ہے وہ ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد چاہے وہ تردید کر بھی دیں وہ بات نہیں ہوتی۔ میں ان تمام صحافی دوستوں سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ کسی

بھی ایسی خبر کو دینے سے پہلے ذرا تصدیق کر لیا کریں، غلط خبر نہ دیا کریں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم توجہ نوٹس لیتے ہیں۔ جناب سعید خان منیس۔

گلشن راوی لاہور میں بیوہ کے گھر مسلح ڈاکے کے ملزمان کی گرفتاری

جناب سعید احمد خان منیس: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 31 جنوری 1999ء کو گلشن راوی اے بلاک کے مکان نمبر 153 میں ایک بیوہ مقصودہ بیگم کے گھر میں چار مسلح ڈاکوؤں نے گھس کر تمام اہل خانہ کو باندھ کر بیوہ اور اس کے بچوں پر تشدد کیا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈاکو، بیوہ کے گھر سے ہزاروں روپے مالیت کے زیورات و نقدی لوٹ کر فرار ہو گئے۔

(ج) کیا پولیس نے ایف۔ آئی۔ آر درج کر لی ہے۔ تو پولیس نے اس سلسلہ میں اب تک کیا کارروائی کی ہے اور کیا ملزمان کو گرفتار کیا گیا ہے، اگر ہاں تو ان کے نام اور دیگر تفصیل ایوان میں فراہم کی جائے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا):

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 31 جنوری 1999ء کو گلشن راوی اے بلاک مکان نمبر 153 میں بیوہ مقصودہ بیگم کے گھر چار مسلح افراد داخل ہوئے تھے جنھوں نے اہل خانہ کو باندھا اور ڈرایا دھمکایا۔

(ب) یہ درست ہے کہ بیوہ کے گھر سے ڈاکو تقریباً 10 تولے طلائی زیورات اور مبلغ 2 ہزار روپے نقدی لوٹ کر فرار ہو گئے۔

(ج) اس سلسلے میں مقدمہ نمبر 16/99 مورخہ 1-2-99 بجرم 380، 458 ت پ تھانہ گلشن راوی لاہور درج ہو چکا ہے اور تفتیش بذریعہ مقامی پولیس عمل میں لائی جا رہی ہے۔ دوران تفتیش مشتبہ افراد کو شامل تفتیش کیا جا رہا ہے۔ مقدمہ ہذا کو جلد از جلد یک سو کرنے کے

لیے مقامی پولیس کو ہدایت کی گئی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں وزیر قانون صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آئی آر میں درج کیا گیا ہے کہ چار پانچ ڈاکو گھر کے اندر گھس آئے اور سب کے سب نقاب اور اسلحہ سے لیس تھے۔ میرے خیال میں اس میں ڈکیتی کا پرچہ دیا جانا چاہیے تھا لیکن جیسا کہ وزیر قانون نے بتایا ہے کہ 458/380 کا پرچہ دیا گیا ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ چوری کا پرچہ کیا معزز وزیر قانون صاحب یہ محسوس کرتے ہیں؟ جب ڈکیتی ہو تو ڈکیتی کا ہی پرچہ دیا جائے او دفعہ 395 بنتی ہے' کیا وزیر قانون صاحب متعلقہ اہل کار جنھوں نے یہ کوتاہی کی ہے' ان کے کوئی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ اور اگر رکھتے ہیں تو کب تک ؟ اور کیا یہ ڈکیتی 395 زمرے میں نہیں آتی؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ جس امر کی نشان دہی معزز قائد اختلاف نے کی ہے' یہ معاملہ ہم پہلے سے take up کر چکے ہیں اور اس سلسلے میں مناسب تر لی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' منیس صاحب۔

جناب سعید احمد خان منیس، معزز وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ ترمیم کر دی گئی ہے۔ میں سے پوچھنا چاہوں گا کہ اب ترمیم کر کے کون سی دفعہ لگائی گئی ہے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس سلسلے میں دفعہ 390 کا ایزاد کیا گیا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں معزز وزیر قانون سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ متعلقہ اہل کار غفلت کے مرتکب ہوئے ہیں۔ تو کیا انھوں نے ان کے کارروائی کی ہے؟ اگر نہیں تو کیا ان کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! ایف آئی آر مقامی تھانے نے درج کی اور اس کے بعد جب یہ بات بالا کے نوٹس میں آئی تو اس میں ضروری ترمیم کی گئی ہے اور اگر کسی نے دانستہ یہ کوتاہی کی تو اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اگلا Call Attention Notice سعید اکبر خان صاحب کا ہے' تشریف

لائے۔ جی' خواجہ صاحب۔

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر!

ضبط کرتا ہوں تو ہر زخم لہو دیتا ہے

اس لیے یہ شعر بول رہا ہوں کہ بڑی کوشش کرتا ہوں کہ نہ بولوں۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، آپ بولیں۔

خواجہ ریاض محمود، آپ کی اجازت کے بغیر تو نہیں بولنا چاہتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خواجہ صاحب! ذرا زور سے بولیں۔ (قہقہے)

خواجہ ریاض محمود، جناب سپیکر! کسی شاعر نے فرمایا ہے کہ،

ضبط کرتا ہوں تو ہر زخم لہو دیتا ہے
نالہ کرتا ہوں تو اندیشہ رسوائی ہے

میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے انتہائی قابل احترام دوست' بھائی سابق وزیر سعید اکبر خان صاحب' میری چھٹی حس اس بات کی گواہی میرے اندر دے رہی ہے' میرا شعور مجھے اس بات کا یقین دلا رہا ہے کہ یہیں کہیں چھپے ہوئے ہیں۔ اس لیے وہ تشریف نہیں لائے۔ میں نے کل بھی عرض کیا تھا کہ ایسے لوگ جو وقت ضائع کرتے ہیں تحاریک التوائے کار ہوں یا وقفہ سوالات ہو' وہ ادھر ادھر ہو جاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ سرکاری سطح پر بھی محکمہ جات جو سوالوں کے جوابات بڑی محنت اور کوشش کے بعد بھیجتے ہیں۔ ان کا بھی وقت اس طرح ضائع ہوتا ہے' اس میں ممبران کو دلچسپی لینی چاہیے۔

جناب سعید احمد خان منیس، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں اپنے محترم بھائی خواجہ صاحب کی اس بات پہ کہ انھوں نے ایک معزز رکن کے بارے میں بات کی ہے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ضلع بھکر میں چیئرمین اور وائس چیئرمین کے الیکشن کے شیڈول اعلان ہو گیا ہے اور اس شیڈول کے اعلان کے بعد وہاں کا ڈپٹی کمشنر آج تبدیل کر دیا گیا ہے کہ مرضی کا لگا کر وہاں مرضی کے نتائج حاصل کیے جائیں اور مقامی انتظامیہ اور حکومتی مشینری حرکت میں آ چکی ہے اور وہاں وہ ممبران پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ وہ حکومت کے نامزد بندے کو کامیاب کریں اور سعید اکبر خان سے تعلق رکھنے

والے جو ممبران ہیں' ان کو اٹھایا جا رہا ہے اور انھیں ہراساں کیا جا رہا ہے۔ تو وہ اپنے آپ کو محفو
کرنے کے لیے ہائی کورٹ سے رجوع کرنے کے لیے گئے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اب تحریک التوائے کار نمبر 29 سید ذیشان الٰہی صاحب کی ہے۔ اس کا جواب pending ہے۔

(اس مرحلے پر جناب سعید اکبر خان ایوان میں تشریف لائے)

(ایوان میں "آ گئے آ گئے" کی آوازیں)

وزیر قانون، جناب سپیکر! یہ رپورٹ لے لیں کہ ہائی کورٹ میں کیا ہوا ہے۔ اب قائد حزب اختلاف انھیں بریف کر رہے ہیں کہ ان کی عدم موجودگی میں انھوں نے کیا کہا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، میں نکتہ ذاتی وضاحت پر ہوں۔ جناب سپیکر! بدقسمتی سے یا خوش قسمتی سے 12 تاریخ ہمارے ضلع کونسل کے الیکشن کے لیے مقرر ہے اور یہ گورنمنٹ کے ایوانوں میں بیٹھے والے دوست جس طریقے سے اس دفعہ لوکل گورنمنٹ کے الیکشن کروا رہے ہیں اور جس حد تک جر کے پاس اکثریت ہے اور وہ ان کا کہنا نہیں مانتا' انھوں نے جس حد تک انھیں پریشان کیا ہوا ہے کہ رات 12 بجے ڈی۔سی بدلا گیا کہ جائیں اور جا کر وہاں آپریشن کریں اور صبح پانچ بجے وہ بھکر پہ ہے' رات 12 بجے اس کے آرڈر ہوئے ہیں اور صبح پانچ چھ بجے وہ بھکر پہنچا ہے اور انھوں نے اسے ٹارگٹ دیا ہے' وہ شروع ہے۔ ہم ہائی کورٹ میں گئے ہوئے ہیں کہ جناب' ہمارے ساتھ زیادتی ہوئی ہے' ہم نے چار پانچ ریٹس کی ہوئی ہیں کہ ہمیں تحفظ دیا جائے۔

جناب سپیکر! ہم اس کے لیے جو ہمارا جائز حق ہے' جس کے لیے یہ جمہوری نظام چلتا ہے جس پہ جمہوری نظام کی بنیادیں کھڑی ہوتی ہیں۔ یہ ان کو گرانے کی کوشش کر رہے ہیں' ہم اس کو بچانے اور اپنے عوام کے تحفظ کے لیے صبح آٹھ بجے سے نکلے ہیں اور اس وقت فارغ ہو کر یہاں حاضر ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں یہ بلند بانگ دعوے کرنے والے کہ ہم ہر چیز میرٹ پر کریں گے' ہم یہ کریں گے وہ کریں گے' ان کا حشر یہ ہے کہ ایک ضلع کونسل میں جہاں خوش قسمتی سے بدقسمتی اکثریت ان کی نہیں بنی تو اب یہ اسے پاش پاش کرنا چاہتے ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ ہم

ناجائز طریقے سے وہاں اپنے چیئرمین بنائیں اور وہاں اپنی خواہش کے مطابق لوگوں کو accommodate کریں۔

جناب سپیکر! ہماری جو حالت ہے' وہ یہاں یہ کہتے ہیں کہ ہم ٹائم نہیں دیتے' ہم سب سے زیادہ ٹائم دیتے تھے لیکن ان پچھلے دو تین دن میں ہمیں جو پریشانی ہے وہ آپ اندازہ لگا سکتے ہیں۔ میں فاضل ممبران سے یہ کہوں گا کہ اس جمہوری نظام کی بقاء کے لیے اپنے ان رہ نماؤں اور قائدین کو یہ بات ضرور باور کروائیں کہ کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اگر ایک ضلع کونسل میں چیئرمین اس حکومت کا نہیں بنے گا' اگر مسلم لیگ کا نہیں بنے گا تو پہاڑ نہیں گر جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، انھوں نے صرف یہ پوچھا تھا کہ آپ کہاں گئے ہیں۔ وہ آپ نے بتا دیا ہے۔ مہربانی' جی ملک صاحب۔

جناب آصف علی ملک، جناب سپیکر! جہاں تک میرے بھائی کی وضاحت اور ذاتی وضاحت ہے' میں سمجھتا ہوں کہ وہ un called for تھی' خواجہ ریاض محمود صاحب نے جو ابھی کہا ہے کہ میری چھٹی حس کام کر رہی ہے اور یہ نشان دہی کر رہی ہے کہ میرے بھائی سعید اکبر صاحب یہی کہیں اور قریب ہیں اور ایک منٹ کے بعد وہ آ گئے تو میں سمجھتا ہوں اور مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ خداوند تعالیٰ نے خواجہ ریاض محمود کو نہایت ہی ایک اچھی حس دی ہوئی ہے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میں اعتراض کرتا ہوں کہ یہ کس طرح کی بات کر رہے ہیں۔ رانا ثناء اللہ خان صاحب اور میاں معراج دین صاحب میرے ساتھ اترے ہیں اور ہم ابھی اس ایوان میں آئے ہیں۔ یہ کیسی الزام تراشی کرتے ہیں؟ کیا ہم یہاں جھوٹ بولتے ہیں؟ میں ذمہ دار آدمی ہوں' میں 1985ء سے اس ہاؤس کا ممبر ہوں۔ یہ میاں نواز شریف کے مرہون منت ہیں کہ انھوں نے انہیں elect کرایا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اور غریب عوام کے ووٹوں سے خود elect ہو کر آئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، عوام نے منتخب کیا ہے۔ کسی نے نہیں کیا۔ عوام نے کیا ہے۔

جناب سعید اکبر خان، نہیں' انھوں نے کہا کہ انھوں نے جھوٹ بولا ہے۔ میں یہ بات کرتا ہوں کہ رانا ثناء اللہ خان صاحب اور میاں معراج دین صاحب میرے ساتھ آئے ہیں۔ جب میں آیا ہوں' میں

جب گاڑی سے اترا ہوں تو یہ میرے ساتھ تھے۔

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب آصف علی ملک، جناب سپیکر! ایک منٹ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ملک صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ لاہنسٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ خواجہ صاحب نے قطعی طور پر اس لحاظ سے بات نہیں کی تھی کہ معزز رکن کی دلآزاری ہو یا خدانخواستہ انھوں نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہو کہ معزز رکن یہی کہیں چھپے ہوئے ہیں اور جان بوجھ کر ایوان میں نہیں آ رہے۔ انھوں نے یہ تاثر دینے کی کوشش نہیں کی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، خواجہ صاحب کی بات پر تو وہ ناراض نہیں ہوئے۔ وہ تو ملک آصف کی بات پر ناراض ہوئے ہیں۔

جناب سعید اکبر خان، میں ملک آصف کی بات کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ہاں۔ وہ ملک آصف کی بات کر رہے ہیں۔

جناب آصف علی ملک، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ملک صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ اب بات ختم ہو گئی ہے۔ اس کو چھوڑیں۔

جناب آصف علی ملک، جناب سپیکر! میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔ میری اگر کسی بات سے میرے بھائی کی دلآزاری ہوئی ہے تو میں معذرت خواہ ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، بڑی مہربانی۔ بڑی مہربانی۔

خواجہ ریاض محمود، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں ایک سیکنڈ کے لیے آپ کی اجازت سے عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، خواجہ صاحب!

خواجہ ریاض محمود، سعید اکبر خان صاحب میرے چھوٹے بھائی ہیں۔ میرا پچھلے دور میں بھی ان کے ساتھ خاصا تعلق رہا ہے اور وہ مجھ سے محبت کرتے رہے ہیں۔ ان کے ایک دو احسانات بھی مجھ پر ہیں

میں ان کے بزرگ خان اصغر خان صاحب کا بھی معتقد ہوں۔ وہ چھوٹا ہونے کے ناتے میری بھی بڑی عزت کرتے ہیں۔ میں کبھی یہ تصور بھی نہیں کر سکتا۔ ہم ورکر آدمی ہیں' لیڈر تو نہیں ہیں۔ ورکر آدمی کبھی یہ تصور بھی نہیں کر سکتا کہ وہ کسی لیڈر کی شان میں کوئی ایسی بات کرے گا۔ لیکن یقینی طور پر جب میں یہ بات کر رہا تھا تو یہ اسمبلی کی سیڑھیاں چڑھ رہے تھے۔ اسمبلی کے اندر ہی تھے۔ یہ بات بھی اپنی جگہ درست ہے۔ (قہقہے)

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر، بڑی مہربانی۔ جی' لاءمنسٹر صاحب! تحریک التوائے کار نمبر 29 کا آپ فرما رہے تھے کہ جواب آ گیا ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس کا جواب موصول ہو چکا ہے لیکن میں گزارش یہ کر رہا تھا کہ اس سلسلے میں کل میری محرک سید ذی شان الہیٰ صاحب سے بات ہوئی تھی۔ جس متعلقہ اہل کار کے conduct کے متعلق انھوں نے تحریک التوائے کار دی ہے اس کو بھی میں نے بلوایا ہوا تھا لیکن اتفاق سے کسی ذاتی کام کی بناء پر سید ذی شان الہیٰ صاحب ذرا دیر سے تشریف لائے تو ہماری آپس میں میٹنگ نہیں ہو سکی۔ یہاں پر رانا ثناء اللہ خان صاحب کا بھی اس میں ذکر ہے تو میں نے ان کی خدمت میں بھی یہ گزارش کی تھی اور آپ سے بھی یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس کو pend فرمایا جائے۔ میں دونوں معزز اراکین کے ساتھ بیٹھ کر اس مسئلے کو ان شاء اللہ تعالیٰ حل کروا دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، رانا صاحب! آپ نے سن لیا ہے؟

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! اس میں کوئی اعتراض نہیں۔ ٹھیک ہے۔ لاءمنسٹر صاحب جونہی یہاں سے فارغ ہوتے ہیں تو بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں۔ آپ اس کو pending فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کو ابھی pending کر دیں یا dispose of کر دیں؟

رانا ثناء اللہ خان، نہیں' اس کو pending کریں تاکہ ملاقات میں اگر کوئی معاملہ decide ہو گیا تو ٹھیک ہے ورنہ پھر دوبارہ ہاؤس میں آ جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی' ٹھیک ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 32 سردار سعید انور صاحب کی طرف سے ہے۔

سردار سعید انور، جناب سپیکر! یہ پیش ہو چکی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، پیش ہو چکی ہے۔ جی۔

محکمہ زراعت میں زائد المیعاد کیڑے مار ادویات کے ذخائر کو تلف کرنا

وزیر آبپاشی و قوت برقی (چودھری محمد اقبال)، جناب سپیکر! میں اس کے بارے میں عرض کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، ارشاد۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی، جناب سپیکر! صوبہ پنجاب میں زرعی ادویات کی فروخت حکومتی پالیسی کے مطابق فروری 1980ء سے محکمہ زراعت کے ذریعے بند کر دی گئی ہے۔ اس کے بعد ان ادویات کو پرائیویٹ کمپنیوں نے زائد المیعاد ہونے کی بناء پر لینے سے انکار کر دیا ہے جس کی وجہ سے یہ ادویات سرکاری گوداموں میں پڑی ہیں۔ وقت گزرنے کے ساتھ تمام ادویات ناکارہ ہوگئیں اور ان کے ڈرم وغیرہ زنگ اور کیمیائی عمل کی وجہ سے ناکارہ ہو گئے۔ چنانچہ ایک سمری برائے تلفی ناکارہ ادویات جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کو پیش کی گئی جس پر ان ادویات کو چولستان کے غیر آباد علاقہ میں محکمہ زراعت کے شعبہ پلانٹ پروٹیکشن کی زیر نگرانی زیر زمین دفن کرنے کا منصوبہ بنا جس کے ذریعے کُل 3800 میٹرک ٹن میں سے 448 میٹرک ٹن اس علاقہ میں دفن کر دی گئیں۔ اسی دوران ایک ویلفیئر ایسوسی ایشن نے سپریم کورٹ آف پاکستان سے علاقہ میں آلودگی کا جواز بنا کر stay حاصل کر لیا۔ چنانچہ اس بناء پر یہ امر رک گیا اور پھر دوبارہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کی خدمت میں ایک سمری پیش کی گئی کہ ان ناکارہ ادویات کو سنوروں کے نزدیک مختلف غیر آباد جگہوں پر دفن کرنے کی اجازت دی جائے۔ محکمہ زراعت حکومت پنجاب کی طرف سے کئی مرتبہ ان زائد المیعاد زرعی ادویات کو ضائع کرنے کی کوششیں کی جا چکی ہیں لیکن مختلف تکنیکی، مالی اور قانونی مسائل کی بناء پر اس میں کامیابی نہ ہو سکی ہے۔

جناب سپیکر! حکومت نیدر لینڈ نے ان زائد المیعاد زرعی ادویات کو احتیاط سے تلف کرنے میں دلچسپی ظاہر کی تھی۔ چیئرمین پی اینڈ ڈی کی زیر صدارت مورخہ 12-9-97 کو ایک میٹنگ ہوئی جس میں حکومت نیدر لینڈ کی پیش کش پر تفصیلی غور کیا گیا اور یہ تجویز زیر غور آئی کہ پنجاب کے گنجان

آباد علاقوں میں سے 500 ٹن زائد المیعاد ادویات کی پہلی کھیپ نیدر لینڈ بھجوا دی جائے۔ پھر نیدر لینڈ کے سفارت خانے نے جرمنی اور پاکستانی ماہرین سے ان زائد المیعاد ادویات کا سروے کروایا۔ سروے رپورٹ کے مطابق صوبہ پنجاب میں 12 سٹور زیادہ نقصان دہ پائے گئے۔ یہ تجویز کیا گیا کہ ان 12 سٹوروں میں سے موجودہ 200 میٹرک ٹن زائد المیعاد ادویات کو تلف کر دیا جائے۔ ان زرعی ادویات کو پیک کر کے کسی بھی یورپی ملک میں انتہائی زیادہ درجہ حرارت پر تلف کر دیا جائے۔ حکومت نیدر لینڈ نے اس پراجیکٹ کی پہلی کھیپ کوئی سو فی صد امداد کے تحت تقریبا 17 2 ملین ڈچ (Florin)دینے کی پیش کش کی ہے۔ اس سلسلہ میں مورخہ 3-9-98 کو Concept Clearance Committee کی میٹنگ اسلام آباد میں ہوئی جس میں 200 میٹرک ٹن زائد المیعاد زرعی ادویات کی تلفی کی اصولی طور پر منظوری دے دی گئی ہے۔ محکمہ زراعت پنجاب اس سلسلہ میں اپنی کوششیں جاری کیے ہوئے اور تمام زائد المیعاد زرعی ادویات کو جلد از جلد مناسب طریقے سے تلف کرنے کا پورا پروگرام ہے۔ ان معروضات کے بعد میں آپ کی وساطت سے سردار سعید انور صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ وہ اس کے اوپر زور نہ دیں۔ We are on the job Str.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی' سردار صاحب!

سردار سعید انور: جناب سپیکر! ان محکمانہ بھول بھلیوں میں 19 سال ہو گئے ہیں۔ ادویات کو تلف کرنے کا ایک فیصلہ ہو گیا۔ پہلے تو ہمارے غریب عوام کے خون پسینے کی کمائی کا سرمایہ ان پر ضائع کیا گیا۔ اس کے بعد پرائیویٹ کمپنیوں سے مل کر انھیں ختم کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ پھر فیصلہ ہو گیا۔ اب 19 سال ہو گئے ہیں کہ انھیں ضائع نہیں کیا جا سکا۔ اس پر کثیر سرمایہ خرچ ہو رہا ہے۔ محکمانہ رپورٹ میرے محترم بزرگ وزیر صاحب کو آ گئی ہے۔ محکمانہ بھول بھلیاں' بیوروکریسی کی جو ہیں' سرخ فیتے کا شکار' یہ ہو گیا' وہ ہو گیا' فائل سرکی گئی۔ 19 سال ہو گئے ہیں اور اتنی سی بات ہے کہ ایک فیصلہ کیا ہے کہ یہ ادویات تلف کر لیں۔ 19 سال ہو گئے ہیں وہ تلف نہیں ہو سکیں۔ اب جناب وزیر صاحب مجھے فرما دیں کہ کب تک یہ تلف ہو جائیں گی؟ مجھے بس اتنا سا فرما دیں۔

وزیر آبپاشی و قوت برقی: جناب سپیکر! میں نے بڑی وضاحت سے اپنی گزارشات پیش کی ہیں۔ میں صرف عرض یہ کر رہا تھا کہ process شروع ہو گیا ہے اور نیدر لینڈ گورنمنٹ نے گرانٹ کی

بنیاد پر اس کو ضائع کرنے کا ہمارے ساتھ پورا پروگرام بنا لیا ہے۔ اس کے تحت 200 میٹرک کا معاہدہ ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس میں میرے عزیز کو زیادہ worried نہیں ہونا چاہیے۔ ہم اس کام کو رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، ٹھیک ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 33 راجہ جاوید اخلاص صاحب طرف سے ہے۔ یہ move ہو چکی ہے۔

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)۔ جناب سپیکر! مجھے اجازت ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر، جی، فرمائیں۔

دربار شاہ نذر دیوان تحصیل گوجر خان کی تزئین و آرائش پر اٹھنے والے اخراجات کے فنڈز کی فراہمی --------(جاری)

وزیر خزانہ (سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ)، تحریک التوائے کار نمبر 33 منجانب راجہ جاوید اخلاص صا ایم۔ پی۔ اے کے حوالے سے عرض ہے کہ وفاقی حکومت کی طرف سے بذریعہ پرائم منسٹر ڈ چٹھی نمبر، آگے وہ نمبر دیے ہوئے ہیں، مندرجہ ذیل تین سکیمیں منظور فرمائی گئی تھیں۔

تعمیر گلی سید

تعمیر سڑک مزار شاہ نذر دیوان سید

تعمیر حفاظتی دیوار و مرمتی دیوار سید

مندرجہ بالا سکیم ہائے کی گرانٹ مبلغ 20 لاکھ روپے مورخہ 96-4-2 کو اے۔ ڈی۔ ایل راولپنڈی کے پی۔ ایل۔ اے میں وصول ہوئی اور مورخہ 96-2-28 کو تینوں سکیموں کے منڈر کھ گئے اور مندرجہ ذیل منصوبہ جات کے منڈر مورخہ 96-6-3 کو منظور کیے گئے جب کہ ورک آرڈر 96 کو جاری کیا۔

تعمیر سڑک مزار شاہ نذر دیوان سید

تعمیر حفاظتی دیوار و مرمتی دیوار سید

چونکہ مندرجہ بالا منصوبوں پر مالی سال 96-1995ء میں کام شروع نہ کیا جا سکا ہے اس اس کے مالی سال کے دوران کوئی ادائیگی نہ ہو سکی اور ٹینڈر 96-6-30 کو lapse ہو گئے اور

بحال نہ ہوئے ہیں۔ دفتر مقامی حکومت و دیہی ترقی کے ایم۔ بی۔ نمبر 3910 کے مطابق 24-11-96 کو 5 لاکھ 26 ہزار 120 روپے کا بل درج کیا گیا ہے۔ تاہم فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے اس چلت بل کی ادائیگی ٹھیکےدار کو نہ ہو سکی۔ اگر محکمہ لوکل گورنمنٹ کو مبلغ 16 لاکھ 83 ہزار روپے مہیا یعنی re-authorize کر دیے جائیں تو متعلقہ ٹھیکیدار کی چلت بل کی ادائیگی کے علاوہ دونوں منصوبہ جات کی تعمیر بھی مکمل کی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر! اس میں latest position یہ ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ نے اس کی re-authorizatior کر دی ہے اور اب محکمہ بلدیات نے محکمہ خزانہ کو بحوالہ چٹھی نمبر 786/5-DO(A)/PP-96-97 مورخہ 22 جون 1998ء کو فنڈز کو de-freeze کرنے کے لیے لکھا ہے ور جیسے ہی محکمہ خزانہ ان فنڈز کو de-freeze کر دیتا ہے یہ سکیمیں مکمل کر دی جائیں گی اور ٹھیکےدار کی ادائیگی کر دی جائے گی۔ اس صورت حال کے پیش نظر میں فاضل رکن سے درخواست کروں گا کہ اسے press نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی راجہ صاحب۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، شکریہ' جناب سپیکر! جیسا کہ میری اس تحریک سے اور محترم جناب سردار والفقار علی خان کھوسہ صاحب کے جواب سے ظاہر ہے میں ان کا مشکور ہوں لیکن دو منٹ کے لیے یں گزارش کرنا چاہتا ہوں۔

جناب والا! جیسا کہ اس تحریک سے ظاہر ہے کہ یہ منصوبہ سابقہ دور جو پیپلز پارٹی کا ورحکومت تھا اس میں شروع کیا گیا اور اس وقت کی پرائم منسٹر نے اس دربار کا دورہ کیا اور وہاں پر ن سکیموں کا اعلان کیا گیا۔ جیسا کہ سردار صاحب کی وضاحت سے یہ بات ثابت ہے کہ وہاں پر کافی ارا کام مکمل ہو چکا ہے لیکن جناب والا! تین سال کا وہ دور گزرا اور اس دوران ایک روپے کی paymen بھی نہیں کی گئی جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت کی حکومت کے لیے باعث شرم ہے کہ اتنے بڑے دربار جہاں لاکھوں لوگ اس دربار کے عقیدت مند تھے اور آج وہ جمع اس ٹھیکےدار کے احتجاج کر رہے ہیں جس نے یہ کام مکمل کیا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ ہماری اس حکومت کو یہ عزاز حاصل ہے کہ ان تمام نامکمل اور ایسے منصوبوں پر جن پر سابقہ حکومت نے توجہ نہیں دی ہماری

حکومت اسے ایک قومی ذمہ داری سمجھتے ہوئے مکمل کر رہی ہے۔ تو اس سلسلے میں سردار صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ جیسے انھوں نے یقین دہانی کرائی ہے اس سال کے دوران یہ معاملہ حل ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو آپ اس کو press نہیں کرتے؟

راجہ محمد جاوید اخلاص، نہیں جناب۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے ---- اگلی تحریک التوائے کار بھی راجہ جاوید اخلاص صاحب کی ہے یہ بھی move ہو چکی ہے' اس کا نمبر 34 ہے۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی تک موصول نہیں ہوا یہ محکمہ تعلیم سے متعلقہ ہے اور میرے پاس اس کا جواب ابھی تک موصول نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تو اس کو کل تک کے لیے pending کر لیں۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے اسے کل تک کے لیے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 35' جناب سعید اکبر خان صاحب کی ہے۔ جی خان صاحب۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! یہ پیش ہو چکی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے۔ کیا اس کا جواب آ گیا ہے۔

وزیر قانون، نہیں۔ جناب۔ یہ ساری کل circulate ہوئی ہیں اس کو pending فرما لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، ٹھیک ہے اس کو بھی کل تک کے لیے pending کیا جاتا ہے۔

اگلی تحریک التوائے کار نمبر 36 جناب سعید احمد خان منیس' جناب معظم جہانزیب خان وٹو' چودھری خالد جاوید وڑائچ اور جناب سعید اکبر خان صاحب کی طرف سے ہے۔

تھانہ غازی آباد لاہور کے پولیس اہل کاران کے سفاکانہ تشدد سے ایک نوجوان کا قتل

جناب سعید احمد خان منیس، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" لاہور کی کی یکم فروری 1999ء کی اشاعت میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ "سر کٹی لاش کا معمہ حل، تھانے دار اور 5 اہل کار حافظ قرآن کے قاتل نکلے"۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ بابا پور کے قریب کھیتوں سے ملنے والی نوجوان افتخار کی سر کٹی لاش کا معمہ حل کر لیا گیا ہے۔ پولیس نے تھانہ غازی آباد کے تھانیدار خوشی محمد، محرر نذیر اور چار کانسٹیبلوں کو گرفتار کر کے تفتیش شروع کر دی ہے۔ قتل کے مبینہ ملزم پولیس اہل کار گزشتہ چار روز سے باغبانپورہ پولیس کی تحویل میں ہیں لیکن پولیس حکام ان کی گرفتاری اور ان کے قتل میں ملوث ہونے کے بارے میں ساری صورت حال کو چھپا رہے ہیں۔ ملزموں نے افتخار عرف قاری کو قتل کر کے اس کا سر دھڑ سے علیحدہ کر کے اس ہی کے کپڑوں میں لپیٹ کر جلایا اور پھر ایک ویران کنویں میں پھینک دیا۔ حافظ قرآن کے سفاکانہ قتل سے عوام میں شدید غم و غصہ، بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے اسے فوری طور پر ایوان میں زیر بحث لایا جائے۔

وزیر بلدیات، جناب سپیکر! اس کا چونکہ ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا اس کو کل کے لیے ملتوی کر دیا جائے۔

جناب سعید احمد خان منیس، ٹھیک ہے جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، اس کو کل تک کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے------ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 37 راجہ جاوید اخلاص کی ہے۔

بلدیہ گوجر خان کے ریٹائرڈ ملازم کو پنشن کی منظوری میں تاخیر

راجہ جاوید اخلاص، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ بلدیہ گوجر ن نے اپنے ایک ملازم محمد فراز انسپکٹر کو قرعہ اندازی کے ذریعے نام نکلنے پر بلدیہ کے خرچ پر حج

کے لیے بھجوایا۔ حج کی ادائیگی کے فوراً بعد محمد فراز میڈیکل گراؤنڈ پر ریٹائر ہو چکا ہے۔ مگر محکمہ لوکل گورنمنٹ نے اس کی پنشن کی منظوری بھی نہیں دی۔ جس سے مذکورہ ملازم ذہنی مریض بن چکا ہے اور انتہائی کس مپرسی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور ہے اور محکمہ حج اخراجات اس سے برآمد کرنے کے درپے ہے کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ پنجاب نے اکاون برس عمر کی شرط پر نرمی ابھی تک نہیں کی۔ اس وجہ سے بلدیہ کے ملازمین میں بے چینی پائی جاتی ہے۔ لہٰذا معاملہ زیر بحث لایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ سردار صاحب۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی (سردار ذوالفقار خان کھوسہ)، جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں۔ یہ درست ہے کہ بلدیہ گوجر خان نے اپنے ایک ملازم محمد فراز انسپکٹر کو بلدیہ کے خرچ پر حج پر بھجوایا تھا اور یہ کہ محمد فراز میڈیکل گراؤنڈ پر ریٹائر ہو چکے ہیں۔ حج پالیسی کے تحت حکومت کے خرچ پر حج کرنے والے ملازم کی عمر کم سے کم 51 برس ہونی چاہیے۔ محمد فراز کی عمر اس وقت 51 برس سے کم تھی آڈٹ کے اعتراض کی وجہ سے یہ رقم adjust نہ ہو سکی۔ حج پالیسی وفاقی حکومت بناتی ہے اس میں عمر کی شرط میں نرمی صوبائی حکومت نہیں کر سکتی۔ مزید برآں سرکاری خرچ پر حج کی پالیسی اب ختم ہو چکی ہے۔

جناب والا! اس مسئلے کی تحقیق کروائی جا سکتی ہے کہ اگر محمد فراز کی عمر مطلوبہ شرط کے مطابق نہیں تھی اور کم تھی تو اس کو کس نے چنا اور کس نے اس کی منظوری دلوائی۔ اس کی تحقیق کروائی جا سکتی ہے لیکن کیونکہ شرط کی خلاف ورزی کی گئی اس لیے اب جب تک وہ رقم adjust نہیں ہوگی اس کا کیس فائنل نہیں ہو گا۔ میں آپ کی وساطت سے فاضل رکن سے درخواست کروں گا کہ اسے press نہ کریں، کیونکہ شرائط کی خلاف ورزی کی گئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی۔ راجہ جاوید اخلاص۔

راجہ محمد جاوید اخلاص، جناب سپیکر! یہ ایک انتہائی غریب ملازم کا مسئلہ ہے، ورنہ میں شاید اسے یہاں پیش نہ کرتا۔ لیکن چونکہ اس میں اس غریب ملازم کا کوئی قصور نہیں چار پانچ سال پہلے جس وقت حج کی سکیم موجود تھی اور مختلف ادارے اپنے چھوٹے ملازمین کو قرعہ اندازی کے ذریعے نکلنے پر حج پر بھجوایا کرتے تھے تو اس کی خوش قسمتی کہ اس کا نام حج سکیم میں قرعہ اندازی سے

ذریعے نکلا اور بلدیہ گوجر خان نے ادائیگی کی اور اس نے حج ادا کر لیا۔ حج ادا کرنے کے بعد یہ شخص بیمار ہو گیا اور ملازمت کے قابل نہیں رہا۔ جس کی وجہ سے medical ground پہ اس کی ریٹائرمنٹ ہو چکی ہے۔ جناب سپیکر! حقیقت یہ ہے کہ وہ اس وقت انتہائی کس مپرسی اور پس ماندگی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ مجھے ذاتی طور پر بھی اس بات کا علم ہے کہ دو مرتبہ وہ مختلف زہریلی ادویات کھا کر خودکشی کرنے کی کوشش بھی کر چکا ہے لیکن بچ نکلا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ معاملہ انتہائی سنگین نوعیت کا ہے۔ گوجر خان بلدیہ کے ایڈمنسٹریٹر نے اس بارے میں محکمہ لوکل گورنمنٹ کو ایک لیٹر بھی لکھا۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس طرف دلوانا چاہتا ہوں کہ آپ نے فاضل رکن کو اس تحریک پر بحث کرنے کی اجازت نہیں دی، جبکہ انھوں نے اس پہ تقریر شروع کر دی ہے۔ راجہ صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ اس میں اس ملازم کا قصور نہیں، میں تو پہلے ہی یہ عرض کر چکا ہوں کہ اس ملازم کا قصور اس طرح ہے کہ جن شرائط کے تحت قرعہ اندازی کی جاتی ہے اس میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ عمر 51 سال سے زیادہ ہونی چاہیے۔ جب متعلقہ ملازم جانتا تھا کہ میری عمر 51 برس سے زیادہ نہیں، تو پھر اس نے اسے کیوں چھپایا؟ اب اگر اس وجہ سے audit objection ہوا ہے تو یہ ایک قانونی نکتہ ہے جس کا محکمے کے پاس کوئی حل نہیں۔ یہ نرمی صرف اور صرف مرکزی حکومت ہی کر سکتی ہے۔ جناب والا! یہ مسئلہ 1989ء کا ہے، یہ تازہ مسئلہ نہیں، اس کو دس سال گزر چکے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! آپ بجا فرما رہے ہیں، ویسے ایک حل میرے نقطۂ نظر سے ہے کہ hardship case بنا کر حکومت پنجاب کی طرف سے waive off کر دیا جائے۔ اگر آپ مہربانی کرنے پہ آئیں تو کر سکتے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! اگر حکومت پنجاب کا مسئلہ ہوتا تو پھر میں move کر دیتا اور یہ ہو جاتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تھوڑا سا ثواب لے لیں، وہ شخص ذہنی مریض بن چکا ہے۔ آپ کوشش کریں کہ حکومت پنجاب اس کی کوئی مدد کرے اور یہ waive off ہو جائے۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی : جناب سپیکر! میں اس صورت میں آپ کی تجویز پر عمل کرنے کے لیے بالکل آمادہ ہوں، لیکن اس صورت میں تحریک التوائے کار کی بجائے اگر فاضل رکن متاثرہ ملازم کی درخواست پیش کر دیں تو اس پہ میں وزیر اعلیٰ کو سمری move کر کے ان سے منظوری حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بڑی مہربانی۔ راجہ صاحب! آپ ایسا کریں کہ اس کی ایک درخواست دلوا دیں، سردار صاحب سے میں نے درخواست کی ہے اور یہ حکومت پنجاب کی طرف سے ہمدردانہ طور پر waive off کرا دیں گے۔ رولز کے تحت بات نہیں بنتی۔

راجہ جاوید اخلاص: جناب سپیکر! ایڈمنسٹریٹر گوجر خان کی طرف سے محکمہ لوکل گورنمنٹ کو جو خط لکھا گیا ہے اس کی نقل میرے پاس موجود ہے، میں ابھی یہ سردار صاحب کے حوالے کر دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس لیٹر کو چھوڑیں، اس میں غالباً نرمی والی بات کی گئی ہو گی، یہ تو رولز کے مطابق نہیں ہو سکتی۔ آپ اس کی طرف سے ایک سیدھی سی درخواست دلوا دیں کہ وہ غریب آدمی ہے اور اس کے یہ حالات ہیں، حکومت پنجاب مہربانی کرے اور اسے خصوصی طور پر 'hardship case' کے طور پر take up کر کے waive off کروا دے۔

راجہ محمد خالد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! یہ ساری بحث ہو چکی، آپ نے بھی فیصلہ صادر فرما دیا۔ جب قرعہ اندازی کے لیے وفاقی حکومت کی طرف سے کوئی چٹھی آتی ہے کہ غریب ملازمین کو قرعہ اندازی کے ذریعے حج پہ بھجوایا جائے گا تو کیا اس کا dossier وہاں پہ نہیں ہوتا؟ یہ تو ان کی غلطی ہے جنھوں نے قرعہ اندازی میں اس کا نام شامل کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! اس بات کو اگر آپ اس انداز سے لیں گے تو پتا نہیں بات کہاں تک چل نکلے گی۔ آپ بھی جانتے ہیں کہ یہ کیسے آیا ہوگا، اس نے کیوں apply کیا ہوگا، اس وقت کے اہل اقتدار نے کیا کیا ہوگا۔ اگر اس پہ چلیں گے، قانونی طور پہ دیکھیں گے تو پھر یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکے گا۔ میں نے تو اپنے طور پر درخواست کی ہے اور کھوسہ صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ اگر درخواست دے دیں تو اس پہ ایک favourable سمری بنا کر، وزیر اعلیٰ صاحب سے درخواست کر کے اس معاملے کو حل کروا لیتے ہیں۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب والا! میں نے مخالفت نہیں کی، مجھے اس سابق ملازم سے مکمل ہمدردی ہے۔ جب راجہ صاحب اس کی درخواست لے آئیں گے تو میں ہر ممکن کوشش کروں گا کہ اسے اس میں نرمی مل جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بڑی مہربانی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 38 ' سعید احمد منیس صاحب، معظم جہانزیب احمد خان وٹو صاحب، چودھری خالد جاوید وڑائچ صاحب اور سعید اکبر خان صاحب کی طرف سے ہے۔

شاہ کمال روڈ اچھرہ لاہور کی مرمت

چودھری خالد جاوید وڑائچ: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور بھر میں سڑکوں کی تعمیر کے لیے ٹھیکے دیئے گئے اور کام شروع ہو گیا مگر افسوس ناک امر یہ ہے کہ بعض پوش اور امیر علاقوں میں سڑکوں کی تعمیر کے بعد دوسرے علاقوں میں سڑکوں کی تعمیر رک گئی ہے اور چپس پتھر ڈال کر کام روک دیا گیا ہے۔ اسی طرح سمن آباد اور علامہ اقبال ٹاؤن کو وحدت روڈ سے ملانے والی اہم سڑک شاہ کمال روڈ پر تعمیر کا کام عرصہ سے رکا ہوا ہے۔ بالخصوص بارشوں میں صورت حال مخدوش ہو جاتی ہے۔ یہی حال اچھرہ اور ملحقہ علاقوں کی سڑکوں کا ہے جہاں توڑ پھوڑ تو کر دی گئی ہے مگر ابھی کام کا آغاز تک نہیں ہوا۔ جس کی وجہ سے مکینوں اور راہ گیروں کو مسائل کا سامنا ہے اور اس سے عوام میں غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ متذکرہ معاملہ اس امر کا متقاضی ہے کہ اسے ایوان کی کارروائی روک کر فی الفور زیر بحث لایا جائے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! ابھی تک اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو ٹھیک ہے، اسے pending کرتے ہیں۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 39 ' میاں عبدالستار صاحب کی ہے۔

وزیراعلیٰ کے احکام کے برعکس پنجاب کی کچی آبادیوں کے مکینوں سے پراپرٹی ٹیکس کی وصولی

میاں عبدالستار (PP-234) : میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور

فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ وزیراعلیٰ کے واضح احکامات جس میں "پنجاب کی کچی آبادیوں کے مکینوں کو پراپرٹی ٹیکس سے مستثنیٰ قرار دے دیا گیا ہے۔"

اس کے باوجود محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی ٹیموں نے کچی آبادیوں کے مکینوں سے پورے پنجاب میں پراپرٹی ٹیکس وصول کرنا شروع کر دیا ہے۔ جس سے پورے پنجاب میں اضطراب پیدا ہو گیا ہے اور اخبارات میں بھی محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی ناانصافیوں کے متعلق خبریں چھپ رہی ہیں۔ لہٰذا میری استدعا ہے کہ ایوان کی کارروائی معطل کر کے اہمیت عامہ کے اس اہم مسئلہ پر فوری بحث کی جائے۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر! اس کا جواب بھی موصول نہیں ہوا۔ اسے pend فرمالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اسے بھی pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 40، شوکت علی لالیکا صاحب، میاں سکندر علی خان دولتانہ صاحب، ملک احمد علی اولکھ صاحب، سردار احمد خان عاکوکا صاحب، سردار طفیل احمد خان صاحب اور چودھری محمد اعظم چیمہ صاحب کی طرف سے ہے۔

کپاس اور چاول کی فصل کو نقصان پہنچانے والے کیڑوں کو تلف کرنے میں حکومت کی ناکامی

سردار احمد خان عاکوکا: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں اس وقت کپاس اور چاول کی فصل کو شدید نقصان ہوا۔ محکمہ زراعت کی ناقص ریسرچ کی بناء پر امریکن سنڈی اور چاول کی بیماری پر کنٹرول نہ ہو سکا۔ جس کی وجہ سے پورے علاقے میں کپاس کی فصل امریکن سنڈی کی نذر ہو گئی اور چاول کی فصل بیماری کنٹرول نہ ہونے کے سبب خراب ہو گئی۔

جناب والا! یہ معاملہ فوری توجہ کا طالب ہے۔ کیونکہ اس سے پورے پنجاب کے کسانوں میں شدید اضطراب اور بے چینی پائی جاتی ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ فوری طور پر اسمبلی کی کارروائی معطل

کر کے اس مسئلہ کو بحث کے لیے منظور کیا جائے۔

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر! اس کا بھی جواب موصول نہیں ہوا۔ یہ ساری تحاریک کل ہی circulate ہوئی ہیں اور کل ہی محکموں کو بھیجی گئی ہیں۔ آج ان کے جوابات موصول ہوں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے، اسے بھی pending کیا جاتا ہے۔ تحاریک التوائے کار ختم ہوئیں۔

سردار احمد خاں عاکوکا: جناب سپیکر! یہ تو سارے ہاؤس کے علم میں ہے، وزیر قانون صاحب معلوم نہیں کس چیز کا جواب مانگتے ہیں۔ جناب والا! آپ زراعت پر بحث کے لیے ایک دن مقرر کر دیں۔ کپاس کی فصل پورے پنجاب میں تباہ ہو گئی ہے جبکہ وزیر صاحب فرماتے ہیں کہ جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! آپ قواعد سے بڑی اچھی طرح واقف ہیں۔ آپ نے ایک تحریک التوائے کار پیش کی ہے، تحریک التوائے کار تو ہوتی ہی اس لیے ہے کہ جواب مانگا جائے، معاملہ نوٹس میں آ جائے۔ اب جبکہ جواب موصول ہی نہیں ہوا تو پھر ہم آگے کیسے چلیں۔ جواب آ جانے دیجیے، پھر اگر ہاؤس مناسب سمجھے گا تو اس پر بحث کے لیے وقت مقرر کر لیں گے۔

میاں شوکت علی لالیکا، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میرے خیال میں کل کا ایک دن ہے اس کے بعد اجلاس ختم ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر، میں تو رولز کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔ جب تک اس کا جواب نہیں آئے گا میں آپ کو کیا بتاؤں؟ لالیکا صاحب بات یہ ہے کہ اس کا جواب آنے گا تو پھر ہم آگے چلیں گے۔ میں نے ان سے کہا ہے کہ کل اس کا جواب دیں۔ بغیر جواب کے تو اس بات پر بحث ہو ہی نہیں سکتی۔

مجلس قائمہ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب ڈپٹی سپیکر، اب مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کے بارے میں شاہ صاحب تحریک پیش کریں گے۔

مخدوم سید عبد اللہ شاہ بخاری، جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

"کہ مسودہ قانون امتناع تمباکو نوشی پنجاب مصدرہ 1998ء (مصدرہ قانون نمبر 22 بابت 1998ء) پیش کردہ جناب ایس اے حمید ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31 مارچ تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر، تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے،

"کہ مسودہ قانون امتناع تمباکو نوشی پنجاب مصدرہ 1998ء (مصدرہ قانون نمبر 22 بابت 1998ء) پیش کردہ جناب ایس اے حمید ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں 31 مارچ تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر، جی ارشد عمران سلہری صاحب!

جناب ارشد عمران سلہری، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں،

"کہ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ کی طرف سے پیش کردہ تحریک متعلقہ نصاب گورنمنٹ کالج لاہور کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 مارچ 1999ء تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر، اس میں بقایا کچھ رہتا ہے؟

جناب ارشد عمران سلہری، جناب والا! پچھلی میٹنگ میں کمیٹی کی طرف سے کچھ observations تھیں جن پر ابھی عمل در آمد نہیں ہوا۔ اس میں اصل مسئلہ تین پروفیسروں کا تھا ان میں سے ایک کو ابھی تک تنخواہ نہیں ملی اور انھیں ابھی تک کہیں ایڈجسٹ بھی نہیں کیا گیا۔ اس کے علاوہ وزیر تعلیم کی موجودگی میں یہ فیصلہ ہوا تھا کہ بورڈ آف گورنرز کی میٹنگ جنوری کے پہلے ہفتے میں ہو گی اس لیے باقی ممبران کی رائے ہے کہ اس میں توسیع لےکر اس پر implementation کروا کر پھر رپورٹ ایوان میں پیش کریں؟ اس لیے میری استدعا ہے کہ اس میں توسیع فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر، تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے،

"کہ سردار ذوالفقار علی خان کھوسہ کی طرف سے پیش کردہ تحریک متعلقہ نصاب گورنمنٹ کالج لاہور کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 مارچ 1999ء تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب ڈپٹی سپیکر، سید اختر حسین رضوی صاحب!

سید اختر حسین رضوی، میں مندرجہ ذیل تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹس ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

1۔ تحریک استحقاق نمبر 13 بابت 1998ء پیش کردہ حاجی اللہ یار انصاری، ایم پی اے
2۔ تحریک استحقاق نمبر 35 بابت 1998ء پیش کردہ جناب عبدالرحمن گجر، ایم پی اے
3۔ تحریک استحقاق نمبر 38 بابت 1998ء پیش کردہ راجہ جاوید اخلاص، ایم پی اے

جناب ڈپٹی سپیکر، جی مجلس استحقاقات کی رپورٹس ایوان میں پیش ہوئی۔

مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سید اختر حسین رضوی، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔

"کہ مندرجہ ذیل تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ تک کی توسیع کر دی جائے"۔

1۔ تحریک استحقاق نمبر 6 بابت 1998ء پیش کردہ جناب شوکت محمود بھٹی، ایم پی اے

2۔ تحریک استحقاق نمبر 10 بابت 1998ء پیش کردہ جناب امتیاز احمد لالی، ایم پی اے

3۔ تحریک استحقاق نمبر 12 بابت 1997ء پیش کردہ حاجی مقصود احمد بٹ، ایم پی اے

4۔ تحریک استحقاق نمبر 12 بابت 1998ء پیش کردہ حاجی غلام صابر انصاری، ایم پی اے

5۔ تحریک استحقاق نمبر 17 بابت 1998ء پیش کردہ چودھری محمد اعظم چیمہ' ایم پی اے

6۔ تحریک استحقاق نمبر 21 بابت 1998ء پیش کردہ حاجی عبدالرزاق' ایم پی اے

7۔ تحریک استحقاق نمبر 23 بابت 1997ء پیش کردہ سید محمد عارف حسین بخاری' پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم

8۔ تحریک استحقاق نمبر 33 بابت 1998ء پیش کردہ میاں انتصار حسین بھٹی' ایم پی اے

9۔ تحریک استحقاق نمبر 34 بابت 1998ء پیش کردہ میاں ثاقب خورشید پارلیمانی سیکرٹری برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن

10۔ تحریک استحقاق نمبر 37 بابت 1998ء پیش کردہ سید مسعود عالم شاہ' ایم پی اے"

جناب ڈپٹی سپیکر، یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے

"کہ مندرجہ ذیل تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں دو ماہ تک کی توسیع کر دی جائے،

1۔ تحریک استحقاق نمبر 6 بابت 1998ء پیش کردہ جناب شوکت محمود بھٹی' ایم پی اے

2۔ تحریک استحقاق نمبر 10 بابت 1998ء پیش کردہ جناب امتیاز احمد لالی' ایم پی اے

3۔ تحریک استحقاق نمبر 12 بابت 1997ء پیش کردہ حاجی مقصود احمد بٹ' ایم پی اے

4۔ تحریک استحقاق نمبر 12 بابت 1998ء پیش کردہ حاجی غلام صابر انصاری' ایم پی اے

5۔ تحریک استحقاق نمبر 17 بابت 1998ء پیش کردہ چودھری محمد اعظم

چیمہ، ایم پی اے

6- تحریک استحقاق نمبر 21 بابت 1998ء پیش کردہ حاجی عبدالرزاق، ایم پی اے

7- تحریک استحقاق نمبر 23 بابت 1997ء پیش کردہ سید محمد عارف حسین بخاری، پارلیمانی سیکرٹری برائے تعلیم

8- تحریک استحقاق نمبر 33 بابت 1998ء پیش کردہ میاں انتصار حسین بھٹی، ایم پی اے

9- تحریک استحقاق نمبر 34 بابت 1998ء پیش کردہ میاں ثاقب خورشید پارلیمانی سیکرٹری برائے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن

10- تحریک استحقاق نمبر 37 بابت 1998ء پیش کردہ سید مسعود عالم شاہ، ایم پی اے"

(تحریک منظور ہوئی)

مجلس قائمہ کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب ڈپٹی سپیکر، جی میاں عبدالستار صاحب!

میاں عبدالستار، میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:

"کہ سوال نمبر 163 پیش کردہ حاجی مقصود احمد بٹ، ایم پی اے، سوال نمبر 695 اور 696 پیش کردہ ارشد عمران سلہری ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعمیر مکانات، عمل و ماحولیات منصوبہ بندی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 مارچ 1999ء تک توسیع کر دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر، تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے:

"کہ سوال نمبر 163 پیش کردہ حاجی مقصود احمد بٹ، ایم پی اے، سوال نمبر 695 اور 696 پیش کردہ ارشد عمران سلہری ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعمیر مکانات، عمل و ماحولیات منصوبہ بندی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 مارچ 1999ء تک توسیع کر دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب ڈپٹی سپیکر، سیکرٹری صاحب چھٹیوں کی درخواستیں پڑھیں۔

مخدوم سید مسعود عالم شاہ

سیکرٹری اسمبلی، بسم اللہ الرحمن الرحیم O مندرجہ ذیل درخواست مخدوم سید مسعود عالم شاہ صاحب کی طرف موصول ہوئی ہے کہ۔

"ذاتی مصروفیات کی وجہ سے ملک سے باہر گیا ہوا تھا اس لیے گزارش ہے کہ 22 جنوری سے 3 فروری 1999ء تک رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟

(رخصت منظور ہوئی)

جناب محمد ریاض ملک

Secretary Assembly: Mr Muhammad Riaz Malik has requested that:-

"Kindly grant me leave from 25th to 26 the January, 1999 on account of sickness.

Mr Deputy Speaker: The question is that leave be granted?

(The motion was carried)

بیگم راج حمید گل

Secretary Assembly: Begum Raj Hameed Gill has requested-

"Kindly grant me leave for the entire session on account of sickness."

Mr Deputy Speaker: The question is that leave be granted?

(The motion was carried)

چودھری عبدالغفور

سیکرٹری اسمبلی: چودھری عبدالغفور صاحب نے درخواست کی ہے کہ،

"25 اور 26 جنوری 1999ء کی رخصت عنایت کی جائے چونکہ ذاتی کام کی وجہ سے وہ اجلاس میں حاضر نہ ہو سکے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ "مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے"؟

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری خالد جاوید وڑائچ

سیکرٹری اسمبلی: چودھری خالد جاوید وڑائچ صاحب کی طرف سے کہ گزارش ہے کہ،

"بندہ 12 نومبر 1998ء کو شروع ہونے والے اجلاس میں شرکت کے لیے آیا مگر طبیعت کی ناسازی کی وجہ سے ایوان میں مورخہ 27,26,25,20 اور 30 نومبر کو حاضر نہ ہو سکا لہذا رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے؟

(رخصت منظور ہوئی)

ملک غلام مرتضیٰ میتلا

سیکرٹری اسمبلی: ملک غلام مرتضیٰ میتلا صاحب کی طرف سے درخواست ہے کہ،

"بوجہ ناسازی طبع میں مورخہ 25 جنوری تا 29 جنوری 1999ء کے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور ہوئی)

جناب عادل شریف گل

Secretary Assembly: Mr Adil Sharif Gill has requested that :-

"Kindly grant me leave for 27th January, 1999 because

I could not attend the session for personal engagement."

Mr Deputy Speaker: The question is leave be granted?

(The motion was carried).

حاجی اللہ یار انصاری

سیکرٹری اسمبلی، حاجی اللہ یار انصاری صاحب نے درخواست کی ہے کہ،

"27 جنوری 1999ء کے اجلاس کی رخصت منظور کی جائے کیونکہ اس روز وہ ذاتی مصروفیات کی وجہ سے اجلاس میں نہ آسکے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور ہوئی)

جناب ایس اے حمید

سیکرٹری اسمبلی، جناب ایس اے حمید صاحب نے درخواست کی ہے کہ،

"وہ مورخہ 22 جنوری سے شروع ہونے والے اجلاس میں ملک سے باہر گئے ہوئے تھے اسمبلی کے اجلاس میں نہ آسکے لہذا 22 تا 31 جنوری رخصت منظور کی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور ہوئی)

عبدالرؤف مغل

سیکرٹری اسمبلی، جناب عبدالرؤف مغل صاحب کی طرف سے درخواست ہے کہ،

"میں کاروباری مصروفیات کے سلسلے میں بیرون ملک جا رہا ہوں یکم فروری تا اجلاس کے اختتام میری رخصت منظور کی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور ہوئی)

جناب عثمان ابراہیم

Secretary Assembly: Mr Usman Ibrahim has requested that:

"Leave from 22nd to 29th January, 1999 as he was out of the country."

Mr Deputy Speaker: The question is that the leave be granted?

(The motion was carried).

چودھری بدرالدین

سیکرٹری اسمبلی: چودھری بدرالدین صاحب نے درخواست کی ہے کہ،

"مورخہ 25 جنوری 1999، صوبائی اسمبلی کے اجلاس میں نجی مصروفیات کی وجہ سے شریک نہ ہو سکا۔ رخصت منظور کی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور ہوئی)

سردار محمد سرفراز خان

سیکرٹری اسمبلی، سردار محمد سرفراز خان نے گزارش کی ہے کہ،

"میں بوجہ گھریلو کام مورخہ 5-2-99 اسمبلی کی کارروائی میں حصہ نہیں لے سکتا لہٰذا رخصت منظور فرمائی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور ہوئی)

چودھری محمد اقبال

سیکرٹری اسمبلی، چودھری محمد اقبال صاحب نے گزارش کی ہے کہ،

"ذاتی مصروفیات کی وجہ سے 28 جنوری تا اختتام اجلاس شرکت نہیں کر سکتا۔ رخصت منظور فرمائی جائے"

جناب ڈپٹی سپیکر، اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کی جائے؟

(رخصت منظور ہوئی)

مسودہ قانون

مسودہ قانون (ترمیم) قوانین ترقیاتی ادارہ جات مصدرہ 1998ء

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we resume consideration of the Punjab Development Authorities Laws (Amendment) Bill 1998. Yesterday, the Minister for Law had moved the motion that the Punjab Development Authorities Laws (Amendment) Bill 1998 may be taken into consideration and Mr Saeed Ahmad Khan Manais had opposed it. There are two amendments to his motion. The first amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor AhmadKhan. Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move it.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: The amendment move is

> "That the Punjab Development Authorities Laws (Amendment) Bill, 1998 as recommended by the Standing Committee on Housing and Physical and Environmental Planning by circulated for the purpose eliciting opinion thereon by the 15th March, 1999".

MR DEPUTY SPEAKER: The amendment move is

> "That the Punjab Development Authorities Laws (Amendment) Bill, 1998 as recommended by the Standing Committee on Housing and Physical and Environmental Planning by circulated for the purpose eliciting opinion thereon

by the 15th March, 1999.

MINISTER FOR LAW: I oppose it, Sir.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سعید احمد خان منیس۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! اس سے پہلے کہ میں اپنی بات شروع کروں میرا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمائیے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہے کہ ابھی حکومتی بنچوں کے ایک معزز رکن نے یہ بتایا کہ غالباً کل اجلاس کا آخری دن ہے۔ میری یہ استدعا ہے کہ میری ایک تحریک استحقاق مؤخر چلی آ رہی ہے۔ 27 تاریخ کو میں نے دی تھی اور وہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی جانب سے، on his behalf معزز وزیر قانون نے میرے ایک Call Attention Notice پر ایک جواب دیا تھا جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ غلط تھا۔ اس پر میں نے تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ اگر آپ ہدایت فرمائیں اور مہربانی فرمائیں تو وہ کل ٹیک اپ کر لی جائے۔ جناب سپیکر! آپ یہ بھی جانتے ہیں کہ تحریک استحقاق انتہائی اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو آپ نے فرمایا ہے اس سلسلے میں، میں نے سیکرٹری صاحب سے پتا کیا ہے اور وہ بتا رہے ہیں کہ وہ سپیکر صاحب کے پاس ہے اس پر comments نہیں آئے۔ میرا خیال ہے کہ وہ کل تک آ جائے گی اور جو آپ نے معزز دوست کا ریفرنس دیا ہے، میرے علم میں تو نہیں ہے کہ اجلاس کا کل آخری دن ہے۔ یا کوئی ایسی بات ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب والا! اس میں comments مانگنے والی بات تو نہیں ہوتی۔ Speaker does not need to ask for comments from anybody.

جناب ڈپٹی سپیکر: میں پتا کر لیتا ہوں۔ چونکہ سپیکر صاحب کے پاس ہے میں ان سے بات کر لیتا ہوں۔

جناب سعید احمد خان منیس: آپ kindly پتا کر لیں۔ کیونکہ آپ چیئر پر بیٹھے ہیں آپ خود بھی حکم فرما سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر، جی میں ان سے پتا کر کے آپ کو بتا دیتا ہوں۔ اگر تو جس وقت قائم تھا اس وقت آپ کہتے تو بات اور خوب صورت ہو جاتی۔اس وقت آپ اسے ٹیک اپ تو کر نہیں سکتے۔میں وزیر موصوف سے بھی گزارش کرتا ہوں اور سیکرٹری صاحب سے بھی کہوں گا کہ اگر وہ سپیکر صاحب کے پاس پڑی ہے تو وزیر موصوف ان سے پوچھ لیتے ہیں۔ وہ یہ بھی کوشش کریں کہ کل آ جائے۔ سعید احمد خان منیس۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ' جناب سپیکر۔ جناب والا! یہ جو زیر غور بل ہے۔ یہ پنجاب ڈویلپمنٹ اتھارٹیز لاز امنڈمنٹ بل 1998ء ہے۔ اس میں گورنمنٹ نے تجویز کیا ہے کہ،

Addition of section 17A in Lahore Authority Development Act, 1975 (XXX of 1975)

اور دوسری ترمیم تجویز سیکشن 16-A in the Punjab Development of Cities Act 1976 (XIX of 1976) میں کی گئی ہے۔ اس میں حکومت نئی ترامیم چاہ رہی ہے۔

(اس مرحلے پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر، منیس صاحب فرمائیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! اس میں' میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پنجاب ڈویلپمنٹ اتھارٹیز لاز امنڈمنٹ بل 1998ء گورنمنٹ نے پیش کیا ہے اور اس میں ایل ڈی اے کے ایکٹ 1975 میں ترامیم تجویز کی گئی ہیں،

Addition of section 17-A and 16-A in the Punjab Development of Cities Act, 1976

جناب سپیکر! میں اس سے پہلے بھی یہ عرض کر چکا ہوں کہ ہمارے پاس اس بات کا کوئی انتظام یا اہتمام نہیں کہ جن لوگوں نے قانون سازی میں contribute کرنا ہوتا ہے' جناب سپیکر یہ چونکہ آپ کے متعلقہ اور آپ کے۔۔۔۔

پوائنٹ آف آرڈر

کشمیریوں کے ساتھ یک جہتی کے اظہار کے لیے 5۔ فروری 1999ء کو اسمبلی کی خصوصی نشست کا انعقاد

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا)، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں محترم قائد حزب اختلاف سے معذرت چاہتا ہوں کہ میں نے ان کی بات میں مداخلت کی اور انھیں میں نے تکلیف دی کہ وہ اپنی بات کو تھوڑے سے وقت کے لیے منقطع فرمائیں۔ جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ آپ کے یہاں پر تشریف لانے سے پہلے محترم قائد حزب اختلاف نے بھی یہ بات کی اور بعض ممبران بھی اس بات کے متعلق وضاحت چاہ رہے تھے کہ کل چونکہ پبلک ہالیڈے ہے اور فیڈرل گورنمنٹ نے کل چھٹی declare کی ہے۔ لیکن چونکہ ہماری اسمبلی کا اجلاس جاری ہے اور یہ ایک اتفاق ہے کہ کل یوم کشمیر بھی ہے اور کشمیریوں کے ساتھ یک جہتی کا دن پورے ملک میں منایا جا رہا ہے۔ میری یہ استدعا ہوگی کہ کل اگر ہم اسمبلی کا اجلاس رکھیں، اس سلسلے میں میری قائد حزب اختلاف سے بات بھی ہوئی ہے اور میں نے ان کی خدمت میں یہ گزارش کی ہے کہ کل ہم اسمبلی میں کشمیری عوام کے ساتھ یک جہتی کے لیے اگر ہم متفقہ طور پر ایک ریزولیوشن بھی لے آئیں اور اس کو منظور فرمایا جائے تو یہ مناسب ہوگا۔ اس لیے میری استدعا ہوگی کہ قائد حزب اختلاف کو بھی اس بات پر اعتراض نہیں، کل اجلاس ہونا چاہیے اور کل ہمیں ایک ریزولیوشن منظور کرنا چاہیے۔

جناب سپیکر، میرے خیال میں وزیر قانون صاحب کی یہ بات بالکل صحیح ہے۔ کل کا ٹائم بے شک 9 بجے کی بجائے 10 بجے رکھ لیں۔

وزیر قانون، 10 بجے رکھ لیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ ریگولر کارروائی کی تھوڑی سی ابتداء کر کے ـــــــ

وزیر قانون، جناب والا! آپ جس طرح سے مناسب سمجھیں۔

جناب سپیکر، اس کے بعد پھر ریزولیوشن لے آئیں گے۔

وزیر قانون، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، منیس صاحب ٹھیک ہے؟

جناب سعید احمد خان منیس، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر، ہاؤس کی طرف سے بھی اس بات کی اجازت ہے؟

آوازیں، اجازت ہے۔

مسودہ قانون (ترمیم) قوانین ترقیاتی ادارہ جات پنجاب 1998ء

---------(جاری)

جناب سپیکر، ٹھیک ہے۔ شکریہ۔ منیس صاحب امینڈمنٹ کے بارے میں فرمائیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہاں ہمارے ہاں کوئی مناسب انتظام و اہتمام نہیں ہوتا کہ جو بل یہاں پیش کیے جائیں ان کے اغراض ومقاصد معزز اراکین اسمبلی کے سامنے رکھے جائیں اور ان کو بتایا جائے۔ جناب سپیکر! اپوزیشن نے اس میں خاص طور پر contribute کرنا ہوتا ہے۔ تو میں نے آپ سے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ آپ گورنمنٹ کو بھی ہدایت کریں اور آپ اپنا ایک cell بھی صوبائی اسمبلی میں قائم کریں۔ جو بل یہاں اسمبلی میں پیش ہوتے ہیں ہم پریشانی میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ اس میں گورنمنٹ کے اغراض ومقاصد کیا ہیں؟ جناب والا! جب تک ہمیں حکومت کے اغراض ومقاصد کا پتا نہ چلے تو ہم اس پر نہ اپنی contribution کر سکتے ہیں نہ تیاری کر سکتے ہیں اور نہ ہی fruitful آراء دے سکتے ہیں۔ میں جناب سپیکر! آپ سے یہ عرض کروں گا کہ حکومت کو آپ اس کا بندوبست کرنے کا کہیں کہ کم ازکم بل کے اغراض ومقاصد کے ضمن میں خاص طور پر اپوزیشن کے ممبران کو بریف کرنے کے لیے کوئی ایسا اہتمام کریں۔ ویسے تو سارے معزز ممبران کو بریف کرنا چاہیے اور جناب سپیکر میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ ابھی آپ اگر معزز اراکین سے پوچھیں کہ اس بل کے اغراض ومقاصد کیا ہیں اور یہ بل کس لیے پیش کیا جا رہا ہے، تو میرے خیال میں کوئی یہ بتا نہیں سکے گا۔ میں نے جب معلوم کیا تو پتا چلا ہے کہ یہ بل غالباً ہارٹیکلچر کے سلسلے میں حکومت لانا چاہ رہی ہے اور لے آئی ہے۔ اس میں لاہور میں پارکوں اور گرین بیلٹس کی دیکھ بھال کے لیے ایک اتھارٹی انھوں نے قائم کی ہے جسے پارکس اینڈ ہارٹی کلچر اتھارٹی کا نام دیا گیا ہے۔ اس سے پہلے ایل ڈی اے اور میونسپل کارپوریشن لاہور گرین

بیلنس اور پارکوں کی دیکھ بھال کرتی تھی۔ گورنمنٹ نے اب اس کے لیے علیحدہ اتھارٹی بنا دی ہے۔ ایل ڈی اے اور میونسپل کارپوریشن کا متعلقہ ونگ کا سٹاف بھی اس اتھارٹی کو ٹرانسفر کر دیا جائے گا اور ان کے ملازمین کی تنخواہیں بھی تین سال تک، بجلی اور فون وغیرہ کے بلوں کی ادائیگی بھی میونسپل کارپوریشن اور ایل ڈی اے کرتا رہے گا۔ پہلے ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے اس کو کیا گیا اس کے بعد اس پر ایک آرڈیننس جاری کرکے یہ اتھارٹی قائم کر دی گئی۔

جناب سپیکر! جب ریکارڈ قانون سازی کی بات کی جاتی ہے تو اس پر پہلے بھی کئی دفعہ میں نے اپنی رائے کا اظہار کیا ہے کہ ہمارے لیے مناسب نہیں لگتا۔ کیونکہ یہاں جتنے بھی بل آئے ہیں وہ آرڈیننسز کی صورت میں lay ہوئے ہیں اس کے بعد ان پر قانون سازی کی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کو چاہیے کہ وہ ڈائریکٹ بلز لایا کریں۔ اور یہ haphazard کام یا short cut کرنے کے لیے جو جمہوری عمل ہے یا طریقہ ہے وہ اس کو کوئی اچھی نظر سے نہیں دیکھتا۔ ویسے بھی اتنے زیادہ آرڈیننسز جاری ہو چکے ہیں ایسے لگتا ہے کہ جیسے ہمارے صوبے میں آرڈیننس راج کا نفاذ ہوا ہوا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ جو علیحدہ اتھارٹی قائم کی جا رہی ہے یا قائم کر دی گئی ہے اور اب جس کی legislatio ہو رہی ہے۔ تو کیا ایل ڈی اے، میونسپل کارپوریشن اور باقی ڈویلپمنٹ اتھارٹیز تمام ناکام ہو چکی ہیں؟ اور گورنمنٹ کو اتنی ضرورت محسوس ہو گئی ہے کہ وہ ایک علیحدہ اتھارٹی قائم کرے؟ یہ بات ہمیں دیکھنی چاہیے۔ کارپوریشن ایک representative ادارہ ہے۔ ابھی کل ہی لاء منسٹر صاحب ہاں لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کو defend کرتے ہوئے یہ فرما رہے تھے کہ حکومت کی کوشش ہے کہ ب نمائندوں کو زیادہ سے زیادہ کام دے اور ان کی نمائندگی زیادہ سے زیادہ ہو۔ لیکن اس بل سے یہ احساس ہوتا ہے کہ منتخب نمائندوں سے تو یہ کام واپس لے کر ایک بیوروکریٹ set up کو دیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کا یہ جو اپنے بیان میں تضاد ہے یہ خود اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ ب نمائندوں سے یہ اختیارات واپس لے کر بیوروکریٹ set up کو دیے جا رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی قطعاً ضرورت نہیں۔ جناب والا! اس میں جتنا کام گرین بیلٹ کا یا پارکس کا تھا وہ پہلے میونسپل کارپوریشن ہی کرتی تھی۔ 1975ء میں جب ایل ڈی اے معرض وجود میں آیا اور ایل ڈی اے بنایا گیا۔ تو یہ اختیارات اس وقت پھر ایل ڈی اے کو منتقل کر دیئے گئے۔ جناب والا! میں کہتا ہوں کہ یہ اس وقت parallel organization بنا دی گئی کہ ایل ڈی اے بھی کام کر رہی

ہے اور میونسپل کارپوریشن بھی کام کر رہی ہے۔ اب یہ تیسرا ادارہ ہے پارکس اینڈ ہارٹیکلچر اتھارٹی کا۔ پہلے ہمیں یہ determine کرنا چاہیے کہ کیا وجوہات ہیں کہ یہ تیسرا ادارہ بنانا چاہتے ہیں؟ پہلے ایک آرگنائزیشن سے اختیارات لے کر بیوروکریٹ set up کو دے دیے۔ اب یہ ایک اور بیوروکریٹ set up بنا کر اس سے یہ کام لیا جا رہا ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ پہلے ایل ڈی اے میں بھی یہاں متعدد ترامیم پیش ہوئی ہیں اور اس میں ہم contribute کرتے رہے ہیں اور اپنی آراء دیتے رہے ہیں۔ اس میں جناب والا! آپ نے دیکھا ہے کہ اس بیوروکریٹ setup میں جس کا ہیڈ گویا منتخب نمائندہ ہی ہے چونکہ اس میں بیوروکریٹک set up بھی ہے' اس لیے اس میں embezzlements بہت ہوئی ہیں۔ جناب والا! اس میں لاکھوں کروڑوں روپے کے گھپلے ہوئے ہیں۔ ہمیں پہلے تو یہ دیکھنا چاہیے تھا کہ کیا وہ جمہوری ادارے ناکام ہوگئے تھے کہ اس میں یہ parallel system بنائے گئے؟ دوسرا میں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ غالباً موجودہ حکومت متوازی نظام میں زیادہ یقین رکھتی ہے کہ جوڈیشری میں بھی متوازی نظام بنا دیا۔ باقی کئی معاملات میں' جیسے فوج کو اکٹھا کر لیا ہے اور اسے بھی متوازی نظام کا ایک درجہ دے دیا ہے۔ اس میں پارکس اینڈ ہارٹیکلچر میں بھی میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک متوازی نظام بنا دیا گیا ہے۔ اب یہ ایک تیسرا ادارہ ہے اور کلی طور پر یہ ایک نان ڈیموکریٹک ادارہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے اوپر عوام کی رائے لینی نہایت ہی مناسب ہے۔ جیسے کہ میں نے عرض کیا کہ معزز وزیر قانون کل ایک چیز کو defend کر رہے تھے۔ آج یہ نہ جانے کس انداز میں اس کو defend کرتے ہیں۔ اور جناب والا! آپ کی وساطت سے میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ قانون سازی کو اچھا بنانے کے لیے ہم سب کو اس میں contribute کرنا چاہیے۔ میں پہلے بھی یہ عرض کر چکا ہوں کہ گو حکومت نے یہاں کئی ایسی ترامیم کے ذریعے قدغن لگا دی ہے کہ right of speech کو curb کر دیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آراء دینے میں کوئی پابندی نہیں۔ معزز اراکین اس میں ضرور contribute کیا کریں۔ کیونکہ جب یہ قانون سازی ہوتی ہے تو اس میں credit یا discredit کسی ایک شخص کا نہیں گورنمنٹ کا نہیں بلکہ وہ پورے ہاؤس کا ہوگا۔ اگر آپ اس کے خلاف ووٹ نہیں کرنا چاہتے تو نہ کریں لیکن اپنے ضمیر کی آواز' اپنے ضمیر سے جو آراء دینا چاہتے ہیں وہ ضرور دیں۔ اور میں یہاں میاں اظہر صاحب کو سلام پیش کرنا چاہتا ہوں کہ انھوں نے اپنے ضمیر کی آواز پر اپنی آراء کا اور اپنے اختلافات کا ذکر کیا۔ اور ان کے ساتھ 150 پتا نہیں کتنے کونسلرز بھی

مستفی ہو گئے ہیں۔ اور وہ سلسلہ ابھی تک جاری و ساری ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک healthy tradition ہے اور healthy sign ہے towards democracy۔ جناب والا! میں اپنے محترم بھائیوں سے بھی یہ عرض کروں گا کہ اس بل کو بھی بجائے اس کے کہ ہم اس کو پہلے haphazardly consideration کے لیے لیں۔ بہتر ہوگا اگر اس کو پہلے عوامی رائے کے لیے متداول کیا جائے۔ کیونکہ یہ تیسرا سلسلہ حکومت ایک متوازی نظام بنا رہی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ اس معاملے میں کافی puzzlied ہے کہ وہ کیا چاہتی ہے۔ ایک ادارہ بنا کر اس کے اوپر دوسرا ادارہ بناتی ہے پھر تیسرا ادارہ اس کے اوپر بنایا جا رہا ہے۔ جناب والا! میں آپ سے اور آپ کی وساطت سے معزز ایوان سے یہ استدعا کروں گا کہ اس کو پہلے رائے کے لیے عوام میں متداول کیا جائے۔ ان سے رائے لے کر اس کی روشنی میں پھر یہاں دوبارہ پیش کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب لاءمنسٹر صاحب!

وزیر قانون (جناب محمد بشارت راجا): جناب والا! اس وقت "The Punjab Development Authorities Laws(Amendment) Bill, 1998 as recommende by the Standing Committee" زیر غور ہے۔ اور اس بل کے تحت میونسپل کارپوریشن اور ایل ڈی اے کے تحت ادارہ باغات و باغبانی جو اس میں علیحدہ علیحدہ شعبے قائم تھے ان کو یک جا کرکے ایک اتھارٹی قائم کی گئی ہے جسے ہارٹیکلچر اتھارٹی کا نام دیا گیا ہے۔ ابھی معزز قائد حزب اختلاف فرما رہے تھے کہ ہم نے ایک متوازی ادارہ قائم کیا ہے' بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ ایک متوازی ادارے کو ختم کرکے اس کو یک جا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ جناب والا! آپ کے علم میں یہ بات ہے کہ میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور میں ایک ادارہ کام کر رہا تھا۔ اسی طرح اس کے متوازی ادارہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں کام کر رہا تھا۔ اور یہ دونوں ادارے اپنے اپنے طور پر اپنا اپنا کردار ادا کر رہے تھے۔ اور اس کا نتیجہ تھا کہ بعض جگہوں پر lapses بھی ہو رہے تھے over.lapping بھی ہو جاتی تھی۔ بعض جگہوں پر ایل ڈی اے نے کام شروع کیا ہوتا تھا یا اس کو نظر انداز کر رہے ہوتے تھے۔ ان کا تاثر یہ ہوتا تھا کہ شاید اس کو میٹروپولٹن کارپوریشن لے لے۔ بہرحال اس ساری کنفیوژن کو ختم کرنے کے لیے ایک ادارہ قائم کیا گیا جس کو ہارٹیکلچر اتھارٹی کا نام دیا گیا۔ اب اس سلسلے میں جو قانون سازی کی جارہی ہے۔ یا جو

آرڈیننس زیر بحث ہے۔ جس پر ہم بات کر رہے ہیں اس کے تحت اس کو ریگولرائز کرنے کی بات ہے۔ ایل ڈی اے ایکٹ مجریہ 1975ء کے تحت باغات کی دیکھ بھال اور باغبانی کے دیگر معاملات لاہور ترقیاتی ادارے کے ذمے تھے۔ اور اب اس سے نکال کر ہم نے ایک علیحدہ اتھارٹی قائم کی ہے۔ اب اس میں یہ تاثر دینا کہ اس اتھارٹی کے قائم ہو جانے کے بعد جو منتخب لوگ اس وقت میٹروپولٹن کارپوریشن میں elect ہو کر آئے ہیں ان کے اختیارات ختم ہو جائیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ تاثر غلط ہے۔ ان کے اختیارات کے حوالے سے یہاں کوئی ایسی بات نہیں۔ اس ایکٹ میں آپ دیکھ لیں کہ جو ایک کونسلر کے اختیارات ہیں یا ایک لارڈ میئر کے اختیارت ہیں یا میئرز کے یا ڈپٹی میئرز کے اختیارات ہیں ان کو کم کرکے اس ادارے کو دیے جا رہے ہوں' یہ بات قطعی طور پر نہیں ہے۔ بلکہ ایک نیا ادارہ قائم کرکے اس کو اختیارات و فرائض تفویض کیے گئے ہیں اور وہ اس کے تحت اپنا کردار ادا کرتا ہے۔ دوسری بات جس کا میں جواب دینا چاہتا تھا کہ قائد حزب اختلاف یہ فرما رہے تھے کہ مناسب یہ ہوگا کہ اس کو پہلے مشتہر کیا جائے اور اس کے بعد قانون سازی کی جائے۔ اس میں میری گزارش یہ تھی کہ یہ قانون پہلی مرتبہ 30 اکتوبر کو یہ آرڈیننس نمبر 29 جاری ہوا جو آج تک نافذ العمل تھا اور اسی پر آج ہم بات کر رہے ہیں۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ آج تک اس آرڈیننس پر ہمیں کوئی اعتراض موصول نہیں ہوا۔ بلکہ میں محترم قائد حزب اختلاف سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ وہ 30 اکتوبر سے لے کر آج تک اس ادارے کی کارکردگی کو دیکھیں جو اس آرڈیننس کے تحت قائم ہوا تو انھیں خود اس بات کا احساس ہوگا کہ اس ادارے نے واقعتاً ایک اچھی کارکردگی دکھائی ہے اور میں ان کی اطلاع کے لیے یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس ادارے نے لاہور میں ایک جامع منصوبہ بندی کے تحت ایک جامع پروگرام بنایا ہے اور ان شاء اللہ تعالیٰ آپ دیکھیں گے کہ کچھ ہی عرصے میں اس کے اثرات سامنے آنے شروع ہوں گے اور اس ادارے کی افادیت خود بخود ثابت ہوگی۔ اب اس ادارے پہ بات کرتے ہوئے پھر میں وہ لفظ استعمال نہیں کرنا چاہتا کہ محترم قائد حزب اختلاف کو پھر اعتراض ہوگا کہ انھوں نے آزادی رائے کی بات کی' اس میں انھوں نے میاں اطہر صاحب کے حوالے سے جو بات کر دی تو میں سمجھتا ہوں کہ ان تمام باتوں کا اس بل کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ مجھے اس بات کی خوشی ہوتی اگر وہ یہ تجویز دیتے کہ اس ادارے کو مزید کچھ اختیارات تفویض کیے جائیں یا اس قسم کے ادارے دوسرے شہروں میں بھی بنائے جائیں تاکہ ہمارے شہروں کو

خوب صورتی بحال ہو سکے اور اس وقت درختوں کے کم ہونے سے جو فضائی آلودگی پیدا ہوتی ہے اور مختلف بیماریاں پھیلتی ہیں ان سے چھٹکارا حاصل کیا جا سکے اس لیے آپ کی خدمت میں میری یہ استدعا ہے کہ اس ترمیم کو رد فرمایا جائے اور بل کو فوری طور پر ٹیک اپ کیا جائے۔ بہت شکریہ۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That the Punjab Development Authorities Laws (Amendment) Bill, 1998 as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 15th March. 1999.

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The second amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais Mr Saeed Akbar Khan, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Sarda Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah Mr Mansoor Ahmad Khan Sardar Rafiq Haider Leghari may move it.

SARDAR RAFIQ HAIDER LEGHARI: Sir, I move:

> "That the Punjab Development Laws (Amendment) Bill, 1998 as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 15th March, 1999":-

1. Mr Saeed Akbar Khan, MPA
2. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA
3. Raja Muhammad Javed Ikhlas, MPA
4. Malik Ghulam Murtaza Maitla, MPA

5 Mian Naveed Tariq, MPA

6. Mr Arshad Imran Sulehri, MPA

7. Mr S.A. Hameed, MPA

8. Mian Najeeb-ud-Din Owaisi, MPA

9. Mian Tariq Mehmood, MPA

10. Ch Zafarullah Cheema, MPA

MR SPEAKER: The motion moved is :-

"That the Punjab Development Laws (Amendment) Bill, 1998 as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 15th March, 1999":-

1. Mr Saeed Akbar Khan, MPA

2. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA

3. Raja Muhammad Javed Ikhlas, MPA

4. Malik Ghulam Murtaza Maitla, MPA

5. Mian Naveed Tariq, MPA

6 Mr Arshad Imran Sulehri, MPA

7 Mr S.A. Hameed, MPA

8. Mian Najeeb-ud-Din Owaisi, MPA

9. Mian Tariq Mehmood, MPA

10. Ch Zafarullah Cheema, MPA

MINISTER FOR LAW: Sir, I oppose it.

جناب سپیکر، لاجنسٹر اپوز کرتے ہیں۔ جی' لغاری صاحب۔

سردار رفیق حیدر لغاری، جناب سپیکر! میں نے یہ ترمیم اس لیے پیش کی ہے کہ جیسا کہ قائد حزب اختلاف پہلے کہہ چکے ہیں کہ پہلے ہی یہ کام شروع میں لاہور کارپوریشن کے پاس تھا اور پورے پنجاب میں مختلف جگہوں پر یہ کام میونسپل کمیٹیاں ہی کر رہی تھیں۔ اور میونسپل کمیٹیوں کو یہ کام سونپنے کا مقصد ہی یہی تھا کہ وہ منتخب باڈیز ہوتی ہیں اس میں ہر جگہ کے کونسلر شامل ہوتے ہیں جو کہ اس جگہ کو چیک بھی کر سکتے ہیں' اپنی آراء سے اپنے ہاؤس میں تجویزیں بھی دے سکتے ہیں اور ساتھ ساتھ وہ اس کی بہتر کارکردگی اور اس کے ساتھ ساتھ لوگوں کو جواب دہ ہوتے ہیں۔ مگر بدقسمتی ہے کہ یہاں لاہور کارپوریشن میں منتخب باڈی کی سرکردگی میں ایک سیل کام کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں بھی یہ کام شروع ہوگیا اور اب اس کے اوپر مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ اتھارٹی کلچر کی ایک اور اتھارٹی بنائی جا رہی ہے۔ ابھی وزیر قانون صاحب پہلی ترمیم کی وضاحت کرتے ہوئے دلیل دے رہے تھے کہ جناب! ان کو تو تعریف کرنی چاہیے تھی کہ ہم نے پہلی دو جگہوں سے سٹاف اور اس بنے ہوئے کام کو لے کر ایک اتھارٹی بنا دی ہے جہاں پر یہ زیادہ مؤثر طریقے سے کام ہو سکے گا اور لاہور میں بڑی گرینری اور باغات لگیں گے۔ مگر آپ دیکھیں کہ جب 70ء کے عشرے میں اور 80ء کے عشرے کے شروع شروع میں لاہور کارپوریشن کے پاس یہ کام پہلے ہوتا تھا۔ اس وقت گرینری اور باغات کے حساب سے لاہور کی پوزیشن زیادہ بہتر تھی۔ پھر جب آپ نے اس کو لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا ایک ونگ بنا دیا اور اب اس کا مزید بیڑا غرق کرنے کے لیے یہ اتھارٹی بنا دی ہے جو لوگوں کو کوئی جواب دہ نہیں ہوگی۔ سب سے بڑی بدقسمتی یہی ہے کہ اس کا سربراہ تو شاید کسی منتخب شخص کو بنا دیا جاتا ہے مگر اس کے نیچے بیوروکریٹس کی باڈی دیتے ہیں جن کا کام صرف خرچہ کرانا ہے اور وہ کسی کو جواب دہ نہیں ہوتے۔ اس اتھارٹی میں پبلک کو کوئی جواب دہ نہیں ہوگا اور جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ منتخب شخص پر ایک ذمہ داری ہوتی ہے کہ اگر اس نے اچھی کارکردگی نہ دکھائی تو جب وہ اگلے انتخابات میں جائے گا تو وہ لوگوں کو جواب دہ ہوگا۔ مگر میں نہیں سمجھتا کہ یہ اتھارٹی کسی کو جواب دہ ہوگی۔ شاید وزیر اعلیٰ صاحب کو ہو' اپنے سربراہ کو ہو مگر عوام کے حساب سے یہ اتھارٹی جواب دہ نہیں ہوگی اور نہ ہی یہ کسی اچھے مشورے کو سننے کی کوشش

کرے گی کیوں کہ جہاں بھی بیوروکریٹس آتے ہیں، خود آپ کے اپنے علم میں ہوگا کہ بیوروکریٹس نے ہمیشہ حکم رانی کی طرف زیادہ زور دیا ہے۔ وہ لوگوں کی رائے نہیں سنتے اور آپ کو پتا ہے کہ ہمیشہ رائے سننے سے ہی بہتر کارکردگی ہوگی۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں اور جیسے قائد حزب اختلاف نے پہلے کہا کہ ہمیں اس میں عجلت نہیں کرنی چاہیے۔ بلکہ پورے ہاؤس کو اس میں شریک کرنا چاہیے۔ اس کو صرف اپنی آن کا مسئلہ بنا کر چونکہ حکومت نے ایک چیز notify کر لی تھی اور حکومت نے اب بل موو کیا ہوا ہے لہٰذا ہمیں ہرصورت میں اپنے ممبران کی رائے کو بھی نہیں سننا۔ ان کی زبانیں بند کرا دینی ہیں، انھیں اس میں شریک بھی نہیں ہونے دینا اور صرف اپوزیشن بھی جو کچھ کہتی ہے اس کو بھی ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دینا ہے اور اپنی طاقت کے بل بوتے پر بل پاس کرا دینا ہے تو میرے خیال میں نہ صرف یہ اس ہاؤس کے ساتھ زیادتی ہوگی بلکہ لوگوں کے ساتھ زیادتی ہوگی اور اس haphazard طریقے سے یہ جو اتھارٹی بن رہی ہے یہ پیسے کا زیاں ہوگا، اس سے نہ صوبے کو کوئی فائدہ ہوگا اور نہ لاہور کے رہنے والوں کو کوئی فائدہ ہوگا۔ لہٰذا میری یہ گزارش ہے کہ اس کو عجلت میں نہ لیا جائے بلکہ اسے سلیکٹ کمیٹی کے پاس بھیجا جائے تاکہ یہ کمیٹی اس کو مناسب طریقے سے thrash out کرے، اس کے نفع و نقصان، اس کی کارکردگی اور سابقہ تجربے کو مدنظر رکھتے ہوئے اس ہاؤس میں دوبارہ اپنی رائے دے اور اس پر پھر اس بل کو دیکھا جا سکے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، جی، وزیر قانون صاحب۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! محترم رفیق حیدر لغاری صاحب فرما رہے تھے کہ اس بل کو جسے سٹینڈنگ کمیٹی نے پاس کیا ہوا ہے، اس کو سلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا جائے اور اس پر پہلے سلیکٹ کمیٹی سے رائے لے لی جائے۔ تو اس سلسلے میں میری استدعا یہ ہے کہ یہ سٹینڈنگ کمیٹی سے پہلے سے ہی پاس ہو چکا ہے اور سٹینڈنگ کمیٹی میں ممبران اس پر اپنی بھرپور رائے کا اظہار کر چکے ہیں اور اب یہ معزز ایوان کے سامنے زیر غور لایا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! آزادی رائے کے حوالے سے بات کی گئی اور تاثر یہ دینے کی کوشش کی گئی کہ شاید یہاں پر زبان بندی لاگو ہو چکی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج بھی جب ہم قانون سازی کر

رہے ہیں تو محترم لغاری صاحب یا محترم قائد حزب اختلاف جتنا مرضی کھل کر اپنی ترامیم پر بولیں، جتنا مرضی ہو deliberate کریں لیکن اگر وہ بات ہی نہ کرنا چاہیں اور یہ کہہ دیں کہ کسی قانون کے ذریعے ہم پودے لگانے کی بات کر رہے ہیں، پودے لگانے کے لیے ایک اتھارٹی قائم کر رہے ہیں اور وہاں پر زبان بندی کے حوالے سے اگر بات کی جائے تو یہ غلط ہوگا۔ اس لیے میری ان کی خدمت میں یہ استدعا ہے کہ جو تجویز اس وقت انھوں نے دی ہے۔ اگر اس کو support کرنے کے لیے وہ کوئی رائے دیتے یا کوئی دلائل دیتے تو میں اس کا جواب بھی دیتا۔ اس لیے میری آپ سے استدعا ہوگی کہ اس کو پہلے سے ہی سٹینڈنگ کمیٹی نے پاس کیا ہوا ہے، اس لیے میری آپ سے گزارش ہے کہ اس ترمیم کو رد فرمایا جائے اور بل کو فوری طور پر زیر غور لایا جائے۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is -

"That the Punjab Development Authorities Laws (Amendment) Bill 1998, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, be referred to the Select Committee consisting of the following members with instructions to report upto 15th March, 1999.-

1. Mr Saeed Akbar Khan, MPA
2. Mr Mansoor Ahmad Khan, MPA
3. Raja Muhammad Javed Ikhlas, MPA
4. Malik Ghulam Murtaza Maitla, MPA
5. Mian Naveed Tariq, MPA
6. Mian Arshad Imran Sulehri, MPA
7. Mr S A Hameed, MPA
8. Mian Najeeb-ud-Din Owaisi, MPA
9. Mian Tariq Mehmood, MPA,
10. Ch Zafarullah Cheema, MPA

(The motion was lost)

MR SPEAKER: Now, the motion moved and the question is:-

"That the Punjab Development Authorities Laws (Amendment) Bill, 1998 as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, be taken into consideration at once."

(The motion was carried)

SECOND READING

MR SPEAKER: Now, we start the Second Reading of the Bill and take up the Bill Clause by Clause.

CLAUSE - 2

MR SPEAKER: Clause 2 of the Bill is under consideration. Two amendments have been received in it. The first amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan.

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر میری استدعا ہے کہ اس وقت بل کی کلاز نمبر 2 جو زیر بحث ہے اور اس پر دو ترامیم ہیں اور دونوں اپوزیشن کی طرف سے ہیں۔ اگر آپ ملاحظہ فرمائیں تو دونوں کے محرک وہی ہیں۔ اس لیے میری استدعا ہو گی کہ رول 106(d) کے تحت ہے کہ

106(d)"if an amendment refers to, or is not intelligible without, a subsequent amendment or schedule, notice of the subsequent amendment or schedule shall be given before the first amendment is moved, so as to make the series of amendments

intelligible as a whole."

جناب سپیکر! میری گزارش صرف اتنی ہے اور میرے خیال میں معزز قائد حزب اختلاف بھی اتفاق کریں گے کہ یہ دونوں ترامیم کو علیحدہ علیحدہ move کر دیا جائے اور ان پر معزز قائد حزب اختلاف ایک دفعہ ہی بات کر لیں اور سوال آپ علیحدہ علیحدہ put کر لیں۔ وہ اس وقت اکیلے تشریف فرما ہیں تو دونوں پر اکٹھی بات کر لیں۔

MR SPEAKER: This rule also provides that "Provided that in order to save time" Mr Saeed Ahmad Khan Manais may move the amendment.

MR SAEED AHMAD KHAN: Sir, I move:-

> "That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, in the proposed para (i) of the new Section in the Principal Acts, for the word "servants" wherever occurring, the words "officers, advisors, experts, consultants and employees" be substituted."

MR SPEAKER: The amendment moved is:-

> "That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, in the proposed para (i) of the new Section in the Principal Acts, for the word "servants" wherever occurring, the words "officers, advisors, experts, consultants and employees" be substituted."

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

MR SPEAKER: Now, he may move the second amendment.

MR SAEED AHMAD KHAN MANAIS: Sir, I move :-

"That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, in the proposed para (ii) of the new Section in the Principal Acts, between the words "Fund of the Authority" and "as the Government may determine" appearing in line 1, the following be added:-

"as may be mutually agreed by the Authority and the said organization and in the absence of any such agreement."

MR SPEAKER: The amendment moved is:-

"That in Clause 2 of the Bill, as recommended by Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, in the proposed para (ii) of the new Section in the Principal Acts, between the words "Fund of the Authority" and "as the Government may determine" appearing in line 1, the following be added:-

"as may be mutually agreed by the Authority and the said organization and in the absence of any such agreement."

MINISTER FOR LAW: I oppose it.

جناب سپیکر، لاءمنسٹر صاحب oppose کرتے ہیں۔ جی منیس صاحب آپ اس پر آغاز کریں۔ آپ نے دونوں پر اکٹھا ہی بولنا ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، شکریہ۔ جناب سپیکر! اس میں جو گورنمنٹ نے ترامیم تجویز کی ہیں۔ اس میں مزید ترامیم ہماری جانب سے آئی ہیں اور جو پہلی ترمیم ہے' اس میں میں نے عرض کیا ہے کہ word "servant" کو substitute کر دیا جائے by the words of officers, advisors,

experts, consultants and employees ۔ اگر ایل ڈی اے ایکٹ دیکھیں تو اس کے سیکشن 11 میں جو defination دی ہوئی ہے' میرے خیال میں وہ بہت elaborate کر کے دی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ word servant کافی عرصے سے چلا آ رہا ہے اور میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ purpose solve نہیں کرتا۔ لیکن چونکہ ہم ایک نئی قانون سازی کر رہے ہیں اور نئی قانون سازی ہو رہی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہمارے پاس بہتر الفاظ موجود ہیں تو ہمیں ان کو بدل دینا چاہیئے۔ اگر servant کے لفظ کو آج کے معاشرے میں دیکھا جائے تو اس کو کوئی زیادہ تعریف کے قابل نہیں کہا جاتا اور میں اس لیے یہ عرض کرتا ہوں کہ جب ہم نے ایک نئی قانون سازی ہی کرنی ہے تو اس لفظ کو ہم تبدیل کر دیں اور اس میں میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات گورنمنٹ کے خلاف نہیں جاتی کہ ایک لفظ کو بدل کر ایک بہتر طریقے سے پیش کر دیا جائے تو servant کی جگہ پہ اگر officers, advisors, experts, consultants and employees, یہ تمام الفاظ آ جائیں تو اس کا مطلب زیادہ واضح بھی ہو جاتا ہے اور اسے اچھے طریقے سے پیش کیا جا سکتا ہے۔ ایک تو میری ترمیم یہ ہے اور اس میں میں آپ سے اور آپ کی وساطت سے معزز وزیر قانون صاحب اور معزز ممبران اسمبلی سے استدعا کروں گا کہ ان الفاظ کو put کرنے کا ایک بہتر انداز ہوگا۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ میری اس ترمیم کو ضرور منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد جو اگلی ترمیم ہے' اس میں گورنمنٹ نے دیا ہے کہ

that such part of the fund of the authority as the Government may determine shall stand transferred to the said orgnization.

جناب سپیکر! اس میں اس قانون میں fund of authority گورنمنٹ نے خود ہی determine کر دینی ہے۔ اس کو bound کر دیا گیا ہے کہ یہ گورنمنٹ ہی vet کرے۔ میں نے اس میں جو ترمیم propose کی ہے یا ہمارے رفقائے کار نے propose کی ہے۔ اس میں یہ ہے کہ گورنمنٹ کو determine کرنے سے پہلے اس میں دے دیا جائے۔

"as may be mutually agreed by the Authority and the said organization and in the absence of any such agreement."

پھر اس کو گورنمنٹ بے شک determine کرے۔ پہلے تو اداروں کو یہ اجازت دے دی جائے کہ وہ

آپس میں بیٹھ کر طے کریں کہ جو اتھارٹی ہے' چاہے وہ ایل۔ ڈی۔ اے ہے یا میونسپل کارپوریشن ہے یا یہ جو اب Parks & Harticulture Authority بنی ہے' یہ خود بیٹھ کر اسکو amicably طے کر سکتے ہیں۔ اگر وہ خود طے نہیں کر سکتے تو پھر ٹھیک ہے۔ پھر گورنمنٹ کے اختیارات موجود ہوں کہ وہ خود determine کر دے۔ لیکن اس سے پہلے ان دونوں آرگنائزیشنز کو یہ موقع ضرور دیا جانا چاہیے کہ وہ خود اپنی سطح پر بیٹھ کر اور گفت و شنید سے اس کو tackle کر کے ان معاملات کو طے کر لیں۔ گورنمنٹ کو ہم نے اس میں جو propose کیا ہے اس میں گورنمنٹ کا لفظ delete نہیں کیا۔ گورنمنٹ بھی اس میں رہے گی اور اگر یہ mutuals understanding پر نہیں پہنچتے تو پھر اس کے بعد گورنمنٹ بے شک determine کر دے۔ اس میں پھر جو بھی گورنمنٹ کا فیصلہ ہو وہ کر لیا جائے۔

جناب سپیکر! جب بھی کوئی قانون سازی ہوتی ہے تو اس میں یہ نہیں چاہیے کہ ڈیپارٹمنٹ ایک تو وہی پرانے الفاظ اٹھا کر ان کو بیچ میں insert کر دے۔ کوشش تو یہ کرنی چاہیے کہ اگر موجودہ وقت کے مطابق اور موجودہ معاشرے کے مطابق ان الفاظ کو بہتر طریقے سے دوسرے الفاظ سے substitute کر سکتے ہیں تو ہمیں وہ کر لینے چاہییں' کیونکہ یہ قانون سازی کے مفاد میں ہے' اس ہاؤس کے مفاد میں ہے اور میرا خیال ہے کہ اس میں گورنمنٹ کو کوئی کسی قسم کا انا کا مسئلہ بھی نہ بناتے ہوئے میری یہ ترامیم منظور کر لینی چاہییں۔

جناب سپیکر، شکریہ' منیس صاحب۔ جی' لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون، (جناب محمد بشارت راجا)، جناب سپیکر! پہلی ترمیم کے ذریعے یہ تجویز کیا گیا ہے جہاں کہیں بھی لفظ "سروینٹس" آتا ہے اس لفظ کو substitute کر دیا جائے۔ آفیسرز' ایڈوائزرز' ایکسپرٹس' کنسلٹنٹس اور ایمپلائز بھی منتقل کیے جائیں۔ میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے یہ لفظ "سروینٹس" لکھا تھا۔ یہ صرف اس لیے یہاں پر درج کیا گیا ہے کہ ایک تو جیسے پہلے خود حزب اختلاف نے اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ عام اصطلاح میں سرکاری ملازمین کے لیے یہ استعمال ہوتا چلا آ رہا ہے اور اسی سلسلے میں ہم نے بھی اس کو استعمال کیا ہے۔ میں یہ وضاحت چاہتا ہوں کہ کسی خاص مقصد کے لیے اس کو استعمال نہیں کیا گیا بلکہ عام اصطلاح میں جو سرکا

ملازمین کے لیے یہ لفظ استعمال ہوتا چلا آ رہا تھا اسی نظریے کے پیش نظر اس کو استعمال کیا گیا ہے۔ لیکن جہاں اگر ہم آفیسرز، ایڈوائزر، ایکسپرٹس یا کنسلٹینٹس اور ایمپلائز بھی منتقل کیے جا سکیں گے، کو add کر دیتے ہیں تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ وہ اتنا comprehensive نہیں ہوگا۔ اس میں پھر بھی بعض ایسے ملازمین رہ جائیں گے جو اس سے cover نہیں ہوں گے۔ اب مثال کے طور پر یہاں پر ایڈوائزرز کی بات کی گئی ہے۔ میرے خیال میں شاید ایڈوائزرز میونسپل کارپوریشن یا لاہور ڈویلپمنٹ کارپوریشن میں ہوں ہی نہ جن کی خدمات ٹرانسفر کرنی ضروری ہوں۔ اسی طرح کنسلٹینٹس یا ایکسپرٹس کنٹریکٹ پر تو ہو سکتے ہیں لیکن مستقل بنیادوں پر شاید وہ میونسپل کارپوریشن یا اس کے ملازمین ہی نہ ہوں۔

جناب سپیکر! اسی طرح میں عرض یہ کرنا چاہتا تھا کہ انھوں نے اپنی دوسری ترمیم کے ذریعے فرمایا ہے کہ جب بھی ان ملازمین کو منتقل کیا جائے گا تو وہ اس بل میں لکھ دیا جائے کہ دونوں اداروں کی باہمی رضامندی سے منتقل ہوں گے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ پہلے سے اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ وہ باہمی اتفاق سے ہی ہوں گے اور جب ہم قانون بنا رہے ہیں تو قانون کے تحت جب آئیں گے تو ظاہری بات ہے کہ ہم قانون کے تحت ہی ان کو پابند کر رہے ہیں کہ ان کو منتقل کیا جائے گا اور قانون بننے کے بعد کسی کی منتقلی پر اتفاق کرنے یا نہ کرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ جب ہم ایک قانون کے تحت ان کو ٹرانسفر کر رہے ہیں تو پھر ہر ملازم منتقلی کا پابند ہو گا۔ اس لیے میری آپ سے استدعا ہے کہ ان دونوں ترامیم کو رد فرمایا جائے اور بل کی جو اصل کلاز ز ہیں ان کو زیر غور لایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔

MR SPEAKER: The amendment moved and the question is:

> "That in Clause 2 of the Bill as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning in the proposed para (i) of the new Section in the Principal Acts, for the word "servants" wherever occurring, the words

"officers, advisors, experts, consultants and employees" be substituted".

(The motion was lost)

MR SPEAKER: Now, we take up the second amendment. The amendment moved and the question is:

"That in Clause 2 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, in the proposed para (ii) of the new section in the Principal Acts, between the word "Fund of the Authority" and "as the Government may determine" appearing in line 1, the following be added":-

"as may be mutually agreed by the Authority and the said organization and in the absence of any such agreement."

(The motion was lost)

MR SPEAKER: The question is:

That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now, Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was lost)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now, Clause 1 of the Bill is under consideraiton Two amendments have been received in it. The first amendment is from Mr Saeed Ahmad Khan Manais, Mr Saeed Akbar Khan, Mr Moazzam Jehanzeb Ahmad Khan Wattoo, Sardar Rafiq Haider Leghari, Pir Shujaat Hasnain Qureshi, Syed Masood Alam Shah, Mr Mansoor Ahmad Khan.

اس کے بارے میں پہلے ہی میں نے رولنگ دی ہوئی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس: جناب سپیکر! ہم اس کو move ہی نہیں کر رہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ آپ اسے move ہی نہیں کر رہے۔

MR SPEAKER: Next amendment is from Law Minister. He may move it.

MINISTER FOR LAW: Sir, I move:

"That for sub-clause (2) of clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, the following be substituted:-

"(2) It shall come into force at once and shall be deemed to have taken effect on the day the Punjab Development Authorities Laws (Amendment) Ordinance (XXIX of 1998) stands repealed under Article 128(2) of the Constitution."

MR SPEAKER: The amendment moved is:

"That for sub-clause (2) of clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, the following be substituted:-

"(2) It shall come into force at once and shall be deemed to

have taken effect on the day the Punjab Development Authorities Laws (Amendment) Ordinance (XXIX of 1998) stands repealed under Article 128(2) of the Constitution."

MR SPEKAER: The amendment moved and the question is:

That for sub-clause (2) of clause 1 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Housing, Physical and Environmental Planning, the following be substituted:-

"(2) It shall come into force at once and shall be deemed to have taken effect on the day the Punjab Development Authorities Laws (Amendment) Ordinance (XXIX of 1998) stands repealed under Article 128(2) of the Constitution."

(The motion was carried.)

R SPEAKER: Now, the question is.

"That Clause 1 of the Bill as amended do stand part of the Bill".

(The motion was carried)

PREAMBLE

R SPEAKER: Now, the Preamble of the Bill is under consideration. Since there io amendment in it, the question is:

"That the Preamble do stand part of the Bill".

(The motion was carried.)

LONG TITLE

: SPEKAER: Now, the Long Title of the Bill is under consideration. Since e is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill".

(The motion was carried.)

THIRD READING

MR SPEAKER: Third reading starts. Minister for Law:

MINISTER FOR LAW: Sir, I move :

"That the Punjab Development Authorities Laws (Amendment) Bill, 1998 be passed".

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Development Authorities Laws (Amendment) Bill, 1998 be passed".

(Not opposed)

MR SPEKAER: The motion moved and the question is:

"That the Punjab Development Authorities Laws (Amendment) Bill, 1998 be passed."

(The motion was carried)

The Bill was passed.

جناب نجیب اللہ خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر!

جناب سپیکر: جی۔ نیازی صاحب۔

جناب نجیب اللہ خان: جناب سپیکر! کل میرے ڈیرے پر واپڈا نے چھاپہ مارا ---

جناب سپیکر: کیا یہ نکتہ وضاحت ہے؟

جناب نجیب اللہ خان: جی جناب۔ جناب والا! میں یہاں لاہور میں موجود ہوں اور پیچھے کل میرے ڈیرے پر فوج اور واپڈا نے چھاپہ مارا اور مجھ پر ایک بڑی مضحکہ خیز ایف۔ آئی۔ آر درج کی گئی ۔ جس میں مجھ پر یہ الزام لگایا گیا کہ ایک میٹر جو نجیب اللہ خان کے نام پر ہے اور گھریلو طور پر منظور شدہ

ہے مگر وہ کمرشل چلایا جا رہا ہے ۔ اس میں جو دوسرا allegation یہ ہے کہ لوڈ صرف ایک کلو واٹ کا ہے، جبکہ موقع پر تین کلو واٹ چلایا جا رہا ہے ۔ یہ دو allegations لگا کر ایف۔ آئی۔ آر درج کی گئی ہے۔

جناب سپیکر، یہ اخبار کی خبر سے کہہ رہے ہیں یا ایف۔ آئی۔ آر کے حوالے سے کہہ رہے ہیں؟

جناب نجیب اللہ خان، نہیں جناب۔ میرے ہاتھ میں یہ ایف۔ آئی۔ آر ہے۔

جناب والا! دیہات میں جو دکان ہے اس کا concept میرے تمام ممبران کے پاس بھی ہو گا اور آپ کے پاس بھی ہو گا کہ میرے ڈیرے کا ایک مزارع دکان چلا رہا ہے اس میں یہ میٹر لگا ہوا ہے اور اس نے پرچون اور کریانے کا تھوڑا سا سامان رکھا ہوا ہے اور اس کو کمرشل declare کیا گیا ہے جس کا میں بیس سال سے بل pay کر رہا ہوں۔ کبھی نہ کوئی نوٹس نہ کوئی بات، نہ کوئی اس قسم کی کوئی حرکت اور نہ ہی یہ میرے علم میں ہے اور باور کرایا گیا ہے کہ اس کو کمرشل کرایا جائے یا نہ کرایا جائے اور آپ وہ کمرشل دکان جا کر دیکھیں جس کو کمرشل کا نام دیا گیا ہے۔

اس کے بعد دوسرا allegation یہ ہے کہ لوڈ صرف ایک کلو واٹ منظور ہے موقع پر تین کلو واٹ چل رہا ہے ۔ جناب سپیکر! billing ہو رہی ہے، مجھے نہیں پتہ کہ یہ ایک کلو واٹ کیا ہے اور تین کلو واٹ کیا ہے۔ وہاں پر جو کچھ چل رہا ہے بل دے رہے ہیں اور ہر مہینے proper بل دے رہے ہیں۔ اس پر یہ ایف۔ آئی۔ آر درج کی گئی ہے ۔ میں نے جناب سپیکر کو صرف اتنی گزارش کرنی ہے کہ ایف۔ آئی۔ آر کا اب افسوس اس لیے نہیں ہوتا کہ اتنی ایف۔ آئی۔ آرز ہو چکی ہیں کہ اب یہ افسوس ہی نہیں رہا کہ کسی ایم۔ پی۔ اے یا ایم۔ این۔ اے پر کوئی ایف۔ آئی۔ آر درج ہو جائے۔ میری جناب سے یہ گزارش ہے اور آپ کو بتانے کا مقصد یہ ہے کہ آپ ہمارے اس ایوان کے قائد بھی ہیں، سپیکر بھی ہیں، آپ custodian ہیں اور جناب، اگر یہ ایف۔ آئی۔ آر بنتی ہے تو جرمانہ بھی دینے کے لیے تیار ہیں، ہر چیز دینے کے لیے تیار ہیں لیکن اس کا علاج کوئی نہیں میں تمام ممبران کو یہ بتا رہا ہوں کہ اب ہر ممبر تیاری پکڑ کر بیٹھے ۔ اس چیز کا علاج کوئی نہیں۔ اس کا علاج ہو ہی نہیں سکتا۔ ایک کلو واٹ، تین کلو واٹ اور جناب واپڈا رول کے مطابق یہ چوری میں آتا

ہی نہیں۔ اور مجھ پر 39-A کی ایف۔ آئی۔ آر درج کی گئی ہے ۔ جناب، کسی بھی طریقے سے یہ ایف۔ آئی۔ آر چیک کر لی جائے، کمیٹی بنا دی جائے ، اس میں میرا قصور ظاہر کر دیا جائے تو جناب سپیکر! پھر بھی ہے۔ اور اگر یہ ایف۔ آئی۔ آر اس لیے کاٹی گئی ہے کہ میں ایم۔پی۔اے ہوں تو پھر جناب، میری آپ سے گزارش ہے کہ تمام ایم۔پی۔اے صاحبان کو advance بتا دیں کہ ایک، ایک ایف ۔ آئی۔ آر آپ لوگوں پر بھی آنے والی ہے۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر میں ایم۔پی۔اے نہ ہوتا تو میں قسم نہیں اٹھا سکتا، لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ یہ ایف۔ آئی۔ آر مجھ پر نہ ہوتی۔ کیونکہ یہ چوری ہے ہی نہیں۔ وہ خود مان رہے ہیں کہ یہ چوری نہیں ہے۔ بل متواتر pay ہو رہے ہیں، کوئی چوری نہیں ہے۔ جب سارے میٹر ٹھیک ہیں ، میرے گھر کا میٹر ٹھیک ہے ، ٹیوب ویل کے میٹر ٹھیک ہیں ، میرے ڈیرے پر چھ میٹر لگے ہوئے ہیں ان میں کوئی نقص نہیں اور جو میں خود استعمال کر رہا ہوں جس میں اے سی چل رہے ہیں وہ ٹھیک ہیں، اور ایک دکان کے میٹر میں یہ نقص پکڑ کر نجیب اللہ خان پر یہ ایف۔ آئی ۔ آر کاٹ دی گئی ہے ۔

جناب سپیکر، جی۔ پہلے صفدر شاکر صاحب نے بھی اسی قسم کے پوائنٹ آف آرڈر کے اوپر بات کی تھی۔ ان کا بھی تقریباً یہی مسئلہ تھا۔ وزیر قانون صاحب! جو پہلے پوائنٹ آف آرڈر صفدر شاکر صاحب کا تھا ----

جناب نجیب اللہ خان، جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ کچھ بھی نہیں ہوگا۔ جناب کیا کریں گے، انکوائری کریں گے تو یہ جھوٹ ثابت ہو جائے گا مجھے کہہ دیں گے sorry، نجیب اللہ خان، یہ جھوٹ تھا، تمہارے ساتھ بڑی زیادتی ہوئی ہے۔ میں ان لوگوں کو کیا منہ دکھاؤں گا جبکہ پورے اخباروں میں سرخی لگی ہوئی ہے کہ نجیب اللہ خان چور ہے، اس کا میں کس کو جواب دوں گا؟ یہاں تو ایوان میں بیٹھ کر آپ کہہ دیں گے کہ آپ کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے مجھے باہر کون جواب دے گا اور میں لوگوں کو کیا جواب دوں گا کہ میں چور ہوں؟ اور جناب جو چیز چوری کے زمرے میں نہیں آتی----

جناب سپیکر، آپ کی بات ٹھیک ہے۔ آپ تشریف رکھیں ناں۔ ایک منٹ ۔

جناب نجیب اللہ خان، جناب، یہ چیز تو چوری کے زمرے میں بھی نہیں آتی مگر اسے تمام اخباروں

کی زینت بنا دیا گیا ہے۔ آپ کہیں گے کہ جناب' آپ کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ اس کا کیا ہوگا؟ عوام کے سامنے اخباروں میں بے عزت کر کے اس کے بعد کہہ دیں کہ sorry جی' غلط ہو گیا۔ آپ چیئرمین واپڈا سے ملیں جی۔ آپ ادھر جائیں جی۔ آپ ادھر جائیں جی۔ افسوس جی' زیادتی ہو گئی۔

جناب سپیکر: جی' آپ تشریف رکھیں ۔ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ وزیر قانون صاحب' اس وقت کیا طے ہوا تھا۔

وزیر قانون: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ اس سے پہلے جناب صدر شاکر صاحب نے بھی پوائنٹ آف آرڈر پر بات کی تھی۔ اب اسی طرح نجیب اللہ خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہے ہیں۔ جناب وہ جو بات کہہ رہے ہیں وہ درست ہے کہ ان کے خلاف ایف۔آئی۔آر درج ہوئی ہے لیکن اس سے پہلے جو صدر شاکر صاحب نے فرمایا ہے وہ بھی درست ہے کہ ان کے خلاف ایف۔ آئی۔آر درج ہوئی ہے لیکن اس سے صوبائی حکومت کا تعلق نہیں ہے ۔ اس میں مدعی واپڈا ہے ۔ واپڈا نے ایف۔آئی۔آر lodge کروائی پولیس نے درج کی لیکن میں نے اس سے پہلے یہ کہا تھا کہ میں اپنے بھائی کے جذبات اور جن جذبات کا اظہار ابھی نجیب اللہ خان صاحب نے کیا ہے اس سے کلی طور پر اتفاق کرتا ہوں اور جناب سپیکر! وہ فرما رہے ہیں کہ یہ بات ایف۔ آئی۔ آر کی نہیں ہے نہ ہی پولیس سے متعلقہ بات ہے۔ بات جو ہے وہ واپڈا کی ہے اور جو واپڈا نے اس پالیسی کے تحت اس وقت جو کارروائی کی ہے اس کی بات ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کے لیے انتہائی مناسب یہ ہوگا اگر آپ بھی حکم دیں میں بات کروں گا' بلکہ آپ بھی قائد ایوان سے بات کریں۔ میں نے پہلے بھی یہ کہا تھا کہ یہ بات قائد ایوان کے نوٹس میں لاتے ہیں اور قائد ایوان اس معاملے کو فیڈرل گورنمنٹ سے take up کریں اور جس طرح نجیب اللہ خان صاحب فرما رہے ہیں کہ کل کسی اور کے خلاف یہ ایف آئی آر درج ہوگی۔ میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ جو ایک سلسلہ چل رہا ہے یہ کل کسی بھائی کے ساتھ ہو سکتا ہے' اس لیے ہمیں یہ بات فیڈرل گورنمنٹ کے نوٹس میں لانی چاہیے اور میں آج ہی اس اجلاس سے فارغ ہونے کے بعد قائد ایوان کے نوٹس میں یہ بات لاتا ہوں اور میں اپنے بھائیوں کو یقین دلاتا ہوں کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس مسئلے کا ضرور کوئی حل نکالا جائے گا۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، راجا صاحب کی یہ بات ٹھیک ہے، کیونکہ اکثر آپ نے دیکھا ہے کہ ہر جگہ پر یہی چیز سامنے آ رہی ہے اور ایک دفعہ اخبار میں آ جائے تو پھر عزت دار آدمی کے لیے مشکل ہو جاتا ہے، چاہے بعد میں ثابت بھی ہو جائے کہ یہ غلط ہوا تھا۔ لیکن ایک دفعہ تو وہ سارا کچھ اخبارات میں آ جاتا ہے۔ راجا صاحب! آپ بھی بات کریں اور میں بھی وزیر اعلیٰ صاحب سے بات کرتا ہوں کہ اس کو take up کریں۔ کل کو اور ہمارے جتنے ممبران ہیں ان کے خلاف اس طرح کی چیزیں سامنے آئیں گی تو اس کو روکنے کے لیے پہلے ہی ان سے بات کر لی جائے۔ اس میں دیکھنے والی چیز یہ ہے کہ اگر کسی کے خلاف کوئی ایسے واجبات ہیں تو وہ وصول کیے جائیں۔ مقصد تو واجبات کی وصولی ہے نہ کہ کسی کو بےعزت کرنا۔ راجا صاحب! یہ فیصلہ کروانا بھی ضروری ہے کہ آیا بے عزت کرنا زیادہ ضروری ہے یا کہ واجبات وصول کرنا ضروری ہے۔ جس طرح نجیب اللہ صاحب نے بتایا ہے کہ کمرشل یونٹس وغیرہ یا ٹیکنیکل تفصیلات کے بارے میں شاید کسی کو بھی علم نہیں ہوگا۔ اگر کوئی بددیانتی کر رہا ہے، کسی کی نیت خراب ہے یا کوئی جان بوجھ کر خرابی کر رہا ہے تو وہ ایک علیحدہ چیز ہے۔ لیکن کسی کو خواہ مخواہ، جان بوجھ کر بےعزت کیا جائے تو یہ ایک سنجیدہ معاملہ ہے، اسے سنجیدگی سے take up کرنے کی ضرورت ہے۔

ملک مظہر عباس راں: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! جس طرح آپ نے فرمایا کہ اس معاملے کو وفاقی حکومت یا واپڈا سے take up کیا جائے گا۔ اس بارے میں گزارش ہے کہ ہمارے ناموں پر مختلف کمرشل دکانوں یا کرائے کے مکانات پر میٹر لگے ہوئے ہیں۔ اب اگر کرایہ دار بجلی چوری کرتا ہے تو وہ اس کے کھاتے میں جانی چاہیے۔ جس کے نام پر میٹر لگا ہوتا ہے اسے پکڑنا کہاں کا انصاف ہے؟ واپڈا حکام سے یہ بات بھی کی جائے کہ اصل user کو پکڑا جائے۔ میں اپنی مثال دیتا ہوں کہ میری کوئی دس بیس دکانیں ہیں اور ان پہ میٹر لگے ہوئے ہیں، اگر کرایہ دار بجلی چوری کر لیتا ہے، میٹر کی سیل توڑ دیتا ہے تو کل کو میرے نام پہ پرچہ کاٹا جائے گا۔ جناب والا! میں ان کرایہ داروں کی رکھوالی کس طرح کر سکتا ہوں؟ لہٰذا جو user ہے، جس کے قبضے میں میٹر ہے اس کے خلاف پرچہ دیا جائے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! یہ بات بھی دیکھنے والی ہے۔

جناب نجیب اللہ خان: جناب والا! میرے پاس ایک اور FIR بھی ہے جو کہ میرے مزارع کے خلاف کاٹی گئی ہے لیکن اس میں میرا بھی حوالہ دیا گیا ہے کہ یہ نجیب اللہ خان کا مزارع ہے۔ اس ایف آئی آر میں ٹیکنیکل قسم کا الزام لگایا گیا ہے' جو کہ میری سمجھ سے باہر ہے۔ جناب سپیکر! خدا کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ اس بےچارے مزارع کے دو کچے کمرے ہیں۔ ان میں یہ میٹر لگا ہوا ہے۔ میرے خیال میں اس کا استعمال زیادہ سے زیادہ دو بلب اور ایک پنکھا ہوگا۔ اس کے علاوہ اس کے گھر میں مزید کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔ اس کے خلاف بجلی چوری کے زمرے میں ایف آئی آر درج کی گئی ہے اور اس میں میرا نام اس حوالے سے درج ہے کہ یہ نجیب اللہ خان کا مزارع ہے۔ اب میرا نام صرف اس لیے ملوث کیا گیا ہے' کیونکہ میں ایک ایم پی اے ہوں۔ جناب والا! اس پر مجھے کوئی افسوس اور حیرانی اس لیے نہیں ہوئی کہ یہ واقعات تو اب روز کا معمول بن گئے ہیں' اس حوالے سے ہر روز آپ کے سامنے کوئی نہ کوئی بات ہو رہی ہے۔ جناب سپیکر! اگر آپ نے ہماری حفاظت نہیں کرنی تو پھر ہم کہاں جائیں' ہم کس کا دروازہ کھٹکھٹائیں؟ ہمیں صرف اتنی تسلی دے دی جاتی ہے کہ ہم بات کریں گے' واپڈا کے ساتھ بات چل رہی ہے' ان شاء اللہ ٹھیک ہو جائے گا۔ جناب والا! بات چیت کرنے سے کیا ہوگا؟ میرے ساتھ جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو چکا ہے۔ سب کچھ اخبارات میں آ چکا ہے اب مزید کیا ہونا باقی ہے؟ میری تو عزت نیلام کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: ان شاء اللہ کچھ نہ کچھ کرتے ہیں' آئندہ کے لیے تو اس کا تدارک ہونا چاہیے۔ جی صفدر شاکر صاحب!

چودھری صفدر شاکر: جناب سپیکر! صبح میں نے یہاں پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کی تھی' اس کے بعد مجھے گھر سے اطلاع ملی ہے کہ میرے خلاف بھی ایف آئی آر کاٹ دی گئی ہے۔ جناب والا! جس طرح نجیب اللہ خان صاحب نے کہا ہے کہ ہمیں ان ایف آئی آرز کا کوئی مسئلہ نہیں کیونکہ ہم حق پہ ہیں۔ میرے ہاتھ میں یہ فائل ہے' اگر ایک ٹیڈی پیسے کا بھی dues ثابت ہو جائے تو میں مستعفی ہو جاؤں گا۔ آپ مجھے اور میرے خاندان کو اچھی طرح جانتے ہیں' آپ ہماری background کو جانتے ہیں اور ہماری قیادت بھی ہمیں اچھی طرح جانتی ہے۔ مسئلہ یہ نہیں کہ ہمارے گھروں پہ چھاپے پڑ رہے ہیں" بلکہ مسئلہ یہ ہے کہ ہماری قیادت اور حکومت کو یہ لوگ ایک منظم سازش کے تحت بدنام

کرنے کے لیے ایم پی ایز اور ایم این ایز کے ڈیروں پر چھاپے مار رہے ہیں۔ ہمارے خلاف بے شک یہ سو ایف آئی آرز کاٹ دیں، ہمیں کوئی مسئلہ نہیں، کیونکہ ہم حق پر ہیں، ہم انھیں face کریں گے۔ ہم گھبراتے نہیں، بلکہ ہم ان کو face کریں گے۔ لیکن ہم اپنی قیادت سے یہ درخواست کرتے ہیں کہ آپ اپنے ان ممبران، ساتھیوں اور بازوؤں کی عزت کو ملحوظ خاطر رکھیں، ان کا دفاع کریں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب! ابھی صفدر شاکر صاحب اور نجیب اللہ صاحب نے جن باتوں کا ذکر کیا وہ بالکل ٹھیک ہیں۔ ایسے واقعات اس وقت تک ہوتے رہیں گے جب تک کہ صحیح طریقے سے اس بات بات نہ کی جائے اور اس کا کوئی حل نہ نکالا جائے۔ جہاں تک چیکنگ کا تعلق ہے، اس بارے میں تو کوئی دوسری رائے ہے ہی نہیں۔ بے شک وہ چیک کریں، جیسے مرضی چیک کریں۔ لیکن کسی کی پگڑی مت اچھالیں، کسی کو بےعزت مت کریں۔ واجبات وصول کرنے کا کم از کم یہ طریقہ نہیں۔ کسی باعزت ایم پی اے یا باعزت شہری کے خلاف اس طرح کا سلوک روا رکھنا مناسب نہیں۔ میرے خیال میں واپڈا کے ایس ڈی او ز یا دوسرے عملے کو ہی زیادہ تر معلوم ہوتا ہے کہ وہ کس طریقے سے میٹرز کو چیک کرتے ہیں، کس حساب سے بل بھیجتے ہیں اور اب چیکنگ کا نظام بھی انھی کے ہاتھ میں ہے لہٰذا وہ جس کو چاہیں، جیسے چاہیں کروا دیں۔ اس کا کوئی نہ کوئی تدارک ضرور ہونا چاہیے۔ ہر طرف سے رپورٹیں موصول ہو رہی ہیں کہ منتخب نمائندوں کو خاص طور پر نشانہ بنایا جا رہا ہے۔ اس بات کا ضرور نوٹس لینا چاہیے۔ راجہ صاحب! آپ بھی بات کریں، میں بھی ان شاء اللہ وزیر علیٰ صاحب سے بات کروں گا کہ وہ چیئرمین واپڈا سے خاص طور پر اس حوالے سے بات کریں۔ اگر کسی شہری یا منتخب نمائندے کے میٹر میں واقعی کوئی نقص ہے، یا اس کے ذمے واجبات ہیں تو سے پہلے وقت دیا جائے۔ اس کے باوجود بھی وہ اسے درست نہیں کرواتا یا واجبات کی ادائیگی نہیں لرتا تو پھر بے شک آپ اس کے خلاف پرچہ درج کروائیں۔ یہ مناسب نہیں کہ اخبارات کی زینت یا جائے، لوگوں کی خواہ مخواہ پگڑی اچھالی جائے یا انھیں بےعزت کیا جائے۔

اب سعید اکبر خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے اختلافات ا ہوتے ہیں، ہم ایک دوسرے کو سیاسی طور پر اچھا بھی نہیں سمجھتے۔ جناب سپیکر! چیکنگ طریق کار کے بارے میں اگر ہاؤس کو بریف کر دیا جائے تو بہتر ہے۔ کیونکہ جو لوگ چیکنگ

کے لیے جاتے ہیں وہ نہ تو کسی کو کچھ بتاتے ہیں اور نہ ہی ان سے کوئی پوچھتا ہے۔ ڈر کے مارے ان سے کوئی نہیں پوچھتا' کہ کہیں یہ ہمیں پکڑ ہی نہ لیں۔ آرمی کا ایک خوف ہے۔ جناب والا! ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ انھوں نے کس طریق کار کے تحت چیکنگ کرنی ہے' کیا کیا چیک کرنا ہے تاکہ ہم ان کے مطابق اپنے آپ کو تیار کرلیں' ہم انھیں اس بارے میں اپنے مؤقف کی وضاحت کر سکیں۔ ہمارے ڈیرے اور ٹیوب ویل چیک کیے گئے ہیں' اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ اس وقت تک سب ٹھیک ہے۔ چونکہ یہ اچانک جاتے ہیں اور جو لوگ موقع پہ موجود ہوتے ہیں وہ اتنے خوف زدہ ہو جاتے ہیں کہ وہاں سے ڈر کے مارے بھاگ جاتے ہیں کہ کہیں ہمیں ہی نہ پکڑ لیں۔ کیونکہ لوگوں کے ذہن میں یہ concept ہے کہ جب یہ چیکنگ کے لیے آئیں گے تو انھوں نے لوگوں کو پکڑنا ہے۔ یہ لوگوں کو پکڑ کر' گرفتار کر کے جیل بھجوا دیں گے۔ وہاں ان کو اصل پوزیشن بتانے کے لیے کوئی نہیں رکتا۔ ہمیں آج تک معلوم نہیں ہو سکا کہ انھوں نے کیا چیکنگ کرنی ہے۔ چونکہ میں تو وہاں موجود نہیں ہوتا' وہاں پہ میرا منشی یا کوئی دوسرا آدمی ہوگا اور وہ خوف سے وہاں کھڑے ہی نہیں ہوتے بلکہ ڈر کے مارے بھاگ جاتے ہیں۔ انھوں نے ہمارے تمام ٹیوب ویل' ڈیرے چیک کیے ہیں اور یہ پچھلے تین تین' چار چار سالوں کا موازنہ کر کے چیک کرتے ہیں۔

جناب سپیکر، ٹھیک ہے اگر چیک کرنا ہے تو ضرور کریں۔ لیکن اگر کسی کا بقایا بنتا ہے تو اسے ویسے ہی شریفانہ طریقے سے کہہ دیں کہ یہ جمع کرا دیں۔

جناب سعید اکبر خان، جناب والا! ہم کہتے ہیں کہ چیک کریں اور ہم اس بات کو support کرتے ہیں اور اس کی تائید کرتے ہیں کہ چیک کریں۔ اگر میرے میٹر میں صحیح نقص ہے تو مجھ پر جرمانہ ڈالیں اور میں اس کی ادائیگی کروں گا اور اگر ادائیگی نہیں کرتا تو پھر ہی criminal offence ہے لیکن یہ تو کریں کہ جناب' آپ کے ذمے دس لاکھ بنتے ہیں دو دن میں جمع کرا دیں' اگر نہیں کرائیں گے تو پھر آپ کے خلاف ایکشن لیں گے۔ اگر وہ میرے خلاف نہیں بنتے تو میں اس کے documents پیش کروں گا۔ اپنی وضاحت پیش کروں گا' اگر مطمئن ہو جائیں تو ٹھیک ہے ورنہ میں جرمانہ ادا کروں گا یا پھر کیس کا سامنا کروں گا۔

جناب سپیکر، شکریہ۔

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی شرقپوری صاحب!

صاحبزادہ میاں سعید احمد شرقپوری، جناب سپیکر! ایسے کافی زمیندار ہیں جنھوں نے اپنی زمینیں ٹھیکے پر دی ہوئی ہیں اور اگر ٹھیکے دار چوری کرتا ہے تو اس میں زمیندار کا تو کوئی قصور نہیں ہوتا۔ اس لیے کوئی ایسا تحریری معاہدہ ہونا چاہیے جس پر دستخط وغیرہ ہوں کہ یہ زمین ٹھیکے پر دی گئی ہے اور اگر یہ ٹھیکے دار چوری کرے تو واپڈا والے ان کو پکڑیں۔

چودھری محمد صدیق سالار، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی سالار صاحب۔

چودھری محمد صدیق سالار، جناب والا! اس نکتے پر بڑی بحث ہوئی ہے۔ میری صرف اتنی سی عرض ہے کہ ہاؤس میں ہماری سرکار تو آپ ہیں۔ اس لیے آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ چیئرمین واپڈا کو بلا کر ان کے ساتھ بات کر لیں تاکہ بڑی جلدی بات ختم ہو جائے گی۔

جناب سپیکر، یہی بات پہلے ہوئی ہے۔

چودھری ظفر اللہ چیمہ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی چیمہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری ظفر اللہ چیمہ، جناب والا! میری ایک تجویز ہے کہ ہم 248 ایم پی ایز ہیں۔ آپ سب پرچہ درج کروا دیں اور باری باری سب کو کلیئر کرتے جائیں۔ بجائے اس کے کہ آج کسی کا نام آیا، کل میں آؤں گا، پرسوں کوئی اور آ جائے گا۔

جناب سپیکر، کس دفعہ کے تحت پرچہ درج ہو؟

چودھری ظفر اللہ چیمہ، بجلی چوری کا۔

جناب سپیکر، اس پر بات ہو گئی ہے اور ان شاء اللہ اسے seriously take up کرتے ہیں۔ راجہ صاحب! کوئی اور قانون سازی تو نہیں۔

وزیر قانون، Punjab Local Government, Fourth Amendment Bill take up ہونا تھا۔ اب جیسے آپ مناسب سمجھتے ہیں۔

جناب سپیکر، منیس صاحب بھی کہہ رہے ہیں کہ اسے کل take up کر لیں یا اگلے اجلاس پر کر لیں۔ تو پھر اجلاس کل 10 بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا تیرھواں اجلاس)

جمعۃ المبارک' 5۔ فروری 1999ء

(یوم الجمعہ 17۔ شوال المکرم' 1419ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس' اسمبلی چیمبر' لاہور میں صبح ساڑھے دس بجے زیر صدارت جناب سپیکر چودھری پرویز الٰہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک اور ترجمے کی سعادت قاری نور محمد نے حاصل کی۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ۝

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا سَبَقُوْا اِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُوْنَ ۝ وَ
اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ
تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ
لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۚ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ
اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ
فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۚ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ۝

سورۃ الانفال آیات 59 تا 61

اور کافر یہ نہ خیال کریں کہ وہ بھاگ نکلے ہیں وہ (اپنی چالوں سے ہم کو) ہرگز عاجز نہیں کر سکتے اور جہاں تک سکے فوج کی جمعیت کے زور سے اور گھوڑوں کے تیار رکھنے سے ان کے (مقابلے) کے لیے مستعد رہو کہ اس سے خدا کے دشمنوں اور تمہارے دشمنوں اور ان کے سوا اور لوگوں پر جن کو تم نہیں جانتے اور خدا جانتا ہے دہشت بیٹھی رہے گی اور تم جو کچھ راہ خدا میں خرچ کرو گے اور اس کا ثواب تم کو پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارا نقصان نہیں کیا جائے گا۔ اگر یہ لوگ صلح کی طرف مائل ہوں تو تم بھی اس کی طرف مائل ہو جاؤ اور اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھو کچھ شک نہیں کہ وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

واپڈا حکام کی جانب سے اراکین اسمبلی کے گھروں پر چھاپے

جناب سپیکر، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○

سردار امجد حمید خان دستی، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی دستی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سردار امجد حمید خان دستی، جناب والا! ایک بڑی شرم ناک اور دکھ دینے والی خبر روزنامہ "جنگ" کے مظفر گڑھ کے نامہ نگار کے حوالے سے اخبار میں آئی ہے کہ سردار عبدالحمید دستی کے بجلی کے تار عدم ادائیگی بل کی وجہ سے کاٹ دیئے گئے۔ ان کو یہ بھی نہیں معلوم کہ ان کو فوت ہوئے چودہ سال ہو گئے اور ان کی زندگی کے تار تو کبھی کے کٹ چکے ہیں۔ یہ وہ شخص تھے کہ سارا ڈیرہ غازی خان ڈویژن اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا مسلم لیگ کا نام لینے کے لیے کوئی بھی تیار نہیں تھا تحریک پاکستان کی تو یک علیحدہ بات تھی لیکن انھوں نے سرکاری ملازمت چھوڑی، خطاب ترک کیا، جیل یاترا کی، تحریک پاکستان میں حصہ لیا اور ساری ڈویژن کے چیدہ چیدہ آدمیوں کو مسلمان کیا اور ان کو مسلم لیگ میں شامل کیا۔ کیا ان کا یہی قصور ہے کہ آج ان کی وفات کے چودہ سال کے بعد آپ یہ کہتے ہیں کہ عدم ادائیگی بل کی وجہ سے ان کے تار کاٹ دیئے گئے ہیں۔ ان کے تار تو کٹ چکے اب ہمارا کچھ کاٹنا ہے تو کاٹ لو۔

جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ،

کعبہ کس منہ سے جاؤ گے غالب
شرم تجھ کو مگر نہیں آتی

میں یہ کہتا ہوں کہ اگر کعبہ تم نے نہیں جانا تو کیا ہر دوار شملے کی زیارت کرنے کے لیے جانا ہے۔ اگر جانا ہے تو اس خبر کی تردید کر دو۔ وما علینا الاالبلاغ المبین ○

سردار عاشق حسین گوپانگ، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی عاشق گوپانگ صاحب!

سردار عاشق حسین گوپانگ، جناب سپیکر! دو چار دن قبل میں نے اس معزز ایوان میں اپنے متعلق

ایک وضاحتی بیان دیا تھا اور یہ گزارش کی تھی کہ جناب وزیر اعلیٰ صاحب اس واقعہ کی تحقیقات فرمائیں اور اصل حقائق سے اس معزز ایوان کو آگاہ کیا جائے۔ تو میں آپ کے توسط سے وزیر قانون کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ اگر اصل حقائق ان تک پہنچ چکے ہیں تو وہ اس معزز ایوان کو آگاہ کریں تاکہ اس معزز ایوان کو معلوم ہو جائے اور اس معزز ایوان کے تمام اراکین کو یہ معلوم ہو جائے۔ اور یہاں پر بیٹھنے والے پریس والے بھائی اور تمام دنیا یہ جان لے کہ حکومتی نمائندگان کے خلاف یہ ایک سازش ہے اور اس سازش کے تحت انھیں بدنام کیا جا رہا ہے۔ اس لیے میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ براہ کرم وزیر قانون کو موقع فراہم کریں کہ وہ ایوان میں اصل واقعات بیان کریں۔

جناب سپیکر، کل بھی اسی حوالے سے کافی معزز ممبران اسمبلی نے بات کی تھی۔ آپ کے جذبات اور یہاں پر جتنی بھی باتیں ہوئی ہیں ان کے بارے میں کل میں نے خود وزیر اعلیٰ صاحب سے بات کی ہے۔ اس وقت چیئرمین واپڈا ملے نہیں تھے پھر بعد میں وزیر اعلیٰ صاحب کی ان سے بات ہو گئی ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب نے خود اس بات کا نوٹس لیا ہے۔ بعد میں وزیر قانون جناب راجہ بشارت صاحب کی بھی بات ہوئی ہے وہ عاشق گوپانگ صاحب کی رپورٹ کے بارے میں بھی ہاؤس کو inform کریں گے۔ انھوں نے وعدہ کیا ہے کہ آئندہ اس طرح کی بات نہیں ہو گی اور بات بھی صحیح ہے کہ اگر کسی کے ذمے واپڈا کے کچھ واجبات ہیں یا کسی بھی ادارے کے ہیں تو اس کا ایک باعزت طریقہ ہے کہ نوٹس لیا جائے اور اگر وہ نہ دے یا اس طرح کی کوئی صورت حال ہو تو پھر کوئی ایکشن لیں لیکن یہ کوئی طریقہ نہیں کہ خواہ مخواہ کسی کی عزت کو اچھالا جائے۔

جناب ایس اے حمید، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، ایس اے حمید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ایس اے حمید، جناب والا! آج کے اخبار میں فیصل آباد کے ایم این اے اور ایم پی اے کے بارے میں ایک خبر شائع ہوئی ہے کہ وہاں پر ایک ایم این اے کے گھر دو میٹر لگے ہوئے تھے ا کے خلاف ایکشن لیا گیا۔ ایم پی اے کے گھر بھی غالباً دو میٹر تھے اور پھر روزنامہ "خبریں" بھی تو سے چھپ رہی ہیں کہ sanctioned load اور استعمال شدہ load میں بھی فرق ہو تو ان کے خلاف بھی ایکشن لیا جاتا ہے۔ جناب والا! دنیا میں یہ کہیں بھی ممکن نہیں کہ اگر آپ نے 10 KV

sanctioned load کروایا ہے تو اب پورا دس چلائیں۔ ہو سکتا ہے 8 چلے ہو سکتا ہے 11 چلے میں سمجھتا ہوں کہ یہ معمولی باتیں ہیں ان کو سامنے رکھتے ہوئے کم از کم واپڈا حکام کو یہ چاہیے کہ ایکشن ان کے خلاف لیں جہاں پر چوری ہوتی ہے۔ اگر کسی جگہ پر 10KV کی capacity ہے تو اگر اس میں 12KV چل رہا ہے تو کیا وہ صارف پورا بل ادا نہیں کر رہا؟ بل تو وہ دے رہا ہے اب وہ کسی وقت 10KV کی بجائے 5 KV بھی چلا سکتا ہے تو یہ ایسی ٹیکنیکل بات ہے جس میں آپ کسی آدمی کو بھی پکڑ سکتے ہیں اور اس کے خلاف ایکشن لے سکتے ہیں۔ لیکن یہ کوئی جرم نہیں۔ اسے بہانہ بنا کر، اسے بنیاد بنا کر، اسے ذریعہ بنا کر کسی کی پگڑی اچھالی جا سکتی ۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ پورے پاکستان کی فیکٹریوں میں پورے پاکستان کی کاٹیج انڈسٹری میں پورے پاکستان کی سمال اور میڈیم انڈسٹری میں جو sactioned load ہوتا ہے اس سے کم یا بڑھ کر کام ہوتا ہے۔ کیونکہ اگر برف کے کارخانے ہیں اور ان میں sanctioned load 20KV ہے تو سیزن کے بعد اس کا پانچ بھی نہیں چلے گا۔ تو وہاں پر کہا جائے کہ آپ کا sanctioned load 20 KV تھا لیکن آپ کا بل کم آ رہا ہے تو اس لیے یہ بڑا گھمبیر مسئلہ ہے اس کی تحقیقی بنیادوں پر بات کرنے کی ضرورت ہے۔ میں چاہوں گا کہ نہ صرف اراکین اسمبلی بلکہ پورے پاکستان میں صارفین کی عزت کے تحفظ کے لیے اس مسئلہ کو ترجیح بنیادوں پر حل کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، جی رانا ثناء اللہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب سپیکر! ایس اے حمید صاحب نے جو فیصل آباد کی بات کی ہے میں اسی سلسلے میں ایک اور پہلو کی نشان دہی کرنا چاہتا ہوں کہ کسی ایم این اے یا کسی ایم پی اے کے گھر پر جہاں تک دو میٹروں کی بات ہے۔ میٹر کی تو ایک formality ہے کہ ایک فارم پر کر کے دیا جاتا ہے اس کے بعد محکمہ پوری کارروائی کر کے پھر میٹر لگاتا ہے۔ اگر محکمے نے وہ میٹر غلط طور پر لگایا ہے تو یہ ایم این اے یا ایسے صارفین جو دو میٹر استعمال کر رہے ہیں وہ ان کا بل تو دے رہے ہیں ان کو کہا جائے کہ آپ ان میں سے ایک ہٹا دیں تو اس پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔ لیکن فیصل آباد میں یہ ہوا ہے کہ باقاعدہ تمام ایم این ایز اور ایم پی ایز کے گھروں پر کسی کی فیکٹری نہیں بلکہ گھروں پر ریڈ کیے گئے ہیں۔ پوری یونیفارم اور کارڈ کے ساتھ گئے ہیں اور وہاں پر تماشا بنایا گیا ہے سب سے زیادہ serious بات یہ ہے کہ ایکشن لینے کے بعد پھر اپنے آفس میں آ کر ایک

پریس ریلیز تیار کیا گیا اور اس پریس ریلیز میں بتایا گیا ہے کہ ہم فلاں کے گھر گئے ہیں وہاں پر ریڈ کیا ہے وہاں سے فلاں آدمی بھاگ گیا اور اس کا فلاں آدمی پکڑا گیا ہے۔ فلاں جگہ گئے ہیں وہاں سے وہ بھاگ گیا لیکن اس کا بھائی پکڑا گیا ہے۔ یہ پریس ریلیز بنا کر باقاعدہ اخبارات کو issue کیا گیا ہے۔ جناب والا! اس سے تو پھر وہی خدشہ سامنے آتا ہے۔ ٹھیک ہے**********

****

جناب سپیکر، رانا صاحب کے آخر والے الفاظ کارروائی سے حذف کر دیں۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! میری بات مکمل ہونے دیں۔ یعنی پریس ریلیز جاری کرنا اور براہ راست عوام کو مخاطب کرنا اس سے تو پھر اس بات کا عندیہ ملتا ہے۔ لیکن میں on the floor of the House ایک بات ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ پچھلے ایک ماہ میں حالات میں جو بہتری آئی ہے جو 14 ارب روپے کے figures شائع ہوئے ہیں کہ یہ recover ہوئے ہیں - میں یہ بات دعویٰ سے کہتا ہوں کہ یہ recovery پاک فوج کی وجہ سے نہیں ہوئی بلکہ یہ ان اختیارات کی وجہ سے ہوئی ہے جو اس حکومت نے دیے ہیں۔ جو آرڈیننس موجودہ حکومت نے نافذ کیا ہے جس کو اس پارلیمنٹ نے پاس کیا ہے یہ ان اختیارات کی وجہ سے ہوئے ہیں۔ اگر وہ اختیارات آپ کو دے دیے جائیں مجھے دے دیے جائیں تو میں بھی اس سے زیادہ recovery کر سکتا ہوں چودہ کی بجائے سولہ ارب کر سکتا ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلے اختیارات یہ تھے کہ جس آدمی نے پچاس ہزار روپیہ دینا ہے وہ دو ہزار روپے خرچ کر کے سول کورٹ سے یا دس ہزار روپے خرچ کر کے ہائی کورٹ سے stay لے لیتا تھا لیکن اب کوئی stay نہیں ہے کوئی intervention نہیں ہے۔ آدمی کو بلاتے ہیں اسے سامنے بٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ بھائی بتاؤ جیل جانا ہے یا پیسے دینے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ میں نے پیسے دینے ہیں۔ تو یہ ان اختیارات کی وجہ سے ریکوری ہو رہی ہے۔ اور یہ آئین کا حصہ ہے کہ آرٹیکل 245 کے تحت یہ اختیارات فوج کو ہی دیئے جا سکتے تھے کسی اور ادارے کو نہیں دیئے جا سکتے تھے یہ مجبوری تھی اس لیے حکومت نے یہ راستہ نکالا۔ لیکن یہ بات ریکارڈ پر رہنی چاہیے کہ آرٹیکل 245 میں aid of civil authorties کا لفظ ہے replacement of civil authorties نہیں ہے - دہشت گردی کے حالات کو ' واپڈا کے بد ترین حالات کو بہتر کرنے کے لیے سول اتھارٹیز کی aid میں

***(حکم جناب سپیکر حذف کر دیا گیا)

act کر سکتے ہیں ان کو repiace کر کے act نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر، جی شکریہ۔ رانا ثناء اللہ صاحب! یہ اپنی جگہ حقیقت ہے کہ فوج نے ہمیشہ مشکل حالات میں، مشکل وقت میں جب بھی فلڈز آئے یا کوئی ایسی آفت یا مصیبت آئی تو ہمیشہ بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ان کی خدمات کو ہمیشہ پاکستان کے عوام نے سراہا ہے اور سراہتے رہیں گے لیکن جہاں تک اس مسئلے کا تعلق ہے وہ آپ کی بات بالکل درست ہے۔ خاص کر ان ٹیکنیکل چیزوں کا جن کا ایس اے حمید صاحب نے بھی ذکر کیا میرے خیال میں کسی ایم پی اے کو بھی پتا نہیں ہو گا کہ اس پر کتنا load ہوتا ہے۔ وہ تو بل آیا اور ادا کر دیا۔ ہمارے ایم پی ایز، ایم پی اے میں کوئی الیکٹریشن تو ہیں نہیں کہ ان کو یہ سارا پتا ہو۔

رانا ثناء اللہ خان، جناب والا! میں رات کا ایک ذاتی واقعہ آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ کل رات تقریباً گیارہ بجے ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن سے ایک آفیسر نے مجھے فون کیا۔ مجھے کہنے لگے کہ ایم این ایز اور ایم پی ایز کے گھروں پر ریڈ ہو رہے ہیں تو آپ اپنے میٹروں کو چیک کر لیں تو میں نے کہا کہ بھائی میں کوئی ٹیکنیکل آدمی ہوں؟ مجھے تو صرف اتنا پتا ہے کہ مجھے جو بل پچھلے ماہ آیا تھا وہ میں نے ادا کیا ہے۔ اگر اس کے علاوہ اس میٹر میں کوئی نقص ہے تو میں ٹیکنیکل آدمی تو ہوں نہیں، میں تو اسے چیک نہیں کر سکتا۔ وہ چیک کر لیں اور پھر مجھے بتائیں کہ اسے درست کرنا ہے یا درست کروانا ہے تو میں اس کے لیے تیار ہوں۔ تو یہ صورت حال ہے۔

جناب سپیکر، میاں معراج دین صاحب کوئی بات کرنا چاہ رہے ہیں۔

میاں معراج دین، شکریہ جناب سپیکر! الحمد اللہ میں آپ کے سامنے یہ عرض کرنے لگا ہوں کہ پہلے روز جب میرے خلاف اخبارات میں بڑی بڑی سرخیاں لگیں اور بہت کچھ کہا گیا تو میں نے آپ کی موجودگی میں on the floor of the House یہ عرض کیا تھا کہ جناب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں یقیناً اس سینما کا مالک ہوں لیکن میں نے سینما ٹھیکے پر دیا ہوا ہے۔ اس وقت میرے معزز دوستوں میں سے کسی نے بات سنی اور کسی نے نہ سنی اور میں نے وضاحت بھی کی لیکن مجھے یہ حکم ملا کہ اپنی پوزیشن کلیئر کریں تو میں نے ہائی کورٹ میں رجوع کیا۔ جو میرا ٹھیکے دار ہے اس کا کیس الیکٹرک انسپکٹر کی کورٹ میں ہے اس کا کیس وہاں چل رہا ہے اور میرا کیس ہائی کورٹ میں چل رہا ہے۔ میں اس لیے زیادہ وضاحت سے بات نہیں کروں گا چونکہ میرا کیس عدالت میں ہے لیکن میں

آپ کی وساطت سے پریس کے بھائیوں سے یہ التجا کروں گا اور میں on the floor of the House حلفاً یہ بات کرتا ہوں کہ واپڈا کے وہ لوگ ' ایکسیئن اور ایس ای وغیرہ جن کے ساتھ میری اس لیے عداوت تھی کہ میں کھلی کچہریوں میں ان کے خلاف باتیں کرتا رہا اور ان کے خلاف ایکشن بھی کرواتا رہا انھوں نے اس چیز کو برا مناتے ہوئے میرے خلاف کیس بنایا۔ 25 تاریخ کو عدالت میں تاریخ تھی تو 26 تاریخ کو یہ خبر لگی اور اخبار کا ایک چوکھٹا لگا ہوا تھا کہ وہ رٹ خارج کر دی گئی ہے اور میاں معراج دین کو کہا گیا ہے کہ وہ جا کر واپڈا کے ساتھ رابطہ کرے اور کیس منسٹری کورٹ میں چلا گیا۔ حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں تھی اور واپڈا والوں نے یہ انفرمیشن اخبارات کو دی تو مجھ سے جس کسی نے بھی پوچھا تو میں نے کہا کہ مجھے تو اس چیز کا کوئی علم نہیں اور ہائی کورٹ جو فیصلہ کرے گا میں اس کا پابند رہوں گا۔ میں آپ کی بات کو بڑھاتے ہوئے ایک بات عرض کروں گا کہ منسٹری والے میجر جنرل ہیں ' جنرل ہیں ' برگیڈیئر ہیں یا جو بھی ہیں میں یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ انھیں بجلی کے متعلق قطعاً کوئی پتا نہیں۔ ایس ڈی او ' ایکسیئن ' اوور سیئر جو اطلاع دیتے ہیں یہ ان پر عمل کر لیتے ہیں لیکن میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ براہ مہربانی اگر کسی کے خلاف کوئی سازش' کوئی ایکشن legally بھی ہیں تو کم از کم پہلے اسے سن لیا جائے پھر اس کے بعد ایکشن لیا جائے۔ واپڈا والے جو کہہ دیتے ہیں وہ وہی پریس ریلیز جاری کر دیتے ہیں تو میں آپ کی وساطت سے صرف یہ عرض کروں گا کہ معزز اراکین کے علاوہ شریف شہریوں کا بھی خیال رکھا جائے اگر کسی دوست سے یا کسی شہری سے اس کے گھر کی بجلی کسی ساتھ والے یا کسی کھوکے والے نے لے لی ہے تو اس کا کمرشل چارج کرنا مناسب نہیں ہے اسے ویسے کہہ سکتے ہیں یا کاٹ سکتے ہیں۔ خواجہ ریاض صاحب کے متعلق کہا گیا کہ انھوں نے میٹر تبدیل کرائے ہیں یہ تو خواجہ صاحب ہی بہتر جانتے ہیں کہ انھوں نے میٹر تبدیل کروائے ہیں یا نہیں۔ بہر حال میں کسی کا نام نہیں لیتا خواجہ صاحب کا بھی اس لیے کہا ہے کہ چونکہ خواجہ صاحب کے متعلق اخبار میں آیا تھا۔ میں کسی کے متعلق کچھ نہیں کہوں گا۔ میں اپنے متعلق صرف یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ میں آپ کے سامنے آج پھر اس بات اعادہ کا کرتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ بجلی چوری میں میرا نہ پہلے کوئی عمل دخل تھا اور نہ اب ہے۔ سینا میں نے ٹھیکے پر دیا ہوا ہے۔ معاملہ عدالت میں ہے عدالت جو فیصلہ کرے گی میں اس کا پابند ہوں۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ میرا خیال ہے کہ اب کافی بات ہو گئی ہے۔

سردار منصب علی ڈوگر، جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے کچھ بل default تھے وہ میں نے ادا کر دیے۔ایک کی قسطیں کروا لیں۔ اس پر فوج والوں نے وہ کنکشن دوبارہ بحال کر دیے۔ اب کل پھر وہ میرے ڈیرے پر آئے ہیں میرے منشی کو پکڑ لیا ہے' ایک مہمان آیا ہوا تھا اس کو پکڑ لیا گیا ہے اور ساتھ لے گئے ٹرک پر اس کو گھماتے رہے۔ میرا منشی ابھی تک حوالات میں ہے۔ دوسرے بندے کو یہ کہا گیا کہ تم اس کے خلاف گواہ بن جاؤ ہم اس کے خلاف چوری کا پرچہ درج کرنا چاہتے ہیں۔میں آپ کی وساطت سے جناب سپیکر یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ حالات ہیں۔ اگر ہمارے خلاف ایف آئی آر درج کرنا ان کا شوق ہے اگر ہمارے اندر کوئی نقص ہے ہمارا کنکشن بحال کیوں کیا؟ اگر کوئی لوڈ کا مسئلہ ہے تو میرے گاؤں میں 1960ء میں بجلی آئی تھی۔ میں اس وقت تین سال کی عمر کا ہوں گا۔ مجھے کیا پتا کہ اس میٹر میں کیا ہے یا اس کنکشن میں کیا ہے؟

جناب سپیکر، میرے خیال میں اب بات ہو گئی ہے۔

سردار منصب علی ڈوگر، میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج اجلاس ختم ہو رہا ہے۔ کل کمیٹی صاحب نے حکم دیا ہے کہ میری کورٹ میں پیش ہوں۔ میں ان شاء اللہ تعالیٰ جا کر ان سے ----

جناب سپیکر، وزیر قانون! ان کا بھی مسئلہ دیکھ لیں۔

میاں محمد ثاقب خورشید، جناب والا میں نے بھی عرض کرنا تھا۔

جناب سپیکر، ثاقب صاحب میں آپ کو وقت دیتا ہوں آپ کا بالکل علیحدہ issue ہے۔یہ بات ختم ہو جائے تو اس کے بعد بات کرتے ہیں۔ ڈوگر صاحب آپ اجلاس کے بعد راجہ صاحب کو اپنی details دے دیں۔

حاجی محمد نواز خان کلیار، جناب والا! مجھے بھی وقت دیں۔

جناب سپیکر، کلیار صاحب آپ بھی یہی بات کرنا چاہتے ہیں۔

حاجی محمد نواز خان کلیار، جناب والا! میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں زاہد محمود گورایہ ایم پی اے اور ہمارے ساتھی ہیں' اس کے بھائی کی آج شادی ہے۔ رات کو ان کے گھر پر raid کیا گیا ان کی فیکٹری ہے فیکٹری پر raid نہیں کیا گیا بلکہ گھر پر raid کی گئی جہاں پر شادی کی رسومات

ادا کی جا رہی تھیں۔ وہاں پر میری مائیں بہنیں اور دیگر عورتیں موجود تھیں۔ ان کا وہاں پر میٹر جا کر چیک کیا گیا اور انھوں نے بار بار یہ کہا اگر کوئی fault ہے تو ہم سے پیسے وصول کریں لیکن ہماری رسومات میں مداخلت نہ کریں۔ اس کے چھوٹے بھائی کی یا بڑے بھائی کی شادی تھی اس کو وہاں سے گرفتار کیا گیا۔ ان کی رسومات وہیں کی وہیں رہ گئیں۔ جناب والا حالات یہاں تک پہنچ گئے ہیں اور ہم لوگ مجبور ہو جائیں گے، اگر ہم میں کوئی fault ہے تو جو مرضی کر لیں کم از کم اس طرح نہ کریں کہ ایک شادی کے مسئلے پر جہاں پر ہماری مائیں بہنیں بھائی دوست عزیز واقارب سب موجود تھے۔ ہم نے ان کو واسطہ ڈالا کہ آپ ان رسومات میں مداخلت نہ کریں۔ ہمیں آپ جو جرمانہ کرنا چاہتے ہیں وہ وصول کر لیں لیکن ہماری کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔میں آپ کی وساطت سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر، کلیار صاحب تشریف رکھیں۔

حاجی محمد نواز خان کلیار، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اس اسمبلی کے رکن ہیں اور آپ ہمارے کسٹوڈین ہیں ہماری بات ان تک پہنچائیں اور کم از کم------

جناب سپیکر، کلیار صاحب بات ہو گئی ہے آپ تشریف رکھیں۔

حاجی محمد نواز خان کلیار، شکریہ۔

جناب سپیکر،خواجہ سعد رفیق صاحب آپ مختصر بات کریں۔

خواجہ سعد رفیق،جناب سپیکر! اس میں کوئی شک نہیں کہ افواج پاکستان ہمارے لیے ساری قوم کے لیے بڑا مقدس ادارہ ہے۔ پوری قوم اس کی تکریم کرتی ہے، افواج پاکستان ہماری جغرافیائی سرحدوں کے پاسبان ہیں اور جب قوم پر کوئی کڑا وقت آتا ہے۔ سیلاب ہوں کوئی زلزلہ ہو یا کوئی قدرتی آفات ہوں تو اس وقت بھی پاکستانی افواج اپنا کردار ادا کرتی ہیں۔ لیکن جناب سپیکر! یہ ایک حقیقت ہے کہ جب سے واپڈا کے نظام کی اصلاح کے لیے افواج پاکستان کو میدان عمل میں اتارا گیا ہے۔ بعض مقامات پر نہیں، بلکہ بیشتر مقامات پر ان کے لوگوں کا رویہ عام شہریوں کے ساتھ انتہائی توہین آمیز ہے۔ ایسی باتیں ہمارے نوٹس میں لائی گئی ہیں کہ اگر کسی شہری نے فوج کے اہل کاروں سے بات کرنے کی یا دلیل دینے کی کوشش کی تو جناب سپیکر میں آپ کو صحیح بتاتا ہوں کہ اس کی بات سننے کی بجائے اس کو گلی میں لٹا کر زدو کوب کیا گیا ہے۔ اسے اٹھا کر ٹرک میں ڈال کر لے جایا گیا

ہے۔ اس کو اغوا کر لیا گیا ہے جس کی کوئی قانون اجازت نہیں دیتا۔اسی طرح یہ بات میرے ذاتی تجربے میں بھی آئی ہے کہ جہاں کسی ایم پی اے یا ایم این اے کے نام کا بورڈ لگا ہو' ان کا گھر ہو وہاں ان دوستوں کو کوئی خاص چڑ ہے۔ وہاں پر جان بوجھ کر جاتے ہیں اور ان کی تذلیل کرتے ہیں۔ اگلی بات یہ ہے کہ دو یا تین میٹر لگنا واپڈا کے قانون کے تحت قانون شکنی نہیں ہے۔یہ بات میں اپنے علم کی بنیاد پر کر رہا ہوں۔ خود جو لاہور میں چیئرمین برگیڈیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں ان کے اپنے گھر میں دو میٹر لگے ہوئے ہیں۔ ایک اوپر والی منزل پر لگا ہوا ہے دوسرا نیچے والی منزل پر لگا ہوا ہے۔ انھیں وہ میٹر تو نظر نہیں آتے۔ لوگوں کے گھروں کے میٹر جس کے انھوں نے پیسے دیے ہیں اور وہ اپنی بلنگ کرتے ہیں وہ ان کو نظر آتے ہیں۔میں اس ایوان کے توسط سے افواج پاکستان کی قیادت سے نہایت ادب سے یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ اپریشن بجا۔ ہم اپنی حکومت کے اس فیصلے کا پوری جرأت کے ساتھ خیر مقدم کرتے ہیں کہ واپڈا کی اصلاح ہونی چاہیے۔ لیکن ہمارے قائدین یا حکومت کی یہ کہیں نیت نہیں تھی کہ افواج کی تذلیل ہو یا شہریوں کی تذلیل ہو۔ چنانچہ اپنی بات کو سمیٹتے ہوئے

جناب سپیکر، میرے خیال میں اب اس مسئلے پر کافی بات ہو چکی ہے۔

خواجہ سعد رفیق، جناب سپیکر! مجھے اپنی بات مکمل کرنے دیں۔ چنانچہ جناب سپیکر واپڈا کے چیئرمین کو ٹیلی فون پر نہیں بلکہ ان کے ساتھ بیٹھ کر یہ طے کیا جائے کہ لوگوں کی تذلیل نہ کی جائے۔ میں آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ آرمی کی ڈویژن کا آپس میں recovery کا اس طرح مقابلہ ہے۔ اس نے دو کروڑ اکٹھا کیا۔ اچھا اب ہم اڑھائی کروڑ کریں گے۔ اس مقابلہ بازی کے رجحان کو جو ان کا آپس میں ہو رہا ہے اس کو بھی روکا جائے۔

جناب سپیکر، آپ کی یہ بات ٹھیک ہے۔ جناب سعید اکبر خان ایک منٹ میں اپنی بات ختم کریں گے۔

جناب سعید اکبر خان، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے اور میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ میٹر یں نہیں لگاتا واپڈا والے لگاتے ہیں وہ ہمیں کہتے ہیں کہ اس کی فیس دو ہزار روپے یا تین ہزار روپے ہے اور وہ وہاں جا کر لگا دیتے ہیں۔ اگر میں نے خرابی کروانی ہے تو میں واپڈا والوں کو دو ہزار یا تین

ہزار روپے دوں گا تو وہ خود اس کو خراب کریں گے۔ میں نہیں کرسکتا کیونکہ میں ٹیکنیکل آدمی نہیں ہوں۔ جناب سپیکر! اگر میٹر آہستہ چلتا ہے یا غلط چلتا ہے وہ واپڈا والوں کی consent سے چلتا ہے یا ان کی سستی سے چلتا ہے۔ مجھے تو جو بل آتا ہے میں اس کو جمع کروا دیتا ہوں۔ جناب سپیکر! جب اس میٹر کو دیکھا جائے اور وہ کہیں کہ سعید اکبر خان نے اس میں خرابی کی ہوئی ہے۔ جناب سپیکر! مجھے قطعاً نہیں پتا اور تمام ممبران بیٹھے ہوئے ہیں ان کو کسی چیز کا نہیں پتا کہ یہ پیچھے کیسے ہوتا ہے یا آگے کیسے ہوتا ہے۔ اگر یہ بھی کسی نے کیا ہے تو وہ واپڈا والوں نے کیا ہے۔ پھر اگر ایکشن بنتا ہے تو وہ واپڈا والوں پر بنتا ہے۔ جناب سپیکر! ہر مہینے میٹر ریڈنگ ہوتی ہے واپڈا والوں کو پتا ہے کہ وہ آہستہ چل رہا ہے یا اس میں کوئی خرابی ہے۔ اگر وہ خراب ہے تو اس کا نوٹس دیں کہ یہ آپ کا میٹر خراب ہے اس کو ٹھیک کروائیں۔ جناب والا! اس بات پر تو کوئی توجہ ہی نہیں دیتا کہ جن کی ذمہ داری ہے یا جن کی وجہ سے کچھ ہو رہا ہے ان کو کوئی نہیں پوچھتا۔ جب یہ ہر مہینے میٹر ریڈنگ کرتے ہیں اور میٹر کو چیک کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! پھر میرے اوپر حرف آئے کسی اور کو یہ کیوں blame دیتے ہیں؟ جناب سپیکر! ہر مہینے میٹر کی ریڈنگ ہوتی ہے ہر مہینے اس کی چیکنگ ہوتی ہے میٹر میں گڑبڑ واپڈا والے خود کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! ان کے خلاف ایکشن لیں جن کی وجہ سے یہ ہو رہا ہے۔ ہمارا اس میں کیا قصور ہے۔

جناب سپیکر، یہ بات ویسے سعید اکبر صاحب کی ٹھیک ہے۔ ان کا پوائنٹ valid ہے اور بڑا اچھا پوائنٹ ہے کہ اب تک جتنے بھی ایکشن ہوئے ہیں وہ صارفین کے خلاف ہوئے ہیں۔ واپڈا والوں کے خلاف تو میرے خیال میں ابھی تک کوئی ایکشن نہیں ہوا؟

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! ایک منٹ مجھے بھی دے دیں۔

وزیر قانون، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب ایک منٹ کے لیے بٹ صاحب کی بات سن لیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کروں گا کہ آج کا دن خصوصی طور پر کشمیری۔۔۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں اس طرف آ رہے ہیں۔

جناب شاہد محمود بٹ، جناب والا! پورے ملک میں بھٹی ہے اور یہ اجلاس کشمیر issue کے لیے بلایا گیا ہے۔

جناب سپیکر، راجہ صاحب اس بحث کو سمیٹا جائے۔ (قطع کلامیاں) خاموشی اختیار کی جائے۔

راجہ صاحب اس مسئلے پر جو کل بات ہوئی ہے قرار داد سے پہلے اس کا جواب دے دیا جائے۔ قرار داد کو بعد میں ٹیک اپ کرتے ہیں۔ (خاموشی اختیار کی جائے)۔

وزیر قانون، جناب والا! کل ہاؤس میں جناب نجیب اللہ خان صاحب نے اور جناب صفدر شاکر صاحب نے بجلی سے متعلق اپنی شکایات بتائیں اور ان کے خیالات سننے کے بعد میں نے جو گزارش کی تھی۔ میں نے کہا تھا کہ متعلقہ حکام سے رپورٹ لینے کے بعد میں ایوان میں کچھ گزارش کرنے کے قابل ہوں گا۔ اس کے ساتھ میں نے معزز اراکین کو یہ یقین دہانی بھی کرائی تھی کہ اس سلسلے میں قائد ایوان جناب میاں شہباز شریف صاحب کے نوٹس میں یہ تمام معاملات لائے جائیں گے۔ اور میں ان سے درخواست کروں گا ذاتی طور پر کہ وہ ان سارے معاملات کو چیئرمین واپڈا کے نوٹس میں لائیں اور وفاقی حکومت کے نوٹس میں بھی لائیں۔ اور اس مسئلے کا کوئی فوری طور پر حل نکالیں۔ جناب والا! اس کے بعد کل آپ کی وزیر اعلیٰ صاحب سے بات ہوئی میری بھی بات ہوئی۔ جہاں تک میری اطلاع ہے اس کے مطابق وزیر اعلیٰ صاحب کی چیئرمین واپڈا سے بھی بات ہوئی ہے۔ اور آج وہ میاں نواز شریف صاحب وزیر اعظم پاکستان کے نوٹس میں بھی یہ بات لائیں گے۔ میں اس تاثر کو زائل کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے معزز اراکین ذہن میں یہ بات لائیں کہ اگر ان کے ساتھ کوئی زیادتی ہو اور ان کے قائد میاں شہباز شریف صاحب اس کا نوٹس نہیں لیں گے تو یہ تاثر قطعی طور پر غلط ہے۔ میں کل ان کے نوٹس میں یہ بات لایا ہوں۔ آپ یقین کیجئے کہ کل ہی انھوں نے چیئرمین واپڈا سے بات کی ہے۔ بلکہ انھوں نے یہ بھی فرمایا کہ جن معزز اراکین نے یہاں پر اپنے خیالات کا اظہار کیا وہ ذاتی طور پر ان سے کل شام ملنا بھی چاہتے ہیں۔ تقریباً وہ ملے بھی ہیں اور ان کی ملاقات بھی ہوئی ہے۔ اور انھوں نے ان کو ہی یقین دلایا ہے کہ کسی کے ساتھ کسی قسم کی کوئی زیادتی نہیں ہونے دی جائے گی۔ جناب والا! ایک بات تو میں یہ قائد ایوان کے حوالے سے عرض کرنا چاہتا تھا۔ دوسری بات حکومتی نقطہ نظر کے حوالے سے میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ اگر واپڈا کی طرف سے ایک رپورٹ آتی ہے تو محکمہ پولیس کا

صرف اتنا ہی عمل دخل ہے کہ اس پر FIR درج کی جاتی ہے۔ حقائق ان کے ہوتے ہیں۔ اس کے بعد پولیس مسئلے کی تفتیش کرتی ہے۔ میں صرف یہاں ایک مثال دینا چاہتا ہوں کہ کل ایوان میں' میں نے جب میں بات کی تو اس کے بعد میری بات ہوئی جناب عاشق گوپانگ صاحب سے۔ اور یہ دو دن پہلے اس بات کو ایوان میں اٹھا چکے تھے کہ ان کے ساتھ بھی زیادتی ہوئی ہے۔ کل میری SP مظفر گڑھ سے DIG سرگودھا سے SP فیصل آباد سے بات ہوئی۔ سرگودھا اور فیصل آباد سے رپورٹ آئی ہے جو کہ ہوم سیکرٹری صاحب کے پاس آ چکی ہوگی۔ وہ کسی وقت بھی میرے دفتر میں آ جائے گی۔ وہ میں ذاتی طور پر انفرادی حیثیت میں خود ممبران کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔ لیکن یہ جو مظفر گڑھ سے علی پور تھانہ کی رپورٹ آئی ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق پولیس نے کلی طور پر اس موقف سے اتفاق کیا ہے کہ جو موقف ہمارے معزز رکن نے پیش کیا۔ اور مقدمہ خارج کر دیا گیا۔ جناب والا! میں عرض یہ کرنا چاہتا تھا کہ واپڈا نے ایک FIR درج کرائی۔ آپ دیکھ لیں کہ ہمارے قانون کے مطابق کسی مدعی کو یہ اختیار ہے کہ وہ ایک درخواست دیتا ہے اس کی FIR درج ہوتی ہے۔ پولیس اس کی تحقیق کرتی ہے۔ اگر حقائق اس کے برعکس ثابت ہوں تو پولیس پرچہ خارج کر دیتی ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر، ذرا خاموشی اختیار کی جائے۔ پہلے ضروری بات سن لیں۔

وزیر قانون، جناب والا! یہاں پر جنرل بات نہیں کی جاسکتی۔ ہمارے ہر فاضل دوست کا ہر اسمبلی کے رکن کا اپنا ایک علیحدہ علیحدہ کیس ہے۔ اب جو حقائق جناب گوپانگ صاحب کے کیس میں آئے۔ ہم نے ان کے ساتھ اتفاق کیا اور FIR خارج کر دی گئی۔ اسی طرح کل سرگودھا سے----

جناب سپیکر، نہیں جو عاشق حسین گوپانگ صاحب کا کیس رجسٹر ہوا۔ اس میں پولیس نے واپڈا کے موقف کو تسلیم نہیں کیا۔ اور پرچہ خارج کر دیا۔

وزیر قانون، جی خارج کر دیا۔

جناب سپیکر، لیکن ایک دفعہ تو ان کے اوپر پرچہ ہوگیا ناں۔ (قطع کلامیاں) نیازی صاحب! ایک منٹ۔ یہ کوئی طریقہ نہیں۔ پوری بات ختم ہو لینے دیں۔ میں ابھی اس کی اجازت نہیں دے رہا۔ ایک منٹ کے لیے بیٹھیں۔ خاموشی اختیار کی جائے۔ پہلے پوری بات سن لیں اس کے بعد بات کریں۔ جی

راجہ صاحب!۔

وزیر قانون، جناب والا! میں عرض یہ کر رہا تھا۔ کہ پولیس نے ان کے موقف کی تائید کی اور پرچہ خارج ہوگیا۔ ظاہر ہے کہ قانون کے مطابق میں بات کر رہا تھا۔ اب دوسری جو گزارش ہے کہ جس طرح معزز اراکین یہاں پر اپنا نقطہ نظر بیان کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سے آپ کلی طور پر اتفاق کرتے ہیں ذاتی حیثیت سے بھی اور بطور حکومت کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے بھی میں معزز اراکین کو یقین دلاتا ہوں کہ مجھے ان سے ہمدردی ہے اور میں ان کے موقف سے اتفاق کرتا ہوں۔ اس لیے میری استدعا ہوگی کہ اس مسئلے کے مستقل اور دائمی حل کے لیے ہمیں کوئی لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیے۔ مسئلہ جو نجیب اللہ صاحب کا ہے وہی مسئلہ سردار عاشق حسین گوپانگ صاحب کا تھا۔ جو مسئلہ نجیب اللہ صاحب کا ہے وہی مسئلہ چودھری صفدر شاکر صاحب کا ہے۔ کوئی بھائی بھی یہاں سے کھڑا ہو کر اپنا موقف بیان کرے گا مسئلہ اس کا ایک ہی ہے لیکن اس حل کا میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں بیٹھ کر نہیں نکالا جا سکتا۔ اس کے لیے آپ کی بھی قائد ایوان سے بات ہوئی۔ میری بھی قائد ایوان سے بات ہوئی معزز اراکین کی بھی رات قائد ایوان سے ملاقات ہوئی۔ اس لیے ہمیں تھوڑا سا انتظار کرنا چاہیے۔ میری صرف گزارش اتنی ہے۔ اور ہمیں دیکھنا چاہیے کہ قائد ایوان نے اس مسئلے کو کس طرح take up کیا۔ ان کی متعلقہ حکام سے کس طرح بات ہوئی۔ اور اس کا کیا نتیجہ نکلتا ہے۔ لیکن میں پھر ایک دفعہ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں یہاں بحیثیت ایک ٹیم کے کارکن کے اپنے قائد پر اعتماد کرنا چاہیے۔ اور اس بات کا انتظار کرنا چاہیے کہ ان کا کیا لائحہ عمل ہے اور آپ کو یقین ہونا چاہیے کہ آپ کا موقف اور آپ کا جو مفاد ہے قائد ایوان کو وہ عزیز ہے اور ہم اس سے ہٹ کر کوئی بات بھی تسلیم کرنے کو تیار نہیں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب سپیکر، یہ مکمل جواب آگیا۔ میرا خیال ہے کہ اب اس کے اوپر مزید بات نہ کی جائے۔ ورنہ یہ سلسلہ پھر اسی طرح چلتا رہے گا۔ اور جو ہمارا اصل کام ہے جس کے لیے آج ہم یہاں اکٹھے ہوئے ہیں۔ ماہنسٹر صاحب کی کل وزیر اعلیٰ صاحب سے بات ہوئی۔ اور جو میری بات ہوئی وزیر اعلیٰ صاحب سے وہ بھی میں نے ہاؤس کے گوش گزار کی ہے۔ میرے خیال میں ابھی موقع دیں۔ ان شاء اللہ یہ ایک دو دن میں مسئلہ حل ہو جائے گا۔ اب بات تو جو بھی کرے گا بار بار وہی بات سامنے آئے گی۔ ابھی وہی تفصیل کے ساتھ اس کے اوپر بات ہوئی ہے۔

سردار عاشق حسین گوپانگ، جناب والا! میں آپ کا اس معزز ایوان کا بے حد مشکور ہوں کہ حقیقت کھل کر سامنے آگئی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میں اس الزام سے بری الذمہ قرار دیا گیا ہوں۔ یہ میں آپ کا اس معزز ایوان کا اور جناب وزیر قانون صاحب کا مشکور ہوں۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی تحقیقات فرمائیں ان کا بھی میں مشکور ہوں۔ میں اس بات کو یہاں پر ختم کرتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ ہمارے تمام معزز اراکین کے ساتھ بھی انصاف ہوگا۔ اور اسی ہاؤس میں ان کی تردید ہونی چاہیے۔ جس وقت موقع ملے اس ہاؤس میں اس واقعے کے تردید ہونی چاہیے۔ تاکہ تمام دنیا کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے معزز اراکین اس طرح کے کاموں میں ملوث نہیں ہیں۔ صرف ایک بات کہ سب ڈویژن علی پور میں صرف دو پرچے درج ہوئے یہ ایک نشان دہی کر رہا ہوں۔ ایک پرچہ میرے خلاف اور ایک پرچہ میرے دست راست سابق ضلع کونسل کے چیئرمین کے خلاف۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ کیا پوری تحصیل میں جس کی اب وضاحت ہوگئی ہے کہ ہم صرف دو ہی چور تھے؛ پوری سب ڈویژن میں اور کسی کے خلاف پرچہ درج نہیں ہوا۔ میرا نشان دہی کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں اس بات پر غور کرنا چاہیے اور اس مسئلے کو اس زاویے سے دیکھنا چاہیے۔ بڑی مہربانی۔ شکریہ۔

جناب سپیکر، شکریہ۔ نجیب اللہ صاحب! ساری بات ہوگئی ہے۔ اب رہنے دیں۔ کیونکہ آپ کا اور صدر شاکر صاحب کا نام لے کر میں نے خود وزیر اعلیٰ صاحب کے گوش گزار کی ہیں آپ کی ساری کی ساری باتیں جو آپ نے یہاں پر کی ہیں۔ اور انھوں نے اس پر کافی نوٹس لیا ہے اور وہ مسئلے کا حل کر رہے ہیں۔ اب انھیں موقع دینا چاہیے۔ جی شاہ صاحب۔

مخدوم سید محمد عبداللہ شاہ بخاری، بجائے اس کے کہ ہم باری باری اس چیز پر بولتے رہیں۔ میں لاء منسٹر صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جتنے ہمارے ایم پی اے صاحبان ہیں۔ ان کے سب سے پہلے میٹر چیک کروالیں۔ لیکن جو ہماری آرمی کے ساتھ ایک تکنیکی آدمی جو ایمان دار ہو۔ پورے پاکستان میں واپڈا میں کچھ ایمان دار بھی تو ہیں۔ سارے کے سارے بے ایمان نہیں ہیں۔ ہمارے اوپر اب یہ ایک بات ثابت ہو رہی ہے کہ صرف یہ جو ایوان آیا ہے۔ یہ جو پنجاب اسمبلی کے ممبر ہیں یہی صرف چور ہیں۔ اگر ہم چور ہی elect ہو کر آئے ہیں تو اب یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن ہم چور نہیں ہیں۔

جناب سپیکر، وہ تو clear ہوگیا عاشق گوپانگ صاحب کی بات سے۔

مخدوم سید محمد عبداللہ شاہ بخاری، نہیں یہ کوئی clear نہیں ہے۔ بالکل ان کا میٹر ہے تو ان کو دینا چاہیے۔ میری طرف واجب الادا ہے تو مجھے ادا کرنا چاہیے۔ پہلے چیکنگ کرالیں۔ پہلے یہ کلیئر ہوں گے اس کے بعد پبلک کی چیکنگ ہوگی۔ ہم اس چیز کے لیے حاضر ہیں لیکن ہم بدنام نہیں ہونا چاہتے۔ ہم کوئی چور نہیں ہیں تو منتخب ہوکر آئے ہیں۔ یہ تو ہماری پارٹی کے خلاف بھی سازش ہے کہ جناب! یہ چور منتخب ہو کر آ گئے ہیں اور اگر ہم یہاں بیٹھنے والے چور ہیں تو باقی عوام کا کیا حال ہوگا اور باقی پارٹی کا کیا حال ہوگا؟

جناب سپیکر، شاہ صاحب! شکریہ۔ اب یہ بات ہو گئی ہے بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ ایم پی ایز کے علاوہ کسی بھی شہری کے خلاف اس طرح نہیں ہونا چاہیے۔

حاجی محمد نواز خان کلیار، جناب سپیکر۔۔۔

جناب سپیکر، نہیں، کلیار صاحب! اب بات ہو گئی ہے۔

قرارداد

بھارتی مظالم کے خلاف کشمیری بھائیوں کے ساتھ اظہار یک جہتی

جناب سپیکر، کل یہ طے ہوا تھا کہ آج کا دن بڑی ہی اہمیت کا حامل ہے اور وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف صاحب نے کشمیری بھائیوں کے ساتھ اظہار یک جہتی کے لیے جو کال دی ہے آج ہم اس کے لیے اکٹھے ہوئے ہیں تو اس حوالے سے اس کا پس منظر آپ سب کے علم میں ہے کہ کشمیریوں کے ساتھ جو ظلم ستم ہو رہے ہیں اور پچھلے 50 سال سے ہوتے چلے آ رہے ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ انسانی حقوق کی تمام تنظیموں نے بھی اس بات کا نوٹس لیا اور ہر فورم پر بات بھی ہوئی لیکن ہندوستان کی ہٹ دھرمی کی وجہ سے وہ کوئی سوچنے اور دیکھنے کے قابل نہیں ہے جو کشمیریوں کے ساتھ ظلم وستم ہو رہے ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں اور ہم نے کل یہ طے کیا تھا اور قائد حزب اختلاف بھی یہاں پر موجود ہیں اور ہاؤس نے بھی اس بات کی متفقہ طور پر اجازت دی تھی کہ آج ہاؤس کے اندر کوئی دوسرا معاملہ ٹیک اپ نہیں کریں گے ایجنڈے کے اوپر جو تحاریک استحقاق، تحاریک التوائے کار اور سوالات تو خیر ویسے ہی چھٹی کے حوالے سے نہیں آ سکتے لیکن کل ہم نے ہاؤس کی اجازت سے دوسرا ایجنڈا بھی اگلے اجلاس تک کے لیے پینڈنگ کیا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ

آج اس حوالے سے عوام تک یہ بات جانی چاہیے کہ آج کے اجلاس میں متفقہ طور پر قرارداد کشمیری بھائیوں کے حق میں لائی جا رہی ہے اور کوئی ایسی چیز نہیں آنی چاہیے جس سے یہ تاثر نکلتا ہو کہ اس پر بھی ہمارا اتفاق نہیں ہے تو کل چونکہ یہ طے ہوا تھا اور ایجنڈے کے اوپر بھی یہ بات آچکی ہے۔

جناب محمد ثاقب خورشید، جناب سپیکر۔۔۔

جناب سپیکر، ثاقب خورشید صاحب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟

جناب محمد ثاقب خورشید، جناب سپیکر! شکریہ۔ میں نکتہ ذاتی وضاحت پر بولنا چاہتا ہوں۔

آج اور کل کے اخبارات روزنامہ "جنگ" اور "خبریں" میں مجھ سے منسوب جو خبریں چھاپی رہی ہیں بیشتر اخبارات میں میرے نام سے جو خبریں آئی ہیں وہ قطعاً درست نہ ہیں۔ آج کے اخبار میں میرے حوالے سے یہ خبر چھاپی گئی ہے کہ کل والی خبر میری ایم این اے محترمہ تہمینہ دولتانہ کی طرف سے فیکس کی گئی ہے یہ قطعاً درست نہ ہے کیوں کہ میں یہ حقیقت بیان کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے تحقیق کی ہے کہ پرسوں جو خبر بھیجی گئی ہے وہ پیپلز پارٹی کے ایک ایڈووکیٹ کے نام سے رجسٹر نمبر 64525 وہاڑی سے فیکس کی گئی ہے۔ میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میں میاں محمد اظہر صاحب کی دل کی اتھاہ گہرائیوں سے قدر کرتا ہوں اور کرتا رہوں گا وہ میرے محسن ہیں۔ جہاں تک پارٹی ڈسپلن کا تعلق ہے میں اس کا انتہائی پابند ہوں۔ میں نے پچھلے دور میں بعض حکمرانوں کے دباؤ کے باوجود پارٹی ڈسپلن کی خلاف ورزی نہیں کی تو میں یہ گزارش کروں گا کہ روزنامہ "جنگ" اور "خبریں" کو یہ تاکید کی جائے کہ مجھ پر کیچڑ اچھالنے سے باز رہے۔

جناب سپیکر، ثاقب صاحب! اس خبر کی تردید آ گئی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، جی، منیس صاحب پوائنٹ آف آرڈر پہ ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! ابھی جیسے آپ نے یہ بات فرمائی کہ آج کا دن نہایت ہی اہمیت کا حامل دن ہے اور کل یہ بات طے بھی ہوئی تھی کہ یہ قرارداد متفقہ طور پہ پیش ہو گی۔

جناب سپیکر! میں آپ کی اطلاع کے لیے اور معزز ایوان کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں اس معاملے میں نہیں پوچھا گیا۔۔۔

جناب سپیکر، میں نے پورے ہاؤس کے اندر خود آپ سے پوچھا تھا۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں قرارداد کی بات کر رہا ہوں کہ قرارداد جب متفقہ آتی ہے تو دونوں سرکاری اور اپوزیشن بنچز کو بیٹھ کر ترتیب دینی چاہیے تو وہ ترتیب نہیں دی گئی تو میں اس سلسلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے اس میں ایک ترمیم جمع کرائی ہے مجھے اس پہ بولنے کا ضرور موقع عنایت فرمائیں۔

جناب سپیکر، یعنی وہ متفقہ تو نہیں ہو گی۔۔۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! میں نے ایک اور قرارداد بھی جمع کرائی ہے۔

جناب سپیکر، وہ ابھی نہیں آئی کیوں کہ یہ تو کل طے ہوا تھا اور یہ ایجنڈے پہ آ گئی ہے۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! طے تو یہ ہوا تھا کہ متفقہ طور پہ آئے گی لیکن حکومت نے اس سلسلے میں کوئی رابطہ نہیں کیا اور اس کو ترتیب دینے میں ہم سے کوئی مشورہ کیا گیا ہے متفقہ تو وہ چیز ہوتی ہے باہمی مشورے کے ساتھ بیٹھ کر کی جائے۔

جناب سپیکر، راجا صاحب! اس سلسلے میں آپ کیا کہنا چاہیں گے؟

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے آپ فرما رہے ہیں میں نے قائد حزب اختلاف سے کل خود بھی بات کی تھی اور انھوں نے اتفاق فرمایا تھا کہ قرارداد متفقہ طور پہ لائی جائے گی۔ جناب سپیکر! اس کے بعد آج صبح سے میں مسلسل پونے دس بجے سے لے کر ساڑھے دس بجے تک' اس وقت ان کے سٹاف کو بلا کر پوچھا جا سکتا ہے' مجھے معلوم نہیں کہ محترم قائد حزب اختلاف کمرے کو اندر سے لاک کر کے کیا کر رہے تھے انھوں نے کہا کہ جی! کمرہ اندر سے لاک ہے ہم اندر نہیں جا سکتے۔ پونے دس سے لے کر ساڑھے دس بجے تک میں رابطے کی مسلسل کوشش کرتا رہا۔

جناب سپیکر! تیسری بات یہ ہے کہ آپ پوری قرارداد کو اٹھا کر دیکھیں جو اس ہاؤس میں سرکولیٹ ہو چکی ہے اس میں کون سا ایسا لفظ ہے جو قابل اعتراض ہو اور میں اس وقت معزز قائد حزب اختلاف کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب ہم ان کا اتنا احترام کرتے ہیں اور ہم ایک بڑی سطح پر دیکھتے ہیں۔ یقین کیجیے کہ مجھے ان کی قابلیت' مجھے ان کی شرافت' مجھے ان کی دیانت' ساری باتوں کا اعتراف ہے اور میں اپنے دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ان کی عزت کرتا ہوں لیکن جناب

سپیکر! اگر آپ حکومت کی قرارداد ایک طرف رکھیں اور انہوں نے اس میں ایک فقرہ کی ترمیم دی ہے کہ جناب میاں نواز شریف کا نام یہاں سے کاٹ دیا جائے تو کس کا نام رکھا جائے؟ اس ملک کے وزیر اعظم کا نام کاٹ کر ہم کشمیر آزاد کروانے کی بات کر سکتے ہیں۔ یہاں ان کا نام لکھا جائے۔ جناب سپیکر! کوئی ترمیم ایسی ہو جس کو یہ ہاؤس اختیار کرنا چاہے تو میں شاید سب سے پہلا شخص ہوتا جو ان کے ساتھ اتفاق کرتا لیکن یہ اپنے آپ کو وہاں لے کر جانا چاہتے ہیں کہ جہاں ہم تصور بھی نہیں کر سکتے تو میں ان کی اس ترمیم سے اتفاق نہیں کرتا اور دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آج جو قرارداد آ رہی ہے کل ہم نے پورے ہاؤس کا اس قرارداد کے لیے اوکے دیا تھا۔ ہم ہاؤس کی اجازت سے قرارداد لے کر آ رہے ہیں اور اس میں ترمیم کے لیے ان کو دو دن کے وقفے کی ضرورت ہے۔ یہ آج صبح سرکولیٹ کروا رہے ہیں کہ ترمیم دے دیں۔ اس طرح ترمیم قواعد و ضوابط کے مطابق بھی نہیں آ سکتی اس لیے آپ سے میری یہ استدعا ہے کہ ہر معاملے کو ہم مذاق نہ بنائیں اور جس طرح جن خیالات کا اظہار جناب سپیکر صاحب نے فرمایا ہے ہمیں کم از کم آج کے دن ایک پلیٹ فارم پر متحد اور متفق ہو کر اس قرارداد کو پاس کرنا چاہیے اور دیکھنا یہ چاہیے کہ اس میں قابل اعتراض بات کون سی ہے جس پر آپ نے اعتراض کیا ہے' اگر آج ہم اس سیاسی نظام میں اپنے قائد کا نام حذف کر دیں تو پیچھے رہ کیا جائے گا؟ ہم کس کا نام لکھ کر قرارداد کو منظور کروائیں؟ کس کی وجہ سے یہ معاملہ ساری دنیا میں ہائی لائیٹ ہوا ہے؟ کس کی وجہ سے آج کشمیر کا یہ معاملہ زندہ ہے؟ اگر اس شخص کا نام آپ علیحدہ کر دیں تو کس کا نام لکھیں جو اس کو بیچنے کے لیے تیار ہے۔ شکریہ' جناب سپیکر! (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر، منیس صاحب! آپ ایک منٹ کے لیے ذرا تشریف رکھیں' میں آپ کی بات سنتا ہوں دیکھیں منیس صاحب! ایک تو ہم اگر قواعد اور طریقہ کار کو لیں تو مجھے پتا ہے شاید آپ کو بھی پتا ہو گا کہ اس قرارداد میں ترمیم نہیں ہو سکے گی یہ تو ایک قواعد کی بات ہے اور جہاں تک ہاؤس کے consent کا تعلق ہے وہ بھی آپ کے سامنے ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ ان چیزوں سے ہٹ میں سمجھتا ہوں اور جیسے وزیر قانون صاحب نے آپ کا ذکر کیا اور ہمیں اس بات کی خوشی ہے کہ آپ ماشاء اللہ خدا کے فضل سے نہایت محنتی ثابت ہوئے ہیں' ہو رہے ہیں اور اس ہاؤس میں جو

ڈالنے کی کوشش کر رہے ہیں اور حصہ لیتے ہیں اور آپ واحد ہیں' باقی اپوزیشن کے حضرات بھی بیٹھے ہیں' ان میں سے سعید اکبر صاحب بھی حصہ لیتے ہیں' وقتاً فوقتاً شاہ صاحب بھی آتے ہیں' وٹو صاحب بھی ہیں لیکن ہمیں تو خوشی ہے کہ آپ محنت کرتے ہیں' کوشش کرتے ہیں۔ ہم اس بات کی قدر کرتے ہیں لیکن جو ایک قومی معاملہ ہے' پورے پاکستان کی بات ہے' یہ کشمیریوں کے ساتھ یک جہتی کا مسئلہ ہے' آپ نے کشمیریوں کے ساتھ یک جہتی کا اظہار کرنا ہے۔ کل وفاقی سطح پر سیمینار ہوا ہے' جس میں تمام ملک کی جماعتوں نے قراردادیں پاس کی ہیں اور آج آپ ایک ترمیم دے رہے ہیں اور ایسی ترمیم دے رہے ہیں کہ جس میں آپ کہتے ہیں کہ اس ملک کے وزیر اعظم کا نام نہ ہو' جس کی وجہ سے سارا کچھ ہو رہا ہے اور جس کی وجہ سے کشمیر کا نام زندہ ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

انھوں نے بطور قائد حزب اختلاف بھی کشمیر کا نام زندہ رکھا اور ہر بین الاقوامی فورم پر انھوں نے کشمیر کا نام زندہ رکھا اور اب بھی ان کی یہی کوشش ہے اور اقوام متحدہ میں بھی بطور وزیراعظم کشمیر کا ذکر کرتے ہیں اور بات کرتے ہیں اور ہر جگہ ہر فورم پر وہ کشمیریوں کے ساتھ ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ ان کا نام نہ ہو۔ یہ آپ کے لیے سوچنے والی بات ہے اور میں قائد حزب اختلاف سے یہی درخواست کروں گا کہ آج کا دن یک جہتی کا دن ہے اور اس حوالے سے آپ اس میں کوئی ترمیم نہ دیں اور متفقہ طور پر اس قرارداد کو پاس کروائیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ کل جو بات یہاں طے ہوئی تھی کہ یہ قرارداد متفقہ طور پر پیش کی جائے گی اور متفقہ کا مقصد یہ ہے کہ حکومتی بنچوں سے اور اپوزیشن کے بنچوں سے ارکان مل بیٹھ کر قرارداد کی عبارت کو ترتیب دیتے۔ مجھے یا کسی اور کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے' کیا ہم کشمیر نہیں چاہتے؟ کیا ہم کشمیریوں کے حق میں یا ان کی یک جہتی کے لیے اکٹھے نہیں ہو سکتے؟ ایسا کوئی شخص، مسلمان پاکستانی نہیں ہو گا جو کشمیریوں کے ساتھ یک جہتی میں شامل نہ ہو۔

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ایک بات طے ہوئی ہے اور معزز وزیر قانون ابھی فرما رہے ہیں کہ آج صبح پونے دس بجے سے ساڑھے دس بجے تک وہ مجھ سے رابطہ کرتے رہے ہیں۔ آپ یہ قرارداد دیکھیں تو یہ کل جمع کروا دی گئی تھی۔ پھر یہ مجھ سے کس بات کے لیے رابطہ کر رہے تھے۔ جناب سپیکر! اگر یہ متفقہ طور پر نہیں لا رہے تو پھر میرا حق بنتا ہے کہ میں اس میں ترمیم لاؤں اور اگر اس

کی عبارت کو آپ پڑھیں تو یہ متفقہ قرارداد کی صورت نہیں بنتی' یہ مسلم لیگ کی قرارداد بنتی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ پاکستان کی قرارداد بنے' یہ یک جہتی بھی تب ہی ہوسکتی ہے کہ اس کو پاکستان کی قرارداد بنایا جائے۔ آپ خود فرما رہے ہیں کہ کل سیمینار ہوا ہے اور اس میں تمام جماعتوں نے حصہ لیا ہے۔ تمام جماعتیں اسی لیے حصہ لے رہی ہیں کہ اس کو ایک پاکستان کو فورم بنا کر' ایک قوم' پاکستان اور اعلیٰ ملک ہونے کے ناتے انھوں نے اکٹھے ہو کر ایک چیز پیش کی ہے۔ کیا یہ ایک پارٹی کی قرارداد ہے؟

جناب سپیکر، منیں صاحب! اگر اس میں یہ کہا جائے کہ وزیر اعظم پاکستان جو کہ صدر مسلم لیگ بھی ہیں تو اس میں کوئی حرج والی بات ہے؟ یا کیا یہ حقیقت سے ہٹ کر ہو گا؟

جناب سعید احمد خان منیں، جناب سپیکر! معزز وزیر قانون صاحب ہمیں بلا کر یہی بات سمجھا دیتے۔

جناب سپیکر، وزیر قانون صاحب! آپ ابھی دیکھ لیں۔

وزیر قانون، میں صبح سے کوشش کر رہا ہوں۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اس میں قابل اعتراض بات کون سی ہے۔ انھیں صرف میاں نواز شریف صاحب کے نام پر اعتراض ہے۔ وہ تو انھیں ویسے بھی ہونا تھا۔

جناب سپیکر، سعید اکبر صاحب اور منیں صاحب میرا خیال ہے کہ اس کو متفقہ رہنے دیا جائے اور اس میں اگر ان سے کوئی کوتاہی ہوئی بھی ہے تو حقیقتاً آج صبح جب میں آیا ہوں تو میں نے بھی ان سے یہی بات کی تھی کہ اپوزیشن سے آپ نے بات کی ہے تو انھوں نے کہا کہ میں پورا پونا گھنٹہ ان سے رابطہ کرتا رہا ہوں۔ اگر آپ کہتے ہیں تو ہم ان سے کہتے ہیں کہ معذرت کرلیں۔ کیوں راجہ صاحب آپ اگر ان سے کل رابطہ نہیں کر سکے تو آپ ان سے معذرت کرلیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! میں اجلاس کے بعد ان کے کمرے میں جا کر معذرت بھی کروں گا اور ان کے ساتھ چائے بھی پیئوں گا۔

جناب سپیکر، منیں صاحب! اب میرا خیال ہے کہ اب رہنے دیا جائے۔

جناب سعید احمد خان منیں، جناب سپیکر! میں نے جو ترمیم دی ہے' اس میں میں پاکستان کا نام لایا ہوں۔ کیا پاکستان کا نام زیادہ بڑا ہے یا صدر پاکستان مسلم لیگ زیادہ بڑے ہیں۔ وہ وزیر اعظم

ہیں، ہمیں ان کا احترام ہیں۔

جناب سپیکر، وزیر اعظم پاکستان مسلم لیگ کے صدر ہیں۔ منیں صاحب! آپ بڑا دل کریں۔ ماشاء اللہ آپ کا بڑا دل ہے اور آپ بڑے حوصلے والے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیں، آپ اس کو متفقہ قرارداد کیسے کہیں گے؟

جناب سپیکر، اب اس کو اسی طرح رہنے دیں۔

جناب سعید اکبر خان، اگر یہاں پاکستان آجانے کا تو پوری عوام ـــــ

جناب سپیکر، پاکستان تو آیا ہوا ہے، پاکستان کے بغیر تو ہم ہیں ہی نہیں۔ یہ چھوٹے چھوٹے نکتے ہیں۔ منیں صاحب! اب آپ اس پر press نہ کریں۔

جناب سعید احمد خان منیں، جناب سپیکر! جب یہ طے ہو گیا ہے کہ یہ قرارداد متفقہ پیش کی جانی ہے تو یہ ہمارے ساتھ ابھی بیٹھ جائیں۔

وزیر قانون، جناب سپیکر! ہم اس میں کوئی ترمیم کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ میں نے خود ان کی خدمت میں گزارش کی ہے، میں دوبارہ مودبانہ گزارش کرنے کے تیار ہوں۔

جناب سعید احمد خان منیں، اگر یہ سمجھتے ہیں کہ پاکستان بڑا نہیں ہے۔

جناب سپیکر، آپ کا یہ پوائنٹ میں نے دیکھ لیا ہے۔ میں نے آپ کی ترمیم دیکھی ہے۔ اس کا پھر فائدہ نہیں ہو گا۔

جناب سعید احمد خان منیں، یک جہتی کے معاملے پر کوئی دوسری بات ہی نہیں ہے۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ہم اس ایوان میں نہ بیٹھیں تو یہ آپ کی مرضی ہے لیکن یہ جو حکومت کی ہٹ دھرمی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی طریقے سے بھی قابل ستائش نہیں ہے۔

جناب سپیکر، اس میں ہٹ دھرمی نہیں ہے۔

جناب سعید احمد خان منیں، جناب سپیکر! تو پھر آپ ہمیں ہماری قرارداد پیش کرنے کی اجازت دے دیں۔ یہ اپنی پیش کر لیں ہم اپنی پیش کر لیں۔

جناب سپیکر، وہ میں نہیں دے سکتا، ویسے آپ کی قرارداد رولز میں بھی نہیں آتی۔

جناب سعید احمد خان منیس، جناب سپیکر! پھر یہ تھا تو نہ ہوتی۔ پھر آپ ترمیم کی اجازت دے دیں۔

جناب سپیکر، میں آپ کو حقیقتاً بتاؤں گا کہ آپ صحیح نہیں کر رہے اور بالکل صحیح نہیں کر رہے۔ آپ کو آج کے دن چاہیے تھا کہ ایسا نہ کرتے۔ آپ پہلے کہہ رہے ہیں کہ میاں نواز شریف کا نام نہ ہو' وزیراعظم کا نام نہ ہو۔ یہ کوئی بات کرنے والی ہے' یہ کوئی کہنے والی باتیں ہیں۔ آپ غلط بات کر رہے ہیں۔

جناب سعید احمد خان منیس، ہم پاکستان کی بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر، آپ غلط بات کر رہے ہیں' آپ پڑھیں کیا یہ پاکستان کے لیے نہیں ہے۔ آپ کی اپوزیشن واحد اپوزیشن ہے جو اس طرح کر رہی ہے۔ اس پر پوری پاکستانی قوم لکھا ہوا ہے کہ کشمیریوں کے ساتھ ہے۔ اس میں پوری پاکستانی قوم کا ذکر ہے۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کی طرف سے واک آؤٹ کیا گیا)

وزیر قانون صاحب! آپ قرارداد پیش کریں۔

وزیر قانون، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

" یہ ایوان کشمیری بھائیوں سے یوم یک جہتی کے موقع پر ان کی تاریخ ساز جدوجہد آزادی اور ناقابل تسخیر جذبہ حریت کو سلام پیش کرتے ہوئے یک زبان اعلان یک جہتی کرتا ہے۔ ہم اپنے غیور اور بہادر کشمیری بھائیوں کو اس امر کی یقین دہانی کروانا چاہتے ہیں کہ وہ جدوجہد آزادی کے اس نازک مرحلہ میں تنہا نہیں بلکہ پوری پاکستانی قوم ان کے ساتھ ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) بھارت مظلوم اور نہتے کشمیری بھائیوں اور بہنوں کے جذبہ آزادی کو شکست دینے میں ناکام ہو چکا ہے اور وہ دن اب دور نہیں جب اسے کشمیری قوم کے جذبہ حریت کے سامنے سر جھکا دینا پڑے گا۔

ارکان پنجاب اسمبلی وزیر اعظم پاکستان محمد نواز شریف کو مسئلہ کشمیر پر جرأت مندانہ موقف اختیار کرنے پر خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) موجودہ مسلم لیگ حکومت پوری جرأت کے ساتھ کشمیر کے مسئلے کو تمام مجالس عالم میں نہایت بےباکی سے پیش کر رہی ہے اور دنیا کا کوئی ایسا فورم نہیں جہاں عالمی رائے عامہ کو مسئلہ کشمیر کے حل کے حق سے ہموار کرنے کے

لیے اورکشمیریوں پر بھارتی مظالم کے خلاف آواز نہ اٹھائی گئی ہو۔ پاکستان اور اس کے عوام کشمیریوں کو ان کا پیدائشی اورمسلمہ حق خودارادیت دلانے تک ان کی اخلاقی، سیاسی اور معارتی حمایت پر جاری رکھیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیراعظم محمد نواز شریف کی فعال اور جرات مندانہ قیادت کی بدولت پاکستان نے دنیا بھی میں کشمیر کی بین الاقوامی متنازعہ حیثیت کو منوا لیا ہے اور آج عالمی طاقتیں بھی اس کے جلد از جلد حل کے لیے متحرک ہو چکی ہیں۔

یہ ایوان اپنے کشمیری بھائیوں کو اس قرارداد کے ذریعے ایک بار پھر اس امر کی یقین دہانی کراتا ہے کہ ایک امن پسند ملک کی حیثیت سے کشمیر کے متنازعہ مسئلے کا مذاکرات کے ذریعے پرامن حل تلاش کیے بغیر چین سے نہیں بیٹھیں گے اورکشمیری عوام کو حق خودارادیت دلا کر رہیں گے"۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ،

" یہ ایوان کشمیری بھائیوں سے یوم یک جہتی کے موقع پر ان کی تاریخ ساز جدوجہد آزادی اور ناقابل تسخیر جذبہ حریت کو سلام پیش کرتے ہوئے بیک زبان اظہار یک جہتی کرتا ہے۔ ہم اپنے غیور اور بہادرکشمیری بھائیوں کو اس امرکی یقین دہانی کروانا چاہتے ہیں کہ وہ جدوجہد آزادی کے اس نازک مرحلہ میں تنہا نہیں بلکہ پوری پاکستانی قوم ان کے ساتھ ہے۔ بھارت مظلوم اور نہتے کشمیری بھائیوں اور بہنوں کے جذبہ آزادی کو شکست دینے میں ناکام ہو چکا ہے اور وہ دن اب دور نہیں جب اسےکشمیری قوم کے جذبہ حریت کے سامنے سر جھکا دینا پڑے گا۔

ارکان پنجاب اسمبلی وزیر اعظم پاکستان محمد نواز شریف کو مسئلہ کشمیر پر جرأت مندانہ موقف اختیار کرنے پر خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ موجودہ مسلم لیگ حکومت پوری جرات کے ساتھ کشمیر کے مسئلے کو تمام مجالس عالم میں نہایت بےباکی سے پیش کر رہی ہے اور دنیا کا کوئی ایسا فورم نہیں جہاں عالمی

رائے عامہ کو مسئلہ کشمیر کے حل کے حق سے ہموار کرنے کے لیے اور کشمیریوں پر بھارتی مظالم کے خلاف آواز نہ اٹھائی گئی ہو۔ پاکستان اور اس کے عوام کشمیریوں کو ان کا پیدائشی اور مسلمہ حق خودارادیت دلانے تک ان کی اخلاقی، سیاسی اور معارتی حمایت پر جاری رکھیں گے۔

وزیراعظم محمد نواز شریف کی فعال اور جرأت مندانہ قیادت کی بدولت پاکستان نے دنیا بھی میں کشمیر کی بین الاقوامی متنازع حیثیت کو منوا لیا ہے اور آج عالمی طاقتیں بھی اس کے جلد از جلد حل کے لیے متحرک ہو چکی ہیں۔

یہ ایوان اپنے کشمیری بھائیوں کو اس قرارداد کے ذریعے ایک بار پھر اس امر کی یقین دہانی کراتا ہے کہ ایک امن پسند ملک کی حیثیت سے کشمیر کے متنازعہ مسئلے کا مذاکرات کے ذریعے پرامن حل تلاش کیے بغیر چین سے نہیں بیٹھیں گے اور کشمیری عوام کو حق خودارادیت دلا کر رہیں گے۔"

جناب سپیکر، یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ

" یہ ایوان کشمیری بھائیوں سے یوم یک جہتی کے موقع پر ان کی تاریخ ساز جدوجہد آزادی اور ناقابل تسخیر جذبہ حریت کو سلام پیش کرتے ہوئے بیک زبان اظہار یک جہتی کرتا ہے۔ ہم اپنے غیور اور بہادر کشمیری بھائیوں کو اس امر کی یقین دہانی کروانا چاہتے ہیں کہ وہ جدوجہد آزادی کے اس نازک مرحلہ میں تنہا نہیں بلکہ پوری پاکستانی قوم ان کے ساتھ ہے۔ بھارت مظلوم اور نہتے کشمیری بھائیوں اور بہنوں کے جذبہ آزادی کو شکست دینے میں ناکام ہو چکا ہے اور وہ دن اب دور نہیں جب اسے کشمیری قوم کے جذبہ حریت کے سامنے سر جھکا دینا پڑے گا۔

ارکان پنجاب اسمبلی وزیر اعظم پاکستان محمد نواز شریف کو مسئلہ کشمیر پر جرأت مندانہ موقف اختیار کرنے پر خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔ موجودہ مسلم لیگ حکومت پوری جرات کے ساتھ کشمیر کے مسئلے کو تمام مجالس عالم میں نہایت بےباکی سے پیش کر رہی ہے اور دنیا کا کوئی ایسا فورم نہیں جہاں عالمی

رائے عامہ کو مسئلہ کشمیر کے حل کے حق سے ہموار کرنے کے لیے اور کشمیریوں پر بھارتی مظالم کے خلاف آواز نہ اٹھائی گئی ہو۔ پاکستان اور اس کے عوام کشمیریوں کو ان کا پیدائشی اور مسلمہ حق خودارادیت دلانے تک ان کی اخلاقی، سیاسی اور معارتی حمایت پر جاری رکھیں گے۔

وزیر اعظم محمد نواز شریف کی فعال اور جرأت مندانہ قیادت کی بدولت پاکستان نے دنیا بھی میں کشمیر کی بین الاقوامی متنازعہ حیثیت کو منوا لیا ہے اور آج عالمی طاقتیں بھی اس کے جلد از جلد حل کے لیے متحرک ہو چکی ہیں۔

یہ ایوان اپنے کشمیری بھائیوں کو اس قرارداد کے ذریعے ایک بار پھر اس امر کی یقین دہانی کراتا ہے کہ ایک امن پسند ملک کی حیثیت سے کشمیر کے متنازع مسئلے کا مذاکرات کے ذریعے پرامن حل تلاش کیے بغیر چین سے نہیں بیٹھیں گے اور کشمیری عوام کو حق خودارادیت دلا کر رہیں گے۔"

(قرارداد باتفاق رائے منظور ہوئی)

میاں عبدالستار (پی پی 124)، پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر! یہ جو قرارداد جناب نے پڑھی ہے۔ اسے متفقہ طور پر منظور کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کسی نے oppose نہیں کیا، اس لیے قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی ہے۔ گورنر صاحب کا ایک آرڈر میرے پاس ہے، مجھے وہ پڑھنے کی اجازت دیں۔

"In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Consitiution of the Islamic Republic of Pakistan. I, **Shahid Hamid**, *Governor of the Punjab*, hereby prorogue the Assembly w.e.f. February 5, 1999 on the conclusion of sitting on that day".